تقریظ: ڈاکٹر فضل احمد

فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ

عہدِ رسالت ﷺ سے عہدِ حاضر تک

جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب

www.KitaboSunnat.com

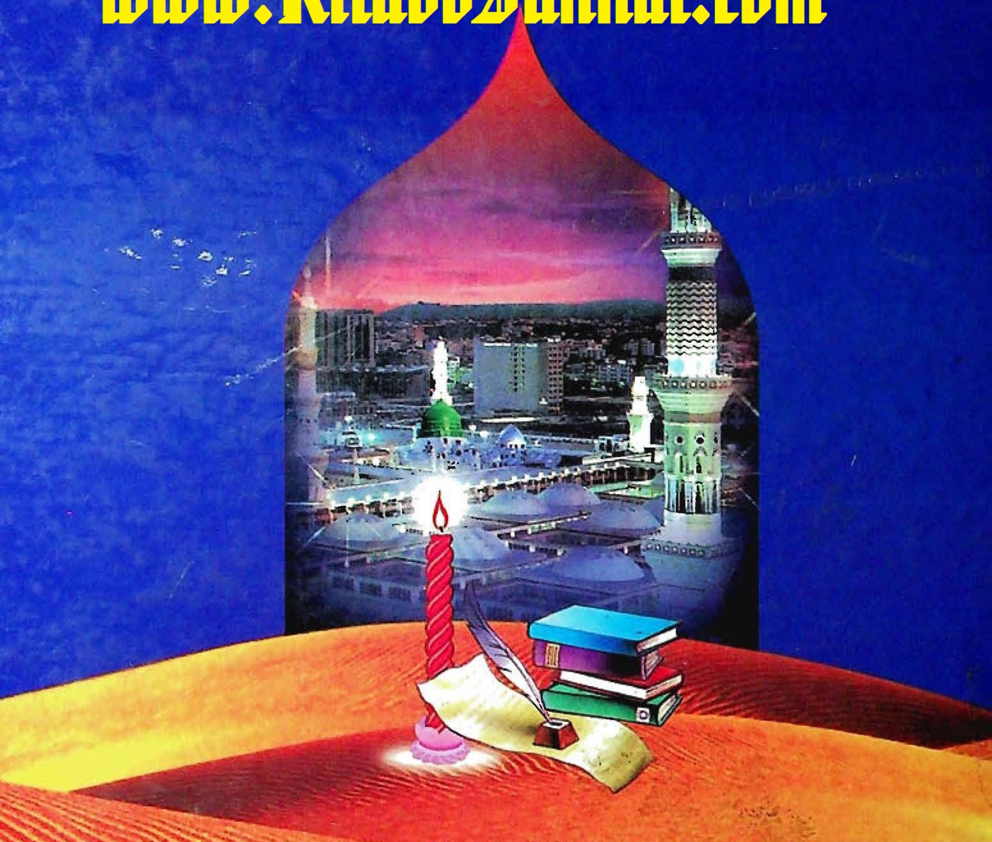

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ

عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدِ حاضر تک

جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب

www.kitabosunnat.com

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فنِ اُصولِ فقہ کی تاریخ

عہدِ رسالت ﷺ سے عہدِ حاضر تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فن اصول فقہ کی تاریخ

(عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عصرِ حاضر تک)

جلد دوم

فاروق حسن

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

اکتوبر ۱۹۹۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

نویں صدی ہجری میں سیاسی اور علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

متوکل علی اللہ (۷۹۱ھ۔۸۰۸ھ) کے بعد اس کا بیٹا مستعین باللہ (متوفی ۸۲۳ھ) خلیفہ بنا مگر وہ ۸۱۶ھ میں معزول کر دیئے گئے اور ان کی جگہ ان کے بھائی معتضد باللہ خلیفہ بنائے گئے یہ ذہین و طباع، ذی علم اور اصحاب کمال کے قدر دان تھے ان کے زمانے میں سات سلاطین آئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادہ مستعین باللہ ثانی ۸۴۵ھ میں تخت نشین ہو گئے یہ ایک عادل، زاہد، متقی اور خاموش شخص تھے۔ رات دن عبادت و ریاضت میں گذارتے وہ ۸۵۴ھ میں انتقال کر گئے ان کے بعد ان کے بھائی قایم بامر اللہ تخت نشین ہوئے ان کے زمانے میں تین سلاطین آئے ان کے بعد ان کے بھائی مستنجد باللہ ثانی، ۸۵۹ھ میں خلیفہ بنے ان کے زمانے میں چھ سلاطین آئے ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے متوکل علی اللہ ان کے جانشین بنے، متوکل پسندیدہ خصائل، خوش اطوار اور عوام و خواص میں مشہور و مقبول تھے۔ علم و فن میں ذوق رکھتے۔ امام سیوطی اس کے زمانے میں تھے متوکل کا انتقال ۹۰۳ھ میں ہوا۔[1]

اس صدی میں مصر اور مشرق میں ممالک جراکہ کا دور دورہ تھا لیکن مشرق میں دولت عثمانیہ بھی اس سے نبرد آزما تھی اور مصر میں حکمرانی کی خواہاں تھی۔ مغرب میں بہت سے داخلی انقلابات آئے مغرب اقصیٰ اور تونس کے ملوک کے مابین دوستی بڑھ گئی تھی۔ اسپانیوں نے مسلمانوں کو اندلس سے نکالنا شروع کر دیا اور انہوں نے پرتگالیوں کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو کسی صورت اندلس کی سرزمین پر برداشت نہیں کریں گے۔ پرتگالیوں نے ۸۱۸ھ میں سبتہ پر اور اسپانیوں کے ۸۶۷ھ میں جبل طارق پر اور ۸۹۷ھ میں غرناطہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور تقریباً آٹھ صدیوں تک جہاں مسلمانوں نے حکمرانی کی وہاں ان کے لئے اب کوئی جگہ نہیں رہی اگرچہ تونس، مغرب اقصیٰ اور الجزائر میں چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستیں باقی تھیں۔ شیخ محمد خضری نے نویں صدی ہجری میں اصول فقہ میں تصنیف و تالیف کا جو رجحان ان حالات میں مروج ہو گیا تھا اس کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا :

"بعد هذه الحلبة اقتصر الكاتبون في هذا العلم على شرح الكتب السابقة لايزيدون شيئاً من عندانفسهم، وعملهم ينحصر في نظر المؤلفات التي لخص منها مايشرحونه من الكتب ليحلوابه عبارتها ويفتحوا مغلقها، وانتهى عندهم التفكير والا ختيار، لان هذا العلم قد عاد الىرا من الاثار، اذ لا فائدة كانت لهم منه لان الاجتهاد قد اقفل بابه فلم تعد حاجة الى بذل الجهود في القواعد التي هي اصول الاستنباط".[2]

[1] تاریخ اسلام خلافت عباسیہ، شاہ معین الدین احمد ندوی حصہ چہارم ۲/۳۹۰۔۳۹۵ ملخص کراچی ایچ ایم سعید ۱۹۷۳ء۔

[2] اصول الفقہ، شیخ محمد خضری، ص ادارالحدیث قاھرہ سن ند۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اس مرحلہ (آٹھویں صدی ہجری) کے بعد اصول فقہ پر قلم اُٹھانے والوں نے سابق تصنیفات کی تشریح وتوضیح پر ہی اکتفاء کیا اپنی طرف سے کچھ بھی اضافہ نہیں کیا ان کا کام صرف اشارہ گیا تھا کہ جن کتابوں کی شرح کرنے بیٹھتے ہیں ان کی تلخیص پر لکھی جانے والی تصانیف کا مطالعہ کرلیں تاکہ ان کتابوں کی عبارتیں اور پیچیدہ مقامات حل ہوجائیں، غور فکر اور جانچ پڑتال کا تصور ختم ہو چکا تھا کیونکہ یہ علم زمانہ قدیم کی ایک یادگار بن کر رہ گیا تھا کیونکہ ان لوگوں کی نظر میں اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں رہ گیا تھا۔ لہٰذا جن قواعد کی حیثیت اصولِ استنباط کی تھی ان پر محنت خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔)

بہر حال ان سیاسی ہنگاموں اور داخلی انتشارات کے باوجود مصر کی طرح اندلس میں بھی ممتاز علماء اصولیین اور ان کی عمدہ کتب جو زیادہ تر شروح وغیرہ کی صورت میں تھیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ چند قابلِ ذکر اصولیین اور ان کی مؤلفات یہ ہیں ابن حبیب طاہر بن حسن (متوفی ۸۰۸ھ) کی کتاب "مختصر المنار الأصول" زین الدین الوافی (متوفی ۸۲۶ھ) کی التحریر لما في منهاج الوصول من المعقول والمنقول، کمال الدین اسکندری (متوفی ۸۶۱ھ) کی التحرير الجامع بين اصطلاح الحنفيه والشافعية، امام جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) کی "شرح الورقات" اور "شرح جمع الجوامع"، کمال الدین محمد معروف بہ امام الکمالیہ (متوفی ۸۷۱ھ) کی "شرح الورقات"، ابن امیر الحاج (متوفی ۸۷۹ھ) کی "شرح التحریر" ملا خسرو (متوفی ۸۸۵ھ) کی الوصول الى علم الاصول، حسن جلبی (متوفی ۸۸۶ھ) کا حاشيه على التلويح وغیرہ۔

ان کتب کے ذکر سے جہاں اصول پر تصنیف وتالیف کی طرف التفات نظر آتا ہے وہیں یہ بھی واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانے میں متون لکھنے کے ساتھ زیادہ تر شروح، حواشی، تقریرات، ابحاث لغویہ منطقیہ، نحویہ اور پیچیدہ معموں پر مشتمل کلام اور تحقیقی اور تقدیری اعتراضات وجوابات کے اسالیب خصوصی توجہ کا مرکز تھے۔

نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی وتحقیقی تجزیہ

ابو العباس ابن التنسی الزبیری مالکی (۷۴۰ھ/۸۰۱ھ) [1]

فقیہ واصولی تھے اپنے زمانے کے جید علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اصول الاحکام والفروع کے عارف ہوگئے۔ عرصہ دراز تک مصر کے قاضی رہے ان کی مؤلفات ان کے وسعت علمی اور دقت تفکیر پر دلالت کرتی ہیں، مختلف فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

[1] ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن عطاء اللہ بن عوض الزبیدی الاسکندرانی التنسی، (۱۳۳۹/۱۳۹۹ء) الفتح المبین ۳/۶ میں ان کا نام احمد بن محمد بن عطاء اللہ مذکور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب ۲۔ مختصر البرھان ۳۔ النکت[۱]

عبداللطیف بن ملک حنفی (متوفی ۸۰۱ھ)[۲]

فقیہ، اصولی ومحدث تھے۔

مؤلفات اصولیہ : شرح منار الانوار للنسفی تالیف کی اس پر عزمی زادہ، رھاوی اور حلبی کے حواشی ہیں یہ کتاب قاھرہ سے چھپ چکی ہے۔[۳]

علاء الاسود رومی حنفی (متوفی ۸۰۱ھ)

اصول فقہ میں خبازی کی کتاب " المغنی " کی شرح تالیف کی۔[۴]

سعدالدین خیرابادی (متوفی ۸۰۲ھ)[۵]

نحو، لغت عربیہ، فقہ، اصول وتصوف میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، ان کے والد خیر آباد کے قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی

۲۔ شرح الحسامی (المنتخب للاخسیکثی)[۶]

ابراہیم الأبناسی شافعی (۷۲۵ھ۔۸۰۲ھ)[۷]

فقیہ تھے، فقہ کے علاوہ اصول ولغتِ عربیہ میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ حصول علم کے لئے قاھرہ، شام، مکہ وغیرہ کے سفر کئے، مختلف مدارس کے علاوہ جامعۃ الازھر میں بھی تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حدیث، فقہ، اصول اور عربی زبان میں کتابیں تالیف کیں۔[۸]

یوسف بن محمود التبریزی شافعی (متوفی ۸۰۴ھ)

انہوں نے " شرح منھاج الوصول علم الاصول للبیضاوی " تالیف کی۔[۹]

---

[۱] ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۱۷، الفتح المبین ۳/ ۶، معجم الاصولیین ۱/ ۲۲۷ (۱۷۰)۔

[۲] ابن ملک، عزالدین، عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ متوفی ۱۳۹۱ء۔

[۳] ھدیۃ العارفین ۵/ ۶۱۷، الفوائد البھیہ ص ۱۰۷، الفتح المبین ۳/ ۵۰، اس میں تاریخ وفات ۸۸۵ھ مذکورہ ہے معجم الاصولیین ۲/ ۲۲۹ (۴۶۰)۔

[۴] علاء الدین علی بن عمر الاسود رومی، کشف الظنون ۲/ ۱۷۴۹۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۷۲۶۔

[۵] سعدالدین بن قاضی بدھن بن شیخ محمد القدوائی خیر آبادی متوفی ۱۳۹۹ء۔

[۶] ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۸۵، اس میں تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے، معجم الاصولیین ۲/ ۱۱۹ (۳۵۵)۔

[۷] ابومحمد برھان الدین ابراھیم بن موسیٰ بن ایوب الابناسی مصری (۱۳۱۵ء/ ۱۳۹۹ء)۔

[۸] معجم الاصولیین ۱/ ۶۳، ۶۴ (۳۶)۔

[۹] جمال الدین یوسف بن محمود السرائی، تبریزی، ھدیۃ العارفین ۶/ ۵۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر بن علی بن الملقن شافعی (۷۲۳ھ/۸۰۴ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱. کافی المحتاج کے نام سے قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کی شرح لکھی۔

۲. شرح المختصر لابن الحاجب۔[1]

بہرام الدمیری مالکی (۷۲۴ھ۔۸۰۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور نحوی تھے ان کے زمانے میں ریاست مالکیہ ان پر ختم ہوتی تھی تدریس کی اور مصر میں قاضی بھی رہے، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح مختصر المنتهى لابن الحاجب تالیف کی دار الکتب مصریہ میں تین مجلدات اس کا مخطوطہ موجود ہے جس نے نمبر (۳۲) اصول ہے۔ ھدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے : شرح منتهى السول والامل بن الحاجب۔[3]

عبدالرحیم العراقی شافعی (۷۲۵ھ۔۸۰۶ھ)[4]

محدث، حافظ، فقیہ، اصولی، ادیب اور لغوی تھے۔ شیخ علاء الدین بن الترکمانی حنفی اور جمال الدین الاسنوی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ مدینۃ المنورہ میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔ قاھرہ میں مشیخۃ الحدیث کے کئی جگہ متولی رہے، دیار مصر کے محدث رہے، آپ کے زمانے کے شیوخ ان کی معرفتِ حدیث پر ثناء خوانی کرتے تھے مثلاً امام سبکی، شیخ عز بن جماعہ اور ابن کثیر وغیرہ۔ اصول فقہ میں بھی عمدہ کلام و بحث پر قدرت رکھتے تھے، کئی فنون پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "النجم الوهاج" یہ کتاب قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کا نظم ہے جو تین سو سڑسٹھ (۳۶۷) ابیات پر مشتمل ہے۔ آپ کے صاحبزادہ احمد نے ان ابیات کی تشریح کی ہے۔

۲۔ "نكت على المنهاج" صاحب معجم الاصولیین نے لحظ الالحاظ کے حوالے سے لکھا ہے انہوں نے کہا :

> "بين فيها حكمة مخالفته لعبارة المنهاج والتنبيه على دقائق ذلك، بلغ فيه الى اثناء الباب الخامس في الناسخ والمنسوخ".[5]

(اس میں انہوں نے المنہاج کی عبارت سے اختلاف کی حکمت کا ذکر کیا اور اس کے دقائق کی طرف اشارہ کیا اور وہ اس کے پانچویں باب ناسخ و منسوخ کے اختتام تک پہنچے۔)

۱۔ ابوحفص سراج الدین عمر بن علی بن احمد بن محمد انصاری المصری، کشف الظنون ۲/۱۸۵۶، ھدیۃ العارفین ۵/۷۹۱۔

۲۔ ابوالبقاء تاج الدین بہرام بن عبداللہ بن عبدالعزیز السلمی الدمیری القاھری (۱۳۲۳ء/۱۴۰۳ء)

۳۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۴۴، شذرات الذھب ۷/۴۹، الفتح المبین ۳/۱۲، معجم الاصولیین ۲/۱۱ (۲۴۱)، کشف الظنون ۵/۱۸۵۵۔

۴۔ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابراہیم زین الکردی (۱۳۲۵ء/۱۴۰۴ء) یہ عراقی الاصل تھے۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/۵۶۲، ۱۴، معجم الاصولیین ۲/۱۹۵ (۴۳۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن ابن خلدون الحضرمی مالکی (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ)[1]

فقیہ، اصولی، محدث، حافظ مؤرخ، ادیب اور حکیم تھے۔ مصر میں مالکی منصب قضاء پر فائز رہے متقدمین مثلاً امام غزالی وامام فخر الدین رازی کے مسلک پر چلے اور وہ کہتے تھے کہ ہر فن میں کتب کا اختصار اور شیخ عضد وغیرہ کے طرز پر الفاظ کا تعبد متاخرین کی اختراع ہے اور علم تو ان سے بالاتر شئی کا نام ہے، اور وہ ابن الساعاتی کی کتب البدیع کو ابن حاجب کی کتاب المختصر پر مقدم مانتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ابن حاجب نے اسے شیخ سے حاصل نہیں کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

۲۔ لسان الدین غرناطی کی اصول میں کتاب "الفیہ" کی شرح لکھی۔

۳۔ امام فخر الدین رازی کی المحصل کی تخلیص کی۔

۴۔ ابن خطیب کی اصول میں کتاب "الرجز" کی شرح لکھی۔[2]

محمد بن محمد الأسدی شافعی (۷۲۴ھ۔۸۰۸ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البروق اللوامع فیما اور علی جمع الجوامع، البروق اللوامع کا ایک خطی نسخہ مکتبہ المرکزیہ جامعہ الملک سعود میں ہے جس کا نمبر (۱۲۸) ہے۔

۲۔ تشنیف المسامع بشرح جمع الجوامع.

۳۔ التوضیح علی مختصر ابن الحاجب۔[4]

ابن العماد الاقفہسی (۷۵۰ھ۔۸۰۸ھ)[5]

اسنوی، بلقینی اور عراقی سے زانوے تلمذ طے کیا مختلف علوم میں مہارت حاصل کی۔ سؤالات کے جوابات کتب مراجعت کے بغیر بلاتوقف دے دیتے۔ یہ بات ان کی علمی بصیرت پر دلالت کرتی ہے، آپ کی تصانیف نظم ونثر، شرح وحاشیہ پر مشتمل ہیں۔

---

[1] ابن خلدون، ابوزید ولی الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد الحضرمی الاشبیلی الاصل التونسی، القاہری (۱۳۳۲ء/۱۴۰۶ء) تونس میں ولادت ہوئی۔

[2] ھدیۃ العارفین ۵/۵۲۹، الفتح المبین ۳/۱۳، ۱۴، معجم الاصولیین ۲/ ۱۸۸، ۱۸۹ (۴۲۵)۔

[3] محمد بن محمد بن خضر بن سمری الاسدی الزبیری العیزری المقدسی الدمشقی۔

[4] کشف الظنون ۱/ ۵۹۵، ھدیۃ العارفین ۶/ ۱۷۸۔

[5] ابوالعباس شہاب الدین احمد بن عماد الدین بن محمد بن یوسف الاقفہسی، ابن العماد (۱۳۴۹ء/۱۴۰۵ء) مصر میں ولادت ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : الفوائد فی شرح الزوائد تالیف کی۔ دراصل کتاب "زوائد الاصول" عبدالرحیم اسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) کی کتاب ہے جس میں انہوں نے ان مسائل کو ذکر کیا جن سے قاضی بیضاوی نے منہاج الوصول میں بے توجہی برتی تھی، اور اس کے مقدمہ میں امام اسنوی نے لکھا تھا :

فلما یسر اللہ الفراغ من شرح المنهاج، شرعت فی شفعه بمجمع ماخلاعنه المنهاج المذكور من المسائل الاصوليه".

(جب اللہ تعالیٰ نے المنہاج کی شرح سے فراغت آسان فرمادی تو میں نے اس کی دوسری شرح کی تالیف کا آغاز کیا اس میں ان مسائل اصولیہ کو جمع کیا جو منہاج مذکور میں نہیں تھے۔)

کتاب "الفوائد"، امام اسنوی کی مذکورہ کتاب "زوائد الاصول" کی شرح ہے اس کتاب الفوائد کا ایک نسخہ شستر بیتی ۱۷۷۱ کے تحت موجود ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"الحمدللہ الذی اسس شریعة نبیه احسن اساس الخ".

اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"اختلف اصحابنا واصحاب ابی حنیفه فی المزنی وأبی العباس بن سریح وأبی یوسف و محمد بن الحسن، رضی اللہ عنهم، فقیل مجتهدون مطلقا، وقیل : بل فی المذهبین".

اس کے بعد مؤلف نے کہا :

"وهذا اخرما یسر اللہ تعالیٰ بمنّه وکرمه وسعة فضله من کتاب الفوائد فی شرح الزوائد، فله الحمد...وصحبه اجمعین ".[1]

طاہر بن حبیب الحلبی حنفی (۷۴۰ھ۔۸۰۸ھ)[2]

فقیہ، اصولی، مؤرخ، ادیب اور محدث تھے۔ حلب اور پھر قاہرہ میں سیکریٹری رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے المقتبس المختار من نور الانوار تالیف کی۔ یہ کتاب امام نسفی کی اصول فقہ میں "المنار" کا اختصار ہے۔ یہ کتاب دمشق سے شائع ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ جمال الدین قاسمی کے حواشی ہیں۔

اس مختصر پر شروح :

۱۔ قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۰ھ) نے شرح لکھی۔

۲۔ علی بن سلطان القاری نے شرح لکھی اور اس کا نام "توضیح المبانی و تنقیح المعانی" رکھا۔

---

[1] الفتح المبین ۳/۱۶، معجم الاصولیین ۱/۱۷۹، ۱۸۰ (۱۳۰)۔

[2] ابوالعز زین الدین طاہر بن الحسن بن عمر بن الحسن بن حبیب حنفی (۱۳۳۹ء/۱۴۰۵ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ زیلی الیسواسی احمد بن محمد (متوفی ۹۷۴ھ) نے بھی شرح لکھی اور اس کا نام " زبدة الاسرار " رکھا۔

۴۔ عبدالجلیل جمیل نے شرح لکھی اور اس کا نام " زبدة الافکار " رکھا[1]۔

اشرف السمنانی (متوفی ۸۰۸ھ)[2]

چودہ برس کی عمر میں وراثت مکمل کر لی تھی، انیس ۱۹ برس کی عمر میں اپنے والد کے قائم مقام کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالی اور ملکی مہمات میں مشغول ہو گئے۔ ۲۳ برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کر کے بلاد ھند، عرب اور عراق کے کبار علماء و مشائخ سے اکتساب علم کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " الفصول " تالیف کی جو اصول میں ایک مختصر ہے۔[3]

بدرالدین الطنبذی شافعی (متوفی ۸۰۹ھ)[4]

لغت عربیہ، تفسیر، اصول وفقہ میں ماہر تھے، ابوالبقاء، الاسنوی، اور بلقینی وغیرہ سے حصول علم کیا۔ قاہرہ میں ممتاز و مشہور علماء میں سے تھے فتوی، وعظ و درس دیتے، بہت سے تشنگان علم ان سے سیراب ہوئے۔[5]

احمد الکورانی شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے قاضی بیضاوی کی " منهاج الوصول " کو منظوم کیا۔[7]

ابوالعباس ابن خطیب القسنطینی (۷۴۰ھ۔ ۸۱۰ھ)[8]

فقیہ، محدث ادیب اور مؤرخ تھے شریف تلمسانی مالکی متوفی ۷۷۱ھ صاحب " مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول " وغیرہ سے تعلیم پائی، بلاد غرب اور افریقہ کا علمی سفر کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " تفهيم الطالب لمسائل اصول ابن الحاجب " تالیف کی اور یہ کتاب ابن الحاجب کی مختصر المنتهى کی شرح ہے۔[9]

محمد بن عبدالرحمٰن الحضری شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب " منية اللبيب فی شرح التهذيب " تالیف کی، یہ کتاب ابن مطہر الحلی شیعی (متوفی ۷۲۶ھ) کی

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۸۲۵، ایضاح المکنون ۴/ ۵۳۹، الفتح المبین ۳/ ۷۸، ۸۰، معجم الاصولیین ۲/ ۱۴۷ (۳۸۲)۔

[2] جہانگیر، اشرف بن ابراہیم الحسینی الحسنی السمنانی متوفی ۱۴۰۵ء۔

[3] معجم الاصولیین ۱/ ۲۷۵ (۲۲۰)۔

[4] احمد بن محمد بن عمر بن محمد، بدرالدین الطنبذی متوفی ۱۴۰۶ء۔

[5] معجم الاصولیین ۱/ ۲۲۳ (۱۶۷)۔

[6] احمد بن یوسف عبداللہ بن عمر بن علی بن خضر شہاب الدین الکردی الکورانی الاصل، القرانی متوفی ۱۴۰۷ء۔

[7] ایضاح المکنون ۴/ ۵۹۰، ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۱۹، معجم الاصولیین ۱/ ۲۴۹ (۱۹۱)۔

[8] ابوالعباس احمد بن حسین بن علی بن خطیب، ابن قنفذ، القسنطینی (۱۳۳۹ء/ ۱۴۰۷ء) ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۱۷ میں قسطمینی مذکور ہے۔

[9] معجم الاصولیین ۱/ ۱۱۵ (۷۹)۔

[10] شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن الحضری شافعی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول فقہ میں کتاب "تهذيب طريق الوصول الى الاصول" کی شرح ہے اور ابن مطہر کی کتاب "تهذيب" ان کی ایک دوسری کتاب "نهاية الوصول الى علم الاصول" کا اختصار تھا۔

۲۔ الحلى فى الاصول۔[1]

محمد بن عثمان الاسماقی مالکی (متوفی ۸۱۰ھ)

اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔[2]

شرف الدین القریمی (متوفی ۸۱۰ھ)[3]

علوم اصلیہ وفرعیہ میں جامع، عالم وفاضل تھے۔ اپنے شہر کے علماء سے مستفید ہونے کے بعد بلادروم گئے جہاں سلطان مرادخان نے ان کی عزت افزائی کی اس لئے سلطان کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المنار لنسفی" تالیف کی اس کا نام "جامع الاسرار" رکھا حاجی خلیفہ نے کہا :

"سود شرحا حافلا وتركه . ثم انه لما قصد الحج عرضه على علماء الشام فاعجبوابه وطلبوا تبيضه فى طريق الحجاز، وهو شرح بالقول و فرغ منه يوم الثلاثاء الخامس والعشرين من شعبان سنه ۸۱۰ھ".

(انہوں نے مسودہ کی صورت میں ایک عمدہ شرح لکھ کر اسے چھوڑ دیا پھر جب وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اسے علمائے شام کے سامنے پیش کیا اور زبانی شرح کی تو انہوں نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور ان سے اس کی حجازی طریقے پر تبییض کا مطالبہ کیا وہ اس مسودہ کی تبییض سے بروز منگل ۲۵ شعبان ۸۱۰ھ میں فارغ ہوئے تھے)[4]

اس کا آغاز یوں ہوتا ہے : الحمد لله الذى شرف خواص نوع الانسان بالهداية (الخ)، فصار احسن شروحه ۔ دکتور مظہر بقانے اس کے مختلف مقامات پر نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مکتبہ عارف حکمت بالمدینہ المنورہ (۴۱) اصول، وعاطف ۶۸۲ میں موجود نسخے میں حاشیہ علی شرح المنار لقریمی زادہ مذکور ہے۔

سعید بن محمد العقبانی مالکی (۷۲۰ھ۔۸۱۱ھ)[5]

فقیہ اصولی اور مفسر تھے علم فرائض میں بھی خاص نظر تھی۔ ابوعبداللہ الابلی وغیرہ سے اصول کی تعلیم حاصل کی، متعدد کتابیں تصنیف کیں، تلمسان کے قاضی رہے چالیس برس تک منصب قضاء کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔

---

1. ایضاح المکنون ۲/۶۹۳ ہدیۃ العارفین ۶/۱۷۹، ۲۸۵ معجم الاصولیین ۲/۶۱، ۶۲ (۲۹۵)۔
2. ابوعبداللہ محمد بن عثمان المصری، اسحاق متوفی ۱۴۰۷ ہدیۃ العارفین ۶/۱۷۹۔
3. شرف الدین بن کمال القریمی متوفی ۱۴۰۷ء۔
4. کشف الظنون ۲/۱۸۲۴، الفوائد البہیہ ص ۸۳ معجم الاصولیین ۲/۱۳۴ (۳۶۹) ظفر المحصلین باحوال المصنفین، حنیف گنگوہی ص ۲۱۲۔
5. سعید بن محمد بن محمد العقبانی التلمسانی (۱۳۲۰ء/۱۴۰۸ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے مختصر ابن الحاجب الاصلی پر ایک عمدہ شرح تالیف کی تھی۔ایضاح المکنون میں ہے: "له شرح علی المنتهی" (ان کی المنتہی پر شرح ہے) اعلام میں ہے : تعلیق علی ابن الحاجب فی الاصول۔[1]

سلمان بن عبدالناصر الأبشیطی شافعی (متوفی ۸۱۱ھ یا ۸۸۷ھ)

فقہ، لغت عربیہ، اصول، فقہ وادب میں ماہر تھے، سریاقوس میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر المنتهی.

۲۔ شرح منهاج الوصول فی علم الاصول للبیضاوی.[2]

جلال الدین البغدادی حنفی (۷۳۳ھ۔۸۱۲ھ)

مؤلفات اصولیہ : شرح منتهی السول والامل لابن الحاجب.[3]

ابن القطان شافعی (۷۳۷ھ۔۸۱۳ھ)

مؤلفات اصولیہ : هادی الطریقین فی الاصول۔[4]

سید شریف جرجانی حنفی (۷۴۰ھ۔۸۱۶ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیه علی اوائل التلویح للتفتازانی.

۲۔ شرح منتهی السول والامل ابن الحاجب.[6]

ابن جماعہ شافعی (۷۵۹ھ۔۸۱۹ھ)[7]

۱۔ حاشیه علی شرح الاسنوی لمنهاج البیضاوی.

۲۔ حاشیه رفع الحاجب شرح مختصر ابن الحاجب۔تاج الدین سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) نے رفع الحاجب کے نام سے شرح المختصر تالیف کی تھی اس پر یہ حاشیہ ہے۔

---

[1] الدیباج ص ۲۰۴، ۲۰۵، معجم المؤلفین ۴/۲۳۰، معجم الاصولیین ۲/۱۳۱، ۱۳۲(۳۵۸) میں بحوالہ ایضاح المکنون ۲/۵۷۸ مذکور ہے مگر ہمیں یہ حوالہ نہیں مل سکا۔

[2] صدرالدین سلیمان بن عبدالناصر الأبشیطی متوفی ۱۴۰۸ء، ہدیۃ العارفین ۵/۴۰۲، معجم الاصولیین ۲/۱۳۱(۳۶۶)۔

[3] ابوالفتح جلال الدین نصراللہ بن محمد التستری جلال بغدادی حنفی متوفی ۱۴۰۹ء ہدیۃ العارفین ۶/۴۹۳۔

[4] شمس الدین محمد بن علی بن محمد بن عمر بن عیسیٰ المصری، ابن القطان ہدیۃ العارفین ۶/۱۸۰۔

[5] سید شریف ابوالحسن علی بن سید محمد بن علی جرجانی، جرجان میں ولادت اور نیشاپور میں انتقال ہوا۔

[6] کشف الظنون ۲/۱۸۵۴، ہدیۃ العارفین ۵/۷۲۸۔

[7] ابن جماعہ محمد بن شرف الدین عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ، قاضی بدرالدین الکنانی المقدسی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ شرح جمع الجوامع للسبکی تالیف کی اور اس کا نام " النجم اللامع " رکھا۔

۴۔ حاشیہ علی شرح الجاربردی ، امام فخر الدین ابوالمکارم احمد بن حسن تبریزی الجاربردی شافعی (متوفی ۷۴۶ھ) نے " السراج الوھاج " کے نام سے جو منہاج کی شرح تالیف کی تھی اس پر یہ حاشیہ ہے۔

۵۔ النکت علی جمع الجوامع [1]

عبد القادر العبادی مالکی (متوفی ۸۲۰ھ یا ۸۸۰ھ)

ان کا ذکر ان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ کے تحت کیا جائے گا۔

احمد الغزی شافعی (۷۷۰ھ۔۸۲۲ھ) [2]

قرآن کریم کے علاوہ متعدد کتب کے حافظ تھے، حصول علم کی خاطر غزہ سے دمشق اور پھر قدس آ کر علماء سے اکتساب فیض کیا، فقہ و اصول میں خصوصیت کے ساتھ کمال حاصل کیا۔ افتاء، تدریس اور قضاء کے فرائض انجام دیئے، دمشق سے کئی مرتبہ حج کے لئے تشریف لائے مگر آخری مرتبہ مکہ المکرمہ میں مستقل قیام کر لیا تھا جہاں فقہاء کے بھرے ہوئے حلقہ میں ابن الحاجب کی مختصر الاصلی کا درس دیتے ، احمد الغزی کئی کتابوں کے مصنف تھے آخری عمر میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی ، دکتور مظہر بقا نے برنستن ۹۴۲ (۶۱۰) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس میں اس طرح مذکور ہے : " حاشیۃ علی اوائل البدر الطالع " محمد بن احمد المحلی نے شرح المحلی علی جمع الجوامع لکھی اور اس کا نام " البدر الطالع " رکھا جو شرح المحلی علی جمع الجوامع سے مشہور ہے اس کے اوائل پر حاشیہ لکھا اور اس کا آغاز یوں ہوتا ہے : " الحمد للہ الذی أنار نھار العلوم ... "۔

۲۔ و کتب قطعۃ علی منھاج البیضاوی۔ [3]

خواجہ پارسا حنفی (۷۵۶ھ۔۸۲۲ھ) [4]

فقیہ، محدث اصولی مفسر تھے، فروع و اصول کا علم حاصل کیا معقول و منقول میں کمال حاصل کیا اور حنفی اکابر، فقیہ، محدث اور اصولی بن گئے۔ صدر الشریعہ عبید اللہ المحبوبی اور دادا تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " الفصول الستۃ فی الاصول " تالیف کی۔ الفوائد البھیہ میں مذکور ہے :

" وھو کتاب لطیف مشتمل علی الفوائد النفیسہ "۔

(اور وہ ایک لطیف کتاب ہے جو عمدہ فوائد پر مشتمل ہے۔) [5]

۱۔ کشف الظنون ۱/ ۵۹۶ ، ہدیۃ العارفین ۶/ ۱۸۶۔

۲۔ ابو نعیم شہاب الدین احمد بن عبد اللہ بن بدر بن ، مفرج ابن بدر ابن عثمان العامری الغزی و دمشقی (۱۳۶۸ء/ ۱۴۱۹ء) ۔ غزہ میں ولادت اور مکہ المکرمہ میں وفات پائی۔

۳۔ کشف الظنون ۱/ ۵۹۶ ، ہدیۃ العارفین ۵/ ۱۲۳ ، معجم الاصولیین ۱/ ۱۵۵ ، ۱۵۶ (۱۰۸)۔

۴۔ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری (۱۳۵۵ء/ ۱۴۱۹ء) ، خواجہ پارسا، مدینۃ المنورہ میں وفات پائی۔

۵۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۵۲۹ ، الفوائد البھیہ ص ۱۹۹ ، الفتح المبین ۳/ ۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن البلقینی شافعی (۷۶۳ھ۔۸۲۴ھ) [1]

مفسر، محدث، نحوی، فقیہ اصولی، واعظ اور ادیب تھے قاہرہ سے دمشق اور پھر حلب کے سفر کیے۔ کئی مرتبہ منصب قضاء پر فائز ہوئے، کئی علوم وفنون پر یادگار تصانیف چھوڑیں، حافظ ابن حجر نے ان کی شان میں فرمایا :

" کان من عجائب الدنیا فی سرعة الفهم وجودة الحفظ، وکان من محاسن القاهره".

(وہ سرعت فہم اور حافظہ کی پختگی میں عجائب دنیا میں سے تھے اور وہ قاہرہ کے محاسن میں سے تھے۔)

مؤلفات اصولیہ : " نظم منتهی السول والأ امل فی علمی الاصول والجدل "۔ [2]

محمد رضی الفاسی مالکی (متوفی ۸۲۴ھ)

انہوں نے کتاب " اداء الواجب فی تصحیح ابن الحاجب " تالیف کی جو کہ " منتهی السول والامل " پر حاشیہ ہے۔ [3]

ابراہیم البیجوری شافعی (تقریباً ۷۵۰ھ۔۸۲۵ھ) [4]

فقہ اور اصول میں جید علماء میں سے تھے، انہوں نے علامہ اسنوی، بلقینی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : بیجوری نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی کیونکہ وہ فتویٰ کی کتابت کو منع کرتے تھے اور بالمشافہ فتویٰ دیتے تھے۔ [5]

ابن العراقی الصغیر شافعی (۷۶۲ھ۔۸۲۶ھ) [6]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب اور مفسر تھے۔ اپنے والد سے فقہ، اصول اور لغت عربیہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اپنے والد کی طرح خود بھی حافظ حجت اور ثقہ مانے جاتے تھے اور ان ہی کی طرح فقہ، اصول، علوم عربیہ وتفسیر میں کمال رکھتے تھے۔ کم عمری میں ہی کئی شیوخ نے افتاء وتدریس کی اجازت دے دی تھی، دیار مصر کے آخری ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ حدیث وفقہ کی کئی مدارس میں تدریس کی، منصب قضاء پر فائز رہے، آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے "نکت علی المنهاج الاصلی" تالیف کی اور اس کا نام "التحریر لمافی منهاج الاصول من المعقول والمنقول "رکھا۔

---

[1] ابوالفضل عبدالرحمٰن بن عمر بن رسلان بن نصیر صالح جلال الدین القنانی البلقینی (۷۶۲ھ/۱۳۶۲ء/ ۱۴۲۱ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

[2] کشف الظنون ۲/۱۸۵۶ ہدیۃ العارفین ۵/۵۲۹ معجم الاصولیین ۲/۱۸۲ (۴۱۸)۔

[3] ابوحامد محمد رضی الدین بن ۔۔۔ الفاسی المغربی مالکی ہدیۃ العارفین ۶/۱۸۴۔

[4] ابواسحاق برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عیسیٰ بن سلیمان بن سلیم بن فرج بن احمد المصری بیجوری (۱۳۴۹ء تقریباً/ ۱۴۲۲ء)۔

[5] معجم الاصولیین ۱/۲۲ (۳)۔

[6] ابوزرعہ ولی الدین احمد بن عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن الکردی الاصل، ابن العراقی (۱۳۶۰ء/ ۱۴۲۲ء) قاہرہ میں ولادت ووفات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا ایک نسخہ الازہریہ میں (۸٦۸) ۲۲۴۳۱، اصول فقہ کے تحت موجود ہے آغاز یوں ہوتا ہے: "الحمد للہ اوضح منهاج الدين لدعاته .... الخ

اختتام یوں ہوتا ہے: التعبير بها والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

کتاب "المنہاج" میں منقول سے جو غلطیاں واقع ہوئی ہیں ان کو بیان کیا اور معقول کے مشتمل ہونے میں جو وہم ہوا تھا اس کو تحریر کیا اور ان کی ترجیح اور ان کے علاوہ دوسرے مشہور علماء کی ترجیح میں جو اختلاف تھا اس کو بھی ضبط تحریر کیا۔

۲۔ اپنے والد کی کتاب "النجم الوهاج" جو منہاج کا نظم ہے اس کی شرح لکھی۔

۳۔ جمع الجوامع کی شرح لکھی اور اس کا نام "الغيث الهامع" رکھا اس شرح میں امام زرکشی کی کتاب "تشنيف المسامع" کا اختصار کیا گیا ہے اور اس میں زیادہ تر الفاظ کے حل اور عبارت کی توضیح پیش کی گئی ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے: اما بعد حمد الله ... فهذا تعليق وجيز على جمع الجوامع... ڈاکٹر مظہر بقا نے کہا کہ جامعہ ام القری میں ۱۴۱۰ھ میں اس پر ڈاکٹوراہ کے لئے رجسٹریشن کی گئی تھی۔ الکشاف کے مطابق اس کا مخطوطہ بغداد کے مکتبہ میں موجود ہے۔

۴۔ رسالة في الحكم بالصحة والحكم بالموجب. دارالکتب المصریہ وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔
زرکلی نے کہا:

> ان " نكت منهاج البيضاوى" فى الاصول "والتحرير" فى اصول الفقه، لعبد الرحيم بن الحسين العراقى. وهذا خطا من جهتين، الاولى أن " النكت" و " التحرير " كتاب واحد، والثانية انه لابنه احمد بن عبدالرحيم لا لعبد الرحيم، و بد الرحيم نظم المنهاج المسمى "النجم الوهاج" الذى شرحه ابنه احمد".[1]

(بلاشبہ عبدالرحیم بن حسین عراقی کی " نكت منهاج البيضاوى فى الاصول" اور " التحرير فى اصول الفقه " کہنا دو اعتبار سے غلط ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ "النكت" اور "التحرير" دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عبدالرحیم نے "النجم الوهاج" کے نام سے "المنهاج" کا نظم کیا تھا اور پھر ان کے بیٹے احمد بن عبدالرحیم نے اس کی شرح لکھی تھی نہ کہ خود انہوں (عبدالرحیم) نے)

ابوبکر غرناطی مالکی (۷٦۰ھ۔۸۲۹ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور محدث تھے، ابو اسحاق الشاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) صاحب الموافقات، شریف التلمسانی (متوفی ۷۷۱ھ) صاحب مفتاح الاصول وغیرہ سے تعلیم پائی ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: المراغی نے ان کی مندرجہ ذیل تین اصولی مصنفات کا ذکر کیا ہے:

---

[1] کشف الظنون ۱/ ۵۹۵ ہدیۃ العارفین، ۵/ ۱۲۳، شذرات الذہب ۷/ ۱۷۳، الکشف عن مخطوطات خزائن کتب الاوقاف، محمد اسعد طلس، ص ۱/ ۱۰۵، بغداد مطبعہ العانی ۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء۔

[2] ابوبکر محمد بن محمد بن محمد بن عاصم الاندلسی الغرناطی (۱۳۵۸ء/ ۱۴۲۵ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ منبع الوصول فی علم الاصول۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ارجوزہ یعنی بحر رجز میں ایک قصیدہ ہے۔

۲۔ مرتقی الوصول۔ یہ کتاب بھی اوزان شعر کے ایک وزن پر لکھی ہوئی شاہکار ہے۔

۳۔ نیل المنی۔ یہ امام شاطبی کی کتاب "الموافقات" کا مختصر ہے۔

ایضاح المکنون اور ھدیۃ العارفین میں کتب کے اسماء اس طرح مذکور ہیں :

(۱) مرتقی الوصول الی الضروری من الاصول الصغریٰ ولہ: الحمد للہ المحیط علمہ الخ.

(۱۱) مہیج الوصول فی علم الاصول کبری۔[۱]

محمد بن عبدالدایم البرماوی شافعی (۷۶۳ھ۔۸۳۱ھ)[۲]

فقیہ، اصولی ونحوی تھے۔ بدرالدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) صاحب البحرالمحیط اور سراج البلقینی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، تحصیل علم کی خاطر مکہ، قاہرہ وقدس کا سفر کیا، قدس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفیہ فی اصول الفقہ کا نظم تالیف کیا۔

۲۔ "شرح الفیہ"، یہ دو جلدوں پر محیط الفیہ کی شرح ہے۔

ھدیۃ العارفین میں ان کی کتاب کا نام اس طرح مذکور ہے : النبذۃ الالفیہ فی الاصول الفقھیہ۔[۳]

کتاب "الالفیہ" کی شرح :

(۱) اسماعیل بن ابراہیم المقدسی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) جو البرماوی کے شاگرد تھے انہوں نے "توضیح الالفیہ" کے نام سے "الالفیہ" کی شرح تالیف کی۔[۴]

(۲) محب الدین محمد بن خلیل بن محمد البصروی دمشقی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ) نے شرح نبذۃ الالفیہ فی اصول الفقھیہ للبرماوی تالیف کی۔[۵]

محمد بن محمد الجزری شافعی (۷۵۱ھ۔۸۳۳ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الوصول" کی شرح لکھی۔[۶]

۱۔ ایضاح المکنون ۴/۴۶۵، ۶۶۵، ھدیۃ العارفین ۶/۸۲۹، الفتح المبین ۳/۲۵۔

۲۔ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن عبدالدایم بن موسیٰ النعیمی العسقلانی البرماوی (۱۳۶۲/۱۴۲۸ء) دمشق میں ولادت اور قدس میں وفات پائی۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۶/۱۸۶، الفتح المبین ۳/۲۹۔

۴۔ معجم الاصولیین ۱/۲۵۴، ۲۵۵ (۱۹۸)۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۱۲۔

۶۔ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری، دمشق میں ولادت ہوئی ھدیۃ العارفین ۶/۱۸۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد القسیری ابن العجمی حنفی (۷۷۵ھ-۸۳۳ھ)[1]

فقہ، اصول ولغت عربیہ میں کمال رکھتے تھے، مختلف عہدوں پر فائز رہے، افتاء، وتدریس کی خدمات انجام دیں۔
اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔[2]

شمس الدین الفناری حنفی (۷۵۱ھ-۸۳۴ھ)[3]

فقیہ، اصولی، منطقی، جدلی، ادیب، مقری اور فرائضی تھے۔ یہ آٹھویں صدی کے اختتامی دور کے ان گنے چنے لوگوں میں سے ایک تھے جن کا ان کے زمانہ میں اس فن میں کوئی مثل نہیں تھا اور شمس الدین فناری تمام علوم نقلیہ وعقلیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے قاہرہ بھی تشریف لائے تھے۔ منصب قضا پر بھی فائز رہے۔ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے، اس کی وجہ فوائد البہیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ جب انہوں نے سنا کہ زمین علماء کے گوشت (جسم) کو نہیں کھاتی تو اپنے استاذ الاسود کی میت کو کھول کر دیکھا تو ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کو اسی طرح ان کی چارپائی پر پایا جس طرح دفناتے وقت رکھا گیا تھا۔ تو انہوں نے ایک غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی " هل صدقت أعمى الله بصرك ".

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " فصول البدائع فی اصول الشرائع " تالیف کی۔ مکتبہ حلب میں اس کا مخطوطہ موجود ہے جس کے مطابق انہوں نے اپنی اس کتاب کو دو مقدمات اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا تھا۔ پہلے مقدمہ میں چار ارکان ہیں اور دوسرے میں دو ارکان " التعارض " اور " الترجیح " ہیں جب کہ خاتمہ الاجتہاد اور اس کے توابع کے بیان میں ہے۔ اس کتاب میں المنار، البزدوی، محصول الرازی اور مختصر الرازی وغیرہ کو جمع کیا گیا ہے۔ اوله بعد البسملة : الحمد لله الذی شرع شوارع الشرائع لاحكام احكام الوقائع.......... اخره : الی صاحبه الوحی المويد منه عند الله وصلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد واله وصحبه الطيبين الطاهرين .[4]

محمد بن عبدالقادر الواسطی شافعی (متوفی ۸۳۸ھ)

انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منهاج الاصول" کی شرح تالیف کی۔[5]

احمد المهدی الزیدی (۷۷۵ھ-۸۴۰ھ)[6]

وہ علامۃ الوقت اور صاحب التصانیف تھے۔ مذہب اہل بیت میں ان کی کتابوں پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ کئی علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، یمن کے ائمہ زیدیہ میں سے تھے۔

---

1. احمد بن محمود بن محمد بن عبداللہ القسیری، ابن العجمی (۱۳۷۵/۱۴۲۹ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔
2. معجم الاصولیین ۱/ ۲۳۷ (۱۸۰)۔
3. شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد الفناری (۱۳۵۰/۱۴۳۱ء)۔
4. ھدیۃ العارفین ۶/ ۱۸۸، الفوائد البہیہ ۱۶۶، ۱۶۷، الفتح المبین ۳/ ۲۰، المنتخب من المخطوطات العربیہ فی حلب ص ۱۹۸ (۵۷) فقہ واصول، بیروت، عالم الکتب ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶ء۔
5. نجم الدین محمد بن عبدالقادر الواسطی السکاکینی، ایضاح المکنون ۴/ ۵۸۹ ھدیۃ العارفین ۶/ ۱۸۹۔
6. احمد بن یحییٰ بن المرتضیٰ بن المفضل بن منصور الحسنی زمار (یمن) میں ولادت ہوئی (۱۳۷۳/۱۴۳۷ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "الفصول فی معانی جو ھرۃ الاصول" یا" فائقۃ الاصول فی ضبط معانی جوھرۃ الاصول".

۲۔ معیار العقول فی علم اصول، اس کتاب کے کئی جگہ نسخے موجود ہیں، ایک نسخہ جامعہ ملک سعود جدہ میں ۲۹۵ کے تحت موجود ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے : الفقه فی اللغة فهم معنی الخطاب الذی فیه غموض ، وفی الاصطلاح...

اختتام ان کلمات سے ہوتا ہے : ومن ثم انعکست السالبة سالبه۔

۳۔ "منهاج الوصول الیٰ شرح معیار العقول" یہ ان کی کتاب جس کا مکمل نام مندرجہ ذیل ہے اس کی چھٹی جلد ہے۔ کتاب کا نام یہ ہے : " غایات الأفکار و نهایات الانظار المحیطة بعجائب البحر الذخار الجامع لمذاهب علماء الامصار فی الاعتقادات الدینیة واللطائف الکلامیه والقواعد الاصولیه والسیر النبویه".

ابتدائیہ اس طرح ہے : "بعد البسملة والصلاة : کتاب منهاج العقول فی علم الاصول ینبغی قبل الشروع....."

اختتام اس طرح ہے : "ومن ثم ای ومن اجل صدقها کلیة موجبه بعکس النقیض عرفت انعکاس...."

اس کے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں نسخے موجود ہیں مثلاً دارالکتب مصریہ میں ۲۵۴۹۹ نمبر کے تحت اور جامعہ ملک جدہ میں ۱۲۹۷ اور ۱۴۳ کے تحت موجود ہیں وغیرہ وغیرہ مگر برنستن (جیرت) (۱۶۲۰) ۵۹۱۲ میں جو نسخہ موجود ہے اس میں اس کا عنوان یہ ہے : منهاج الوصول الی تحقیق کتاب معیار العقول فی علم الاصول۔[1]

محمد شاہ الفناری حنفی (متوفی ۸۴۰ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور نظار تھے۔ متقدم الذکر محمد الفناری کے صاحبزادہ ہیں، اپنے والد سے علم حاصل کیا، مرتبہ کمال کو پہنچے اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی "بروسا" میں مدرسہ سلطانیہ میں تدریس کی، پھر حج کے لئے تشریف لے گئے۔ قاہرہ آئے جہاں اپنے والد کی طرح شہرت پائی اور واپس اپنے شہر لوٹ آئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے فصول البدائع فی اصول الشرائع فی الاصول پر حاشیہ لکھا۔[3]

علاء الدین رومی حنفی (۷۵۶ھ۔۸۴۱ھ)[4]

فقیہ، اصولی، منطقی، ادیب اور صوفی تھے سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ)، شارح منتہی السول والامل لابن الحاجب اور سعد الدین تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) صاحب تلویح سے حصول علم کیا اور پھر تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ پر مستقل علیحدہ کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوسکا مگر انہوں نے "الاسئله" جو اسئلہ علاء الدین سے مشہور ہے کتاب لکھی جو چھ فصول پر مشتمل تھی اور اس کی چوتھی فصل اصول پر تھی۔ بعد کے آنے والوں میں سے

۱۔ ایضاح المکنون ۴/۱۵۵، ۵۱۶، ہدیۃ العارفین ۵/۱۲۵، معجم الاصولیین ۱/۲۴۶، ۲۴۸ (۱۸۹)۔

۲۔ محمد شاہ محمد الدین بن علی بن یوسف بن محمد بن حمزہ الفناری متوفی ۱۴۳۶ء۔ ۳۔ الفوائد البھیہ، ص ۱۸۳، الفتح المبین ۳/۳۱۔

۴۔ ابوالحسن علاء الدین علی بن مصطلح الدین، موسیٰ بن ابراہیم رومی (۱۳۵۵ء/۱۴۳۷ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولی سراج الدین التوقیعی (متوفی ۸۸۹ھ) نے ان سوالات کے جواب دیئے اسی طرح ملا خسرو (متوفی ۸۸۵ھ) نے بھی ان کے جوابات دیئے اور سراج الدین کے جوابات اور علاء الدین کے سوالات پر بحث کی اور پھر ان کا تقابلی جائزہ وتجزیہ پیش کیا۔[1]

محمد بن احمد السباطی مالکی (۷۵۶ھ-۸۴۲ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ توضیح المعقول وتحریر المنقول فی شرح منتہی السول والامل لا بن الاحاجب۔

۲۔ مقدمہ فی الاصول۔[3]

محمد بن عمر الخصوصی شافعی (متوفی ۸۴۳ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "ارجوزۃ فی الاصول" تالیف کیا۔[5]

احمد بن حسین الرملی شافعی (۷۷۳ھ-۸۴۴ھ)[6]

فقیہ تھے، حصول علم کے لئے مختلف مقامات کے سفر کئے، فقہ میں مہارت حاصل کی یہاں تک کہ قاضی القضاۃ الباعونی نے انہیں افتاء کی اجازت عطا کی۔ افتاء وتدریس سے ایک عرصہ تک وابستہ رہنے کے بعد ترک کر کے طریقہ صوفیہ پر گامزن ہو گئے۔ کئی یادگار کتب تالیف کیں جن میں شرح سنن ابو داؤد و طبقات للشافعیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب[7] ھدیۃ العارفین میں اس طرح ہے : شرح منھی السول والامل لابن الحاجب۔[8]

۲۔ شرح جمع الجوامع للسبکی تالیف کی اور اس کا نام "لمع اللوامع" رکھا دیباچہ کے بعد آغاز یوں ہوتا ہے : "الحمد اللہ الذی جمع جوامع العلم مختصرا" الخ اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ نمبر ۲۳۰۱۵ ب کے تحت اور دوسرا ینی جامع (ترخان) میں ۹۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۳۔ شرح منھاج البیضاوی تالیف کی اور اس کا نام "نھایۃ السول" رکھا۔ اتفاق سے علامہ اسنوی نے منہاج کی جو شرح لکھی تھی اس کا نام بھی نہایۃ السول تھا۔ الحمد کے بعد آغاز یوں ہوا ہے : "اما بعد فان اولی ماصرفت الھمم الی تمھیدہ" اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے : "سواء اراد الاغتسال فیہ ام لا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم" اس کا ایک نسخہ مکتبہ ملکیہ برلن میں ۴۳۸۳ کے تحت موجود ہے۔[9]

۱۔ کشف الظنون ۱/۹۱، الفتح المبین ۳/۳۲۔
۲۔ ابو یوسف شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن نعیم مقدم السباطی القاصی المصری۔
۳۔ ھدیۃ العارفین ۶/۱۹۲۔
۴۔ اثیر الدین محمد بن عمر بن محمد ابو بکر بن محمد الخضوی ثم القاھری۔
۵۔ ھدیۃ العارفین ۶/۱۹۴۔
۶۔ ابن رسلان، ابو العباس شہاب الدین احمد بن حسین بن حسن بن علی بن یوسف بن علی بن رسلان الرملی المقدسی (۱۳۷۱ء/۱۴۴۰ء)۔
۷۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶۔
۸۔ ھدیۃ العارفین ۵/۱۲۶۔
۹۔ کشف الظنون ۱/۵۹۶، ۲/۱۸۵۶، ۱۸۷۹، ایضاح المکنون ۴/۵۸۹، ھدیۃ العارفین ۵/۱۲۶، معجم الاصولیین ۱/۱۱۱، ۱۱۲ (۷۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد المحلی شافعی (متوفی ۸۴۴ھ) [1]

فقہ، اصول، فرائض، نحو وصرف وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے افتاء وتدریس کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : ہمیں اصول فقہ پر ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہوسکا۔ [2]

ابن عماد مالکی (۷۶۷ھ۔۸۴۴ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زوال المانع عن شرح جمع الجوامع للسبکی.

۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب.

۳۔ الاحکام فی شرح غریب عمدة الاحکام.

شاید آخری الذکر کتاب ابن صباغ شافعی (متوفی ۴۷۷ھ) کی کتاب "العمدة فی اصول الفقه" کی شرح ہو۔ [4]

ابن الصیرفی شافعی (متوفی ۸۴۴ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "کتاب الوصول الی ما وقع فی الرافعی من الاصول" تالیف کی یہ کتاب دو مجلدات میں ہے۔ [6]

ابن زاغو التلمسانی مالکی (۷۸۲ھ۔۸۴۵ھ) [7]

فقیہ، مفسر، نحوی، فرائضی، اصولی، متصوف اور محدث تھے۔ شریف تلمسانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول میں مختصر ابن الحاجب کے کچھ بعض حصہ کی شرح لکھی۔ [8]

شہاب الدین دولت آبادی حنفی (متوفی ۸۴۹ھ) [9]

علوم عقلیہ ونقلیہ میں نابغہ روزگار تھے۔ سلطان ابراہیم شاہ شرقی انہیں چاندی کی کرسی پر بیٹھا کر عزت افزائی کرتا تھا، بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں شرح تعلیقہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

۱۔ احمد بن صالح، شہاب الدین، ابو العباس المحلی شافعی متوفی ۱۴۴۰ھ۔
۲۔ معجم الاصولیین ۱/۱۳۰ (۹۳)۔
۳۔ ابو یاسر شمس الدین محمد بن عمار بن محمد بن احمد قاہری ابن النجار۔
۴۔ ایضاح المکنون ۳/۶۱۲، ھدیۃ العارفین ۶/۱۹۴۔
۵۔ علاء الدین علی بن عثمان بن عمر، ابن الصیرفی۔
۶۔ ھدیۃ العارفین ۵/۷۳۲۔
۷۔ ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الرحمٰن (۱۳۸۰/۱۴۴۱ء) ابن زاغو التلمسانی۔
۸۔ الفتح المبین ۳/۳۳، معجم الاصولیین ۱/۲۱۵، ۲۱۶ (۱۶۰)۔
۹۔ احمد بن ابو القاسم عمر الزوالی، دولت آبادی، شہاب الدین بن شمس الدین الھندی متوفی ۱۴۴۵ء ھند میں ولادت ووفات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " شـرح اصـول الـبـزدوی" تالیف کی اس کتاب کو شیخ عیسیٰ بن ابان دھلوی کے لئے تالیف کیا تھا۔ اس کا ایک خطی نسخہ شیخ عبدالکلام آزاد کے پاس تھا اور اب شاید وہ مکتبہ آزاد علی گڑھ ہند میں ہو[1]

صلاح بن علی المهدی زیدی (متوفی ۸۴۹ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "النجم الثاقب فی شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[3]

ابراہیم القباقبی شافعی (متوفی ۸۵۰ھ تقریباً)[4]

انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں جو نحو، معانی و بیان و حدیث وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی۔

۲۔ العقد المنضد فی شروط حمل المطلق علی المقید۔[5]

یوسف بن عبدالملک قرسنان حنفی (متوفی ۸۵۲ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "زبن المنار فی شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔[7]

احمد بن حجر العسقلانی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ)[8]

کئی فنون اور خاص کر فن حدیث پر معظم کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ............امام الشوکانی نے فرمایا : " له مؤلفات فی الفقه واصوله"۔

امام سخاوی نے فرمایا :

"زادت تصانیفه التی معظمها فی فنون الحدیث، وفیها من فنون الادب و الفقه و الاصلین وغیر ذلک علی مائة وخمسین تصنیف".[9]

(ان کی بہت سی مؤلفات ہیں جو زیادہ تر علم حدیث میں اور ان میں سے بعض ادب، فقہ اور اصلین وغیرہ پر ہیں ان کی ڈیڑھ سو سے زائد کتابیں ہیں۔)

---

1. ھدیۃ العارفین ۵/۱۱۶۷ کمیں تاریخ وفات ۸۴۸ھ مذکور ہے۔ معجم المؤلفین ۲/۳۰۹، معجم الاصولیین ۱/۱۸۱(۱۳۱) ۲/۱۳۵(۳۷۰)۔
2. صلاح بن علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن جعفر الیمنی الصنعانی زیدی المہدی۔
3. ھدیۃ العارفین ۵/۴۲۸۔
4. ابراہیم بن محمد بن خلیل بن ابوبکر، برھان الدین القباقبی حلبی (متوفی ۱۴۴۶ء تقریباً)۔
5. کشف الظنون ۱/۵۹۶، ۲/۱۱۵۳، معجم الاصولیین ۱/۵۶(۲۹)۔
6. یوسف بن عبدالملک الرومی۔
7. ھدیۃ العارفین ۶/۵۶۰۔
8. ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد العسقلانی (۱۳۷۲ء/۱۴۴۹ء) مصر میں ولادت ہوئی۔
9. معجم الاصولیین ۱/۱۷۷، ۱۷۸(۱۲۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل المقدسی شافعی (۷۸۲ھ یا ۷۸۳ھ۔۸۵۲ھ)[1]

شمس الدین البرماوی اصولی (متوفی ۸۳۱ھ) صاحب نظم الفیه فی الاصول وغیرہ سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ نحو، علم وادب اور اصول وغیرہ میں ممتاز مقام حاصل کرلیا بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اپنے شیخ شمس الدین البرماوی کی کتاب (منظوم) الفیة فی اصول الفقه کی توضیح کی۔

سخاوی نے کہا: " وھو توضیح حسن " (اور وہ ایک عمدہ توضیح ہے)۔[2]

خضر شاہ المنتشوری (متوفی ۸۵۳ھ)[3]

متکلم، حکیم، اور اصولی تھے۔ آپ کی تصانیف زیادہ تر حواشی وتعلیقات کی صورت میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں بھی آپ نے تعلیقه لکھا جو سعد الدین التفتازانی کی تلویح پر ہے۔[4]

محمد بن الضیاء حنفی (۷۸۹ھ۔۸۵۴ھ)[5]

مکہ وقاھرہ میں مختلف فنون کے ماھر اساتذہ سے علم حاصل کیا، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم اپنے والد اور شمس الدین برماوی شافعی (متوفی ۸۳۱ھ) وغیرہ سے حاصل کی بیت المقدس بھی گئے۔ مکہ میں منصب قضاء کے فرائض انجام دیئے، اور اس کے ساتھ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح اصول البزدوی" تالیف کی اور وہ قیاس تک اس کی شرح کرسکے تھے، ھدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے: "شافی فی اختیار الکافی من الاصول البزدوی"۔[6]

حسین الاھدل شافعی (۷۷۹ھ۔۸۵۵ھ)[7]

فقیہ، اصولی، متکلم، محدث اور مؤرخ تھے۔ ابو اسحاق الشیرازی کی " اللمع " فی اصول الفقه کی تعلیم اور درس جمال الدین عبداللہ بن محمد الناشری سے حاصل کیا، اجلہ علماء سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : السخاوی نے الضوء اللامع میں لکھا ہے:

" وقد وقفت له علی مؤلف فی الاصول دال علی فضله وتبحره".

(اور میں ان کی اصول میں مؤلفات سے واقف ہوں جو ان کے علم وفضل اور علمی تبحر پر دلالت کرتی ہیں۔)[8]

---

1. ابوالفدا اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن علی بن شرف المقدسی، ابن شرف ابوالفدا اسماعیل بن (شرف) ابراہیم بن (علی بن شرف) محمد بن علی بن شرف المقدسی بن شرف، (۱۳۸۰ء، ۱۴۴۸ء) بیت المقدس میں ولادت ہوئی۔
2. معجم الاصولیین ۱/۲۵۴، ۲۵۵ (۱۹۸)۔
3. خضر شاہ بن عبداللطیف المنتشوری متوفی ۱۴۴۹ء۔
4. کشف الظنون ۱/۴۹۷، ھدیۃ العارفین ۵/۳۳۶، معجم الاصولیین ۲/۸۸ (۳۲۳)۔
5. محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن سعید بن محمد بن محمد بن عمر بن یوسف بن علی بن اسماعیل البھاء بن الشھاب بن الضیاء بن العز العمری الصاغانی الاصلی، المکی، ابن ضیاء (۱۳۸۷ء/۱۴۵۰ء) مکہ میں ولادت ووفات ہوئی۔
6. کشف الظنون ۱/۱۱۲، ۱۱۳، ھدیۃ العارفین ۶/۱۹۷، الفتح المبین ۳/۳۴۔
7. بدر الدین حسین بن عبدالرحمن بن محمد بن علی بن ابوبکر بن علی الاھدل الحسینی، ابن الاھدل (۱۳۷۷ء/۱۴۵۱ء)۔
8. معجم الاصولیین ۲/۶۶، ۶۷ (۳۰۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر السیوطی شافعی (۸۰۴ھ - ۸۵۵ھ)[1]

فقہ اصول، کلام نحو معانی اور منطق وغیرہ کی تعلیم علامہ قابانی سے قاہرہ میں حاصل کی۔ شیخ عزالدین القدسی اور حافظ ابن حجر بھی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ قاضی مکہ برھان الدین بن طھیرہ اور قاضی مالکیہ محی الدین بن تقی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیوطی خود بھی نائب قاضی رہے، افتاء وتدریسی خدمات انجام دیں، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح العضد فی الاصول تالیف کیا عضدالدین الایجی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) نے شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی اس پر ابوبکر السیوطی نے یہ حاشیہ تحریر کیا تھا۔[2]

محب الدین النویری (متوفی ۸۵۷ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "بغیۃ الراغب شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[4]

محمد بن محمود الحسینی حنفی (۸۵۷ھ بعدہ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " التبیان فی شرح المنار للسنفی" تالیف کی۔ انہوں نے ۸۵۷ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔[6]

مولانا زادہ حنفی (متوفی ۸۵۹ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ابن ساعاتی (متوفی ۶۹۴ھ) کی کتاب " بدیع النظام " پر حاشیہ تحریر کیا۔[8]

علی بن یوسف الغزولی شافعی (متوفی ۸۶۰ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ایجاز اللامع علی جمع الجوامع للسبکی" تالیف کی۔[10]

زین الدین ابن نجیم (متوفی ۸۶۱ھ یا ۹۷۰ھ)

ان کی مؤلفات اصولیہ کا تعارف تاریخ وفات ۹۷۰ھ کے تحت پیش کیا جائے گا۔

ابن الھام حنفی (۷۹۰ھ - ۸۶۱ھ)[11]

فقیہ، اصولی، متکلم اور نحوی تھے، اعلیٰ تعلیم حاصل کی منقول ومعقول میں کمال حاصل کیا۔ فقہ، اصول فقہ، اصول دین، تفسیر، حدیث، منطق، بیان، نحو، صرف، تصوف وادب وغیرہ میں حجت تسلیم کیے گئے۔ قاضی القضاۃ جمال الدین حمیدی ،

---

1. ابولمناقب کمال الدین ابوبکر بن محمد بن ابوبکر الخضیری السیوطی (۱۴۰۲ء/۱۴۵۱ء) سیوط میں ولادت ہوئی۔
2. معجم الاصولیین ۲/۸، ۹ (۲۳۸)۔
3. محب الدین محمد بن احمد حنفی محمد النویری الخطیب المکی۔
4. ایضاح المکنون ۳/۱۸۷۔
5. محمد بن محمود بن الحسین الحسینی حنفی۔
6. ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۰۔
7. محب الدین محمد بن، مولانا زادہ۔
8. ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۱۔
9. علی بن یوسف بن احمد المصری، الغزولی شافعی۔
10. ایضاح المکنون ۳/۱۵۲ ھدیۃ العارفین ۵/۷۳۴۔
11. محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود بن حمید الدین بن سعد الدین، ابن الھمام (۱۳۸۷ء/۱۴۵۶ء) مصر میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاضی القضاۃ بدرالدین عینی حنفی اورعز بن عبدالسلام وغیرہ سے تحصیل علم کیا قاضی القضاۃ بدرالدین عراقی مالکی اور زین الدین بن قطلو بغا حنفی آپ کے شاگرد تھے۔قاہرہ، اسکندریہ، حلب وقدس کے علمی سفر کئے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''التحریر فی اصول الفقہ " تالیف کی ہے[1]

کتاب ''التحریر'' کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب ''التحریر فی اصول الفقه الجامع بین اصطلاحی الحنفیة والشافعیة " متکلمین اور احناف کے طریقوں پر مشتمل ایک جامع اور معروف کتاب ہے اسی لئے یہ کتاب جامعہ ازھر کے کلیہ شریعۃ میں شامل نصاب رہی مصطفیٰ البابی الحلبی مصر سے ۱۳۵۱ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی، اس کتاب کی وجہ تالیف کو مصنف خود ان الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں :

" (وبعد) : فانی لما ، ان صرفت طائفة من العمر للنظر فی طریقی الحنفیة والشافعیة فی الاصول خطر لی ان اکتب کتاباً مفصحاً عن الاصطلاحین ، بحیث یطیر من اتقنه الیهما بجناحین، اذ کان من علمته افاض فی هذا المقصد لم یوضحهما حق الایضاح، ولم یناد مرتادهما ببیانه الیهما بحی علی الفلاح ، فشرعت فی هذا الغرض ضاماً الیه ما ینقدح لی من بحثٍ وتحریرٍ، فظهر لی بعد قلیلٍ انه سفر، وعرفت من اهل العصر انصراف هممهم فی غیر الفقه الی المختصرات، واعراضهم عن الکتب المطولات، فعدلت الی مختصرٍ متضمنٍ ان شاء اللہ تعالیٰ الغرضین ، واف بفضل اللہ سبحانه بتحقیق متعلق العزمین ، غیر انه مفتقر الی الجواد الوهاب تعالی ان یقرنه بقبول الفئدة العباد". [2]

(جب میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ حنفی اور شافعی طریقوں کے اصول میں تامل کرنے میں گزارا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں ایک کتاب لکھوں جو دونوں طریقوں کی واضح اصطلاحات پر ہو۔اس طرح کہ جو اس کو پڑھ لے وہ ان دونوں تک بازوؤں سے اڑ کر پہنچ سکے ہر وہ شخص جس نے کبھی اس پر لکھنے کا قصد کیا تو وہ ان دونوں کی توضیح کا حق ادا نہیں کر سکا اور نہ لوگ اس کی آواز پر لبیک کہہ کر متوجہ ہوئے تو میں نے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کام کا آغاز کیا جو میرے ذہن میں توضیح کی غرض سے آئیں مجھ پر کچھ وقت کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ یہ کام ایک مجلد میں ہو جائے گا میں نے اہل زمانہ کے ارادوں کو علم فقہ کے علاوہ دوسرے علوم کی مختصرات کی طرف مائل پایا اور مطول کتب سے بچتے دیکھا تو میں نے ایک مختصر لکھنے کا ارادہ کیا جو دونوں غرضوں کو پورا کرنے والا ہو۔)

کتاب التحریر کا منہج :

اس کتاب کا اسلوب مشکل ہے اور جگہ جگہ مفہوم میں پیچیدگی نظر آتی ہے شیخ محمد خضری نے طریقہ متاخرین کی کتب پر تبصرہ کے دوران اس کتاب سے متعلق فرمایا کہ :

---

[1] الفتح المبین ۳/ ۳۶، ۳۹۔

[2] التحریر فی اصول الفقہ ،ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، ص ۳ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۵۱ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" وهذه الكتب التي عنيت بان تجمع كل شئى استعملت الايجاز في عبارا تها حتى خرجت الى حد الالغاز والا عجاز وتكاد لا تكون عربية المبنى، واد خلها في ذلك كتاب التحرير لابن الهمام لانك اذا جردته من شروحه وحاولت ان تفهم مراد قائله فكانما تحاول فتح المعميات، ومن الغريب انك اذا قرات قبل ان تنظر فيه شروح ابن الحاجب ثم عدت اليه وجدته قد اخذ عبارتهم فادمجها ادما جا و ادخل بوزنها . حتى اضطربت العبارت واستغلقت".[1]

(اور یہ کتابیں جن میں ہر چیز جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کی عبارتوں میں اس حد تک ایجاز واختصار سے کام لیا گیا ہے کہ یہ کتابیں چیستان بن کر رہ گئی ہیں ایجاز نویسی میں غلو کی وجہ سے قریب تھا کہ یہ کتابیں عربی زبان کے دائرہ سے خارج ہو جاتیں اس میں سب سے بڑھی ہوئی ابن ہمام کی کتاب "التحریر" ہے اگر آپ اس کتاب کو اس کی شرحوں سے الگ کر دیں اور مصنف کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ معمے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اگر آپ "التحریر" کا مطالعہ کرنے سے پہلے ابن حاجب کی کتاب کی شرحوں کا مطالعہ کریں پھر آپ "التحریر" کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مصنف نے ابن حاجب کے شارحین کی عبارتیں لے کر انہیں ضم کر دیا ہے اور عبارتوں کا توازن اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ عبارت مضطرب اور پیچیدہ ہو گئی ہے۔)

التحریر کی شروح، حواشی واختصار :

(۱) شمس الدین محمد بن محمد بن الحسن حنفی معروف بہ ابن امیر الحاج (متوفی ۸۷۹ھ) نے " التقریر والتحریر " کے نام سے اس کی شرح لکھی۔[2]

(۲) زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم حنفی مصری (متوفی ۹۷۰ھ) نے "لب الاصول" تالیف کی جو "التحریر" کا اختصار ہے اس بات کا اظہار انہوں نے اپنی ایک دوسری کتاب "فتح الغفار" کے مقدمہ میں کیا۔[3]

(۳) ابن النجار محمد بن احمد بن عبدالعزیز حنبلی (متوفی ۹۷۲ھ) نے شرح الکوکب المنیر المسمی المختصر التحریر یا المختبر المبتکر شرح المختصر فی اصول الفقہ تالیف کی یہ کتاب چار جلدوں میں محمد زحیلی اور نزیہ حماد کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

(۴) شمس الدین محمد بن محمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی شافعی (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے حاشیہ علی شرح التحریر تالیف کیا۔[4]

(۵) عبدالبر بن عبداللہ الاجهوری مصری شافعی (متوفی ۱۰۷۰ھ) نے حاشیہ علی شرح التحریر تالیف کیا۔[5]

۱۔ اصول الفقہ ۔ شیخ محمد خضری ص ۱۱۔ ۲۔ الفتح المبین ۳/۴۷۔
۳۔ الفتح المبین ۳/۷۸، فتح الغفار بشرح المنار معروف بمشکاۃ الانوار ۱/۶۔
۴۔ الفتح المبین ۳/۸۴۔ ۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/۴۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) ابوعبداللہ محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے مختصر التحریر لابن الھمام اور شرح مختصر التحریر لابن الھمام بھی تالیف کی۔[۱]

(۷) حسن بن علی بن احمد المرابغی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ) نے حاشیہ علی التحریر تالیف کیا۔[۲]

(۸) احمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد البعلی البعلی الدمشقی حنبلی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے کتاب "الذخر الحریر فی شرح مختصر التحریر" تالیف کی۔[۳]

احمد بن اسحاق الشیر ازی (متوفی ۸۶۳ھ)[۴]

اصول فقہ کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الابہاج فی شرح المنھاج للبیضاوی" تالیف کی انہوں نے اس کتاب کو عضد الاسلام ابوالقاسم سعود بن محمد الشہید کے لئے تالیف کیا تھا۔ دار الکتب المصریہ میں ۴۸۴ کے تحت دو اجزاء میں اس کا نسخہ موجود ہے۔[۵]

جلال الدین المحلی شافعی (۷۹۱ھ۔۸۶۴ھ)[۶]

فقیہ، اصولی، متکلم، نحوی، منطقی اور مفسر تھے۔ منصب قضا کی پیشکش کے باوجود قبول نہیں کیا، مختلف مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ:

(۱) انہوں نے کتاب "البدر الطالع بشرح جمع الجوامع" تالیف کی۔ یہ کتاب شرح المحلی علی جمع الجوامع کے نام سے مشہور ہے۔[۷]

اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت کے علاوہ بھی کئی جگہوں سے چھپ چکی ہے۔

البدر الطالع پر حاشیہ اور اس سے استفادہ کرنے والے علماء:

۱۔ احمد بن عبداللہ بن بدر الغزی شافعی (متوفی ۸۲۲ھ) نے "حاشیہ علی اوائل البدر الطالع" لکھا۔[۸]

۲۔ شیخ حلولو مالکی (متوفی ۸۹۸ھ) نے "الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع" تالیف کی اور اپنی اس شرح میں البدر الطالع سے بہت استفادہ و نقل کیا۔

(۲) شرح الورقات فی الاصول۔[۹]

۱۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۹۵، الفتح المبین ۳/۱۰۷۔ ۲۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۹۸۔ ۳۔ ایضاح المکنون ۳/۵۳۰، اس میں یہاں تاریخ وفات ۱۱۸۳ھ مذکور ہے جب کہ ۳/۵۹۰ اور ۳/۵۹۶ میں ۱۱۸۹ھ ہی مذکور ہے، ھدیۃ العارفین ۵/۱۷۸۔

۴۔ احمد بن اسحاق الشیر ازی متوفی ۱۴۵۹ء۔ ۵۔ ایضاح المکنون ۳/۵۹۰، ھدیۃ العارفین ۵/۱۳۲، معجم الاصولیین ۱/۹۳ (۶۱)۔

۶۔ جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم المحلی (۱۳۸۹ء/۱۴۵۹ء) مصر میں ولادت ہوئی۔

۷۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۲، الفتح المبین ۳/۴۰۔ ۸۔ معجم الاصولیین ۱/۱۵۵، ۱۵۶ (۱۰۸)۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۲، الفتح المبین ۳/۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۷۸ھ) کی مشہور کتاب الورقات پر کئی شروح وحواشی لکھے گئے علامہ محلی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی۔ یہ شرح اور حاشیہ النفحات علی شرح الورقات لاحمد بن اللطیف الخطیب الحاوی شافعی، مدرس مسجد الحرام ایک ساتھ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر سے ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء میں چھپ چکے ہیں۔ حاشیہ النفحات کے مؤلف نے اپنا حاشیہ ۱۳۰۸ھ میں مکمل کر لیا تھا جس کا ذکر انہوں نے اپنے حاشیہ کے اختتام پر کیا ہے۔

ابراہیم التازی (متوفی ۸۶۶ھ)[1]

فقہ و اصول میں کامل بصیرت رکھتے حصول علم کے لئے مشرق، مکہ و مدینہ کے سفر کئے، علوم قرآن میں امام، حدیث کے حافظ، اصول دین میں معرفت تامہ رکھنے والے، بایہ کے بزرگ ہستی تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی تالیف کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔[2]

بدرالدین مالکی (متوفی ۸۷۰ھ)[3]

فقیہ، بلیغ اور اصولی تھے۔ اپنے والد ابوالقاسم النویری، بدر التسنی اور شمنی وغیرہ سے فقہ و اصلین کی تعلیم حاصل کی ابن الھمام حنفی (متوفی ۷۹۰ھ) صاحب التحریر کے بھی شاگرد رہے، افتاء، تدریس اور اسکندریہ میں قاضی کے طور پر خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے شرح مختصر ابن الحاجب لکھنا شروع کی تھی اور اس کو کئی مقامات پر لکھا تھا۔[4]

اسماعیل ابن معلی شافعی (۸۲۸ھ۔ ۸۷۱ھ بعدہ)[5]

فقیہ، نحوی، صرفی اصولی، کلامی اور منطقی تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے اور کئی حج کئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب ''اللیث العابس فی صدمات المجالس فی اصول الفقہ'' تالیف کی۔ وہ اس کتاب کی تالیف سے ۸۷۱ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ دکتور مظہر بقا نے اس کے کئی مقامات پر نسخوں کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے دارالکتب المصریہ میں بھی ۲۵۰، اور ۲۹۲ کے تحت اس کے نسخے موجود ہیں اور ہدیۃ العارفین میں ہے کہ انہوں نے ''فروق الاصول'' نامی کتاب بھی تالیف کی۔[6]

وجیہ الدین الارزنجانی حنفی (۸۷۱ھ بعدہ)[7]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب " شرح اصول البزدوی " تالیف کی۔[8]

۱۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن علی ابو سالم القازی متوفی ۱۴۶۱ء۔ ۲۔ معجم الاصولیین ۱/ ۶۱ (۳۳)۔

۳۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یحییٰ بن محمد، بدرالدین ابن الخلطہ متوفی ۱۴۶۵ء، غالباً مصر میں وفات پائی۔ ۴۔ الفتح المبین ۳/ ۴۱۔

۵۔ اسماعیل بن علی بن حسن بن ہلال بن معلی المجد الصعیدی الاصل، (۱۴۲۴/ ۱۴۶۵ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

۶۔ ہدیۃ العارفین ۱/ ۲۱۶، اس میں تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے۔ الفتح المبین ۳/ ۱۴۲، اس میں تاریخ وفات ۸۷۰ھ مذکور ہے معجم الاصولیین ۱/ ۲۶۳ (۲۰۸)۔

۷۔ وجیہ الدین عمر بن عبدالمحسن الارزنجانی حنفی۔ ۸۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۷۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد الشمنی حنفی (۸۰۱ھ۔۸۷۲ھ)[1]

مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم اور نحوی تھے۔ ابتداء میں مالکی مسلک کے پیروکار تھے پھر حنفی بن گئے۔ آخری عمر میں شیخ الفنون ہو گئے تھے اور تمام مذاہب کے تلامذہ ان سے مستفید ہوتے تھے، کئی علم و فنون پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[2]

محمد بن عبدالوہاب المقدسی شافعی (متوفی ۸۷۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الارشاد فی اصول الفقه" تالیف کی۔[4]

کمال الدین امام الکاملیہ شافعی (متوفی ۸۷۴ھ)[5]

فقیہ اور اصولی تھے۔ ابن الھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) صاحب التحریر فی اصول الفقه سے بھی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح علی منهاج الوصول الی علم الاصول (مطول)۔

۲۔ شرح علی منهاج الوصول الی علم الاصول (مختصر)۔

المراغی نے لکھا : "وقد انتفع بهما الناس" (اور ان دونوں شروح سے لوگوں نے خوب استفادہ کیا)۔

۳۔ شرح علی مختصر ابن الحاجب.

۴۔ شرح علی الورقات فی الاصول۔[6]

عبدالکریم رومی حنفی (متوفی ۸۷۴ھ)[7]

روم میں قضاۃ الجیش میں تھے سلطان مراد خان عثمان کے امراء میں سے تھے، تدریس کی، مدیر اور قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : ھدیۃ العارفین میں ہے : انہوں نے تعلیقه علی مقدمات التوضیح فی الاصول تالیف کیا۔ الفوائد البهیه کے مطابق "حاشیه علی التلویح"، کشف الظنون کے مطابق "تعلیفه علی التلویح" اور لشقائق النعمانیه کے مطابق "حواش علی اوائل التلویح" تالیف کئے۔[8]

---

[1] ابوالعباس تقی الدین، احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ بن محمد بن خلف اللہ التمیمی الداری القسطنطینی الاصل، الشمنی (۱۳۹۹ء/۱۴۶۸ء)۔

[2] معجم الاصولیین ۱/۲۲۸ (۱۷۱)۔ [3] ابو مساعد محمد بن عبدالوہاب بن خلیل المقدسی شافعی۔

[4] ایضاح المکنون ۳/۲۶، ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۵۔

[5] کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن، امام الکاملیہ متوفی ۱۴۶۹ء۔

[6] ھدیۃ العارفین ۶/۲۰۶ اور ۵۳۱، الفتح المبین ۳/۴۳۔ [7] عبدالکریم بن عبداللہ رومی حنفی متوفی ۱۴۶۹ء۔

[8] کشف الظنون ۱/ ۱۴۹۹، اس میں تاریخ وفات ۹۰۰ھ تقریباً مذکور ہے، ھدیۃ العارفین ۵/ ۶۱۱، الفوائد البهیه ص ۱۰۱، معجم الاصولیین ۲۶۶ (۱۲۵۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالعباس الیزلطینی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۵ھ)[1]

فقیہ، اصولی اور محقق تھے، زلیطن سے قیروان اور پھر تونس آکر تعلیم مکمل کی، ابو حفص محمد القلشانی تونسی، فقیہ و صولی (متوفی ۸۴۷ھ) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، طرابلس میں قاضی رہے۔[2]

مؤلفات اصولیہ :

(۱) **شرح الاشارات للباجی**[3]: الراغی نے لکھا : "و(شرح) الارشادات للباحی فی الاصول" (انہوں نے اصول میں باجی کی کتاب الارشادات کی شرح لکھی) حالانکہ باجی کی اصول فقہ پر اس نام سے کسی کتاب کا ہمیں کہیں پتہ نہیں چل سکا، اُمید ہے کہ کاتب کی غلطی سے لاشارات کے بجائے الارشادات تحریر ہو گیا ہوگا۔

(۲) **شرح تنقیح الفصول للقرافی**[4]. الراغی نے صرف " وشرح التنقیح " لکھا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ یہ کون سی تنقیح ہے۔ ھدیۃ العارفین میں اس کا نام "شرح تلقیح الفصول للقرافی فی الاصول" مذکور ہے شاید کاتب کی غلطی سے " تنقیح " سے " تلقیح " بن گیا ہو کیونکہ قرافی نے اصول فقہ میں تلقیح کے نام سے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی۔ مظہر بقا نے اس کا نام " التوضیح فی شرح التنقیح للقرافی " ذکر کیا ہے۔ اور یہ شرح اپنی اصل کتاب " التنقیح " کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں تونس سے شائع ہو چکی ہے۔

(۳) **شرح جمع الجوامع الصغیر**[5]: اس کتاب کا پورا نام "الضیاء اللامع فی شرح جمع الجوامع" ہے اور یہ شرح جامعہ امام محمد بن مسعود اسلامیہ ریاض سے ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء میں چھپ چکی ہے اور یہ شرح ۱۳۲۷ھ میں فاس سے نشر البنود علی مراقی السعود کے حاشیہ پر بھی چھپ چکی ہے۔

(۴) **شرح جمع الجوامع الکبیر**: اس کتاب کا پورا نام "البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے[6]۔ مخلوف نے شجرۃ النور الزکیہ میں لکھا : "ان له شرحین علی اصول ابن السبکی دون تفصیل "۔[7]

کتاب "الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقه" کا تحقیقی تجزیہ :

بسملہ حمد و صلاۃ کے بعد شیخ الیزلیطینی معروف بہ حلولو، اس کتاب کی تالیف کا سبب ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں :

" وبعد فقد سألنی من أدام الله عزه وبركته، ونور الله بالعلم بصیرتی وبصیرته أن اضع مختصرا علی جمع الجوامع للشیخ الامام العالم العلامة : تاج الدین عبدالوهاب ابن الشیخ الامام تقی الدین السبكی. رحمهما الله تعالی ورضی عنهما . مبنیا لكلامه بما یناسب من الامثله ومتمما لفائدته

---

[1] ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن الیزلیطنی (الزلیطنی) القروی المغربی، حلولو القروی متوفی ۱۴۷۰ء، کشف الظنون ۱/ ۵۹۶، اور ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۳۶ دونوں میں "جلولو" آیا ہے جو درست نہیں ہے۔ طرابلس میں ولادت اور تونس میں انتقال فرمایا۔

[2] الفتح المبین ۳/ ۴۴۔ [3] حوالہ سابق۔ [4] کشف الظنون ۱/ ۴۹۹، ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۳۶۔

[5] اس کا ایک نسخہ مصر مکتبۃ الازہریہ میں موجود ہے جس کا ذکر فہرست اصول فقہ ۲/ ۶۲ میں کیا گیا ہے اور حرف الضاد میں (۲۴۲) ۱۲۳۵۸ کے تحت مذکور ہے۔

[6] اس کا ایک خطی نسخہ مکتبۃ الحسن الثانی رباط میں ۲۳۱۵ نمبر کے تحت موجود ہے۔

[7] الشجرۃ النور الزکیہ، مخلوف ص ۲۵۹ بحوالہ تحقیقی مقدمہ علی الضیاء اللامع، عبدالکریم بن علی ص ۴۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بأوضح عبارة، رجاء النفع بذلك فاجبت . بعد الاستخارة . دعوته فيما سالني واسعفت رغبته فيما كلفني لما رجوت لي وله من حصول الثواب وحسن الماب"۔[1]

(وبعد : مجھ سے کچھ لوگوں نے "اللہ ان کی عزت اور برکت کو ہمیشہ قائم رکھے اور علم کے نور سے میری اور ان کی بصیرت روشن کر دے" استدعا کی کہ میں شیخ امام، عالم، علامہ تاج الدین عبدالوہاب ابن الشیخ امام تقی الدین ابن سبکی رحمہ اللہ تعالی ورضی اللہ عنہما کی جمع الجوامع پر ایک مختصر لکھوں جو ان کے کلام پر مناسب امثلہ پر مبنی ہو اور عبارت کی ایسی تعبیر وتشریح لئے ہوئے ہو جو اس کے فائدہ کو احسن طریقہ سے ظاہر کر دینے کی صلاحیت سے مالا مال ہو تو میں نے استخارہ کرنے کے بعد اللہ سے نفع کی اُمید کرتے ہوئے ان کی درخواست قبول کی اور ان کی اس ضرورت کو پورا کیا جس کی مجھ سے اُمید لگائی گئی تھی اور یہ کتاب ان کے لئے حصول ثواب اور بہتر انجام کا باعث ہوگی)

جب کہ محقق عبدالکریم النملہ نے اس کی تالیف کا یہ سبب بیان کیا ہے :

" ولكن الظاهر لي، والله اعلم : انه لما رأى انصراف بعض الباحثين عن " الشرح الكبير" وهو "البدر الطالع في حل الفاظ جمع الجوامع" حيث انه اطال فيه الكلام واكثر النقول فيه عن العلماء مما جعل الكتاب يخرج عما الفه من أجله وهو بيان جمع الجوامع ارادان يعصر القراء والطلاب بما يبين لهم كتاب جمع الجوامع فالف هذا الكتاب وهو" الضياء اللامع" فصار هذا الكتاب هذا اكثر مما فائدة من الشرح الكبير. ممايدل ذلك انه احيانا يقول مانصه :

"وقد نقلت كلامه بقصد كلام بعض العلماء، في الشرح الكبير".[2]

حقیقت حال اللہ تعالی جانتا ہے لیکن مجھے اس کتاب کی تالیف کی یہ وجہ نظر آتی ہے کہ جب انہوں نے باحثین کو ان کی "الشرح الکبیر" جس کا نام البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع ہے سے منہ موڑتے دیکھا کیونکہ طویل کلام اور علماء سے کثرت نقول کے باعث کتاب جس مقصد کے لئے لکھی گئی تھی وہ اسے پورا نہیں کر پا رہی تھی اور یہ بات واضح ہے کہ اس کی تالیف کا مقصد جمع الجوامع کی تشریح تھا۔ تو انہوں نے چاہا کہ قارئین اور طالبین کو اس بحث تک محدود کر دیں جسے جمع الجوامع میں ان کے لئے بیان کیا گیا تھا۔)

الضیاء اللامع کی تالیف کا زمانہ :

صاحب کتاب نے اس کا زمانہ تالیف نہیں بتایا، مگر غور وفکر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو " البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" کے بعد تالیف کیا ہوگا کیونکہ الضیاء اللامع کی پہلی جلد میں انہوں نے دو مقامات میں البدر الطالع سے نقل کیا ہے۔ پہلی جگہ تو فقہ کی تعریف ہے اور دوسری جگہ "مسالة جائز الترک هل هو واجب اولا" (مسئلہ جائز کا ترک واجب ہے یا نہیں) ہے[3]۔ اور یہ بھی واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اس کو شرح تنقیح الوصول سے پہلے تالیف کیا ہوگا۔[4]

---

[1] الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقہ ، شیخ حلولو، تحقیق عبدالکریم بن علی بن محمد النملۃ ۱/۱۱۴، ریاض جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء۔

[2] تحقیقی مقدمہ علی الضیاء اللامع، عبدالکریم بن علی ص ۶۸۔

[3] حوالہ سابق، تحقیقی مقدمہ ص ۶۹، اور اصلی کتاب ۱۳۸۔

[4] تحقیقی مقدمہ ص ۶۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب "الضیاء اللامع" کے مصادر :

شیخ حلولو نے سابقین کی ان کتب اصولیہ وغیر اصولیہ سے بہت استفادہ کیا جو مختلف مذاہب میں مصادر و مراجع کی حیثیت رکھتی تھیں مگر وہ شاذ و نادر ہی کسی کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں صرف ان سے علم نقل کرتے ہیں اور صرف اس طرح کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ "قال الابیاری" (ابیاری نے کہا) یا "قال القرافی" (قرافی نے کہا) یا "ذکرہ الرازی" (رازی نے اسے ذکر کیا)۔ محقق عبدالکریم النملہ نے ان مقامات اور کتب کی تعیین کی ہے اور بتایا ہے کہ حلولو اپنی اس شرح میں کن حضرات کی کن کتب سے مستفید ہوئے۔ محقق کے مطابق انہوں نے جلد اول میں مندرجہ ذیل کتب سے نقل کیا ہوگا اور انہوں نے ساتھ ہی ان مقامات کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں پر حلولو نے نقل کیا لیکن ہم صرف کتاب کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کی غرض سے اختصار کے ساتھ صرف کتابوں کے اسماء اور مؤلفین کے ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے جن سے انہوں نے نقل کیا ہے :

۱۔ إحكام الفصول فی احكام الاصول لابی الولید الباجی. مطبوع

۲۔ الاحكام فی اصول الاحكام لسیف الدین ،مدی . مطبوع

۳۔ البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع لحلولو .یہ شارح کی کتاب ہے، مخطوطہ ہے اس کا نام "الشرح الكبير" ہے۔

۴۔ البرهان فی اصول الفقه للامام الحرمين :لجوینی . مطبوع

۵۔ التخقيق و البيان فی شرح البرهان شمس الدین الابیاری . مخطوطہ

۶۔ تشنيف المسامع بجمع الجوامع لبدر الدین الزركشی. اس کتاب پر موسیٰ فقیہی کی تحقیق موجود ہے۔

۷۔ الشامل فی اصول الدین لامام الحرمین اس کتاب کا کچھ حصہ مطبوع ہے اور باقی مجلدات مخطوطہ ہیں اور یہ اوّل و آخر سے نامکمل ہے۔

۸۔ شرح تنقيح الفضول لشهاب الدین القرا فی . مطبوع

۹۔ شرح الكافيه الشافيه فی النحو لابن مالک النحوی . مطبوع

۱۰۔ شرح المحصول " نفائس الاصول فی شرح المحصول " لشهاب الدین القرافی . مطبوع

۱۱۔ شرح المحلی لجمع الجوامع جلال الدین المحلی . مطبوع

۱۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب للرهونی.

۱۳۔ شرح مختصر ابن الحاجب للعزبن عبدالسلام حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ۱۸۵۵/۲ میں اس کا ذکر کیا لیکن محقق مذکور کو یہ کتاب کہیں مل نہیں سکی۔

۱۴۔ شرح مختصر ابن الحاجب لا بن الكاتب۔ یہ کتاب بھی محقق مذکور کو کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ شرح المعالم فی اصول الفقه لابن التلمسانی . مخطوط

۱۶۔ شرح اللمع فی اصول الفقه لابی اسحاق شیرازی . مطبوع

۱۷۔ الشفابتعریف حقوق المصطفی للقاضی عیاض الیحصبی . مطبوع

۱۸۔ الغیث الهامع شرح جمع الجوامع لولی الدین ابن العراقی . مخطوط

۱۹۔ فتح العزیز للرافعی . مطبوع

۲۰۔ القواعد للقرافی وهو الفروق . مطبوع

۲۱۔ القواعد للمقری المالکی . مطبوع

۲۲۔ المحصول فی علم اصول الفقه للامام فخر الدین الرازی . مطبوع

۲۳۔ المحصول فی علم الاصول لابی بکر ابن العربی المالکی . مطبوع

۲۴۔ مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقه . مطبوع

۲۵۔ مختصر الشیخ خلیل . مطبوع

۲۶۔ المدونة للامام مالک بن انس . مطبوع

۲۷۔ المستصفی من علم الاصول لابی حامد الغزالی . مطبوع

۲۸۔ المسوده فی اصول الفقه لآل تیمیه . مطبوع

۲۹۔ المقدمات لابن رشد" الجد" . مطبوع

۳۰۔ المنتقی شرح المؤطا لابی الولید الباجی . مطبوع

۳۱۔ المنتهی فی الاصول لابن الحاجب . مطبوع

۳۲۔ المنهاج فی ترتیب الحجاج لابی الولید الباجی . مطبوع

۳۳۔ الموافقات فی اصول الشریعه لابی اسحاق الشاطبی . مطبوع

۳۴۔ نهایة الوصول فی درایة الاصول لصفی الدین الهندی .

۳۵۔ الوجیز فی الفقه الشافعی لابی حامد الغزالی .

یہ نام حتی المقدور ہیں اور اصل تعداد ان سے کئی زیادہ ہو سکتی ہے۔[1]

کتاب "الضیاء اللامع" میں مصنف کا منہج

شیخ حلولو نے کہیں بھی صراحت کے ساتھ اپنے منہج کے خدوخال کی تفصیلات کو بیان نہیں کیا، صرف کتاب کا افتتاحیہ میں اشارۃً ذکر کیا ہے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مگر ہم ان کے منہج کو مندرجہ ذیل نکات میں مختصراً بیان کر سکتے ہیں۔

[1] حوالہ سابق، ص ۱۷۱-۹۱ ملخص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) وضع ابواب، فصول، اور مباحث میں وہ اسی نھج پر چلے جس پر امام ابن السبکی، جمع الجوامع میں چلے تھے۔ جس میں وہ اصطلاحات اصولیہ کی تعریفات اور زیادہ تر مسائل میں علماء کے اقوال کو بغیر ان کے ادلہ کی طرف لوٹانے کے بیان کرتے نظر آتے تھے۔ اور شیخ حلولو نے اسی منہج کی پیروی کی ہے۔

(۲) شیخ حلولو جب جمع الجوامع سے ابن السبکی کی کوئی عبارت نقل کرتے ہیں تو وہ کسی ایک خاص موضوع سے متعلق ہوتی ہے اور اگر وہ نص کئی مسائل پر مشتمل ہوتی ہے تو اس کی شرح کرنے سے پہلے "ص" لکھ کر اس کا اشارہ کر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اصل کتاب سے ہے، اور جب اس کی شرح کرنا شروع کرتے ہیں تو "ش" لکھ دیتے ہیں تا کہ اصل کتاب اور شرح میں اس امتیازی علامت سے فرق ہو جائے۔

(۳) ہر اصطلاحی تعریف کی شرح سے پہلے اکثر لغوی تعریف بیان کرتے ہیں۔

(۴) ان اصطلاحی تعریفات کو ذکر کرتے ہیں جنہیں ابن السبکی نے بیان نہیں کیا ہوتا۔

(۵) بہت سے مسائل میں محل النزاع تحریر کر دیتے ہیں۔

(۶) اگر ابن سبکی کا کلام ایک موضوع میں کئی مسائل پر مشتمل ہوتا ہے تو وہ اول شرح میں کہتے ہیں :" فی ذلک مسائل الاولی : کذا............"

(۷) دوسرے علماء کے اقوال کثرت سے نقل کرتے ہیں مگر ان کی تشریح نہیں کرتے۔

(۸) کسی ایک مسئلہ میں ایک ہی عالم کی کئی آراء نقل کر دیتے ہیں۔

(۹) قول کی نسبت اس کے قائل کی طرف بغیر اس کی کتاب کا نام لئے کہ انہوں نے کہاں یہ قول کیا ہے ذکر کر دیتے ہیں۔

(۱۰) قاعدہ اصولیہ کو بیان کرنے کے لئے مسائل فقھیہ کے ساتھ تمثیل پیش کرنے کا شدت سے رجحان رکھتے ہیں۔

(۱۱) اکثر مسائل کے آخر میں تنبیہات لاتے ہیں جس میں وہ " بیان لفظه '' اور" بیان مساله مرتبطه" بالمسالة جسے ابن سبکی نے ذکر کیا ہوتا اور یہ بھی کہ ابن سبکی نے دوسرے اصولیین کے مقابلہ میں کیا اضافی شئے پیش کی اور ابن سبکی کا ان کے بعض کلام میں اضطراب وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔

(۱۲) اگر کسی مسئلہ میں لفظی اختلاف ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں۔

(۱۳) اپنے مذہب (مالکی) کے علماء سے نقول فقھیہ کو کثرت سے لاتے ہیں۔

(۱۴) کبھی کبھار ابن سبکی کے ذکر کردہ بعض اقوال سے بلا دلیل استدلال کر جاتے ہیں۔

(۱۵) بعض مواقع پر ابن سبکی یا کسی اور کے کلام کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کلام میں نظر ہے لیکن اس میں وجہ نظر نہیں بیان کرتے۔

(۱۶) جب ابن رشد بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد ابن رشد جد، صاحب المقدمات ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) اور جب " الشارح " کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد بدرالدین زرکشی ہوتے ہیں، شیخ حلولو نے ابن سبکی کی جمع الجوامع کی دو شرحیں لکھی تھیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔[1]

۱۔ شرح الصغیر "یہ الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع " ہے۔

۲۔ شرح الکبیر اس کا نام "البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع " ہے۔

ان دونوں شروح کے مابین امتیازی فرق :

فرق ۱ : شیخ حلولو" الضیاء اللامع" میں صرف ان اشیاء کو بیان کرتے ہیں جو جمع الجوامع کے بیان وتوضیح میں مفید ومعاون ہوں غیر ضروری طوالت کو حذف کر دیتے ہیں۔ جبکہ البدر الطالع میں انہوں نے ایسی اشیاء بیان کیں جن کے داعی کا بھی پتہ نہیں چلتا اور وہ اشیاء قریب وبعید کسی بھی طرح جمع الجوامع کی توضیح وبیان میں معاون ثابت نہیں ہوتیں اسی غیر ضروری طوالت کی بناء پر طلبہ میں اس سے اکتاہٹ کا اظہار پایا گیا۔

فرق ۲ : الضیاء اللامع میں وہ اپنے مذہب ودیگر علماء کی ان نقول کو پیش کرتے ہیں جو جمع الجوامع کی عبارات کی شرح میں مفید ہوں اور اس سے ہی متعلق ہوں اور اس کی تشریح سے باہر نہ نکلتی ہوں۔

جب کہ البدر الطالع میں وہ ایک ہی عالم کے کئی طویل صفحات نقل کر جاتے ہیں جن کا نفس کتاب یا نص کتاب کی وضاحت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

فرق ۳ : الضیاء اللامع میں صرف وہ نصوص لاتے ہیں جو موضوعات اصولیہ سے متعلق ہوں اور پھر ان کی تشریح وتبیین کر دیتے ہیں۔ جبکہ "البدر الطالع" میں ہر کلمہ کی طویل تشریح کرتے ہیں۔[2]

شرح الضیاء اللامع کے چند محاسن :

۱۔ صاحب کتاب ابن السبکی مذھبًا شافعی تھے جب کہ شارح حلولو کا مذہب مالکی تھا اس شرح سے ایک تو دو مذہبوں کا اجتماع ہو جاتا ہے اور قاری کے لئے یہ بات علم میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے کہ وہ دونوں کو ایک ساتھ سمجھ لیتا ہے۔

۲۔ شیخ حلولو نے اپنی اس شرح میں کثرت سے متقدمین کے اقوال جمع کئے ہیں جن میں سے کئی ایک اب دستیاب نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے اس کو الضیاء اللامع کے مصادر میں بیان کیا ہے، اس سے علماء سابقین کے اقوال محفوظ ہو گئے۔

۳۔ مذہب مالکی کے ذکر میں خصوصی اہتمام کیا ہے اور اپنے مذہب کے علماء کی نقول کثرت سے پیش کرتے ہیں مثلاً امام مالک، ابن القاسم، اشھب، اصبغ، ابن عرفہ، قرافی، ابیاری، ابن الحاجب، شیخ خلیل، ابن العربی، ابن رشد، شاطبی وغیرہ۔ اس طرح یہ کتاب مالکی مذہب کے اصولی وفقہی آراء واقوال کی حفاظت کا ایک اہم مرجع بن گئی۔

---

[1] حوالہ سابق، ص ۹۲، ۹۳، والفاظ کے حذف واضافہ وتغیر کلمات کے ساتھ تلخیص۔ [2] حوالہ سابق، ص ۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ مصطلحات اور تعریفات کے مابین فرق بیان کرتے ہیں، مثلاً جس طرح انہوں نے الشکر اور الحمد کے مابین شروع میں شرح کرتے ہوئے فرق کیا۔

۵۔ مسائل اصولیہ کا بعض امثلہ فقہیہ سے ربط بیان کرتے ہیں خاص طور پر فقہ مالکی ان کے پیش نظر رہتی ہے اور اس طرح باحثین اور قارئین کے لئے مسائل اصولیہ کی منظر کشی ہو جاتی ہے۔

۶۔ ان اصطلاحات اصولیہ کی تعریفات بیان کیں جنہیں ابن السبکی نے نہیں بیان کیا تھا۔

۷۔ اگر ضروری ہو تو محل نزاع بیان کر دیتے ہیں۔

۸۔ اگر خلاف لفظی ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں اور اگر معنوی ہو تو اس کی تبیین کے لئے کبھی کبھار فروع فقھیہ سے مثال لے آتے ہیں۔

۹۔ ابن سبکی دوسرے اصولیین میں جو انفرادیت رکھتے ہیں اس کو تعلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے وظیفۃ الاصولی میں بیان کیا ہے۔[1]

۱۰ کتاب سہل العبارت اور اس کے الفاظ واضح ہیں ایسی پیچیدگی سے خالی ہے جو مبتدی کے فہم اور منتہی کے استفادہ میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

۱۱۔ الشیخ حلولو نے جمع الجوامع کے بعض شارحین مثلاً زرکشی محلی، ولی الدین ابن العراقی سے استفادہ کیا تو یہ کتاب ان سب کی باتوں کا تقریباً خلاصہ اور نچوڑ ہے۔[2]

یہ مذکورہ بالا چند محاسن تھے جو بیان کئے گئے جن سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

کتاب "الضیاء اللامع" کے چند نقائص :

صرف ذات باری تعالیٰ کو کمال مستلزم ہے اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے صرف تحقیق وعلم کی غرض سے اس کتاب کی چند خامیوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ شارح حلول، جمع الجوامع سے ایک مخصوص موضوع سے متعلق نص ذکر کرتے ہیں اور اگر وہ نص چند مسائل پر مشتمل ہو تو پہلے اس کی شرح کرتے ہیں۔ اس دوران اصل عبارت اور شرح میں خلط ملط ہو جاتا ہے، اگر وہ کسی ایک خاص مسئلہ سے متعلق متعینہ نص نقل کریں اور پھر اس کی شرح کریں تو اس طرح کرنا زیادہ مناسب اور مفید ہوتا۔

۲۔ بعض مرتبہ جب کسی ایک مسئلہ میں علماء کے متعدد اقوال نقل کرتے ہیں تو ان میں سے کسی قول کو نہ تو اہمیت و ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی امثلہ لاتے ہیں۔ "الہ" اور "الفقہ" کو بیان کرتے وقت انہوں نے اسی طرح کیا ہے۔[3]

---

[1] حوالہ سابق، ص ۱۳۳۔ [2] حوالہ سابق، ص ۹۸، ۹۹۔ حذف اضافہ وتغیر کلمات کے ساتھ تلخیص۔

[3] حوالہ سابق ص ۱۱۹، ۱۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ چند ایک مواقع پر ایسا بھی ہوا کہ آراء کے منسوب کرنے میں ان سے چوک ہوگئی مثلاً الفقه کے لغوی معنی کے بیان میں انہوں نے کہا قرافی نے اس بارے میں ابواسحاق الشیرازی کی رائے اختیار کی، حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔[1]

۴۔ جب کوئی رائے نقل کرتے ہیں تو کبھی کبھار اس کے فوراً بعد کہتے ہیں "هذا فيه نظر" (عدم ظہور کی وجہ سے یہ امر محل غور ہے) مگر اس کی وجہ بیان نہیں کرتے۔

۵۔ کسی ایک مسئلہ میں متعدد آراء پیش کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔

۶۔ بعض مرتبہ جمع الجوامع میں کلام ابن السبکی پر بعض شارحین کی طرف سے کئے گئے اعتراضات بیان کرتے ہیں مگر اس میں ان کی رائے کیا تھی اسے بیان نہیں کرتے۔

۷۔ بعض ناموں میں خلط ملط کر جاتے ہیں مثلاً ابن رشد کا نام نقل کرتے ہیں مگر اس میں دادا اور پوتے کی کوئی تفریق نہیں کرتے۔ اسی طرح مطلقاً "الامام" کا لفظ لاتے ہیں مگر اس سے پتہ نہیں چلتا کہ امام سے مراد امام الحرمین ہیں یا امام رازی۔

۸۔ عمومی طور سے کتاب سہل العبارۃ اور فصیح الکلام ہے مگر اس کے باوجود شیخ حلولو سے لغوی غلطیاں بھی ہوئیں مثلاً "أل" کو "غير" پر داخل کرنا جو کہ اکثر اھل اللغه کے یہاں کی غلطی ہے اسی طرح "أل" کا بعض پر داخل کرنا اور "أل" کا کل پر داخل کرنا جو کہ اہل اللغہ کے یہاں فصیح لغت عربیہ کے منافی ہے۔ اسی طرح "هل" کے بعد "ام" کا لانا جو کہ اکثر مؤلفین کے یہاں عام ہے مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ "ام" الہمزہ کے بعد آتا ہے اور "أو" "هل" کے بعد آتا ہے۔[2]

الشاھروردی مصنفک حنفی (۸۰۳ھ۔۸۷۵ھ)[3]

اصولی، نحوی، مفسر، ادیب اور باحث تھے۔ کم عمری میں ہی تصانیف لکھنے میں مشغولیت کی بناء پر مصنفک سے معروف ہوئے، قوت تحریر بہت زیادہ تھی، کئی فنون پر کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المراغی کے مطابق "حاشيه على التلويح" اور ھدیۃ العارفین کے مطابق "حاشيه على التوضيح" تالیف کیا۔ ہوسکتا ہے، انہوں نے دونوں حاشیے تالیف کئے ہوں۔

۲۔ التحرير في شرح اصول البزدوی۔ یہ کتاب نامکمل رہی۔

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۳۶۔

[2] حوالہ سابق ۱۱۰،۱۱۱ ملخص۔

[3] علاء الدین المولی علی بن محمود بن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن محمد بن محمد عمر الشاھروردی البسطامی الھروی الرازی العمری البکری، مصنفک (۱۴۰۰ء/۱۴۷۰ء) قسطنطنیہ میں انتقال ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ الوصول الی علم الاصول.

۴۔ حاشیہ علی بعض شروح البزدوی۔[1]

عبدالرحمن ابن مخلوف الثعالبی (۷۸۶ھ۔۸۷۵ھ)[2]

الجزائر سے بجایہ پھر تونس اور پھر مشرق کے علماء سے علم حاصل کیا اور بعد میں واپس تونس لوٹ آئے اور کئی علوم و فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : "شرح ابن الحاجب الاصلی" تالیف کی۔[3]

احمد بن ابراہیم العسقلانی حنبلی (۸۰۰ھ۔۸۷۶ھ)[4]

فقیہ و مؤرخ تھے۔ حصول علم کے بعد تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں، دیار مصریہ کے قاضی بنائے گئے۔ وہاں کے حنابلہ کے مرجع و معتمد تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم اصول ابن الحاجب وتوضیحہ.

۲۔ شرح مختصر الطوفی فی اصول الفقه.

شرح مختصر الطوفی کا مختصر تعارف :

موفق الدین ابن قدامہ حنبلی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کتاب" روضة الناظر وجنة المناظر فی اصول الفقہ تالیف کی۔ بعد میں نجم الدین الطوفی الصرصری (متوفی ۷۱۶ھ) نے کتاب "مختصر روضة الموفق فی الاصول علی طریقة ابن الحاجب" تالیف کی اور پھر العسقلانی نے کتاب "شرح مختصر الطوفی" تالیف کی، جس کی کچھ تفصیل اس طرح سے ہے کہ علامہ العسقلانی نے اپنے نانا علاء الدین علی بن محمد الکنانی العسقلانی کی کتاب "سواد الناظر وشقائق الروض" کی تبییض کی جو مختصر الطوفی لروضہ ابن قدامہ کی شرح تھی اور پھر انہوں نے اس میں بعض ان فوائد کا بھی اضافہ کر دیا جن سے کتاب "سوادالناظر" خالی تھی یا وہ فوائد شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔

کتاب "سوادالناظر" پر تحقیق :

حمزہ حسین القعر نے اس کتاب پر تحقیق کر کے جامعہ ام القری سے ۱۳۹۹ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[5]

---

[1] ھدیۃ العارفین ۵/۳۵ ۷، الفتح المبین ۳/ ۴۵۔

[2] ابو زید عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی (۱۳۸۴/ ۱۴۷۰ء) غالباً تونس میں انتقال ہوا۔

[3] ھدیۃ العارفین ۵/ ۵۳۳، معجم الاصولیین ۲/ ۱۹۱ (۴۲۷)۔

[4] احمد بن ابراہیم بن نصر اللہ بن احمد بن محمد بن ابی الفتح بن ھاشم بن نصر اللہ بن احمد الکنانی العسقلانی الاصل ثم المصری (۱۳۹۷/ ۱۴۷۱ء)۔

[5] معجم الاصولیین ۱/ ۷۸، ۷۹ (۵۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر ابن احمد البلیسی شافعی (متوفی ۸۷۸ھ) [1]

انہوں نے کتاب "التحقیقات فی شرح الورقات للامام الحرمین" تالیف کی۔ [2]

ابن امیر الحاج حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)

فقیہ و اصولی تھے۔ [3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح التحریر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) کی کتاب "التحریر" کی شرح ہے۔ [4]

ابن قطلو بغا حنفی (۸۰۲ھ۔۸۷۹ھ) [5]

اصولی، مورخ، مقری اور مفتی تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ المراغی کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی شرح عبد اللطیف بن ملک لمنار الاصول" تالیف کیا۔

۲۔ حدائق الحنفیہ میں مذکور ہے کہ انہوں نے شرح مختصر المنار تالیف کی۔

۳۔ شرح الورقات لامام الحرمین فی الاصول، ہدیۃ العارفین میں ان کی کتاب کا یہی نام مذکور ہے۔

۴۔ تخریج الاحادیث من اصول البزدوی۔ [6]

ابن عبد الہادی حنبلی (متوفی ۸۸۰ھ) [7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تحفۃ الوصول الی علم الاصول" تالیف کی۔ [8]

عبد القادر الانصاری مالکی (۸۱۴ھ۔۸۸۰ھ) [9]

فقیہ، اصولی، نحوی، مفسر اور محدث تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح شرح التنقیح" تالیف کیا۔ [10]

---

[1] عمر بن احمد بن محمد المصری سراج الدین، البلیسی شافعی، اسکندریہ میں وفات پائی۔

[2] ایضاح المکنون ۴/۳۰۷، ہدیۃ العارفین ۵/۷۹۳۔

[3] شمس الدین محمد بن محمد بن الحسن، ابن امیر الحاج الحلبی متوفی ۱۴۷۴ء، حلب میں وفات پائی۔

[4] الفتح المبین ۳/۴۷۔

[5] زین الدین قاسم بن قطلوبغا (۱۴۰۰ء/۱۴۷۴ء) مصر میں وفات پائی۔

[6] ہدیۃ العارفین ۵/۸۳۰، الفتح المبین ۳/۴۸، حدائق الحنفیہ، فقیر محمد ص ۳۳۴، ۳۳۵ نویں صدی ہجری کے فقہاء و علماء، لکھنو مطبع نامی کشور ۱۲۹۷ھ۔

[7] جمال الدین یوسف بن الحسن بن احمد بن عبد الہادی المقدسی، ابن الہادی۔

[8] ہدیۃ العارفین ۶/۵۶۰۔

[9] عبد القادر بن ابو القاسم بن احمد محی الدین الانصاری السعدی العبادی، مکہ میں ولادت و وفات ہوئی۔ (۱۴۱۱ء/۱۴۷۵ء)۔

[10] ہدیۃ العارفین ۵/۵۹۷، اس میں تاریخ وفات ۸۲۰ھ مذکور ہے، معجم الاصولیین ۲/۲۲۳ (۳۵۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیف الدین البکتمری حنفی (۷۹۸ھ۔۸۸۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح۔ ۲۔ شرح التنقیح۔

۳۔ شرح المنار للسنفی۔[2]

سعد الدین خیر آبادی حنفی (متوفی ۸۸۲ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی۔ ۲۔ شرح الحسامی۔[4]

احمد الاشبیطی حنبلی (۸۰۲ھ۔۸۸۳ھ)[5]

فقہ، اصول، لغت عربیہ، فرائض وحساب وعروض اور منطق وغیرہ میں ید طولی رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح منهاج البیضاوی ۲۔ شرح مختصر المنتهی لابن الحاجب

ایضاح المکنون میں شرح منهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل لا بن حاجب مذکور ہے۔[6]

ابوبکر الجراعی حنبلی (۸۲۵ھ۔۸۸۳ھ)[7]

فقیہ اور عالم دین تھے، نابلس سے ۸۴۲ھ میں دمشق آکر نائب قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پھر ۸۶۱ھ میں قاہرہ آئے اور قاضی عز الدین الکنانی کے خلیفہ بنے اور تدریس کی، اور پھر وہاں سے ۸۷۵ھ میں مکہ آگئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المختصر فی اصول الفقه للبعلی" تالیف کی۔

اس پر تحقیق :

اس کتاب پر عبدالعزیز محمد عیسٰی الفائدی نے تحقیقی مقالہ پیش کیا اور جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ سے ۱۴۰۸ھ میں دکتوراہ کی شہادت حاصل کی۔[8]

۱۔ محمد بن محمد بن عمر بن قطلو بغا ترکی الاصل، مصری، سیف الدین البکتمری حنفی۔

۲۔ هدیۃ العارفین ۲۱۰/۶۔ ۳۔ سعد الدین بن قاضی خیر آبادی بالهندی الحنفی الزاهد۔

۴۔ هدیۃ العارفین ۳۸۵/۵ حدائق الحنفیہ، فقیر محمد ص ۳۳۶۔

۵۔ شهاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابوبکر بن عمر بن برید (بریدہ) الاشبیطی القاهری الازهری (۱۴۰۰ء/۱۴۷۸ء)، مدینۃ المنورہ میں وفات پائی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۵۷۲/۲، هدیۃ العارفین ۱۳۵/۵، اس میں تاریخ وفات ۸۸۸ھ مذکور ہے، معجم الاصولیین ۹۷/۱، ۹۸ (۶۵)۔

۷۔ تقی الدین ابوبکر بن زید بن ابی بکر الحسینی الجراعی الدمشقی الصالحی (۱۴۲۲ء/۱۴۷۸ء) نابلس میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔

۸۔ کشف الظنون ۱۱۱/۱، اس میں الجراعی کے بجائے الخزاعی مذکور ہے، معجم الاصولیین ۶/۲ (۲۳۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برهان الدين بن مفلح حنبلی (۸۱۵ھ-۸۸۴ھ)[1]

فقیہ، محدث اور اصولی تھے۔ علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد اور دادا ممتاز علماء میں سے تھے۔ افتاء و تدریس وتصنیف اور دمشق میں منصب قضاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " مرقاة الوصول الى علم الاصول" تالیف کی جو اس فن میں ان کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ شیخ عبداللہ بن حمید مکة المکرمہ میں اور دوسرا نسخہ مکتبہ السعودیہ العامہ ریاض میں ۵۹۶ نمبر کے تحت موجود ہے۔[2]

علاء الدين المرادوی حنبلی (۸۱۷ھ-۸۸۵ھ)[3]

فقیہ و اصولی تھے۔ قرآن کریم حفظ کیا۔ شیخ الحنابلہ تقی الدین بن قندی سے تفقہ حاصل کیا قاضی القضاۃ بدرالدین سعدی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " تحرير المنقول فى اصول الفقه" تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے اس کا نام یہ بتایا ہے : " تحرير المنقول و تهذيب الاصول" ۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے، اوله : الحمد لله الذى وفق فعلم الخ یہ کتاب ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مشتمل ہے جس میں مذاہب ائمہ اربعہ کو پیش کیا گیا ہے اور وہ اس میں امام احمد کا صحیح مسلک پیش کرتے ہیں۔[4]

ملا خسرو محمد بن قراموز حنفی (متوفی ۸۸۵ھ)[5]

فقیہ، اصولی و مفسر تھے۔ علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے اور روم کے مفتی برہان الدین حیدر الہروی سے بھی مختلف علوم کی تحصیل کی تدریس و قضاء کے فرائض انجام دیئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حواش على التلويح فى اصول الفقه.

۲۔ مرقاة الوصول فى علم الاصول.

۳۔ مراة الاصول فى شرح مرقاة الوصول.

۴۔ شرح اصول البزدوى.[6]

کتاب "مرقاة الوصول" کی شروح وحواشی :

ملا خسرو نے مراۃ الاصول کے نام سے خود بھی اس کی شرح تالیف کی تھی جیسا کہ ان کی مؤلفات اصولیہ میں ذکر ہوا۔ ان کی شرح کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل علماء نے اس کتاب پر شروح وحواشی تالیف کئے :

---

[1] ابواسحاق برھان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح (۱۴۱۲/ ۱۴۷۹ء) دمشق میں ولادت ووفات ہوئی۔

[2] الفتح المبین ۳/ ۴۹، معجم الاصولیین ۱/ ۵۷ (۳۰)۔

[3] ابوالحسن علاء الدین علی بن سلیمان بن احمد بن محمد المرادوی (۱۴۱۴/ ۱۴۸۰ء) دمشق میں وفات پائی۔

[4] کشف الظنون ۱/ ۳۵۷، الفتح المبین ۳/ ۵۳۔

[5] محمد بن قراموز، ملا خسرو، رومی الاصل، متوفی ۱۴۸۰ء قسطنطنیہ میں انتقال ہوا اور بروسا میں دفن کئے گئے۔

[6] ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۱۱، الفتح المبین ۳/ ۵۱، حدائق الحنفیہ، فقیر محمد، ص ۳۳۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) مولی عثمان بن عبداللہ الرومی حنفی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے تسہیل مرقاۃ الوصول الی علم الاصول تالیف کی، جو ایک مجلد میں ہے، ایضاح المکنون میں مذکور ہے۔ وھو ترجمۃ المراۃ علی المرقاۃ لملا خسرو۔[۱]

(۲) حامد آفندی بن مصطفیٰ (متوفی ۱۰۹۸ھ) نے حاشیہ علی مراۃ الاصول تالیف کیا جو حاشیہ الحامدی سے مشہور ہے۔ انہوں نے اسے ۱۰۸۷ھ میں اسے تالیف کیا تھا اور یہ حاشیہ ۱۲۸۰ھ میں آستانہ سے چھپ چکا ہے۔[۲]

(۳) حامد بن مصطفیٰ القونوی الاقدرائی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ) نے کتاب شرح المراۃ فی الاصول تالیف کی۔[۳]

(۴) سلیمان بن عبداللہ الازمیری حنفی (متوفی ۱۱۰۲ھ) نے حاشیہ مراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول لملا خسرو تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے کہ تعلیقہ علی مراۃ الاصول للازمیری جبکہ ایضاح المکنون وھدیۃ العارفین میں ہے: شرح المرقاۃ لملا خسرو للازمیری اور دوسری طرف مکتبہ ولی الدین ترکی ۹/۵ میں حاشیہ علی مراۃ الاصول، مجلدان، لمحمدبن ولی بن رسول الازمیری مذکور ہے۔[۴]

(۵) مصطفیٰ ابن یوسف الموستاری حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ) نے مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے: "وحاشیۃ کبیرۃ فی جلد کبیر لبعض شرکائی المشتھر لمصطفی آفندی البسنوی المصدری توفی بعد سنہ ۱۱۱۰ھ"۔[۵]

(۶) محمد بن احمد الطرسوسی حنفی (متوفی ۱۱۱۷ھ) نے حاشیہ علی المراۃ فی الاصول تالیف کیا۔[۶]

(۷) احمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۶۵ھ) نے حاشیہ علی المراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول لملاخسرو۔[۷]

(۸) مصطفیٰ بن یوسف الموستاری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ) نے مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول یعنی یہ ملاخسرو کی مرقاۃ الوصول کی شرح ہے۔[۸]

(۹) مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی (متوفی ۱۲۷۱ھ) نے تقریر المراۃ حاشیہ علی مراۃ الاصول تالیف کیا۔[۹]

(۱۰) محمد بن علی التمیمی (متوفی ۱۲۸۶ھ) نے تعدیل المرقاۃ وجلاء المراۃ کے نام سے ملاخسرو کی مراۃ الوصول پر حاشیہ لکھا۔[۱۰]

عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ (متوفی ۸۰۱ھ۔۸۸۵ھ) ان کا ذکر ۸۰۱ھ کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

۱۔ ایضاح المکنون ۲/ ۲۸۸، ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۵۷۔

۲۔ کشف الظنون ۲/ ۱۶۵۷، معجم الاصولیین ۲/ ۲۶ (۲۵۵)

۳۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۶۰۔

۴۔ کشف الظنون ۲/ ۱۶۵۲، ایضاح المکنون ۴/ ۴۳۹، ھدیۃ العارفین ۵/ ۴۰۳، الفتح المبین ۳/ ۱۱۷، معجم الاصولیین ۲/ ۱۳۰ (۳۶۴)۔

۵۔ کشف الظنون ۲/ ۱۶۵۷، ایضاح المکنون ۴/ ۵۲۴۔

۶۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۳۰۹۔

۷۔ ایضاح المکنون ۴/ ۴۵۴، ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۷۵، معجم الاصولیین ۱/ ۲۲۸ (۱۸۱)۔

۸۔ ایضاح المکنون ۳/ ۴۴۳۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۴۵۸۔

۱۰۔ الفتح المبین ۳/ ۱۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم البقاعی شافعی (۸۰۹ھ۔۸۸۵ھ) [1]

محدث، مفسر، مورخ اور ادیب تھے۔ دمشق میں سکونت اختیار کی، بیت المقدس اور قاہرہ کے سفر کئے۔ جید علماء سے مستفید ہوئے اور کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول" تالیف کی جو شرح برھان الدین سے معروف ہے۔ ھدیۃ العارفین میں ہے۔ شرح جمع الجوامع للسبکی فی الفروع مگر حقیقت یہ ہے کہ سبکی کی فروع میں جمع الجوامع نامی کوئی کتاب نہیں تھی بلکہ اس نام سے اصول میں کتاب ہے۔ [2]

حسن چلپی بن محمد الفناری حنفی (۸۴۰ھ۔۸۸۶ھ) [3]

فقیہ، اصولی، نحوی، بیانی اور مفسر تھے۔ ملا خسرو، اصولی، حنفی (متوفی ۸۸۵ھ) سے علمی استفادہ کیا یہاں تک کہ کمال حاصل ہو گیا اور شہرت پائی۔ حرمین شریفین، شام و مصر، کے سفر کئے اور اردن میں تدریس کی۔ الفوائد البہیہ میں مذکور ہے:

"اشتغل علی .... ملاخسرو حتی برع فی الکلام والمعانی، والعربیہ والمعقول واصول الفقه".

(ملا خسرو ۔۔۔ سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ علم کلام، معانی، عربیہ، معقول واصول فقہ میں کمال حاصل ہو گیا۔)

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التلویح للتفتازانی تالیف کیا جو ھند آستانہ اور قاہرہ سے چھپ چکا ہے۔

۲۔ شرح فصول البدائع پر "وصول الروائع علی فصول البدائع" کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔

دکتور مظہر بقا نے اس کے مختلف کتب خانوں میں نسخوں کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ جامعہ الملک سعود ریاض میں ۵۱۱۸ کے تحت موجود ہے۔ [4]

احمد بن موسیٰ الخیالی حنفی (متوفی تقریباً ۸۸۶ھ یا ۸۷۰ھ یا ۸۶۲ھ) [5]

متکلم، فقیہ و اصولی تھے۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

---

[1] ابو الحسن برھان الدین ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط البقاعی، شامی الاصل (۱۴۰۶ء۔۱۴۸۰ء) دمشق میں وفات پائی۔

[2] کشف الظنون ۱/۵۹۶، ھدیۃ العارفین ۶/۶۱۸، معجم الاصولیین ۱/۴۵ (۲۰)۔

[3] حسن چلپی بن محمد شاہ شمس الدین الفناری (۱۳۳۶ء یا ۱۳۳۹ء۔۱۴۸۱ء) ترکی میں ولادت اور بروسا میں وفات پائی۔

[4] ھدیۃ العارفین ۵/۲۸۸، الفوائد البہیہ ص ۶۴، الطبقات السنیہ ۲/۱۰۹، الفتح المبین ۳/۵۵، معجم الاصولیین ۲/۵۶، ۵۷ (۲۹۱)۔

[5] شمس الدین احمد بن موسیٰ الخیالی متوفی ۱۴۸۱ء تقریباً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیة علی جاشیة الجرجانی علی شرح العضد لمختصر ابن الحاجب.

۲۔ حواش علی التلویح.

۳۔ حاشیه علی منتهی السول والامل.

احمد بن موسیٰ خیالی کی پہلی کتاب کی تفصیل اس طرح ہے کہ مختصر ابن الحاجب پر عضد الدین عبدالرحمٰن ابن احمد الایحبی متوفی ۷۵۶ھ نے شرح لکھی اس شرح پر سید الشریف علی بن محمد بن علی جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے حاشیہ لکھا۔ اس حاشیہ پر خیالی نے حاشیہ تحریر کیا۔[1]

سلیمان الابشیطی شافعی (۸۰۷ھ۔۸۸۷ھ)

ان کے بارے میں تاریخ وفات ۸۱۱ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''شرح منتهی السوال والامل لابن الحاجب'' تالیف کی۔[3]

محمد بن خلیل البصروی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''شرح نبذة الالفیه فی الاصول الفقهیه للبرماوی'' تالیف کی جو شمس الدین برماوی شافعی (متوفی ۸۳۱ھ) کی کتاب نظم الفیه فی اصول الفقه کی شرح ہے۔[5]

ابن قاوان شافعی (۸۴۲ھ۔۸۸۹ھ)[6]

مکہ المکرمہ میں کمال بن الہمام سے مختصر ابن الحاجب پڑھی اور امام الکاملیہ سے اصول فقہ وحدیث کا درس لیا۔ ان سے خاص طور پر المنہاج الاصلی اور مواضع من شرح پڑھی۔ دمشق میں فقہ واصول فقہ وغیرہ زین الخطاب وغیرہ سے حاصل کیا... شهاب الابشیطی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''شرح الورقات فی الاصول لامام الحرمین'' تالیف کی۔[7]

شرف الدین العمریطی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ تقریباً)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تسهیل الطرقات فی نظم الورقات للامام الحرمین تالیف کی۔[9]

۱۔ کشف الظنون ۲/۸۵۷، الفوائد البهیه ص ۴۳، الطبقات السنیه ۲/۱۱۳ (۳۹۹)، معجم الاصولیین ۱/۲۴۲، ۲۴۳ (۱۸۵)۔

۲۔ ابوالفتح بہاء الدین محمد بن ابوبکر بن علی المشہدی القاہری مصری۔

۳۔ هدیة العارفین ۶/۲۱۲۔

۴۔ محمد بن خلیل بن محمد البصروی الدمشقی محب اللہ الشافعی۔

۵۔ هدیة العارفین ۶/۲۱۲۔

۶۔ حسین بن احمد بن محمد بن احمد الگیلانی مکی، ابن قاوان (۱۴۳۸ء/۱۴۸۴ء) گیلان میں ولادت ہوئی۔

۷۔ معجم الاصولیین ۲/۶۴ (۲۹۷)۔

۸۔ شرف الدین یحییٰ بن نور الدین موسیٰ بن رمضان بن عمیرہ العمریطی شافعی۔

۹۔ هدیة العارفین ۶/۵۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن السامسونی حنفی (متوفی ۸۹۱ھ)[۱]

فقیہ، اصولی اور متکلم تھے۔ علماء روم سے تحصیل علم کے بعد ملا خسرو کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم اصلیہ، فرعیہ اور شرعیہ حاصل کئے۔ تدریس کی اور شہر قسطنطنیہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی المقدمات الاربع، کشف الظنون میں اس طرح مذکورہ ہے۔ تعلیقة علی المقدمات الاربع اولها : بعد حمد واجب العقل الخ کہا جاتا ہے کہ ان کتاب کو انہوں نے سلطان محمد خان فاتح کے لئے تالیف کیا تھا[۲] اور ھدیۃ العارفین میں اس طرح مذکورہ ہے : تعلیقة علی مقدمات التوضیح فی الاصول۔[۳]

۲۔ حاشیہ علی حاشیہ شرح العضد علی المختصر للسید۔

کشف الظنون میں ہے کہ یہ حاشیہ وہاں تک ہے جہاں تک حاشیہ ابن الافضل تھا اور اس کا آغاز یوں ہوا ہے : احمدک اللهم یا اهل الحمد والثناء الخ۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو تصنیف کر کے سلطان محمد خان کو ھدیۃً پیش کر دیا تھا[۴] مکتبہ عثمانیہ حلب میں ۳۰ مجموعہ ۸۶۔۱۱۸ کے ضمن میں موجود ہے اس کے علاوہ بھی کئی جگہ اس کے نسخے موجود ہیں۔

۳۔ حواش علی التلویح۔[۵]

۴۔ حاشیہ علی شرح منتهی السول والامل۔[۶]

عبداللہ الدھلوی (متوفی ۸۹۱ھ)[۷]

عالم، اصولی اور محقق تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب افاضة الانوار فی اضاءة اصول المنار فی اصول الفقه تالیف کی۔[۸]

محمد بن شہاب الدین احمد شروانی حنفی (متوفی ۸۹۲ھ)[۹]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیة علی شرح العضد لمنتهی السول والامل تالیف کیا۔[۱۰]

۱۔ حسن ابن عبدالصمد السامسونی متوفی ۱۴۸۶ء۔

۲۔ کشف الظنون ۱/۴۹۹، ھدیۃ العارفین ۵/۲۸۸، معجم الاصولیین ۲/۴۴، ۴۵ (۲۷۵)۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۸۸۔ ۴۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶۔

۵۔ کشف الظنون ۱/۴۹۷۔ ۶۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۸۸۔

۷۔ ابو الفضائل سعد الدین عبداللہ بن عبدالکریم دھلوی متوفی ۱۴۸۵ء۔

۸۔ ھدیۃ العارفین ۵/۴۷۰، الفتح المبین ۲/۵۶۔

۹۔ شمس الدین محمد بن شہاب الدین احمد شروانی حنفی۔

۱۰۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن اسماعیل الکورانی حنفی (۸۱۳ھ۔۸۹۳ھ)[1]

حصول علم کے لئے بلادروم سے دمشق بیت المقدس اور قاہرہ گئے۔ سلطان مراد خان نے آپ کی عظمت کے اعتراف میں مدرسہ بروسا آپ کے سپرد کر دیا۔ سلطان محمد خان جب تخت نشین ہوا تو وزارت کی پیش کش کی مگر انہوں نے قبول نہیں کیا منصب قضاء پر فائز کئے گئے۔ آپ وزراء مملکت اور سلطان کو ان کے ناموں سے پکارتے، سلطان کو سلام و مصافحہ میں پہل نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی دست بوسی کرتے اور نہ ان کے پاس بغیر بلائے جاتے تھے، مختلف علوم و فنون پر بہت سی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”الدرر اللوامع فی شرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول“ تالیف کی۔ وہ ۸۶۱ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے اس کتاب کا آغاز اس طرح ہے : الحمد للہ الذی شید بمحکمات کتابہ الخ، اس کتاب کے کئی مقامات پر نسخے موجود ہیں۔[2]

احمد الطوخی شافعی (۸۴۷ھ۔۸۹۳ھ)[3]

فقہ، حدیث، اصلین، لغت عربیہ، منطق، معانی، فرائض، حساب، قرات اور تصوف میں کمال رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم جمع الجوامع للسبکی۔

۲۔ نظم الورقات لامام الحرمین (الزبدة فی الاصول)۔

اولہ : قال الفقیر احمد الطوخی	الحمد للہ ہو الولی
اٰخرہ : وتابعیہ السادة الانجاب	مامتد علمہ الی الطلاب

۳۔ نظم المغنی۔[4]

عبدالرحمٰن ابن العینی حنفی (۸۳۷ھ۔۸۹۳ھ)[5]

ادب، نحو و اصول میں ید طولی رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ”شرح منار الانوار للنسفی“ تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے لکھا : ”شرح ممزوج وجیز اقتصر علی ایسر شئ یمکن علیہ الاقتصار لیغنی حملہ فی الاسفار عن کثرة الاسفار“۔

---

[1] شرف الدین احمد بن اسماعیل بن عثمان بن احمد بن رشید ابن ابراہیم شہاب الدین الشہر زوری الہمدانی التبریزی قاہری شافعی ثم حنفی (۱۴۱۰ء/۱۴۸۸ء) قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

[2] ھدیۃ العارفین ۵/۱۳۵، معجم الاصولیین ۱/۹۹۔۱۰۱ (۲۲)۔

[3] شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد رجب الطوخی قاہری، ابن رجب (۱۴۴۳ء/۱۴۸۸ء) طوخ میں ولادت اور مکہ میں وفات پائی۔

[4] کشف الظنون ۲/۲۰۰۶، ھدیۃ العارفین ۵/۱۳۵، معجم الاصولیین ۱/۲۱۶، ۲۱۷ (۱۱۶)۔

[5] زین الدین عبدالرحمٰن بن ابی الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد ابن العینی (۱۴۳۳ء/۱۴۸۸ء) دمشق میں وفات پائی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس شرح کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : الحمد لله الذی جعل لاصول شرعه منارا الخ انہوں نے اس کی تالیف سے شوال ۸۶۸ھ میں فراغت پائی۔[1]

ابن خطیب الفخریہ شافعی (متوفی ۸۹۳ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : حاشیه علی شرح منتهی السول والامل للقاضی عضد۔[3]

الترریکی التونسی مالکی (متوفی ۸۹۴ھ)[4]

فقیہ، اصولی، منطقی اور ادیب تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔[5]

ابوزید الاردبیلی (متوفی ۸۹۵ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نهاية الوصول شرح منهاج الوصول البيضاوی" تالیف کی۔[7]

تاج الدین ابن زہرہ (متوفی ۸۹۵ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "بهجة الوصول" تالیف کی جو پانچ مجلدات میں ہے۔ یہ کتاب ابوزید الاردبیلی (متوفی ۸۹۵ھ) کی نهاية الوصول شرح منهاج الوصول للبيضاوی کی شرح ہے۔[9]

سنان الدین ابن یکان حنفی (متوفی ۸۹۵ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعليقه علی اوائل التلويح للتفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[11]

احمد بن عبدالرحمٰن حلولو المغربی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۸ھ)

ان کی مصنفات اصولیہ کا تحقیقی تجزیہ تاریخ وفات ۸۷۵ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

ابوالعباس احمد بن زکری (متوفی ۸۹۹ھ)[12]

فقیہ، اصولی، مفسر اور بعض دوسرے علوم میں دسترس رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "غاية المرام فی شرح مقلمه الامام" تالیف کی اور یہ کتاب امام الحرمین" کے مقدمہ پر شرح ہے جو الورقات کے نام سے مشہور ہے۔

---

1. کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، ھدیۃ العارفین ۵/۵۳۳، معجم الاصولیین ۲/۱۷۵، ۱۷۶ (۳۱۲)۔
2. بدرالدین محمد بن محمد، ابن الخطیب الفخریہ۔
3. ھدیۃ العارفین ۶/۲۱۵۔
4. ابوعبداللہ محمد بن احمد ابراہیم الترریکی التونسی متوفی ۱۴۸۸ء۔
5. الفتح المبین ۳/۵۷۔
6. ابوزید رکن الدین محمد بن احمد بن محمد الاردبیلی۔
7. ایضاح المکنون ۴/۶۹۳۔
8. تاج الدین ابوالفضل عبدالوہاب بن محمد بن یحییٰ الطرابلسی، ابن زہرہ۔
9. ایضاح المکنون ۳/۲۰۴، ۴/۶۹۳۔
10. سنان الدین یوسف بالی بن محمد یکان بن ارمغان رومی، ابن یکان۔
11. ھدیۃ العارفین ۶/۵۲۶۔
12. ابوالعباس احمد بن زکری المانوی التلمسانی متوفی ۱۴۹۳ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولہ : قال الشیخ.... سیدی ابو العباس احمد بن زکری : الحمد للہ ذی الجلال والاکرام ... أما بعد فان بعض الطلبة ... سألنی أن اشرح لہ مقدمة امام الحرمین التی صنعھا فی اصول الفقہ ...وسمیتہ بغایة المرام فی شرح مقدمة الامام ".

اخرہ : فیناقض قول القائل : کل مجتھد مصیب ، ھذا اخر ماروینا ہ فی ھذا التقیید (وبعدہ الحمد والصلاة) دارالکتب المصریہ میں ۳۴۸ نمبر کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔[1]

یوسف بن حسین الکرماستی حنفی (متوفی ۸۹۹ھ یا ۹۰۶ھ)[2]

اصولی، فقیہ، بلاغی اور ادیب تھے۔ خواجہ زادہ کے شاگردوں میں سے تھے انہوں نے تدریسی خدمات انجام دیں اور کئی شہروں مثلاً قسطنطنیہ وغیرہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقہ میں " الوجیز فی الاصول " کے نام سے ایک مختصر تالیف کیا۔

۲۔ زبدة الفصول فی علم الاصول .

حاجی خلیفہ نے اصول فقہ میں ان کی اس کتاب "زبدة الفصول" کا تذکرہ اس طرح کیا :

" الوصول الی علم الاصول لعلہ زبدة الفصول الی علم الاصول للمولی یوسف بن حسین الکرماستی المتوفی ستہ ۹۰۶ھ وھو متن مشتمل علی عشرة ابواب ثم اختصرہ فی کتاب مشتمل علی مقدمة وثمانیة ابواب وسماہ الوجیز ".[3]

(بہت ممکن ہے کہ یوسف بن حسین الکرماستی (متوفی ۹۰۶ھ) کی تالیف "الوصول الی علم الاصول" اور "زبدة الفصول الی علم الاصول" دونوں ایک ہی کتاب کے دونام ہیں جو دس ابواب پر مشتمل ایک متن ہے اور جس کا بعد میں انہوں نے اختصار کیا تھا اور وہ اختصار ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے انہوں نے اس اختصار کا نام "الوجیز" رکھا)

کتاب "الوجیز" کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب دس مراصد پر مشتمل ہے۔

مرصد اول : مقدمہ اور اصول فقہ کی تعریف میں ہے۔

مرصد ثانی : عالم کے لئے کسی صانع واجب لذاتہ کے وجود کا ضروری ہونے سے متعلق ہے۔

مرصد ثالث : لغت عربیہ کے مباحث سے متعلق ہے اس کو آٹھ مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول حقیقت مجاز، صریح، کنایہ میں ہے۔ مبحث ثانی : خاص عام، مطلق ومقید ہیں۔ مبحث ثالث، مشترک ومؤول کے

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۱۵۷، معجم الاصولیین ۱/ ۲۱۳، ۲۱۴ (۱۵۷)۔

[2] یوسف بن حسین الکرماستی متوفی ۱۴۹۳ء قسطنطنیہ میں انتقال ہوا کشف الظنون ۲/ ۱۵۱۵، ۲۰۱۴، اس میں بھی تاریخ وفات ۹۰۶ھ مذکور ہے۔

[3] ھدیۃ العارفین ۶/ ۵۶۳، الفوائد البھیہ ص ۲۲۷ تحقیقی مقدمہ علی الوجیز فی اصول الفقہ، امام کرماستی متوفی ۸۹۹، احمد حجازی السقا ص ۳، قاہرہ المکتب الثقافی ۱۹۹۰ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان میں ہے مبحث رابع عبارۃ (النص) اشارۃ، الد لا لہ اور اقتضاء کے بارے میں ہے۔ مبحث خامس ظاہر، نص، مفسر، محکم اور متقابلات میں ہے۔ مبحث سادس "البیـــان" میں ہے۔ مبحث سابع منطوق ومفہوم میں ہے اور مبحث ثامن حروف معانی کے بیان میں ہے۔

مرصد رابع : احکام میں ہے اور مرصد خامس : الکتاب کے بیان میں ہے۔

مرصد سادس : السنۃ میں ہے اور مرصد سابع : الاجماع میں ہے۔

مرصد ثامن : القیاس میں ہے اار مرصد تاسع : المعارضہ و ترجیح میں ہے اور

مرصد عاشر : اجتهاد میں ہے۔

کتاب " الوجیز فی اصول الفقہ" بذات خود ایک متن ہے جو کسی کتاب کی شرح نہیں ہے یہ کتاب احمد حجازی السقا کی تحقیق کے ساتھ المکتب الثقافی مصر سے ۱۹۹۰ء میں چھپ چکی ہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد ان کلمات سے آغاز ہوتا ہے :

" وبعد : فهذا ماقصده اضعف عباد الله : یوسف بن حسین الکرماستی من تحریر اصول الحنفية، مع الاشارة الى اصول الشافعيه ، معرضا عن الدليل والمثال ، الانادراً فيما اشتدّت الحاجة اليه، تسهيلا للطالبين، لثواب رب العالمين وسماه عند اختتامه. بلطفه تعالیٰ وجیزا ونساله ان يجعله بالقبول جديراً . ورتبته على (عشرة مراصد)[1]

(وبعد : اللہ کے کمزور ترین بندے یوسف بن حسین الکرماستی نے ان حنفی اصول کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ کیا اس میں اصول شافعی کی طرف بھی اشارے ہیں۔ مگر دلیل ومثال سے اجتناب برتا گیا ہے ہاں البتہ شدید ضرورت کے وقت ایسا کیا گیا ہے مگر بہت کم، تشنگاہ علم کی آسانی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ میں نے اس کا نام آخر میں رکھا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی قبولیت کا سوال کرتے ہیں اور میں نے اسے دس مراصد پر مرتب کیا ہے)

عزالدین الهادی الیمنی شیعی زیدی (۸۴۵ھ۔۹۰۰ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المنهاج للقرشی فی الاصول" تالیف کی۔[3]

حسن بن علی الرجراجی (متوفی نویں صدی ہجری)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "کتاب شرح تنقیح القرافی فی الاصول" تالیف کی۔[5]

☆☆☆

---

1 حوالہ سابق ص ۵۔
2 عزالدین بن الحسن بن علی بن المؤید بن جبرئیل الیمنی الهادی۔
3 ھدیۃ العارفین ۵/۶۶۳۔
4 حسن بن علی الرجراجی الشوشاوی (یا رفیق عبدالواد بن حسین الرجراجی) متوفی پندرھویں صدی عیسوی۔
5 معجم الاصولیین ۲/۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

دسویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر:

اس صدی میں مصر سے عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا اور سلطنت عثمانیہ نے ان کی جگہ لے لی۔ تسلسل میں کچھ تفصیل یہ ہے کہ متوکل کے بعد اس کا لڑکا مستمسک باللہ ۹۰۳ھ میں اس کا جانشین ہوا، اور مستمسک کے انتقال کے بعد متوکل علی اللہ ۹۲۰ھ میں خلافت عباسیہ کا آخری خلیفہ بنا اس کی خلافت کے چوتھے برس ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اوّل عثمانی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ ممالیک کی حکومت ختم کر دی، متوکل نے عثمانی خلیفہ کے حق میں دستبرداری قبول کر لی اور آنحضرت ﷺ کے تبرکات، علم، تلوار اور ردائے مبارک جو خاندان خلافت میں بطور نشان خلافت کے متوارث چلے آئے تھے اور حرمین شریفین کی کنجیاں سلطان کے حوالے کر دیں۔ اس دن سے خلافت قریش سے نکل کر عثمانی خاندان میں چلی گئی اور ممالیک مصر کے ساتھ مصر کی عباسی خلافت بھی ختم ہو گئی۔[1]

دوسری طرف سلطنت عثمانیہ کا تاریخی پس منظر کچھ یوں بنتا ہے کہ ارطغرل کے بعد اس کے بیٹے عثمان خان اول نے تخت نشین ہو کر ۱۲۸۸ء میں دولت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ بروصہ وغیرہ کو فتح کیا، عثمان خان عوام کا ایک ہر دلعزیز و محبوب حکمران تھا۔ عثمان کے بعد اس کا بیٹا اصغر اورخان (۱۳۲۶ء۔۱۳۵۹ء) تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس کا بڑا بیٹا علاؤ الدین اس کا وزیر بنا اورخان نے قراسی وغیرہ کو فتح کیا، اس کے تعمیراتی کاموں میں مسجدیں، مدارس اور عمارتیں بھی شامل ہیں۔ بروصہ کی درسگاہ تو اس قدر مشہور ہوئی کہ ایران اور عرب کے طلبہ وہاں حصول تعلیم کے لئے کھچے چلے آتے، ناکسا میں سلطنت عثمانیہ کا پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ اسی عہد میں اورخان کے بیٹے اکبر سلیمان باشا کے ہاتھوں تھریس میں دردانیال کے مغربی ساحل پر واقع گیلی پولی کے مشہور ترین گیلی قلعہ کی فتح سے ترکوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا۔ ۱۳۵۴ء میں انہوں نے پہلی بار فاتحانہ حیثیت سے سرزمین یورپ میں قدم رکھ کر عیسائی دنیا میں ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی جس کا حلقہ دو ہی صدیوں میں گیلی پولی سے ویانا تک وسیع ہو گیا۔ عرب مجاہدوں نے تبلیغ اسلام کا جو فرض مغربی یورپ میں انجام دیا تھا۔ مشرقی یورپ میں اس کے ادا کرنے کی سعادت ترک مجاہدوں کے حصہ میں آئی اورخان کا ۱۳۵۹ء میں انتقال ہو گیا۔ عثمان خان نے اپنے ۳۳ سالہ عہد حکومت میں عثمانی فتوحات کو دور دور تک وسعت دی۔ ایشیائے کوچک کے بقیہ بازنطینی علاقوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ بعض ترکی ریاستوں کو بھی دولت عثمانیہ میں شامل کیا۔ بلکہ ارض یورپ میں قدم رکھ کر تھریس کے بعض علاقے فتح کئے۔ علوم وفنون کی سرپرستی آل عثمان کی

[1] تاریخ اسلام، خلافت عباسیہ، شاہ معین الدین ندوی ۴/ ۳۹۶ ملخص سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ۱۹۷۳ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک امتیازی خصوصیت تھی اور عثمان خان کا یہ اختصاص بھی بہت نمایاں تھا بڑے بڑے مشہور علماء اور مشائخ اس کی مصاحبت میں تھے۔ بروصہ کے علم وفضل کی شہرت اس وقت بھی قائم رہی جب وہ سلطنت عثمانیہ کا دارالخلافہ نہ رہا اور عرصہ تک یہ شہرار باب فضل وکمال کا مرکز رہا، اورخان کے بعد اس کا بیٹا مراد (۱۳۵۹ء۔۱۳۸۹ء) تخت نشین ہوا۔

مراد نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت عثمانیہ کو اپنے باپ کے مقابلہ میں پانچ گنا زیادہ وسعت دی۔ تھریس تقریباً مکمل، بلغاریہ، مقدونیہ، سرویہ، اور بوسنیا بھی دولت عثمانیہ میں شامل ہو گئے۔ مراد نے عیسائی علاقوں کو زیر نگیں کر کے اسلامی حکومت قائم کرنے کے باوجود کسی عیسائی کو قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا۔ مراد کے بعد اس کا بیٹا بایزید اول یلدرم (۱۳۸۹ء۔۱۴۰۲ء) جانشین ہوا اس کے دور میں بھی فتوحات جاری رہیں، یونان وغیرہ فتح ہوئے۔ جنگ انگورہ میں ۱۴۰۳ء کے فیصلہ کن مرحلہ میں بایزید کو تیمور جو ایک تاتاری مسلمان امیر تھا کے ہاتھوں شکست ہوئی، اس کے چند ماہ بعد وہ انتقال کر گیا۔ جنگ انگورہ سے بایزید کے ساتھ ہی دولت عثمانیہ کا بھی گویا خاتمہ ہو گیا۔ تیمور نے عثمانیہ سے ملحق کی ہوئی تمام ترکی ریاستیں ترکی امیروں کو واپس دلا دیں اور ایشیائے کوچک بظاہر کلیۃً آل عثمان کے ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔ بایزید کی وفات کے وقت ایشیاء اور یورپ دونوں میں سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات کی حالت یاس انگیز تھی لیکن اس کے باصلاحیت اور بہادر جانشینوں نے چند ہی سال کے اندر نہ صرف سلطنت کے تمام قدیم مقبوضات پر دوبارہ قبضہ کر لیا بلکہ اس کی سطوت وعظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ بایزید کے چاروں بیٹوں نے مختلف مقامات پر قبضہ اور فتوحات کیں۔ سلیمان نے "اورنہ" میں، عیسیٰ نے "بروصہ" میں اور محمد نے "ایشیائے کوچک" کے شمال مشرق میں، اور "آماسیا" میں قبضہ کر کے اپنی اپنی سلطنتیں قائم کر لی۔ اور چوتھا بیٹا موسیٰ بھی ہاتھ پاؤں مارنے لگا محمد اول (۱۴۱۳ء۔۱۴۲۱ء) کے بعد اس کا بڑا بیٹا مراد ثانی (۱۴۲۱ء۔۱۴۱۵ء) تخت نشین ہوا۔ اس نے جنگ انگورہ کے بعد دولت عثمانیہ کے حلقہ اطاعت سے نکل جانے والی ریاستوں کو دوبارہ اپنے حلقہ میں شامل کر کے مطیع بنا لیا۔ یورپ میں جدید مقبوضات کیں۔

مراد ثانی کے بعد اس کا بیٹا محمد فاتح (۱۴۵۱ء۔۱۴۸۱ء) جانشین بنا، اس نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ محمد ثانی سے قبل گیارہ مرتبہ سلاطین اسلام قسطنطنیہ کا محاصرہ کر چکے تھے لیکن فتح کا سہرا اسی کے سر رہا۔ سرویہ میں کامیابی سے داخلے کے بعد وہ بلغراد جو اس وقت ہنگری کے زیر تسلط تھا کی طرف متوجہ ہوا۔ یورپ نے صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا، محمد کو یہاں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ ۱۴۶۲ء میں بوسنیا کو دولت عثمانیہ میں شامل کر لیا گیا۔ اسی طرح کرمانیہ، یونانی مجمع الجزائر، کریمیا، ولاچیا، البانیہ اور ہرزیگوینا بھی دولت عثمانیہ کا حصہ بن گئے۔

محمد اہل علم وفضل اور ارباب کمال کا قدردان تھا اس نے مسجدیں اور درسگاہیں بنوائیں، اعلیٰ درجے کی درسگاہیں عہد حاضر کے کالجوں کے برابر تھیں۔ ان کے فارغ التحصیل طلبہ کو "دانشمند" ایم اے کی سند دی جاتی لیکن جماعت علماء کا رکن بننے کے لئے دانش مند کی سند لینے کے بعد فقہ اور اصول فقہ کا ایک طویل نصاب مکمل کرنا پڑتا تھا۔ سلطان محمد ثانی کے بعد ان کے بیٹے بایزید ثانی (۱۴۸۱ء۔۱۵۱۲ء) تخت نشین ہوئے اور پھر وہ اپنے بیٹے سلیم اول (۱۵۱۲ء۔۱۵۲۰ء) کے حق میں دستبردار ہو گئے اس کے عہد میں ایران، شام، مصر اور حرمین شریفین میں سلطنت عثمانیہ کا پرچم اقتدار لہرانے لگا، ان کے بعد سلطان سلیمان اعظم (۱۵۲۰ء۔۱۵۶۶ء) قانونی جانشین ہوئے اس نے بلغراد، روڈس ہنگری وغیرہ فتح کئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلیمان خود عالم فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ اور علوم وفنون کا سر پرست تھا اس کی تصانیف ترکی ادب میں امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کے بعد سلیم ثانی (۱۵۶۶ء۔۱۵۷۴ء) تخت نشین ہوا۔وہ تصوف کا دلدادہ تھا اس ضمن میں اس کی تصنیف فتوحات الصیام مشہور ہے۔ان کے بعد اس کا فرزند اکبر ثالث (۱۵۹۵ء۔۱۶۰۳ء) میں جانشین ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا احمد اول (۱۶۰۳ء۔۱۶۱۷ء) جانشین بنا۔سلطان احمد اول کے بعد دولت عثمانیہ کے رائج دستور کے خلاف اس کے بیٹے کے بجائے اس کا بھائی مصطفیٰ (۱۶۱۷ء۔۱۶۲۳ء) تخت نشین ہوا۔[1]

دسویں صدی ہجری کے ممتاز اصولیین :

دسویں صدی ہجری میں بعض ممتاز علماء اصولیین نظر آتے ہیں، مثلاً امام جلال الدین سیوطی، مصری، شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) جو مختلف علوم میں ممتاز تھے۔ان کی مؤلفات میں سے ''جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب'' بھی ہے جس میں انہوں نے شیریں الفاظ اور آسان اسلوب پر اصولی نہج سے بحث کی جو ان کی اس علم پر دسترس پر دلالت کرتی ہے۔شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ) نے متعدد فنون پر کتب تالیف کیں اصول فقہ میں انہوں نے ''حاشیه علی التلویح''، ''کتاب غایة الوصول'' شرح لب الاصول''، اور ''شرح فتح الرحمن علی متن العجلان'' تالیف کی۔ابن کمال پاشا حنفی (متوفی ۹۴۰ھ) نے اصول میں ''متن تغییر التنقیح'' اور اس کی شرح تالیف کی۔حطاب مالکی (متوفی ۹۵۴ھ) اس صدی کے مشہور اصولی ہیں۔ان کی حجاز و بلاد مغرب میں خدمات ہیں، طرابلس میں وفات پائی۔انہوں نے اصول فقہ میں ''قراة العین شرح ورقات امام الحرمین'' تالیف کی۔ابن قاسم شافعی (متوفی ۹۹۴ھ) مصر سے تعلق رکھتے تھے پھر مدینہ المنورہ تشریف لے آئے وہیں وفات پائی۔انہوں نے ''الایات البینات'' کے نام سے ''حاشیه علی جمع الجوامع'' تالیف کیا۔اس میں ان اعتراضات کا جواب دیا جو جمع الجوامع اور اس کی شرح پر وارد ہوئے تھے۔

اصولی منہج کی امتیازی خصوصیات :

اس دور کا ذکر اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک یہ نہ جان لیا جائے کہ اس دور میں علماء تقلید کرتے اور اجتہاد اور اقوال میں ترجیح تک نہیں کرتے ،اسی طرح مؤلفین اپنی کتابوں کے متون میں مشکل اسلوب کو اپناتے پھر اس کی شرح کر دیتے پھر اس پر حواشی لکھ دیتے اور اعتراضات و جوابات کی بھر مار کر دیتے۔وسعت ذہنی پیدا کرنے کی خاطر مقدمات علم اصول کو دوسرے علوم وفنون سے خلط ملط کر دیتے اور اسی اسلوب پر آج تک کتابیں لکھی جارہی ہیں۔

جب عالم اسلام کے مختلف ممالک میں مختلف فقہی مذاہب پھیل گئے ترکی اور ہندوستان میں حنفی مذہب کا رواج ہوا، افریقہ کے بعض شمالی حصہ میں فقہ مالکی کو مقبولیت حاصل ہوئی، انڈونیشیا میں شافعی مذہب پھیلا، جزیرۃ العرب میں حنبلی مذہب پھیلا اور اجتہاد کا عمل موقوف ہو گیا تو نویں صدی ہجری اور اس کے بعد کے فقہاء کی توجہ اپنے مخصوص مذاہب کے دفاع و مطالعہ اور ایک مذہب کے اندر اختلاف کے وجوہ کی بحث تک محدود ہو کر رہ گئی، خواہ یہ اختلاف مذہب کے مؤسس اور ان کے شاگردوں کے درمیان ہو یا مختلف شاگردوں کے درمیان ہو۔اس بحث نے ترقی کر کے ایک مذہب کے اندر

[1] تاریخ اسلام ابونعیم عبدالحکیم و عبدالحمید ص ۷۱۷۔۷۹۸ ملخص کشمیری بازار کتاب منزل لاہور سنہ ندارد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قواعد ترجیح وضع کرنے کی شکل اختیار کرلی تا کہ ہر مسئلہ میں راجح رائے قائم کی جاسکے اور اس کی بنیاد پر فتوے دیئے جاسکیں اور فیصلے کیے جاسکیں۔ مثلاً دولت عثمانیہ کے مختلف ممالک میں مذہب حنفی کے راجح اقوال کی طرف رجوع کرنے کا معمول ہوگیا اور اس سلسلے میں ابن عابدین کی ردالمختار کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس رجحان کے بڑھنے سے تمام ممالک میں وہاں کے مروجہ مذاہب پر فقہی واصولی بحث ومطالعہ کا دروازہ کھل گیا جس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اوران کی اصولی خدمات

خطیب زادہ حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)[1]

فقیہ واصولی تھے۔ علم کی نشرواشاعت کے لئے بلادروم ودیگر شہروں کے سفر کیے۔ قسطنطنیہ میں منصب قضا پر فائز رہے۔

۱۔ تعلیقه علی مقدمات التوضیح فی الاصول۔[2]

۲۔ حواش علی اوائل حاشیه سید علی شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول ،سید شریف علی بن محمد جرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) نے ''شرح مختصر المنتهی لابن الحاجب'' تالیف کی۔ سید شریف کی شرح کے اوائل پر خطیب زادہ نے حاشیہ تالیف کیا تھا۔[3]

مولانا زادہ الخطائی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے '' حاشیه علی التلویح للتفتازانی فی الاصول'' تالیف کیا۔[5]

ابن جماعہ شافعی (۸۳۳ھ-۹۰۱ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : ھدیۃ العارفین میں ہے کہ انہوں نے ''النجم اللامع شرح جمع الجوامع للسبکی فی الفروع'' تالیف کی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جمع الجوامع للسبکی کی فروع پر کتاب ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سبکی کی فروع میں اس نام سے کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب اصول میں ہی ہے۔[7]

ابراہیم بن محمد القباقی شافعی (متوفی ۹۰۱ھ بعدہ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی .

۲۔ العقد المنضد فی شروط حمل المطلق علی المقید[9]

۱۔ خطیب زادہ محمد محی الدین بن تاج الدین ابراہیم بن الخطیب ۔۔۔ متوفی ۱۴۹۵ء قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

۲۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۱۸۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۸/ ۷، الفتح المبین ۳/ ۶۱۔

۴۔ عثمان بن عبداللہ نظام الدین الخطائی حنفی مولانا زادہ۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۶۵۶۔

۶۔ ابوالبقاء نجم الدین محمد بن برھان الدین ابراہیم بن جمال الدین عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم ۔۔۔ المقدسی الدیری۔

۷۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۱۸، معجم الاصولیین ۱/ ۴۵ (۲۰)۔

۸۔ ابراہیم بن محمد بن خلیل بن ابوبکر القباقی برھان الدین الحلبی شافعی۔

۹۔ کشف الظنون ۱/ ۵۹۶، ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصلح الدین کستلی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ) [1]

روم (ایلی) میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "تعلیقة علی المقدمات الاربعہ من التلویح فی الاصول" تالیف کیا۔[2]

داؤد القلتاوی مالکی (متوفی ۹۰۲ھ) [3]

فقیہ ونحوی تھے۔ کثرت مطالعہ وتحصیل علم کی وجہ سے اپنے زمانے کے مالکی شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح تنقیح القرافی" تالیف کی۔[4]

صدر الدین الشیرازی حنفی (۸۲۸ھ۔۹۰۳ھ) [5]

فقیہ واصولی تھے تدریسی وتصنیفی خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف علوم عقلیہ ونقلیہ میں ہیں جوان کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تقریر علی حاشیة الجرجانی علی شرح المختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔[6]

ابو المعالی المقدسی شافعی (۸۲۲ھ۔۹۰۵ھ) [7]

فقیہ، اصولی، محدث اور مفسر تھے۔ ۸۴۴ھ میں قاہرہ جاکر صاحب التحریر فی اصول الفقه، شیخ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) سے ملاقات کی اور علمی استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ الدرر اللوامع بشرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول۔ حاجی خلیفہ نے اس شرح کے بارے میں لکھا:

"الدرر اللوامع، وهو شرح جمع الجوامع لکمال الدین محمد ابن الامیر محمد المعروف بابن ابی شریف الحلبی"۔

(الدرر اللوامع بہ جمع الجوامع کی شرح ہے جو کمال الدین محمد ابن امیر محمد معروف بہ ابن ابی شریف حلبی کی تالیف ہے)

۲۔ شرح الارشاد للنووی فی الاصول۔

۳۔ قطعة علی شرح المنہاج۔[8]

---

[1] مصلح الدین مصطفیٰ بن محمد القسطلانی حنفی۔
[2] ہدیۃ العارفین ۶/۴۳۳۔
[3] داؤد بن علی بن محمد القلعاوی الازہری متوفی ۱۴۹۷ء۔
[4] معجم الاصولیین ۱/۱۰۱(۳۳۹)۔
[5] میر صدر الدین محمد بن غیاث الدین منصور الشیرازی (۱۴۱۹ء/۱۴۹۷ء)۔
[6] الفتح المبین ۳/۶۳۔
[7] شیخ الاسلام کمال الدین ابو المعالی محمد بن ناصر الدین ابی بکر بن ابی شریف المقدسی (۱۴۱۹ء/۱۴۹۹ء)۔ بیت المقدس میں ولادت اور غالباً وہیں وفات ہوئی۔
[8] کشف الظنون ۱/۵۹۷، ہدیۃ العارفین ۶/۲۲۲، الفتح المبین ۳/۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد ابن الصیر فی شافعی (۸۲۹ھ۔۹۰۵ھ)[1]

فقیہ، اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔ فقہ واصلین کی تعلیم خاص طور پر جلال الدین محلی سے حاصل کی۔ ان سے جمع الجوامع پر ان کی شرح کا درس لیا اور شرح العضد کو بمعہ حواشی اور " شرح المنهاج الاصلی للاسنوی " کی بھی ان سے تعلیم وتفہیم حاصل کی۔ کئی شیوخ نے ان کو تدریس وافتاء کی اجازت عطا کی۔ نائب قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ سے قاہرہ ومکہ کے بہت سے فضلاء مستفید ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الورقة فی الاصول لابن جماعة، عزالدین، اور کتاب " الضوء اللامع " میں اس طرح مذکور ہے : الورقة فی اصول الفقه للعز ابن جماعة۔

۲۔ منظومة فی اصول الفقه۔[2]

خالد الازہری شافعی (۸۳۸ھ۔۹۰۵ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " الثمار اليوانع شرح جمع الجوامع للسبكي " تالیف کی۔ اس کتاب کو ۹۰۰ھ میں مکمل کر لیا تھا اس کتاب کے کئی مقامات پر نسخے موجود ہیں۔[4]

محمد بن صفی الدین الایجی شافعی (۸۳۲ھ۔۹۰۶ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیه علی التلويح للتفتازانی تالیف کی۔[6]

یوسف بن حسین الکرماستی رومی حنفی (۹۰۶ھ یا ۸۹۹ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۸۹۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

احمد الشعراوی (متوفی ۹۰۷ھ)[7]

فقیہ، نحوی، مقری، علم الفرائض وفلک میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : شذرات الذہب میں ان کے بیٹے عبدالوہاب کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا :

۱۔ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن صدقہ بن احمد بن حسین بن عبداللہ بن محمد بن محمد العسقلانی المکی الاصل القاہری، ابن صیرفی (۱۴۲۶ء/۱۵۰۰ء)۔

۲۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۳۷، معجم الاصولیین ۱/ ۱۳۳۔۱۳۴ (۹۶)، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی ۱/ ۳۱۶۔۳۱۹ قاہرہ مکتبۃ القدسی ۱۳۵۳ھ۔

۳۔ خالد بن عبداللہ بن ابوبکر بن محمد زین الدین الجرجاوی الازہری المصری، الوقاد (۱۴۳۴ء/ ۱۴۹۹ء) مصر میں پیدا ہوئے۔

۴۔ شذرات الذہب ۸/ ۲۶، معجم الاصولیین ۲/ ۸۷ (۳۲۲)۔

۵۔ معین الدین محمد بن صفی الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالسلام الایجی الصفوی الشیرازی۔

۶۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۲۳۔

۷۔ شہاب الدین احمد بن علی الشعراوی متوفی ۱۵۰۱ء مصر ولادت ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وصنف عدة مؤلفات في الحديث والنحو والاصول والمعاني والبيان ونهبت كلها فلم يتغير، وقال الفناهالله فلاعلينا ان ينسبها الناس الينا أم لا".[1]

(انہوں نے حدیث، نحو، اصول، معانی و بیان میں کئی کتب تالیف کی تھیں مگر وہ سب کی سب چرالی گئیں تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور کہا کہ ہم نے ان (کتب) کو اللہ کی رضا کے لئے تالیف کیا تھا ہم پر اس سے کوئی فرق ونقصان نہیں ہوتا کہ لوگ اس کو ہم سے منسوب کریں یا نہ کریں)

الدوانی شافعی (۸۳۰ھ۔۹۰۷ھ)[2]

فوائد البھیہ کے حاشیہ میں مذکور ہے:

"له قدم راسخ في العلوم العقلية ومشاركة في العلوم الشريعة تصانيفه دلت على انه البحر بلامنازع"

(علوم عقلیہ اور علم شریعہ میں انہیں دسترس حاصل تھی۔ ان کی تصانیف بلا تنازع ان کے علمی تبحر پر دلالت کرتی ہیں۔)

اہل روم، خراسان و ماوراء النہر نے آپ کے علم سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حواش على شرح المختصر العضد في الاصول" تالیف کیے۔[3]

حمد (حمید) اللہ بن افضل حنفی (متوفی ۹۰۸ھ)[4]

سلطان محمد خان کے قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد وہاں کے چھٹے قاضی بننے کا شرف حاصل کیا۔ تدریسی خدمات انجام دیں۔ انتقال کے وقت وہاں کے مفتی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے حواش على حاشيه السيد على شرح مختصر ابن الحاجب للعضد تالیف کیے۔ کشف الظنون میں ہے" وهى مقبولة متداولة "(اور ان کے حواشی اہل علم کے یہاں مقبول اور متداول ہیں) دنیا میں مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[5]

جلال الدین السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)[6]

امام، حافظ، مؤرخ، ادیب، مفسر، محدث، فقیہ اصولی، بلاغی، لغوی اور منطقی تھے ان کے علاوہ بھی دیگر کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ کے افاضل واجلہ اساتذہ سے علم حاصل کیا، چالیس برس کی عمر میں خلق خدا سے کنارہ کشی اختیار کر کے نیل پر واقع روضۃ المقیاس پر مقیم ہو گئے اور ان کی اکثر کتابیں اسی زمانے کی تالیف ہیں۔ اغنیاء و

---

[1] شذرات الذہب ۸/۳۴، الاعلام ۱/۱۷۹، اس میں الشعرانی تحریر ہے۔ [2] جلال الدین محمد بن اسعد الدوانی الصدیقی (۱۴۲۶ء۔۱۵۰۱ء)۔

[3] حاشیہ الفوائد البہیہ ص ۸۹۔۹۰، الفتح المبین ۳/۶۴ شذرات الذہب ۸/۱۶۰، الاعلام ۳/۸۶۳۔

[4] حمید الدین حمد اللہ بن افضل الدین الحسینی الکھی، ابن افضل متوفی ۱۰۵۲ء۔

[5] کشف الظنون ۲/۱۸۵۷، ہدیۃ العارفین ۵/۳۳۴، ۳۳۵، الفوائد البہیہ ص ۶۹۔

[6] ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد الخضیری السیوطی شافعی (۱۴۴۵/۱۵۰۵ء) قاہرہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امراء ان کی زیارت کرنے آتے اور اموال و ھدایا پیش کرتے مگر وہ لوٹا دیا کرتے۔ سلطان نے انہیں کئی مرتبہ طلب کیا مگر وہ ان کے پاس نہیں گئے اس نے ھدایا بھیجے تو لوٹا دیئے اسی حالت و کیفیت میں رہتے ہوئے وفات پائی۔ تقریباً چھ سو کتابوں کے مصنف ہیں، طبقات الاصولیین بھی انہیں کی تالیف ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ جزیل المواھب فی اختلاف المذاھب۔ اس کتاب کے نسخے کئی مقامات پر موجود ہیں۔

۲۔ الکوکب الساطع، نظم جمع الجوامع[1] یہ کتاب قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

۳۔ شرح الکوکب الساطع[2] الظاھریہ (۱۰۲۸) اور جامعہ ام القری (۲۰۰۲) میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۴۔ تقریر الاستناد فی تفسیر الاجتھاد[3]

۵۔ الرد الی من اخلد الی الارض و جھل ان الاجتھاد فی کل عصر فرض ، یہ کتاب الجزائر سے ۱۳۲۵ھ میں چھپ چکی ہے۔[4]

۶۔ النکت اللوامع علی المختصر والمنھاج وجمع الجوامع۔[5]

۷۔ ارشاد المھتدین الی نصرۃ المجتھدین۔ اس کتاب میں انہوں نے اجتہاد مطلق کی شروط بیان کی ہیں۔[6]

۸۔ ھمع الھوامع فی شرح جمع الجوامع۔[7]

الیار حصاری حنفی (متوفی ۹۱۱ھ)[8]

استنبول کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیہ علی التوضیح" تالیف کیا۔[9]

محمد بن مصلح الدین البالیکسری (متوفی ۹۱۱ھ)[10]

عسکر روم میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " تعلیقہ علی مقدمات التلویح للتفتازانی فی الاصول " تالیف کیا۔[11]

۱۔ کشف الظنون ۲/۱۰۹۶، ھدیۃ العارفین ۵/۵۴۲، الفتح المبین ۳/۶۵، معجم الاصولیین ۲/۱۷۶ (۴۱۳)۔
۲۔ کشف الظنون ۱/۵۹۷۔
۳۔ کشف الظنون ۱/۴۶۶۔
۴۔ معجم الاصولیین ۲/۱۷۶ (۴۱۳)۔
۵۔ کشف الظنون ۲/۱۹۷۷، ھدیۃ العارفین ۵/۵۴۳۔
۶۔ کشف الظنون ۱/۶۷۔
۷۔ ھدیۃ العارفین ۵/۵۴۳، ۵۴۴۔
۸۔ مصلح الدین مصطفیٰ بن اوحد الدین الیار حصاری رومی۔
۹۔ ھدیۃ العارفین ۶/۴۳۳۔
۱۰۔ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ بن الحاج حسن البالیکسری۔
۱۱۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلیمان البحیری مالکی (۸۳۶ھ-۹۱۲ھ)[1]

قاہرہ آکر تعلیم حاصل کی۔ اصول فقہ کی تعلیم علاء الحصنی سے حاصل کی، جامع طولون، قاہرہ میں مالکی فقہ کی تدریس کا فریضہ انجام دیتے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''شرح اللمع لابی اسحاق الشیرازی'' تالیف کی۔[2]

ابراہیم الوزیری زیدی (۸۳۴ھ-۹۱۴ھ)[3]

یمن کے بڑے علامہ اور زیدیہ کے مجتھد میں سے تھے۔ صنعاء کے شیوخ سے تعلیم پائی، اصول، لغت عربیہ، فقہ، حدیث، تفسیر اور دوسرے فنون سیکھے۔ ان میں کمال حاصل کیا یہاں تک کہ اپنے زمانے کے مرجع بن گئے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : الفصول اللؤلؤیہ فی اصول فقہ العترة النبویة

اولہ : ''بعد الحمد و الصلاة : وبعد فھذہ تخب مصطفاة من اقوال ائمتنا''۔

اخرہ : وفیما ذکرنا منھا ارشاد الی مالم یذکر. واللہ اعلم''۔

اس کتاب کے مختلف کتب خانوں میں نسخے موجود ہیں، دارالکتب المصریہ میں (۲۵۵۰۰) ب (۱۰ تا ۲۲) میں بھی موجود ہے۔[4]

علاءالدین الحجازی شافعی (۹۱۶ھ بعدہ تھے)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ادراکات الورقات فی الاصول۔

۲۔ مدارک الاصول شرح منھاج الوصول للبیضاوی، اس کی تالیف سے ۹۱۶ھ میں فراغت پائی۔[6]

احمد الہروی، حفید السعد (متوفی ۹۱۶ھ)[7]

تیس برس تک ھراۃ میں قاضی رہے اور وہاں کے رئیس العلماء تھے۔ شاہ اسماعیل بن حیدر الصفوی جب ھراۃ آیا تو انہوں نے بھی دارالامارہ میں اس کا استقبال کیا، لیکن حاسدین نے ان کے خلاف شاہ سے چغلی کھائی جس کی بناء پر بغیر کسی گناہ کے ۹۱۶ھ میں ھراۃ کے علماء کی ایک جماعت سمیت شاہ کے حکم پر قتل کروا دیئے گئے۔

۱۔ سلیمان بن شعیب بن خضر البحیری القاھری (۱۴۳۲ء-۱۵۰۶ء) قاہرہ میں وفات پائی۔

۲۔ الفتح المبین ۳/ ۶۷، معجم الاصولیین ۲/ ۱۲۶ (۳۶۱)۔

۳۔ صارم الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن الھادی بن ابراہیم الوزیری (۱۴۳۱ء-۱۵۰۸ء)۔

۴۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۵، اس میں ان کی تاریخ ولادت ۸۶۵ مذکور ہے معجم الاصولیین ۱/ ۵۸، ۵۹ (۳۱)۔

۵۔ علاءالدین ابوالحسن علی بن ناصر المکی الیافعی حجازی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۴/ ۴۵۳، ھدیۃ العارفین ۵/ ۷۴۱۔

۷۔ سیف الدین احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی الھروی، حفید السعد التفتازانی، متوفی ۱۵۱۰ء۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیہ علی التلویح " تالیف کیا۔[1]

عبدالبر ابن الشحنہ حنفی (۸۵۱ھ۔۹۲۱ھ)[2]

فقیہ واصولی اور دوسری علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ قاہرہ آکر متعدد شیوخ سے علوم سیکھے۔ تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیں۔ حلب وقاہرہ کے قاضی بنے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح جمع الجوامع للسبکی فی اصول الفقه" تالیف کی۔[3]

قوام الدین شیرازی حنفی (متوفی ۹۲۲ھ)[4]

بروسہ میں مدرسہ سلطانیہ میں مدرس رہے اور وہ بغداد میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیہ علی التلویح للتفتازانی فی الاصول " تالیف کیا۔[5]

ابن ابی شریف المقدسی شافعی (۸۳۶ھ۔۹۲۳ھ)[6]

کبار شافعی فقیہ تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم شیخ جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) شارح جمع الجوامع اور الورقات سے حاصل کی۔ شرح جمع الجوامع خاص طور پر ان سے پڑھی، ۹۰۶ھ میں مصر میں قاضی بنائے گئے۔ حج کے موقع پر وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "نظم لقطه العجلان" للزرکشی.

۲۔ " نظم الورقات " لامام الحرمین .[7]

الہ داد الجونپوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ یا ۹۳۲ھ)[8]

ھند کے مشہور افاضل علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی .

۲۔ حاشیہ علی اصول الشاشی المسمی " فصول الغواشی " مختلف مکتبوں میں اس کتاب کے نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ راجھستان ٹونک ہند میں ۷۸۶ (ت/۸۸۲) اور ۷۸۷ اور ۷۸۸ میں بھی موجود ہیں۔

---

[1] معجم الاصولیین ۱/۲۴۵، ۲۴۶ (۱۸۸)۔

[2] ابوالبرکات سری الدین عبدالبر بن محمد بن محمد بن محمود بن الشحنہ القاھری (۱۴۴۸/۱۵۱۵ء) حلب میں وفات پائی۔

[3] کشف الظنون ۱/۵۹۶ ھدیۃ العارفین ۵/۴۹۸، معجم الاصولیین ۲/۱۵۳ (۳۸۹)۔

[4] قوام الدین یوسف بن حسن الحسین شیرازی رومی حنفی۔

[5] ھدیۃ العارفین ۶/۵۶۳۔

[6] ابواسحاق برھان الدین ابراہیم بن محمد بن ابوبکر بن علی بن ایوب المصری المقدسی المصری، ابن ابی شریف (۱۴۳۰ء۔۱۵۱۳ء) قدس میں ولادت اور قاہرہ میں وفات پائی۔

[7] معجم الاصولیین ۱/۵۴، ۵۵ (۲۸۱)۔

[8] علاء الدین الہ داد بن عبداللہ الجونپوری الھلی متوفی ۱۵۱۷ء ھند میں ولادت ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ باکثیر الحضرمی شافعی (متوفی ۹۲۵ھ)[1]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "اللدر اللوامع فی نظم جمع الجوامع" تالیف کی۔[2]

شیخ الاسلام زکریا الانصاری ظاہری شافعی (۸۲۶ھ۔۹۲۶ھ)[3]

فقہ، اصول، تصوف، منطق، جدل، فرائض، تفسیر، تجوید، حدیث اور دیگر علوم وفنون کے عالم تھے۔ شیخ ابن الہمام صاحب التحریر آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ خلق کثیر نے آپ کے علم سے استفادہ کیا، کئی علوم وفنون پر بہت سی کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ لب الاصول، یہ کتاب ابن السبکی کی جمع الجوامع کا اختصار ہے۔

۲۔ غایۃ الوصول شرح لب الاصول، یہ کتاب اور شرح دونوں مطبعہ البابی الحلبی سے ۱۳۶۰ھ میں چھپ چکے ہیں، اس پر محمد الجوھری کا حاشیہ ہے۔ عبداللہ محمد الاحمد الصالح نے اس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور ۱۴۰۳ھ۔۱۴۰۴ھ میں جامعہ اُم القریٰ سے ایم اے کی شہادت حاصل کی۔

۳۔ فتح الرحمن علی متن لقطۃ العجلان، لبدر الدین الزرکشی، یہ کتاب مطبعہ النیل، قاھرہ سے ۱۳۲۸ھ میں چھپ چکی ہے اور کتاب کے حاشیہ پر شیخ یاسین کا حاشیہ ہے جو شرح مذکورہ پر ہے۔

۴۔ حاشیہ علی التلویح۔ یہ حاشیہ ۱۹۹۲ء میں ھند سے چھپ چکا ہے۔

۵۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع "النجوم الطوالع فی ابراز دقائق شرح جمع الجوامع" مصر، ترکی، تیونس، مکہ، رباط، حلب وغیرہ کے مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۶۔ حدود الالفاظ المتداولہ فی اصول الفقۃ والدین، یہ کتاب عبدالغفور بلوچی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔

۷۔ مجموع النقول لفک الفاظ نبذۃ الاصول، یہ کتاب "نبذۃ الاصول" کی شرح ہے۔ دار الکتب المصریہ میں (۳۰۱) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔

۸۔ شرح المنہاج للبیضاوی۔ مکتبۃ الاحمدیہ عکا میں (۲۰) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔[4]

---

[1] عبداللہ بن احمد الیمانی، باکثیر۔ [2] ایضاح المکنون ۳/ ۳۶۸، ھدیۃ العارفین ۵/ ۴۷۲۔

[3] زین الدین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری (۱۴۲۳ء۔۱۵۲۰ء) تاریخ ولادت ۸۲۳ھ یا ۸۲۴ھ اور تاریخ وفات ۹۲۵ھ یا ۹۲۶ھ بھی بتائی جاتی ہے۔ قاہرہ میں وفات پائی۔

[4] کشف الظنون ۲/ ۱۸۸۰، ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۷۴، الفتح المبین ۳/ ۶۸، ۶۹، معجم الاصولیین ۲/ ۱۰۷۔۱۰۹ (۳۳۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلال الدین مصری مالکی (متوفی ۹۲۶ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الرسالۃ.

۲۔ شرح منتهى السول والامل في علمي الاصول والجدل لابن الحاجب ۔[2]

محمد بن محمد البردعی حنفی (متوفی ۹۶۷ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی تلویح التفتازانی فی الاصول تالیف کیا۔[4]

حکیم شاہ القزوینی حنفی (متوفی ۹۲۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مدار الفحول في شرح منار الاصول" تالیف کی۔[6]

احمد الشماخی اباضی (متوفی ۹۲۸ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "مختصر العدل والانصاف" لشمس الدین ابی یعقوب الوارجلانی، واضح رہے کہ اسی مختصر کو "مقدمة في اصول الفقه" بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ شرح مختصر العدل والانصاف۔ اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں (۲۱۵۸۷ب) کے تحت موجود ہے۔[8]

الیاس الرومی (۸۳۹ھ۔۹۲۹ھ)[9]

علوم کی کئی شاخوں کے ماہر عالم تھے۔ اردن میں مدرسہ بایزید میں مدرس تھے، متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب حواش علیٰ حاشیه العضد للسید الشریف علی مختصر ابن الحاجب تالیف کی۔[10]

حسن الناصر المؤید الحسنی الیمنی (۸۶۲ھ۔۹۲۹ھ)[11]

فقیہ، اصولی تھے۔

۱۔ جلال الدین محمد بن قاسم المصری۔
۲۔ هدیۃ العارفین ۶/ ۲۲۸۔
۳۔ محی الدین محمد بن محمد بن البردعی التبریزی رومی۔
۴۔ هدیۃ العارفین ۶/ ۲۲۹۔
۵۔ محمد بن مبارک شاہ بن محمد الهروی رومی۔
۶۔ هدیۃ العارفین ۶/ ۲۲۹۔
۷۔ احمد بن سعید بن عبد الواحد الشماخی، جبل نفوسہ کے شہر یفرن میں وفات پائی۔
۸۔ معجم الاصولیین ۱/ ۱۲۳ (۸۷)۔
۹۔ شجاع الدین الیاس رومی (۱۴۳۵ء۔۱۵۲۳ء)۔
۱۰۔ هدیۃ العارفین ۶/ ۲۲۶ میں ان کا نام الیاس بن شجاع الدین رومی مذکور ہے۔
معجم الاصولیین ۱/ ۲۷۸، ۲۷۹ (۲۲۳)۔
۱۱۔ حسن بن عز الدین بن الحسن بن علی المؤید الحسنی الیمنی (۱۴۵۸ء/ ۱۵۲۳ء) شہر فللة میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : والقسطاس المقبول شرح معیار العقول فی علم الاصول۔[1]

عبد العلی البرجندی حنفی (متوفی ۹۳۲ھ)[2]

فقیہ، اصولی، فلکی اور حاسب تھے۔ ھیئت، مناظرہ، حساب، فقہ واصول وغیرہ میں کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح منار الانوار للنسفی . یہ کتاب مکتبہ محمود پاشا (یوسف آغا) ۱۸۶ کے تحت موجود ہے۔

۲۔ شرح زبدۃ الاصول یہ کتاب نور عثمانیہ ۱۳۳۵ کے تحت موجود ہے۔[3]

بدر الدین حسن العاملی امامی (متوفی ۹۳۳ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " العمدة الجليلة فی الاصول الفقهيه " تالیف کی۔[5]

ابن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ)

ان کے والد امراء دولت عثمانیہ میں سے تھے۔ اس لئے ان کی پرورش بڑی شان وشوکت میں ہوئی۔ مولی مصلح الدین القسطلانی، مولی خطیب زادہ، اور مولی معروف زادہ جیسے افاضل اور پائے کے علماء سے علم حاصل کیا۔ کئی مدارس میں تدریس کی، ادرن کے قاضی اور قسطنطنیہ کے مفتی رہے۔ مختلف علوم میں آپ کی تصانیف ہیں۔ " الطبقات السنیہ" کے مطابق عربی، فارسی اور ترکی زبانوں میں کتب تالیف کیں، مختلف فنون میں تین سو سے زائد رسائل لکھے۔

مؤلفات اصولیہ : معجم الاصولیین میں آپ کی کتب اس طرح مذکور ہیں :

۱۔ " حواشی علی اوائل التلویح " للتفتازانی . اولہ قال : وهو فی اللغة اسم للمكتوب، اقول: خالف المشهور.

۲۔ تغير التنقيح لصدر الشريعه.

صاحب کشف الظنون نے کہا :

" ذكره انه اصلح مواقع الطعن صرح فيه الجارح واشار الى ماوقع له من السهو والتساهل وماعرض له فی شرحه من الخطا والتغافل . واو رعه فوائد ملتقطة من الكتب ، ثم شرّح هذا التغيير وفرغ منه فی شعبان ۹۳۱ اس کتاب میں ولكن الناس لم يلتفتوا الى مافعله والاصل باق على رواجه والفرع على التنزل فی كساده ".

(بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ان مواقع کے جوابات دیئے ہیں جہاں ناقد نے اعتراضات کئے تھے اور ان مقامات کی نشاندہی کی جہاں مصنف سے سہو اور سستی ہوئی تھی اور ان کی شرح میں غلطی وتغافل سے کچھ واقع نہیں ہوا اور بہت سے

---

[1] معجم الاصولیین ۲/۴۶، ۴۷، (۲۷۷)۔ [2] عبد العلی بن محمد حسین البرجندی حنفی متوفی ۱۵۶۲ء۔

[3] کشف الظنون ۲/۱۸۶۲ وھدیۃ العارفین ۵/۵۸۶، معجم الاصولیین ۲/۲۱۴ (۴۴۷)۔

[4] بدر الدین حسین بن جعفر بن فخر الدین حسن الاعرجی العاملی الکرکی متوفی ۱۵۲۷ء شام کے شہر کرک کی نسبت سے کرکی کہلاتے ہیں۔

[5] ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۸۸، الفتح المبین ۳/ ۷۰، معجم الاصولیین ۲/ ۳۸ (۲۶۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدے اس کتاب میں شامل کردیئے گئے جسے انہوں نے دوسری کتابوں سے حاصل کیا تھا۔ پھر اس تغییر کی شرح لکھی، جس سے شعبان ۹۳۱ھ میں فارغ ہوئے لیکن لوگ ان کے اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اصل کی نشر واشاعت ہوتی رہی اور فرع کی قبولیت بہت کم رہی)

جب کہ الفوائد البھیہ میں اس طرح مذکور ہے :

" ومتن فی الاصول سماہ تغییر التنقیح وشرحہ".

(اصول میں ایک متن بنام تغییرالتنقیح لکھا اور اس کی شرح کی)[1]

اس سے یوں لگتا ہے کہ یہ صدرالشریعہ کی النقیح سے الگ کوئی کتاب ہے۔ الفتح المبین میں اس طرح مذکور ہے۔

"متن تغییر التنقیح وشرحہ فی الاصول".

۳۔ شرح تغییر التنقیح .

۴۔ رسالۃ فی تحقیق المناسبۃ والملائمۃ والتاثیر[2]

محمد بن ابراہیم التتائی مالکی (متوفی ۹۴۲ھ)[3]

ایک عرصہ تک منصب قضاء پر فائز رہنے کے بعد مستعفی ہو گئے اور تالیف وتدریس کی طرف مشغول ہو گئے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیۃ علی شرح المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کیا۔[4]

احمد القریمی (متوفی ۹۴۳ھ)[5]

سلطان مراد خان کے عہد میں جب بلاد روم آئے۔ تدریس کی پھر سلطان محمد خان کے دور میں قسطنطنیہ آئے وہ ان کی بہت تعظیم کرتا اور ان کی بات کو مانتا تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : حواش علی التلویح

آغاز یوں ہوتا ہے : قال الحمد للہ ،قد جرت عادۃ المؤلفین الخ۔ اس کتاب کے کئی مکتبوں میں نسخے موجود ہیں۔[6]

1۔ ابن کمال پاشا، شمس الدین احمد بن سلیمان رومی متوفی ۱۵۳۳ء قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

2۔ کشف الظنون ۱/ ۴۹۹، ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۴۱۔۱۴۲، الطبقات السنیۃ ۱/ ۴۰۹۔ ۴۱۱ (۱۹۹)، الفوائد البھیہ ص ۲۱۔۲۲، الفتح المبین ۳/ ۷۱۔۷۲، معجم الاصولیین ۱/ ۱۲۵، ۱۲۷ (۸۹)۔

3۔ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابراہیم التتائی متوفی ۱۵۳۵ء۔

4۔ الفتح المبین ۳/ ۷۳۔

5۔ احمد بن عبداللہ القریمی متوفی ۱۵۳۶ء قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

6۔ الطبقات السنیۃ ۱/ ۴۲۹۔ ۴۳۱، مگر اس میں ان کا نام الفریمی مذکور ہے۔ الفوائد البھیہ ص ۲۵، الفتح المبین ۳/ ۷۴، معجم الاصولیین ۱/ ۱۵۳ (۱۰۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحیم شیخ زادہ امامی (متوفی ۹۴۴ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب نظم الفرائد و جمع الفوائد فی الاصول تالیف کی۔[2]

عبدالرحمٰن بن علی شافعی (۸۶۴ھ۔۹۴۴ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تیسرا الوصول الی جامع الاصول" تالیف کی۔[4]

حبیب اللہ ملا میرزا جان شیرازی شافعی (متوفی ۹۹۴ھ)[5]

دقت نظر اور ہمت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ اس کثرت سے مطالعہ کرتے تھے، شروع رات سے لے کر صبح تک مطالعہ میں مشغول رہتے اور پیشاب تک کرنے نہیں اُٹھتے جس کی وجہ سے پیشاب کی جگہ خون آنے لگا، کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : صاحب معجم الاصولیین نے ان سے متعلق مندرجہ ذیل اقوال کو جمع کر کے نقل کیا ہے :

قول (۱) حاشیہ علی شرح العضد لمختصر المنتھی لابن الحاجب اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہی وہ کتاب ہے جس کا نام " الردود والنقود" ہے اور روضات الجنات میں ہے۔ "وله كتاب" الردود والنقود" المعروف الذی علقه علی شرح المختصر العضدی" (اور ان کی کتاب الردود والنقود ہے جو شرح المختصر العضدی ء، پر تعلیقہ سے مشہور ہے۔)

قول (۲) حاشیة علی شرح المختصر للعضد لمیرزاجان حبیب اللہ متوفی سنہ ۹۹۴ھ۔

قول (۳) حاشیه علی حاشیه السید علی شرح العضد۔

قول (۴) حاشیه علی شرح مختصر المنتھی للسید الشریف لمیراجان حبیب اللہ الشیرازی (متوفی ۹۹۴ھ)۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے صاحب معجم الاصولیین نے کہا : سید شریف کی مختصر المنتھی پر شرح نہیں ہے بلکہ ان کا حاشیہ ہے جو شرح العضد لمختصر المنتھی پر ہے۔

قول (۵) حاشیه علی شرح مختصر المنتھی العضدی لحبیب اللہ میرزا جان الشیرازی (ت ۹۹۴)۔

قول (۶) حاشیه العلامه میرزاجان حبیب اللہ الشیرازی علی مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقه۔

قول (۷) معجم المؤلفین میں ہے : "حبیب اللہ میرزا جان الشیرازی (متوفی ۹۹۴ھ۔۱۵۸۵م) من تصانیفه... حاشیه علی شرح عضد الدین الایجی لمنتھی السول والامل فی علمی الاصول والجدل"۔

---

[1] عبدالرحیم بن علی الامامی رومی، شیخ زادہ۔ [2] ایضاح المکنون ۴/۶۵۹۔

[3] ابوالفرج، وحید الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن یوسف الزبیدی الیمنی الدیبع۔

[4] ھدیۃ العارفین ۵/۵۴۵۔

[5] حبیب اللہ الباغوتی الشیرازی الاشعری متوفی ۱۵۳۷ء ان کی تاریخ وفات ۹۹۴ھ اور ۹۱۸ھ بھی بیان کی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا اقوال میں مختلف طرح سے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے تمام اقوال بالا کو اسماء الرجال کی کتب اور مکتبوں کے مکمل حوالوں کے ساتھ بیان کرنے کے بعد صاحب معجم الاصولیین نے اپنی تحقیق قلمبند کرتے ہوئے لکھا :

اقول : الصحیح " حاشیة علی شرح عضد الدین الایجی لمختصر منتهی السول الخ" لان عضد الدین لیس له شرح علی منتهی السول بل علی مختصر منتهی السول".

(میں کہتا ہوں کہ ان تمام مذکورہ بالا باتوں میں سے) صحیح بات حاشیہ علی شرح عضد الدین الایجی لمختصر منتهی السول الخ ہے کیونکہ عضد الدین کی منتہی السول پر کوئی شرح نہیں تھی بلکہ مختصر منتہی السول پر ان کی شرح تھی ۔)[1]

ابراہیم الاسفرائینی (۸۷۳ھ۔۹۴۵ھ)[2]

استاد ابواسحاق الاسفرائینی کی نسل میں سے تھے جو ایک علمی گھرانہ تھا۔ اسفرائین میں ان کے والد قاضی تھے۔ مختلف فنون میں آپ کی عمدہ تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی التلویح" تالیف کیا۔

اوله : (بعد الحمد و الصلوٰة) : " فهذه تحقیقات بدیعة و تدقیقات منیعة للفاضل العلامه عصام الملة و الدین ".

اخره : "بالاستغناء عن تقدیر "ان" واستعارة "أو" بمعنی "حتی" "الآ" "تم".

مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[3]

حسین الاردبیلی (متوفی ۹۵۰ھ)[4]

مختلف علوم و فنون کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیة علی شرح العضدیه لمختصر ابن الحاجب۔

۲۔ حاشیه علی حاشیة الجرجانی۔

۳۔ شرح تهذیب الاصول للعلامة الحلی ۔[5]

۱۔ معجم الاصولیین ۲/ ۲۸۔۲۹ (۲۵۸)۔

۲۔ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عربشاہ الاسفرائینی (۱۴۶۸ء۔۱۵۳۸ء) خراسان میں ولادت اور سمرقند میں انتقال ہوا۔

۳۔ معجم الاصولیین ۱/ ۶۰ (۳۲)۔

۴۔ حسین بن عبدالحق، کمال الدین الاردبیلی الالاہی متوفی ۱۵۴۳ء اردبیل میں ولادت و وفات ہوئی۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۱۸، معجم الاصولیین ۲/ ۶۵، ۶۶ (۳۹۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی بن محمد البکری شافعی (متوفی ۹۵۲ھ)[۱]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المطلب فی شرح المنهاج ..   ۲۔ المغنی شرح اخر المنهاج .[۲]

محمد بن محمد الحطاب مالکی (۹۰۲ھ۔۹۵۴ھ)[۳]

حافظ، محقق، علوم نقلیہ وعلقیہ میں متبحر تھے۔ اپنے والد اور قاضی مدینہ محمد بن احمد السخاوی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، کئی کتابیں تصنیف کیں جو ان کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب" قرة العین شرح ورقات امام الحرمین فی الاصول" تالیف کی۔ ھدیۃ العارفین میں ہے کہ وہ اس کی تالیف سے ۹۶۵ھ میں فارغ ہوئے جو کہ غلط ہے۔[۴]

عیسیٰ بن محمد الایجی شافعی (۹۰۰ھ۔۹۵۵ھ)[۵]

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی فی الفروع " تالیف کیا۔[۶]

شہاب الدین عمیرہ شافعی (متوفی ۹۵۶ھ)[۷]

تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیں ان کے زمانے میں علم کی ریاست شافعیہ ان پر ختم ہوتی تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع "تالیف کیا۔ ایضاح المکنون میں حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للسبکی کے الفاظ مذکور ہیں۔[۸]

ابراہیم بن محمد الحلبی حنفی (متوفی ۹۵۶ھ)[۹]

علوم عربیہ، تفسیر، حدیث اور علوم قرآنی میں امام تھے۔ فقہ واصول میں ید طولیٰ رکھتے تھے مصر جا کر وہاں کے کبار اساتذہ سے حدیث، تفسیر، اصول وفروع کا علم حاصل کیا، بلادروم تشریف لے گئے اور پھر قسطنطنیہ میں مقیم ہو گئے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[۱۰]

۱۔ ابوالحسن شمس الدین علی بن جلال الدین محمد بن عبدالرحمن ابن البکری الصدیقی المصری۔

۲۔ ھدیۃ العارفین ۵/۷۴۴۔

۳۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد الحطاب (۱۴۹۶ء۔۱۵۴۷ء) مکہ میں ولادت اور طرابلس میں وفات پائی۔

۴۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۴۲، الفتح المبین ۳/۷۵۔

۵۔ عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد الصفوی قطب الدین الایجی، مدینہ المنورہ میں وفات پائی۔   ۶۔ ھدیۃ العارفین ۵/۸۱۰۔

۷۔ شہاب الدین احمد البرلسی العمیرہ المصری متوفی ۱۵۴۹ء۔

۸۔ ایضاح المکنون ۳/۶۶ مگر تاریخ وفات ۹۷۰ھ مذکور ہے۔ الفتح المبین ۳/۷۶ معجم الاصولیین ۱/۶۸(۴۱)۔

۹۔ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی حنفی متوفی ۱۵۴۹ء۔

۱۰۔ الطبقات السنیہ ۱/۲۵۶، ۲۵۷ معجم الاصولیین ۱/۵۲(۲۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہران الیمنی زیدی (متوفی ۹۵۷ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الکامل بنبیل السول فی علم الاصول" تالیف کی ۔[2]

احمد الرملی شافعی (متوفی ۹۵۷ھ)[3]

شیخ الاسلام زکریا الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) صاحب غایۃ الاصول کے خاص شاگرد تھے ۔ اسی لئے انہوں نے افتاء وتدریس کی اجازت دی اور اپنی زندگی اور موت بعد کے سوائے ان کے کسی کو بھی ان کی کتب کی تصحیح کی اجازت نہیں دی، یہ ہی وجہ تھی کہ شرح البہجہ اور شرح الروض میں الرملی نے شیخ الاسلام کی زندگی ہی میں چند مقامات کی تصحیح بھی کی تھی، مصر میں علوم شرعیہ کی ریاست ان پر ختم ہوتی تھی ۔ ان کا شمار بڑے علمائے شافعیہ میں ہوتا ہے ان کے زمانے میں سوائے چند ایک کے تمام علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا، آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے ۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " غایۃ المامول فی شرح ورقات الاصول" تالیف کی ۔ اور اس کی تالیف سے ۹۲۰ھ میں فراغت پائی اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے :" الحمد للہ الذی رفع معالم دین الاسلام الخ کئی مقامات پر اس کے نسخے اب بھی موجود ہیں ۔[4]

ابو عبداللہ اللقانی مالکی (۸۷۳ھ۔۹۵۸ھ)[5]

محقق، نظار اور اصولی تھے ۔ ریاست علم واستفتاء ان کے زمانے میں ان پر ختم ہوتی تھی ۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی فی الاصول" تالیف کیا ۔[6]

ابو بکر تقی الدین المقدسی شافعی (متوفی ۹۶۰ھ)[7]

مختلف فنون پر اور بالخصوص اصول فقہ میں مہارت رکھتے اسی لئے شیخ ابو بکر اصولی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے ۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا پھر دمشق آ کر بدر غربی سے شرح جمع الجوامع للمحلی پڑھی ۔[8]

قوجہ حسام حنفی (متوفی ۹۶۰ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی "تالیف کی ۔[10]

---

[1] محمد بن یحییٰ محمد بن احمد بن موسیٰ بن احمد بہران الصعدی الیمنی المصری ۔
[2] ھدیۃ العارفین ۶/۲۴۳ ۔
[3] احمد شہاب الدین الرملی المصری الانصاری متوفی ۱۵۵۰ء ۔
[4] معجم الاصولیین ۱/ ۶۸، ۶۹ (۴۲) ۔
[5] ابو عبداللہ محمد بن حسن اللقانی، ناصر الدین (۱۴۶۸ء۔۱۵۵۱ء) ۔
[6] ھدیۃ العارفین ۶/۲۴۴، الفتح المبین ۳/ ۷۷ ۔
[7] ابو بکر تقی الدین بن شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن ابو اللطف المقدسی متوفی ۱۵۵۲ء ۔
[8] ایضاح المکنون ۳/ ۳۶۶، ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۴۴، معجم الاصولیین ۲/ ۱۱، ۱۲ (۲۴۰) ۔
[9] حسام الدین حسین الاماسی رومی حنفی الشہیر بقوجہ حسام ۔
[10] ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۱۸ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین الاستر ابادی حنفی (متوفی ۹۶۱ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ [2]

مصطفیٰ بن شعبان شروری حنفی (متوفی ۹۶۲ھ) [3]

ادیب و قاضی تھے۔ استنبول میں قاضی رہے اور بعض سلاطین عثمانیہ کی اولاد کے معلم بھی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للتفتازانی" تالیف کیا۔ [4]

عبدالعزیز المکناسی مالکی (متوفی ۹۶۴ھ) [5]

مقری، ادیب، شاعر اور بعض دوسرے علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مدینۃ المنورہ میں شیخ القراء تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں "دار الاصول" کے نام سے ایک منظوم تالیف کیا۔ [6]

زین الدین العاملی الشہید امامی (۹۱۱ھ۔۹۶۶ھ) [7]

فقیہ، اصولی، محقق اور بعض دوسرے علوم کے جاننے والے تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تمہید القواعد الاصولیہ والفروعیہ لتفریع موائد الاحکام الشرعیہ۔

یہ کتاب سات مجلدات میں ہے اور انہوں نے اس کتاب کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فراغت پائی۔ اولہ : الحمد للہ الذی وفقنا لتمہید قواعد الاحکام الخ اس کتاب کو دو اقسام پر مرتب کیا۔ الاول : فی الاصول وتفریع ما یلزمہا۔ والثانی : فی تقریر المطالب الفرعیۃ منہما (منہا) مائۃ قاعدۃ اس کا ایک نسخہ کربلا میں مخطوطات محمد باقر الطباطبائی میں ۶ نمبر پر اور دوسرا مکتبہ امام الجمعہ "زنجان" میں ہے۔

۲۔ الاقتصاد والارشاد الی طریق الاجتہاد۔ [8]

عرب زادہ حنفی (متوفی ۹۶۹ھ) [9]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی صدر الشریعہ" تالیف کی۔ [10]

۱۔ کمال الدین حسین بن مسعود الاستر ابادی متوفی ۱۵۵۳ء۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۳۱۸، معجم الاصولیین ۲/ ۸۲ (۳۱۶)۔

۳۔ مصطفیٰ بن شعبان الکلیبولی الرومی سروری۔

۴۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۴۳۴۔

۵۔ عبدالعزیز بن عبدالواحد بن محمد بن موسیٰ المغربی المکناسی متوفی ۱۵۵۶ء مدینۃ المنورہ میں وفات پائی۔

۶۔ معجم الاصولیین ۲/ ۲۱۱ (۴۴۴)۔

۷۔ زین الدین بن علی بن احمد بن محمد بن علی النحاریری الجبعی العاملی الشامی الشیعی شہید ثانی (۱۵۰۵ء۔۱۵۵۸ء)۔

۸۔ کشف الظنون ۱/ ۴۸۴، ہدیۃ العارفین ۵/ ۳۷۸، ۳۷۹، معجم الاصولیین ۲/ ۱۱۳ (۳۴۹)۔

۹۔ محمد ابن الواعظ محمد الانطاکی البرسوی الرومی، عرب زادہ حنفی۔ بحر ابیض میں غرق ہو کر وفات پائی۔

۱۰۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۲۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ)[1]

فقیہ، محقق اور اصولی تھے۔ قاسم بن قطلو بغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)، صاحب حاشیه علی شرح عبداللطیف بن ملک لمنار الانوار فی اصول الفقه وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی، فقہ حنفی کے قواعد وضوابط میں شہرہ آفاق کتاب "الاشباه والنظائر" کے بھی مصنف ہیں، متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاشباه والنظائر، یہ کتاب قواعد فقہیہ پر مشتمل ہے۔

۲۔ فتح الغفار بشرح المنار للنسفی۔[2]

یہ کتاب ''مشكاة الانوار فی اصول المنار'' کے نام سے مشہور ہے۔ بالفاظ دیگر دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں یہ کتاب جامعه الازهر كليه الشريعه الاسلاميه کے دوسرے سال کے کورس میں شامل ہے اور یہ مطبع مصطفى البابي الحلبی، مصر سے ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء میں چھپ چکی ہے۔

فتح الغفار پر حواشی :

شیخ عبدالرحمٰن البحراوی حنفی مصری (متوفی ۱۳۲۲ھ) نے اس کے بعض مقامات پر حواشی لکھے ہیں جو مشكاة الانوار کے ساتھ ہی چھپے تھے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد مشکاۃ الانوار کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"(وبعد) فهذا شرح على (المنار) في اصول الفقه، شرعت فيه حين اقرائه بالجامع الازهر درسا بدرس سنه خمس وستين وتسعمائة، يحل الفاظه ويبين معانيه، معرضافيه عن التطويل والاسهاب، مقتصراً فيه غالبا على كلام جماعة من محققى المتاخرين من اصحابنا : كصدر الشريعة، وسعد الدين التفتازاني، وابن الهمام، والاكمل، مبنيا للأصح المعتمد مفصحا عماهو التحقيق والأوجه وسميته بمشكاة الانوار فى اصول الفقه راجيا من الله تعالىٰ القبول، انه تعالىٰ خير مامول، هذا وقد كنت اختصرت تحرير الاصول قبله لمولانا المحقق ابن الهمام وسميته (لب الاصول) وهو حسبي ونعم الوكيل".[3]

(وبعد : یہ کتاب ''المنار فی اصول الفقه" کی شرح ہے میں نے غیر ضروری طوالت اور شدید اختصار سے اجتناب کرتے ہوئے اس کے الفاظ کی توضیح اور اس کے معانی کی تبیین کی۔ اور یہ کام میں نے ۹۶۵ھ میں اس وقت شروع کیا۔ جب میں نے اس کتاب کو جامعہ الازہر میں درسا درسا پڑھا تھا۔ میں نے اس کتاب کے اکثر حصے میں اپنے اصحاب میں سے بعض متاخرین کے طریقے کو اپنایا ہے جیسے صدر الشریعہ، سعد الدین تفتازانی، ابن ہمام اور اکمل اور یہ تحقیقی کام اپنے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لحاظ سے واضح ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام ''مشكاة الانوار فی اصول الفقه'' رکھا۔

۱۔ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد الحنفی المصری ابن نجیم متوفی ۱۵۶۳ء۔ ۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/۳۷۸۔

۳۔ فتح الغفار بشرح المنار معروف بمشكاة الانوار، ابن نجيم، ۱/۶ مصطفى البابي الحلبی ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ تعالیٰ سے جو خیر المرجوع ہے قبولیت کا سوال کرتا ہوں اور اس کتاب سے قبل میں نے مولانا محقق ابن الھمام کی کتاب کا اختصار کیا تھا اور اس کا نام لب الاصول رکھا تھا، میرے لئے اللہ کافی اور بہتر مددگار ہے۔)

ابن نجیم نے مشکاۃ الانوار کے آخر میں جس طرح اختتام کیا ہے اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ اس تعلیق الانوار علی اصول المنار نامی شرح کی تالیف سے اور ثانیاً فتح الغفار شرح المنار کی تالیف سے ۴ شوال ۹۶۵ھ کو فارغ ہوئے اور اللہ کی توفیق وطاقت سے اس کام کو پندرہ ماہ میں مکمل کیا۔

۳۔ لب الاصول۔

یہ کتاب ابن الھمام (متوفی ۸۶۱ھ) صاحب التحریر فی اصول الفقه کا اختصار ہے۔ دار الکتب المصریه وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ اس کتاب لب الاصول کو انہوں نے "فتح الغفار" سے قبل تالیف کیا تھا، اور اس بات کی تصریح انہوں نے فتح الغفار کے مقدمہ میں کر دی تھی۔[1]

۴۔ تعلیق الانوار علی اصول المنار للنسفی۔

ھدیۃ العارفین میں ہے کہ انہوں نے تعلیق الانوار علی اصول المنار للنسفی بھی تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے:

" انه مختصر لمنار النسفی "۔

۵۔ شرح معالم الاصول۔[2]

شہاب الدین عمیرہ شافعی (متوفی ۹۷۰ھ یا ۹۵۵ھ)

ان کا بیان ۹۵۵ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

ابن المعمار حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)[3]

مدینۃ المنورہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے تعلیقه علی حاشیه التلویح الحسن چلپی تالیف کیا۔[4]

محمد بن ابراہیم ابن الحنبلی حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)[5]

مؤرخ تھے اور کئی فنون کے ماہر عالم تھے۔ ۹۵۴ھ میں حج کیا اور دمشق جا کر علم کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "انوار الحلک علی شرح المنار لابن ملک" تالیف کی۔[6]

۱۔ کشف الظنون ۱/ ۳۵۸، ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۷۸۔

۲۔ کشف الظنون ۲/ ۱۸۲۷، ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۷۸، الفتح المبین ۳/ ۷۸، معجم الاصولیین ۲/ ۱۱۱، ۱۱۲ (۳۴۸)۔

۳۔ مصطفیٰ بن محی الدین محمد رومی حنفی، ابن العماد۔ ۴۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۳۶۶۔

۵۔ ابو عبداللہ رضی الدین محمد بن ابراہیم بن یوسف بن عبدالرحمٰن ابن حنبلی، متوفی ۱۵۳۵ء۔

۶۔ کشف الظنون ۱/ ۱۹۸، ۲/ ۱۸۶۵، الفتح المبین ۳/ ۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر بادشاہ البخاری حنفی (متوفی ۹۷۲ھ یا ۹۸۷ھ) [۱]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نجاح الوصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ [۲]

ابن النجار حنبلی (۸۹۸ھ۔۹۷۲ھ) [۳]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "شرح الکوکب المنیر المسمی مختصر التحریر" یا "المختبر لمتکبر شرح المختصر فی اصول الفقۃ" تالیف کی۔ یہ کتاب چار جلدوں میں دکتور محمد زحیلی اور دکتور نزیہ حماد کی تحقیق کے ساتھ مکۃ المکرمہ اور دمشق سے ایک ساتھ ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔ [۴]

ابن جلال التوقیعی حنفی (متوفی ۹۷۳ھ) [۵]

کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ تدریسی خدمات انجام دیں۔ حلب، دمشق و مصر کے قاضی بنائے گئے، بہت سے فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعلیقہ علی تغییر التنقیح لابن کمال فی الاصول" تالیف کیا۔ [۶]

ابو الثناء حنفی (متوفی ۹۷۴ھ) [۷]

فقیہ و اصولی تھے۔ ادباء روم میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدۃ الاسرار فی شرح مختصر المنار۔ وہ اس کی تالیف سے ۹۷۴ھ میں فارغ ہوئے تھے، ۱۸۸۷ء میں قازان سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ دائرۃ الاصول۔ [۸]

احمد الهیتمی ، ابن حجر (۹۰۹ھ۔۹۷۴ھ) [۹]

تفسیر، حدیث، فقہ، واصول فقہ، فرائض، صرف، نحو، منطق وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاری شافعی سے تعلیم حاصل کی بعض اساتذہ سے افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی، کئی کتب تالیف کیں۔

۱۔ محمد امین بن الشریف، امیر بادشاہ البخاری۔ ۲۔ ھدیۃ العارفین ۶/۲۳۹۔ ۳۔ محمد بن احمد بن عبد العزیز بن علی الفتوحی الحنبلی، ابن النجار۔ ۴۔ شرح الکوکب المنیر المسمی مختصر التحریر یا المختبر المبتکر شرح المختصر فی اصول الفقۃ، ابن النجار ۸۹۸ھ۔ ۹۷۲ھ، تحقیق محمد الزحیلی ونزیہ حماد، دمشق دار الفکر ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء اس کے علاوہ مکۃ المکرمہ جامعۃ الملک عبد العزیز سے بھی اسی سن میں شائع ہوئی۔

۵۔ صالح ابن القاضی جلال الدین التوقیعی رومی، ابن جلال متوفی ۱۵۶۵ء۔ ۶۔ ھدیۃ العارفین ۵/۴۲۳، معجم الاصولیین ۲/۱۳۸ (۳۷۲)۔

۷۔ ابو الثناء شمس الدین احمد بن محمد بن عارف بن ابو البرکات الزیلی السیواسی حنفی متوفی ۱۵۶۶ء تاریخ وفات ۱۰۰۶ھ اور ۱۰۰۹ھ بھی بتائی گئی ہے۔

۸۔ کشف الظنون ۱/۷۲۹، ھدیۃ العارفین ۵/۱۵۰، ۱۵۱، الفتح المبین ۳/۸۰، معجم الاصولیین ۱/۲۱۴ (۱۵۸)۔

۹۔ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الهیتمی السعدی الانصاری المکی ۱۵۰۴ء۔ ۱۵۶۷ء مکہ میں انتقال فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " التعریف فی الاصلین والتصوف" تالیف کی۔ یہ کتاب محمد بن علان الدمیاطی کی ''التلطف" کے ساتھ مکتبہ مصطفیٰ الحلبی، قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔[1]

مصطفیٰ بن محمد بستان آفندی حنفی (متوفی ۹۷۷ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[3]

شرف الدین العیثاوی شافعی (متوفی ۹۷۸ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''شرح الورقات للامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی۔[5]

ابوالسعود العمادی (متوفی ۹۸۲ھ)[6]

اصول وفروع میں قوت کاملہ رکھتے تھے۔ بعض مسائل میں اجتہاد کرتے اور بعض دلائل میں ترجیح وتخریج کرتے، سلطان سلیمان خان اور ان کے بعد اس کے بیٹے سلطان سلیم خان آپ کا بہت اکرام وتعظیم کرتے۔ تدریس کی، قسطنطنیہ میں منصب قضا پر فائز رہے انہوں نے تیس برس سے زائد عرصہ تک قاضی کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ثواقب الانظار فی اوائل المنار۔

۲۔ غمزات الملیح، علی مباحث قصر العام من التلویح۔[7]

احمد بن محمد الغزی شافعی (۹۳۱ھ۔۹۸۳ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''الھج فی مختصر المنھج من الاصول" تالیف کی۔[9]

عبدالرحمٰن علمشاہ (متوفی ۹۸۷ھ)[10]

متکلم واصولی تھے۔ منصب قضاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " شرح منار الانوار للنسفی " تالیف کی۔[11]

احمد الرومی قاضی زادہ حنفی (متوفی ۹۸۸ھ)[12]

تدریسی خدمات انجام دیں۔ حلب وقسطنطنیہ میں قاضی رہے، دیار رومیہ میں مفتی رہے، متعدد کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ معجم الاصولیین ۲۲۹/۱ (۱۷۲)۔

۲۔ مصطفیٰ بن محمد علی الرومی حنفی، بستان آفندی۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۴۳۵/۶۔

۴۔ شرف الدین یونس بن عبدالوہاب بن احمد بن ابوبکر الدمشقی شافعی العیثاوی۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵۷۳/۶۔

۶۔ ابوالسعود بن محی الدین محمد العمادی متوفی ۱۵۷۴ء۔

۷۔ ھدیۃ العارفین ۲۵۳/۶، معجم الاصولیین ۱۲۱،۱۲۰/۲ (۳۵۷)۔

۸۔ احمد بن محمد بن محمد احمد الغزای شہاب الدین الدمشقی شافعی۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۱۴۸/۵۔

۱۰۔ علمشاہ عبدالرحمٰن بن صالحی امیر۔

۱۱۔ ھدیۃ العارفین ۵۴۷/۵، معجم الاصولیین ۱۷۹/۲ (۴۶۵)۔

۱۲۔ احمد بن محمود شمس الدین بدرالدین الادرنوی قاضی زادہ، رومی حنفی شیخ الاسلام متوفی ۱۵۸۰ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تعلیقه علی التلویح للتفتازانی تالیف کیا۔ ھدیۃ العارفین کے الفاظ یہ ہیں کہ انہوں نے "تعلیقه علی التلویح فی کشف حقائق التنقیح فی الاصول" تالیف کیا۔ مظہر بقا نے لکھا کہ ان کے خیال کے مطابق قاضی زادہ کی اصول فقہ پر ایک دوسری کتاب بنام "محاکمات بین صدر الشریعه وابن کمال باشا" بھی ہے واللہ اعلم [1]

احمد بن احمد السنباطی شافعی (متوفی ۹۹۰ھ) [2]

انہوں نے اپنے والد گرامی اور علماء مصر سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیں۔ اپنے زمانے کے گنے چنے علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح المحلی للورقات" تالیف کیا۔ الحمد کے بعد اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :......وبعد فهذه حواش علی الورقات وشرحها للعلامه ......المحلی الخ۔ اور اختتام یوں ہوتا ہے : ولیکن هذا اخر ما اردنا ایراده من الحواشی...... اللهم اجعلها خالصة......وباحسان الی یوم الدین۔ اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں (۴۰۶) نمبر کے تحت بھی موجود ہے۔ [3]

فضیل بن علاء الدین الجمالی حنفی (۹۲۰ھ۔۹۹۱ھ) [4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے "تنویع الاصول الی علم الاصول" کے نام سے ایک مختصر متن لکھا۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ "حامد الشارع لشرع مشارع الشرع والدین" الخ، انہوں نے اپنی اس کتاب کو دو مقاصد یعنی اول ادلہ اور دوم احکام پر مرتب کیا اور وہ اس کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ توسیع الاصول فی شرح تنویع الاصول۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ ان کی اول الذکر کتاب تنویع الاصول کی شرح ہے۔ [5]

احمد بن احمد التنبکتی (۹۲۹ھ۔۹۹۱ھ) [6]

محدث اصولی، بیانی اور منطقی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔ [7]

۱۔ کشف الظنون ۱/ ۴۹۸، اس میں تاریخ وفات ۹۸۸ھ مذکور ہے۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۴۸، معجم الاصولیین ۱/ ۲۳۶، ۲۳۷ (۱۷۹)۔

۲۔ احمد بن احمد عبدالحق شہاب الدین السنباطی المصری الشافعی، ان کی تاریخ وفات ۹۹۵ھ اور ۹۹۷ھ بھی بتائی جاتی ہے۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۴۹، معجم الاصولیین ۱/ ۸۴، ۸۵ (۵۴)۔

۴۔ فضیل ابن علاء الدین علی بن احمد بن محمد الجمالی الاقصری الحنفی۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۱۴۹، معجم الاصولیین ۱/ ۸۴، ۸۵ (۵۴)۔

۶۔ احمد بن احمد بن عمر بن محمد اقیت التکروری التنبکتی، حاج احمد (۱۵۲۲ء۔۱۵۸۳ء)۔

۷۔ معجم الاصولیین ۱/ ۸۶ (۵۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد الاردبیلی امامی (متوفی ۹۹۳ھ)[1]

شہید ثانی کے بعض تلامذہ اور فضلاء عراق سے معقول ومنقول کی تعلیم حاصل کی وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح المختصر للعضد" تالیف کی۔[2]

احمد بن قاسم شافعی (متوفی ۹۹۴ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع

انہوں نے اس کتاب کا نام " الایات البینات" رکھا۔اس کے مقدمہ میں اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے جمع الجوامع اور محقق المحلی کی اس شرح پر ہونے والے اعتراضات کے اندفاع وفساد کو بیان کیا۔ یہ حاشیہ مطبعہ بولاق سے ۱۲۸۹ھ میں چھپ چکا ہے صاحب معجم الاصولیین نے البورینی کا یہ قول نقل کیا ہے :

" یجمع فیها بین الحاشیتین لکمال بن ابی شریف وللقاضی ، زکریا، وله بینهما المحاکمات العادلة والافادات الشامله".

(انہوں نے اپنی اس کتاب میں کمال بن أبی شریف اور قاضی زکریا کے حاشیوں کو جمع کیا اوران دونوں حاشیوں کے درمیان ان کے مفید اور اصح اقوال ہیں۔)

۲۔ حاشیه علی شرح الورقات

شرح ورقات پر العبادی کے دو حاشیہ یا دو شرحیں ہیں۔الکبیر اور الصغیر،ان میں سے" الصغیر" مطبعہ الحلبی ،قاہرہ سے ارشاد الفحول کے حاشیہ پر چھپ چکا ہے اور اسی طرح یہ مطبعہ الخیریہ،قاہرہ سے سنہ ۱۳۰۶ھ میں امام قرافی کی کتاب " شرح التقیح" کے حاشیہ پر چھپ چکا ہے۔اس کتاب کے مقدمہ میں شارح نے لکھا :

" هذا شرح لطیف ومجموع شریف للورقات وشرحها للعلامه المحلی . رحمه الله یستحسنه الناظرون ویعترف بفضله المنصفون حمدا ، لخصته من شرحی الکبیر علیهما".

جہاں تک "شرح الکبیر "کا تعلق ہے تو اس کا ایک نسخہ خطیہ مکتبہ الملکیہ برلن میں ۴۳۶۳ کے تحت موجود ہے۔

اوله : حمد ا یلیق بجلال عزتک یارب العالمین ...... وبعد فهذا مادعت الیه حاجة المتفهمین الخ۔

اخره : کلما ذکره الذاکرون وغفل عن ذکره الغافلون ، مکتبہ الاحمدیہ حلب میں ۲۱۲ کے تحت ۹۹۶ھ میں ناصر الدین المنزلی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ موجود ہے اور دیگر مقامات میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔[4]

---

[1] احمد بن محمد الاردبیلی الاذربیجانی متوفی ۱۸۸۵ء۔
[2] معجم الاصولیین ۱/۱۹۱(۱۳۹)۔
[3] شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی قاہری متوفی ۱۵۸۵ء مدینۃ المنورہ میں وفات پائی۔
[4] ھدیۃ العارفین ۵/۱۴۹،الفتح المبین ۳/۸۱،معجم الاصولیین ۱/۱۸۷،۱۸۸(۱۳۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوض بن عبداللہ العلائیہ وی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) [1]

فقیہ اور روم میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔ [2]

حبیب اللہ الشیرازی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) [3]

متکلم، اصولی اور منطقی تھے۔ بہت سی کتب تالیف کیں جو زیادہ تر شروح کی صورت میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح القطب الشیرازی لمختصر المنتهی تالیف کیا۔ [4]

احمد المکناسی المنجور (۹۲۶ھ۔۹۹۵ھ) [5]

مظہر بقا نے نیل الابتہاج سے یہ عبارت نقل کی ہے :

" کان اخر فقهاء المغرب وشار کيهم فی الفنون فقها واصولا ".

(وہ مغرب کے آخری فقہاء اور ان کے فنون فقہ واصول میں مشارکت رکھنے والے شخص تھے)

اپنے وقت کے تقریباً تمام بڑے شیوخ سے اکتساب علمی کیا۔ تاریخ، بیان، منطق، اصول وحدیث، تفسیر وغیرہ کے سب سے بڑے عالم حافظ وعارف تھے۔ عقائد واصول میں ید طولیٰ رکھتے، متعدد کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : شرح المنهج المنتخب علی قواعد المذهب۔ [6]

محمد بن مصطفیٰ الوانی (لوانی) حنفی (متوفی ۱۰۰۰ھ) [7]

مدینہ المنورہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نقد الدرر حاشیه علی الدرر والغرر لملا خسرو فی الاصول" تالیف کی۔ [8]

ابوالخیر الطبری (دسویں صدی ہجری کے عالم) [9]

مسجد الحرام میں مدرس تھے۔ مختلف فنون کی تعلیم وتعلم میں مصروف رہے اور کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الورقات لامام الحرمين" تالیف کی۔ [10]

☆☆☆

۱۔ عوض بن عبداللہ العلائیہ وی المنو عادی۔ ۲۔ ھدیہ العارفین ۸۰۴/۵۔

۳۔ شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ العلوی الدھلوی، میرزا جان شیرازی متوفی ۱۵۸۶ء۔

۴۔ ھدیہ العارفین ۲۶۲/۵، ۲۶، معجم الاصولیین ۲/ ۲۷، ۲۸ (۲۵۷)۔

۵۔ احمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ المنجور المکناسی النجار (۱۵۲۰ء۔۱۵۸۷ء) فارس میں ولادت ہوئی۔

۶۔ معجم الاصولیین ۱۷۲/۱ (۱۲۳)۔ ۷۔ محمد بن مصطفیٰ الکورانی رومی حنفی۔ ۸۔ ھدیہ العارفین ۲۶۰/۶۔

۹۔ ابوالخیر بن محمد ابوالسعادات بن المحب محمد بن الرضی۔ محمد حسین الطبری مالکی۔ ۱۰۔ معجم الاصولیین ۹۸/۲ (۳۳۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

گیارہویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

گیارہویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی ودینی حالت پر ایک طائرانہ نظر

عثمانی خلیفہ سلطان مراد خان ثالث کی وفات کے بعد ۱۵۹۵ھ میں اس کا بیٹا محمد ثالث جانشین ہوا۔ اسے کئی مقامات پر بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا، شاہ ایران نے بھی دولت عثمانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اپنے غصب شدہ صوبوں کو واپس لے لیا۔ ۱۶۰۳ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا احمد اول جانشین ہوا سترہویں صدی کا ابتدائی زمانہ سلطنت عثمانیہ کے لئے نہایت نازک اور تشویش انگیز تھا لیکن سلطنت کی خوش نصیبی تھی کہ یورپ کی کوئی بڑی طاقت ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کے قابل نہ تھی۔ ۱۶۱۷ء میں احمد اول کے انتقال کے بعد دولت عثمانیہ کے رائج دستور کے خلاف اس کے بیٹے کے بجائے اس کا نااہل وناعاقبت اندیش بھائی تخت حکومت پر بیٹھا، مگر ۱۶۱۸ء میں اس کو ہٹا کر اس کی جگہ احمد کے بیٹے عثمان کو تخت پر بٹھایا گیا مگر جب اس کے خلاف بھی بغاوتیں پھوٹ پڑیں تو صدر اعظم داؤد پاشا نے عثمان کو نظر بند کر کے پھانسی دلوادی...... ۱۶۲۴ء میں عثمان کے بھائی شہزادہ مراد رابع کو اس پر بٹھایا گیا اس وقت لبنان، مصر، تیونس، طرابلس اور الجزائر وغیرہ میں بغاوتیں اپنے عروج پر تھیں مگر مراد رابع نے اپنی والدہ سلطانہ کے تدبر اور سیاسی علم وبصیرت کی بدولت مستحکم ستون بن کر گرتے ہوئے قصر سلطنت کو تھام لیا اور حافظ پاشا کو بغداد بھیج کر ۱۶۳۹ء میں اسے فتح کروایا جہاں شاہ ایران عباس صفوی ولی بن بیٹھا تھا۔ مراد کا دور عدل وانصاف، رعایا کے تمام طبقوں میں اطمینان، آسودگی اور حکومت کے ہر شعبے میں انتظام، تعمیر وترقی سے عبارت تھا۔

۱۶۴۰ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کا بھائی ابراہیم جانشین ہوا جس کی کاہلی، بے تدبیری، عیش پرستی نے بدنظمی و تباہی کے کنارے پر لا ڈالا البتہ اس کے دور میں ازف کی فتح ہوئی اور کویت کی فتح کی داغ بیل پڑ گئی جو محمد رابع کے زمانے میں فتح کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ ان کے بعد محمد رابع (۱۶۴۸ء۔۱۶۸۷ء) تخت نشین ہوا مگر ملکی باگ دوڑ صدر اعظم محمد کوبریلی کے ہاتھ میں رہی جو ایک کم تعلیم یافتہ مگر سیاسی بالغ نظری اور انتظام وسلطنت میں گہری واقفیت رکھنے والا شخص تھا اس کے دور میں حکومت کے ہر شعبے میں باقاعدگی، تنظیم، انصاف، تعمیر، اصلاح وترقی کے مناظر دکھائی دینے لگے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا ۱۶۶۱ء جانشین بنا جو رعایا کے تمام طبقوں میں نہایت ہر دل عزیز تھا اس کے زمانے میں روس کے حمایت یافتہ پولینڈ سے جنگ ہوئی اور کئی علاقے جن میں اوکرین کا تقریباً سارا علاقہ بھی شامل تھا، دولت عثمانیہ میں شامل ہوگئے۔ سلطان محمد رابع علم دوست، فنون نواز شخص تھا وہ علماء وفضلاء، اور ارباب کمال کو نہایت قدر و منزلت سے دیکھتا، اور پھر جب سلطان سلیمان ثانی (۱۶۸۷ء۔۱۶۹۱ء) کا دور آیا تو اس میں سلطنت کی گرفت ڈھیلی نظر آنے لگی۔ آسٹریا، بلغراد اور بوسنیا کے ایک بڑے حصہ پر مخالفین کا تسلط وقبضہ ہوگیا ڈلماشیا بغاوت کے زور سے خودمختار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا مملکت کے جنوبی علاقوں کی حالت بھی کچھ اسی طرح تھی اور پھر اسی زمانے میں یہ بھی حقائق رونما ہوئے انہوں نے چھینے گئے علاقوں کو واپس لینے کی کوشش کی اور کئی مفید نتائج بھی نکلے۔[1]

دسویں صدی ہجری کے اواخر میں افریقہ تک دولت عثمانیہ پہنچ گئی دوسری طرف مغرب میں اسپانیوں کے اندلس میں اوراس کے آس پاس کے علاقوں میں تسلط حاصل کر لینے کے بعد سے وہاں انقلابات، اور سیاسی ہنگامہ نہیں ہوئے۔ علماء میں سے جو کچھ وہاں باقی رہ گئے تھے وہ علم کی ترویج واشاعت کے لئے افریقہ ہجرت کر گئے۔ اس زمانے میں علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں عثمانیوں نے کوئی خاطر خواہ خدمات انجام نہیں دیں۔ وہ دارالخلافہ سے مختلف شہروں کی قضاہ کے لئے قاضی روانہ کرتے۔ اس دور میں اصول فقہ کی تصنیف وتالیف میں بھی کوئی بنیادی کام نظر نہیں آتا اور ابواب فقہ میں عملی اجتہاد بھی نظر نہیں آتا۔ تصنیف وتالیف زیادہ تر شروح، حواشی، مختصر وتعلیقات کی صورت میں کی گئیں۔ اس صدی کے چند مشہور اصولی مؤلفین یہ ہیں، علامہ حسن الشرنبلالی مصری حنفی (۱۰۶۹ء) انہوں نے کتاب "العقد الفريد لبيان الراجع من الخلاف فی جواز التقليد" تالیف کی، علاء الدین الحصکفی دمشقی حنفی (۱۰۸۸ھ) انہوں نے کتاب "افاضة الانوار على اصول المنار" تالیف کی، علامہ محمد حسن الکواکبی الحلبی حنفی (۱۰۹۶ھ) انہوں نے اصول فقہ میں ایک منظومہ تالیف کیا۔ اس دور میں اصول فقہ پر نسبتاً کم تالیفات لکھی گئیں اور لکھی گئی تصنیفات زیادہ تر حنفی علماء کی تھیں کیونکہ انہیں دولت عثمانیہ میں ایک مقام حاصل تھا اور دولت عثمانیہ کا مذہب بھی حنفی تھا۔

گیارہوں صدی ہجری کے اصولیین اوران کی اصولی خدمات

محمد بن عبداللہ خطیب التمر تاشی حنفی (متوفی ۱۰۰۴ھ)[2]

قاہرہ آکر ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی شارح المنار سے تفقہ حاصل کیا بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح المنار للنسفی فی الاصول، یہ شرح صرف "باب السنة" تک ہے۔

۲۔ كتاب الوصول الى قواعد الاصول ۳۔ شرح مختصر المنار[3] یہ شرح ایک جلد میں ہے۔

شمس الدین الرملی شافعی (۹۱۹ھ۔۱۰۰۴ھ)[4]

اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے تلامذہ کو تفسیر، حدیث اصول وفروع اور نحو وغیرہ کی تعلیم وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ افتاء شافعیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔

---

[1] تاریخ اسلام، ابونعیم عبدالحکیم نشتر جالندھری، ص ۷۹۰۔۸۱۷ ملخص لاہور کتاب منزل کشمیر بازار۔

[2] شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد الخطیب التمر تاشی الغزی متوفی ۱۵۹۶ء، غزہ میں ولادت ہوئی۔

[3] هدية العارفين ۶/۲۶۲، الفتح المبين ۳/۸۶۔

[4] محمد بن محمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی المصری الانصاری شافعی الصغیر (۱۵۱۳ء۔۱۵۹۶ء) مصر میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ نہایة المحتاج الی شرح المنهاج ۲۔ حاشیه علی شرح التحریر [1]

احمد بن محمد السیواسی حنفی (متوفی ۱۰۰۶ھ)

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ دائرة الاصول ۲۔ زبدة الاسرار شرح مختصر المنار [2]

ابن ابی السعود حنفی (متوفی ۱۰۰۸ھ)

انہوں نے "حاشیه علی الدرر والغرر لملا خسرو" تالیف کیا۔[3]

محمد بن یحییٰ القرافی مالکی (۹۳۹ھ۔۱۰۰۸ھ)[4]

اپنے زمانے کے رئیس العلماء اور شیخ المالکیہ رہے اور مالکی منصب قضاء پر فائز ہوئے۔ بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیق فی الاصول علی ابن الحاجب" تالیف کی۔[5]

احمد الجابری (متوفی ۱۰۰۸ھ)[6]

کئی مشہور و اہم مدارس میں تدریس کی، شام، مصر، اردن، قسطنطنیہ میں قاضی القضاۃ رہے۔ معقولات اور ان کے فنون میں امتیازی مقام رکھتے تھے کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : حواش علی التلویح۔[7]

احمد قرہ باغی (متوفی ۱۰۰۹ھ)[8]

فضلاء میں سے تھے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد استنبول گئے قاضی العسکر مقرر ہوئے۔ فقہ وغیرہ میں کتب تالیف کیں۔ انہوں نے ''حاشیه التلویح'' تالیف کیا۔[9]

علی بن جار اللہ المکی حنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح التوضیح" تالیف کیا۔[11]

۱۔ الفتح المبین ۳/۸۴۔
۲۔ ابوالثناء شمس الدین احمد بن محمد بن عارف الزیلی الرومی السیواسی ھدیۃ العارفین ۵/۱۵۰۔
۳۔ مصطفیٰ بن ابوالسعود شیخ الاسلام محمد بن الرومی الحنفی ھدیۃ العارفین ۶/۴۳۸۔
۴۔ بدرالدین محمد بن یحییٰ بن عمر بن یونس القرافی مالکی مصری۔
۵۔ الفتح المبین ۳/۸۷۔
۶۔ احمد بن روح اللہ بن ناصر الدین بن غیاث الدین بن سراج الدین الانصاری الجابری الرومی متوفی ۱۵۹۹ء۔
۷۔ الطبقات السنیہ ۱/۴۰۵، ۴۰۶ (۱۹۳) معجم الاصولیین ۱/۱۱۹ (۸۴)۔
۸۔ ملا احمد شمس الدین قرہ باغی متوفی ۱۶۰۰ء۔
۹۔ معجم الاصولیین ۱/۷۰ (۴۳)۔
۱۰۔ علی بن جار اللہ بن محمد بن ابوالیمنی ابن ابی بکر بن علی بن البرکات المخزومی القرشی۔
۱۱۔ ھدیۃ العارفین ۵/۷۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن بن زین الدین شامی امامی (۹۵۹ھ۔۱۰۱۱ھ)[1]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ معالم الدین وملاذا لمجتھدین ، یہ کتاب ایران سے چھپ چکی ہے۔

۲۔ مشکاۃ القول السدید فی تحقیق معنی الاجتھاد والتقلید[2]

۳۔ تمھید القواعد الاصولیہ والعربیہ والفروعیہ لتفریع الاحکام الشرعیہ یہ کتاب ۶ مجلدات میں ہے۔[3]

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ)[4]

ہرات کے بعد مکہ آکر وہاں کے علماء سے مستفید ہوئے۔ قاضی زکریا الانصاری کے شاگرد رشید شیخ احمد مصری سے بھی تعلیم حاصل کی، مختلف فنون پر یادگار کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب توضیح المبانی وتنقیح المعانی تالیف کی۔ یہ زین الدین ابوالعز طاہر بن حسن بن عمر کی کتاب " مختصر المنار" کی شرح ہے۔ ھدیۃ العارفین میں ہے : شرح مختصر المنار لابن حبیب الحلبی فی الاصول۔[5]

حسین الخلخالی (متوفی ۱۰۱۴ھ)[6]

مشہور محققین اور علماء عاملین میں سے تھے۔ علامہ حبیب اللہ معروف بہ میرزا جان (متوفی ۹۹۴ھ) صاحب حاشیہ علی شرح العضد الشیرازی، لمختصر المنتھی سے تعلیم حاصل کی اور وہ مختلف فنون پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی حاشیۃ الجرجانی علی شرح العضد لمختصر ابن الحاجب تالیف کیا۔ دار الکتب المصریہ میں ۴۹۴ کے علاوہ مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[7]

نسیمی زادہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تحاریر الملحقات وتقاریر المتحققات فی شرح الورقات الامام الحرمین۔

۲۔ جامع المتفرقات من فرائد الورقات۔[9]

۱۔ ابو منصور جمال الدین حسن بن زین الدین علی الشھید العاملی شامی (۱۵۵۲ء۔۱۶۰۲ء)۔

۲۔ ایضاح المکنون ۴/ ۴۸۸، اس میں ان کا نام حسن بن علی بن احمد البحرانی الشیعی مذکور ہے۔

۳۔ ایضاح المکنون ۳/ ۳۲۲، الفتح المبین ۳/ ۸۸، معجم الاصولیین ۲/ ۴۸ (۲۸۰)۔

۴۔ نور الدین علی بن سلطان محمد الھروی متوفی ۱۶۰۵ء، ھرات میں ولادت اور مکہ میں وفات پائی۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۷۵۱، الفتح المبین ۵/ ۵۱۔

۶۔ حسین (حسن) الحسینی الخلخالی متوفی ۱۶۰۵ء۔

۷۔ معجم الاصولیین ۲/ ۶۳ (۲۹۶)۔

۸۔ شیخ ابراھیم بن سید النکھاری الرومی نسیمی زادہ۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام الکاملیہ شافعی (متوفی ۸۷۴ھ یا ۱۰۱۵ھ)

ان کا بیان ۸۷۴ھ تاریخ وفات کے تحت گزر چکا ہے۔

محمد بن مصطفیٰ العینی حنفی (متوفی ۱۰۱۶ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حدائق الاصول" تالیف کی۔[2]

مصطفیٰ چلبی حنفی (متوفی ۱۰۱۷ھ) [3]

انہوں نے اصول فقہ میں حواش علی صدر الشریعۃ تالیف کئے۔[4]

عمر بن محمد الفارسکوری شافعی (متوفی ۱۰۱۸ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "جوامع الاعراب وھوامع الاداب" تالیف کی اور اس میں جمع الجوامع کو نظم کیا۔

۲۔ ھمع الھوامع ، یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔[6]

محمد بن عبد الجبار القرہ باغی (متوفی ۱۰۲۳ھ) [7]

استنبول کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تعلیقہ علی صدر الشریعۃ تالیف کیا۔[8]

احمد الحمیدی الرومی (متوفی ۱۰۲۴ھ)

قدس میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الغرر والدرر لملا خسرو فی الاصول" تالیف کی۔[9]

حسین بن طورخان الاقحصاری حنفی (متوفی ۹۵۱ھ۔۱۰۲۵ھ) [10]

فقیہ، باحث اور کئی علوم میں مہارت رکھتے۔ استانہ میں تعلیم حاصل کی۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں پر عبور رکھتے۔ اقحصار میں قاضی رہے، کئی کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ محمد بن مصطفیٰ التمروی الرومی حنفی عینی۔
۲۔ ھدیۃ العارفین ۲۶۷/۶۔
۳۔ مصطفیٰ چلبی بن......البرسوی عوائی۔
۴۔ ھدیۃ العارفین ۴۳۹/۵۔
۵۔ سراج الدین عمر بن محمد بن ابو بکر الفارسکوری مصری نحوی شافعی۔
۶۔ ھدیۃ العارفین ۷۹۶/۵۔
۷۔ محمد بن عبد الجبار القرہ باغی الاصول، عبد الجبار زادہ، قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے۔
۸۔ ھدیۃ العارفین ۲۷۰/۶۔
۹۔ ھدیۃ العارفین ۱۵۴/۵۔
۱۰۔ حسن بن طورخان بن داؤد بن یعقوب الاقحصاری کافی (۱۵۴۴ء۔۱۶۱۶ء) اقحصار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سمت الوصول الی علم الاصول وشرحہ ۔ ھدیۃ العارفین میں "سمط" (بالطاء) مذکور ہے شاید کتابت کی غلطی ہو اور یہ کتاب النسفی کی "المنار" کا مختصر ہے اور کشف الظنون میں اس کتاب پر ان الفاظ کے ساتھ تبصرہ کیا گیا ہے :

"(منار الانوار للنسفی) لایخلو من نوع التعقید والحشو والتطویل، فحررہ ورتبه علی ابلغ نظام وترتیب بزیادۃ التوضیح والتنقیح".

(منار الانوار للنسفی پیچیدگی بلا فائدہ کلام، اور غیر ضروری طوالت سے خالی نہیں ہے اس کتاب کو انہوں نے بہترین انداز میں ترتیب دے کر تحریر کیا اور انہوں نے اپنی اس کتاب کو التوضیح والتنقیح کی ترتیب پر مرتب کیا ہے)

مکتبہ الازھریہ (۸۹۷) ۲۲۴۶ اور (۱۵۸۲) کے علاوہ دیگر مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ شرح تغییر التنقیح [1]

احمد بن علی الاردیسی مالکی (۹۷۱ھ۔۱۰۲۷ھ) [2]

فقیہ تھے، فاس میں تعلیم حاصل کی۔ علم الوثائق والاحکام میں کمال حاصل کیا اور واپس شفنشاون لوٹ آئے اور وہاں کے خطیب اور کئی بار قاضی بنائے گئے کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تقییدات فی الفقه والاصول" تالیف کی۔ [3]

قاسم بن محمد زیدی (متوفی ۱۰۲۹ھ) [4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاساسی المتکفل بکشف الالتباس فی الاصول۔ [5]

۲۔ مرقاۃ الوصول الی علم الاصول۔ [6]

شرح مرقاۃ الوصول : قاسم بن محمد زیدی کے پوتے محمد بن الحسینی ابن القاسم (متوفی ۱۰۷۹ھ) نے اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "التسھیل" رکھا۔ [7]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۲۳، ھدیۃ العارفین ۱/۲۹۱ اس میں ان کا نام حسن بن عبداللہ الاقحصاری القاضی الحنفی الزاہد المعروف بکافی المسوی مذکور ہے۔ معجم الاصولیین ۲/۴۳ (۳۷۴)۔

[2] ابوالعباس احمد بن علی بن احمد بن علماء الحسینی الشریف (۱۵۶۴ء۔۱۶۱۸ء) شفنشاون میں ولادت و وفات ہوئی۔

[3] معجم الاصولیین ۱/۱۲۶ (۱۱۷)۔

[4] امام منصور باللہ الزیدی قاسم بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن رشید، صاحب الیمنی۔

[5] ھدیۃ العارفین ۵/۸۳۳۔

[6] ایضاح المکنون ۴/۴۶۹ ھدیۃ العارفین ۵/۸۳۳۔ [7] ایضاح المکنون ۴/۴۶۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہاء الدین العاملی امامی (۹۵۳ھ-۱۰۳۱ھ)[1]

امام، عالم اور ادیب تھے۔ ان کے والدان کو ساتھ لے کر بلادِ عجم منتقل ہو گئے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیه علی شرح العضدیه لمختصر الاصول[2]

۲۔ الزبدة فی الاصول۔[3]

براہیم الحصکفی ابن الملا شافعی (متوفی ۱۰۳۲ھ)[4]

ادیب تھے۔ صاحب اشعار و کتب ہیں۔ اپنے والد اور پھر علماء دمشق سے علم و اجازت حاصل کی اور پھر واپس حلب آ گئے۔ گوشہ نشینی اختیار کر لی اور پھر صرف تلاوت، قرآن، مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے اس دوران کئی عمدہ کتب تالیف کیں جو زیادہ تر فقہ، منطق میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : امام الحرمین کی الورقات پر مندرجہ ذیل تین شروح لکھیں :

۱۔ "كفاية الرقاة الى معرفة عرف الورقات" یہ ایک مختصر شرح ہے۔

۲۔ "التحارير الملحقات والتقارير الملحقات" یہ ایک متوسط شرح ہے۔

۳۔ "جامع المتفرقات من فوائد الورقات " یہ ایک مطول شرح ہے۔

آغاز یوں ہے : "حـمـد الـمـن مـن علينا بالاهتداء والوصول الى حقائق ورقات الاصول" الخ معجم الاصولیین میں اس کے کئی مقامات پر نسخوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۴۔ منح ذى اللب السرح بين فوائد اللب والشرح دار الكتب المصريه (التيموريه ۲۶۰ مجاميع (۱۱) میں مؤلف کے خط میں اس کا نسخہ موجود ہے جو آخر سے ناقص ہے۔

۵۔ اور " شرح اللب" فى الاصول للعلامه محمد بن احمد الانصارى القاهرى[5]

عبد القادر الطبری شافعی (۹۷۶ھ-۱۰۳۳ھ)[6]

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) شارح مختصر المنار لزین الدین وغیرہ سے اخذ علم کیا۔ تدریس، افتاء و تصنیفی خدمات انجام دیتے رہے۔

---

[1] بہاء الدین محمد بن حسین بن عبد الصمد بن عز الدین الحارثی العاملی (۱۵۴۷ء-۱۶۲۲ء) بعلبک میں ولادت اور اصفہان میں وفات پائی۔

[2] ھدیۃ العارفین ۶/۲۷۳۔ [3] الفتح المبین ۳/۹۱۔

[4] ابراہیم بن احمد بن محمد بن علی بن الملا الحصکفی شافعی، ابن الملا متوفی ۱۶۲۳ء حلب میں ولادت و وفات ہوئی۔

[5] کشف الظنون ۲/۲۰۰۶ ھدیۃ العارفین ۵/۳۰، معجم الاصولیین ۱/۲۴، ۲۵ (۵)۔

[6] عبد القادر بن محمد بن یحییٰ بن مکرم الطبری المکی الشافعی (۱۵۶۸ء-۱۶۲۳ء) مکہ میں ولادت و وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب" الاقلید فی التقلید" تالیف کی۔[1]

حسان زادہ حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ حاشیہ علی صدر الشریعہ. ۲۔ حاشیہ علی التلویح.[3]

ابن الأهدل حنفی (۹۸۴ھ۔۱۰۳۵ھ)[4]

عالم اور بہترین ادیب تھے۔اور کئی علوم کے عارف تھے،کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : نظم الورقات فی اصول الفقه[5]

عبدالرحمٰن بن محمد القصری مالکی (۹۷۲ھ۔۱۰۳۶ھ)[6]

نحو،لغت،تفسیر،فقہ،اصول،کلام،منطق،بیان اور موسیقی کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ :اصول میں" حاشیہ علی المحلی "تالیف کیا۔[7]

مولی عثمان بن عبداللہ الرومی حنفی (متوفی ۱۰۳۶ھ)[8]

مکۃ المکرمہ میں قاضی بنائے گئے۔

مؤلفات اصولیہ : تسهيل مرقاة الوصول الى علم الاصول ،یہ ایک مجلد کی صورت میں ہے۔آغاز اس طرح ہوتا ہے :" الحمد لله الذی هدانا لدينه" الخ . ایضاح المکنون میں ہے :

" وهو ترجمة المراة على المرقاة لملا خسرو فی مجلد مطبوع ".

(اور وہ کتاب مراۃ علی المرقاۃ لملا خسرو کی شرح ہے جو ایک مجلد میں مطبوع ہے۔)[9]

ھدایۃ اللہ العلائی (متوفی ۱۰۳۹ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ : تعليقه على التلويح للتفتازانی فی الاصول۔[11]

۱۔ معجم الاصولیین ۹/۲۲۴(۴۵۵)۔

۲۔ مصطفیٰ بن حسام الدین حسین بن محمد بن حسام الدین البرسوی الرومی حسام زادہ۔

۳۔ ھدیۃ العارفین ۶/۴۳۹۔

۴۔ ابوبکر بن ابوالقاسم بن احمد بن محمد الحسینی الیمنی التہامی الصوفی ابن الاھدل،الحنفی (۱۵۷۶ء۔۱۶۲۶ء)۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۳۹،معجم الاصولیین ۲/۸(۲۳۷)۔

۶۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن یوسف القصری الفاسی (۱۵۶۴ء۔۱۶۲۱ء) فاس میں ولادت ہوئی۔

۷۔ الفتح المبین ۳/۹۲،معجم الاصولیین ۲/۱۹۰(۴۲۶)۔

۸۔ مولی عثمان بن عبداللہ الکلیو نی الرومی حنفی۔

۹۔ ایضاح المکنون ۳/۲۸۸،ھدیۃ العارفین ۵/۶۵۷۔

۱۰۔ ھدایۃ اللہ بن محمد العلائی الرومی حنفی۔

۱۱۔ ھدیۃ العارفین ۶/۵۰۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن لقمان الیمنی الزیدی (متوفی ۱۰۳۹ھ)[۱]

فقیہ اور زیدی مجتهد تھے اپنے زمانے کے جید علماء سے اکتساب فیض کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الکاشف لذوی العقول عن وجوہ معانی الکافل بنیل السول فی علم الاصول، لمحمد بن بهران ، اس کتاب میں منهاج الوصول الی معیار الاصول اور اسنوی کی القسطاس المقبول وغیرہ سے نقل پر اعتماد کیا گیا ہے۔ دار الکتب المصریہ کے علاوہ دیگر مقامات میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ "شرح الفصول اللؤلویہ فی اصول فقه العترة النبویہ" لابراهیم الوزیری۔

۳۔ "شرح مرقاة الاصول " للامام قاسم۔

۴۔ "شرح اوائل المنهاج " (منهاج الوصول الی تحقیق کتاب معیار العقول فی علم الاصول) لاحمد بن یحیی المرتضی۔

۵۔ شرح الأساس۔[۲]

عزمی زادہ حنفی (۹۷۷ھ۔۱۰۴۰ھ)[۳]

اپنے زمانے کے مشہور متاخرین اور علماء روم میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اجلہ علماء وشیوخ سے علم حاصل کیا، کئی مشہور مدارس میں تدریس کی۔ شام، مصر، بروسہ، دمشق اور قسطنطنیہ میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی شرح المنار لابن ملک فی الاصول ، الکشاف کے مطابق انہوں نے کتاب " نتائج الافکار علی شرح المنار" تالیف کی تھی۔

۲۔ حاشیہ علی الدرر والغرر[۴]

ابراہیم بن ابراہیم اللقانی مالکی (متوفی ۱۰۴۱ھ)[۵]

علم حدیث، درایت، وکلام وغیرہ میں تبحر علمی تھا۔ اپنے زمانے میں مشکلات اور فتاویٰ کے حوالے سے عوام کا مرجع تھے، تدریس وافتاء میں زیادہ تر وقت گزارتے، بہت سی کتابیں تصنیف کیں جو مختلف فنون پر ہیں۔

۱۔ صفی الاسلام احمد بن محمد بن لقمان بن احمد بن شمس الدین الامام المهدی، احمد بن یحییٰ متوفی ۱۶۳۰ء۔

۲۔ هدیۃ العارفین ۵/ ۱۵۷، معجم الاصولیین ۱/ ۲۲۵، ۲۲۶ (۱۶۹)۔

۳۔ مصطفیٰ بن محمد عزمی زادہ (۱۵۶۹ء۔۱۶۳۰ء)۔

۴۔ هدیۃ العارفین ۶/ ۴۴۰، الفتح المبین ۳/ ۹۳، الکشاف عن مخطوطات خزائن کتب الاوقاف ۱/ ۱۰۶ (۱۴۷۸) علم اصول الفقه محمد اسعد طلس بغداد مطبعہ العانی ۱۳۷۲ھ۔۱۹۵۳ء۔

۵۔ برهان الدین ابراہیم بن ابراہیم بن حسن بن علی اللقانی، محمد بن هارون مالکی متوفی ۱۶۳۱ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی جمع الجوامع تالیف کیا اور اس کا نام البدور اللوامع من خدور جمع الجوامع رکھا۔ مگر یہ کتاب نامکمل رہی، بسملہ کے بعد آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے :

" الحمد لله على أفضاله، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله ورضى الله عن التابعين" الخ

اختتام ان کلمات سے ہوتا ہے :

"لكن فيه حذف الجار مع بقا الجر في المجرور، وهو ضعيف، والله سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والماب".

مکتبہ جامعہ ام القری (۴۰۲) کے علاوہ مختلف مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[۱]

احمد الغنیمی الانصاری حنفی (۹۶۴ھ-۱۰۴۴ھ)[۲]

علم معقول ومنقول میں کمال حاصل تھا۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ)، صاحب لب الاصول لمختصر من جمع الجوامع، اور احمد بن قاسم العبادی شافعی (متوفی ۹۹۴ھ) صاحب الایات البینات (یہ شرح جمع الجوامع پر حاشیہ ہے) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ مختلف علوم پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی لجمع الجوامع" تالیف کیا۔

زرکلی نے لکھا :

" له شروح و حواش في الاصول".

(اصول میں ان کی شروح وحواشی ہیں)[۳]

صلاح بن احمد المؤیدی الزیدی (متوفی ۱۰۴۸ھ)[۴]

فقیہ، شاعر اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ صرف ۲۹ برس عمر پائی، لیکن اللہ نے ان پر خاص عنایت فرمائی تھی اور وہ اس کم عمری میں کئی علوم پر مہارت رکھتے اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قنطرة الوصول الى علم الاصول، مکتبہ جامع الکبیر صنعاء میں ۱۹۷ اصول فقہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۲۔ شرح الفصول فی علم الاصول لصارم الدین ابراهیم الوزیر۔[۵]

۱۔ هدیۃ العارفین ۵/۳۰، معجم الاصولیین ۱/۱۹، ۲۰ (۵۱)۔

۲۔ احمد بن محمد بن علی شہاب الدین بن شمس الدین بن نور الدین الغنیمی الانصاری، الخزرجی المصری الحنفی (۱۵۵۷ء-۱۶۳۴ء)۔

۳۔ معجم الاصولیین ۱/۲۲۲ (۱۶۵)۔

۴۔ صلاح بن احمد بن مہدی المویدی الحسنی الزیدی الیمانی (۱۶۱۰ء-۱۶۳۸ء)۔

۵۔ معجم الاصولیین ۲/۱۴۵ (۳۸۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحسین الیمنی الزیدی (۹۹۹ھ۔۱۰۵۰ھ) [1]

اپنے والد اور اپنے زمانے کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ بہت سے علوم میں ماہر ہو گئے۔ دقائق اصولیہ، بیانیہ، منطقیہ ونحویہ کی گتھیاں سلجھانے میں شہرت پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غایة السول فی علم الاصول المشید لمذهب ائمة الرسول ،ھدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے : کتاب الغایة فی الاصول ۔

۲۔ ھدایة العقول الی غایة السول ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

امام شوکانی نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا :

" وهو كتاب نفيس يدل على طول باع مصنفه وقوة ساعده وتبحره فی الفن، اعتصره من مختصر المنتهیٰ وشروحه وحواشيه، ومن مؤلفات ابائه من الائمة فی الاصول...."

(یہ ایک بہترین کتاب ہے۔جس سے مصنف کی اس فن میں وسعت علمی اور مضبوط گرفت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان کی یہ کتاب درحقیقت مختصر المنتہی اور اس پر اب تک لکھے جانے والے حواشی اور شروح کا اور ان کے ائمہ اسلاف کی اصول فقہ پر کتاب کا نچوڑ ہے)

اور پھر آگے چل کر فرمایا کہ :

" ولم يكن الان فی كتب الاصول من مؤلفات اهل اليمن مثله، ومع هذا فهو الفه وهو يقود الجيوش ويحاصر الا تراک فی كل موطن". [2]

(آج تک اہل یمن نے اصول فقہ میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ وہ فوجی لشکر کی قیادت کرنے اور جگہ جگہ اتراک کا محاصرہ کرنے کے باوجود بے مثال کتابیں تصنیف کر لیتے تھے)

دارالکتب المصریہ (التیموریہ) ۱۹۹ کے علاوہ کئی مکتبوں میں غایۃ السول کے نسخے موجود ہیں اور اسی طرح ھدایة العقول کے نسخے مکتبہ جامعہ الملک سعود ریاض ۱۵۳۹ کے علاوہ دیگر مقامات میں بھی موجود ہیں۔

۳۔ ھدیۃ العارفین میں ہے کہ انہوں نے کتاب " كفاية السول فی علم الاصول" بھی تالیف کی۔ [3]

۴۔ اور پھر ساتھ ہی لکھا کہ انہوں نے "هدية العقول فی شرح كفاية السول المذكور" تالیف کی۔ [4]

---

[1] الحسین بن الامام القاسم بن محمد بن علی۔

[2] الیضاح المکنون ۴/۲۱، ۷۱، ۳۷۱، ھدیۃ العارفین ۵/۳۲۲، معجم الاصولیین ۲/۷۶۔۷۷ (۳۶۱)۔

[3] ھدیۃ العارفین ۵/۳۲۲، ۵۳۹۔ [4] ھدیۃ العارفین ۵/۳۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن علی الحرفوشی الشیعی (متوفی ۱۰۵۹ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ’’حاشیہ علی شرح الزبدة فی الاصول ‘‘ تالیف کیا۔

یاسین بن زین الدین العلیمی شافعی (متوفی ۱۰۶۱ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ’’حاشیہ علی شرح التوضیح ‘‘ تالیف کیا۔[2]

احمد بن یحییٰ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۶۱ھ) [3]

فقیہ اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔صعدہ میں انتقال ہونے تک قاضی رہے۔کئی فنون پر آپ کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " الانوار الھادیہ" تالیف کی۔ان کی یہ کتاب ’’شرح الکامل ‘‘ سے معروف ہے مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں اصول فقہ ۲۲۔۲۳ نمبر کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔بسملہ اور دیباچہ کے بعد آغاز ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

’’وبعد فلما کان معرفة الحلال والحرام سبب الصلاح فی القوام والنجاة....‘‘

اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

’’ واختم لنا بالحسنیٰ حتی ننادی فی الحشر (أن تلکموا الجنة اورثموھا بما کنتم تعلمون‘‘) [4]

محمد بن النقیب البیرونی شافعی (متوفی ۱۰۶۴ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب’’ فتح التجلی علی المنھاج والمحلی‘‘ تالیف کی جس سے متعلق ایضاح المکنون میں ہے : ’’وھو حاشیہ علی شرح المحلی للمنھاج‘‘ [5]

حسین خلیفہ امامی (۱۰۰۱ھ۔۱۰۶۴ھ) [6]

اکابر علماء امامیہ میں سے تھے کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔کئی سلاطین کے وزیر رہے اور کئی فنون پر آپ کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی معالم الاصول، مکتبہ اصفیہ حیدرآباد ھند ۴۴ کے علاوہ کئی مکتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ حاشیہ علی شرح المختصر للعضد۔[7]

۱۔ یاسین بن زین الدین ابوبکر بن محمد بن شیخ علیم الحمصی علیمی، مصر میں وارد تھے۔

۲۔ ھدیۃ العارفین ۶/۴۲۸۔

۳۔ احمد بن یحییٰ حابس الیمنی الصعدی متوفی ۱۶۵۱ھ۔

۴۔ معجم الاصولیین ۱/۲۴۴، ۲۴۵ (۱۷۸)۔

۵۔ محمد بن النقیب البیرونی، دمیاط میں وارد تھے، ایضاح المکنون ۴/۱۶۰۔

۶۔ علاء الدین سلطان العلماء حسین بن محمد بن محمود ابوطالب الحسینی نسبا، المرعشی الاملی اصلا، الاصفہانی منشاوموطنا، خلیفہ سلطان (۱۵۹۳ء۔۱۶۵۴ء) نجف میں مدفون ہیں۔

۷۔ معجم الاصولیین ۲/۸۱، ۸۲ (۳۱۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوادالکاظمی (متوفی ۱۰۶۵ھ)[1]

فقہ اصول اور دوسرے کئی علوم کے عالم تھے۔ البھائی العاملی کے شاگرد تھے۔ بغداد کے اہل کاظمین میں سے تھے، ایران کا سفر کیا، اور شیخ الاسلام کے مرتبہ کو پہنچے۔ فقہ، حساب و افلاک وغیرہ پر کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اپنے شیخ البھائی العاملی کی زبدۃ الاصول کی شرح لکھی اور اس کا نام غایۃ المامول رکھا جو تقریباً چودہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو اپنے شیخ کی زندگی میں بلکہ ان کے حکم پر تالیف کیا تھا۔ مکتبہ جامعہ پنجاب، نوادر المخطوطات العربیہ (۱۰۰۹) کے علاوہ کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں[2]۔

عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی (۹۸۸ھ۔۱۰۶۷ھ)[3]

ھند کے بادشاہ شاہ جہاں کے یہاں رئیس العلماء تھے۔ بہت سے موضوعات پر قلم اُٹھایا اور عمدہ کتب تالیف کیں، جو حاشیہ تعلیقہ وغیرہ کی صورت میں بھی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التلویح علی المقدمات الأربع فقط، یہ کتاب ھند سے ۱۲۲۹ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ حاشیہ علی الحسامی۔[4]

احمد القلیوبی شافعی (متوفی ۱۰۶۹ھ)[5]

فقیہ ومحدث تھے۔ شمس الدین الرملی شافعی (متوفی ۱۰۰۴ھ) صاحب حاشیہ علی شرح التحریر کی خدمت میں تین برس تک رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے اور دیگر مشہور مشائخ سے بھی مستفید ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے حاشیہ علی شرح الورقات للمحلی تالیف کیا، اس کا ایک نسخہ مکتبہ الملکیہ برلن ۴۳۶۷ میں موجود ہے۔

آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے:

"الحمدللہ مانح الصواب لطالبہ......وبعد فھذہ حواش لطیفۃ علی شرح الورقات......

اختتام یوں ہے: "اللفظ یحمل علی معناہ الشرعی ثم العرفی ثم اللغوی". واللہ اعلم

---

[1] جواد (محمد جواد) بن سعد (سعید) بن جواد البغدادی الکاظمی، فاضل جواد متوفی ۱۶۵۵ء۔

[2] ایضاح المکنون ۴/۱۴۰، ھدیۃ العارفین ۵/۲۵۸، اس میں ان کا نام جواد بن سعد اللہ ہے، معجم الاصولیین ۲/۲۴ (۲۵۳)۔

[3] عبدالحکیم بن شمس الدین محمد ملک العلماء سیالکوٹی (۱۵۸۰ء۔۱۶۵۶ء)۔

[4] ھدیۃ العارفین ۵/۵۰۴، الفتح المبین ۳/۹۸، معجم الاصولیین ۲/۱۶۴ (۳۹۹)۔

[5] احمد بن احمد بن سلامہ القلیوبی المصری متوفی ۱۶۵۹ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے نسخوں میں سے ایک نسخہ مکتبۃ الازھریہ میں (۱۰۸۴) سقا ۲۸۵۱۳م میں بھی موجود ہے۔[1]

الشرنبلالی حنفی (۹۹۴ھ-۱۰۶۹ھ)[2]

فقیہ تھے ، جامعۃ الازھر میں مدرس تھے۔ خلق کثیر آپ سے مستفید ہوئی، مختلف موضوعات پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "العقد الفريد ببيان الراجع من الخلاف فی التقلید" تالیف کی۔ مکتبہ الازھریہ ۱۸۰۶، اُمبابی ۴۸۲۶۵ کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ آغاز : الحمد لله الذی جعل هذه الامة خیرامة اخرجت للناس الخ سے ہوتا ہے۔[3]

عبدالسلام الدیوی (متوفی ۱۰۶۹ھ)[4]

معقول و منقول کے جامع عالم تھے۔ اپنے شہر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور مفتی عبدالسلام لاہوری سے زانوئے تلمذ طے کیا یہاں تک کہ فقہ، کلام اور اصول میں کامل دسترس حاصل ہوگئی۔ ایک زمانہ تک لاہور میں تدریس کرتے رہے پھر سلطان شاہجہاں کے یہاں مفتی العسکر مقرر ہوئے اور پھر اس سے علیحدگی اختیار کرلی اور لاہور میں مقیم ہوگئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیه علی التحقیق

۲۔ شرح المنار (الاشراحات المعالیه)[5]

سید صلاح الدین بن احمد الشریف یمنی (۱۰۱۵ھ-۱۰۷۰ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب شرح الفصول من علم الاصول لصارم الدين ابراهيم الوزير تالیف کی[7]

نوح بن مصطفیٰ القونوی حنفی (متوفی ۱۰۷۰ھ)[8]

فقیہ تھے۔ قاہرہ کا سفر کیا، انہوں نے کتاب" نتائج النظر فی حواشی الدرر لملا خسرو فی الفروع" تالیف کی۔[9]

علی بن صلاح الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۷۰ھ تقریباً)[10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب" ایضاح سبیل الوصول الی معنی ذوی العقول فی معرفة قواعد الاصول" تالیف کی۔[11]

۱۔ معجم الاصولیین ۱/۸۲، ۸۴ (۵۳)۔ ۲۔ حسن بن عمار بن علی ابوالاخلاص، الشرنبلالی المصری (۱۵۸۵ء-۱۶۵۹ء) مصر میں وفات پائی۔

۳۔ ایضاح المکنون ۲/۱۰۹، ھدیۃ العارفین ۱/۲۹۲ میں جہاں ان کی دوسری کتب کا ذکر آیا وہاں ان کا نام حسن بن عمار بن یوسف الوفائی مذکور ہے۔ الفتح المبین ۳/۹۹، ۱۰۰، معجم الاصولیین ۲/۵۱، ۵۲ (۲۸۵)۔

۴۔ عبدالسلام المفتی بن ابی سعید بن محب اللہ الحسینی الکرمانی الدیوی متوفی ۱۶۵۸ء لکھنو میں پیدا ہوئے۔

۵۔ معجم الاصولیین ۲/۲۰۱، ۲۰۲۔ ۶۔ سید صلاح بن احمد بن عزالدین بن الحسینی بن عزالدین بن الامام عزالدین الشریف الیمنی۔

۷۔ ھدیۃ العارفین ۵/۲۲۸۔ ۸۔ نوح بن مصطفیٰ القونوی حنفی۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۶/۴۹۸۔ ۱۰۔ علی بن صلاح بن علی بن محمد بن عبداللہ الصعدی الیمانی الزیدی۔

۱۱۔ ھدیۃ العارفین ۵/۷۶۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالبر الاجھوری شافعی (متوفی ۱۰۷۰ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حاشیہ علی شرح التحریر" تالیف کیا۔[2]

عبدالجواد بن شعیب القنانی شافعی (متوفی ۱۰۷۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " نظم الورقات للامام الحرمین " تالیف کی۔[4]

بادشاہ بن احمد حنفی (۹۹۷ھ۔۱۰۷۷ھ)[5]

شیخ الاسلام اور مکۃ المکرمہ کے مفتی تھے۔فنون کے ماہر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، مسجد الحرام میں مدرس اور مکۃ المکرمہ کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "رسالۃ فی جواز التلفیق فی التقلید" تالیف کی۔[6]

ابن جلال الیمنی زیدی (متوفی ۱۰۷۹ھ)[7]

فقیہ، مفسر، منطقی، نحوی اور لغوی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الفصول فی الاصول۔[8]

۲۔ مختصر فی علم الاصول، خلاصۃ الاثر میں تحریر ہے : " ولہ مختصر فی اصول الفقہ وشرح یدل علی فضلہ . واختار اختبارات مخالفۃ لعلماء الاصول "۔[9]

۳۔ بلوغ النھی فی شرح المنتھی ای منھی السول والامل لابن الحاجب۔[10]

۴۔ بلاغ النھی شرح مختصر المنتھی الحاجب،اس کا ایک خطی نسخہ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں موجود ہے۔[11]

۵۔ نظام الفصول فی الاصول ،[12] شاید" شرح الفصول فی الاصول" اور "نظام الفصول " ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں اس لئے ھدیۃ العارفین میں جب نظام الاصول کا ذکر کیا تو شرح الفصول کا ذکر نہیں کیا اسی طرح المراغی نے جب شرح الاصول کا ذکر کیا تو نظام الاصول کا ذکر نہیں کیا۔

---

[1] عبدالبر بن، عبداللہ بن محمد بن علی ابن یوسف الاجھوری مصری شافعی۔ [2] ھدیۃ العارفین ۴۹۸/۵۔

[3] عبدالجواد بن شعیب بن احمد بن عباد بن شعیب القنانی الاصل مصری۔ [4] ھدیۃ العلدفین ۵۰۱/۵۔

[5] (السید) صادق بن احمد بن محمد بن امیر بادشاہ، بن احمد الحسینی حنفی (۱۵۷۷ء۔۱۶۶۶ء) غالباً مکہ میں وفات پائی۔

[6] معجم الاصولیین ۱۳۵/۲،۱۳۶(۲۷۱)۔

[7] جلال الدین حسن بن احمد الیمنی حسن بن سید احمد جلال الدین بن محمد بن علی بن صلاح زیدی متوفی ۱۶۶۸ء، یمن میں وفات پائی۔

[8] ایضاح المکنون ۴۵/۴، الفتح المبین ۱۰۱/۳۔ [9] ھدیۃ العارفین ۲۹۵/۵، الفتح المبین ۱۰۱/۳۔ [10] ھدیۃ العارفین ۲۹۵/۵۔

[11] فہرست مخطوطات مکتبہ الکبیر صنعاء، ۸۰۸/۲ اعداد : احمد عبدالرزاق لالحیی، وزارۃ الاوقاف والارشاد الجمھوریہ العربیہ الیمنیہ سند، معجم الاصولیین ۳۵/۲ (۲۶۴)۔ [12] ھدیۃ العارفین ۲۹۵/۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن الحسین الحر العاملی امامی (۱۰۳۳ھ-۱۰۷۹ھ)[۱]

فقیہ، اصولی و ادیب تھے۔ شام میں ولادت ہوئی۔ عراق اور پھر خراسان میں مستقل سکونت اختیار کر لی کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الفصول المهمة فی اصول الائمة" تالیف کی۔[۲]

محمد بن حسین بن القاسم (متوفی ۱۰۷۹ھ)[۳]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اپنے دادا قاسم بن محمد (متوفی ۱۰۲۹ھ) کی اصول فقہ پر کتاب "مرقاة الوصول الی علم الاصول" کی شرح لکھی اور اس کا نام "التسهيل" رکھا۔ اس کتاب کا ایک مخطوط مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں موجود ہے۔[۴]

عبداللہ سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ)[۵]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ التصريح بغوامص التلويح
۲۔ شرح التنقيح فی الاصول[۶]

جمال الدین المرعشی (۱۰۲۹ھ-۱۰۸۱ھ)[۷]

فقیہ، اصولی، شاعر اور حکیم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "التعليقه على مختصر بن الحاجب فی الاصول" تالیف کیا۔[۸]

عبداللطیف البہائی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ)[۹]

بعلبک کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ قرة عين الطالب فی نظم المنار فی الاصول
۲۔ شرح قرة العين - یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔[۱۰]

محمود بن عبداللہ الموصلی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ)[۱۱]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للتفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[۱۲]

ابراہیم حوریہ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۸۳ھ)[۱۳]

یمن کے زیدی علماء میں سے تھے۔ ترجمان الشریعہ تھے اور وسیع علوم شریعہ میں متبحر تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الروض الحافل" تالیف کی جو الکافل کی شرح ہے۔[۱۴]

۱۔ محمد بن الحسین بن علی بن محمد، الحر العاملی (۱۶۲۳ء-۱۶۶۸ء) سوریا میں ولادت اور غالباً خراسان میں وفات پائی۔
۲۔ الفتح المبین ۳/۱۰۲۔ ۳۔ محمد بن حسین بن قاسم۔ ۴۔ ایضاح المکنون ۴/۶۹/۴۶۹، فہرست مخطوطات مکتبہ الکبیر صنعاء ۲/۸۰۹، وزارۃ الاوقاف والارشاد الجمهوریہ العربیہ الیمنیہ سن ند۔ ۵۔ عبداللہ بن عبدالحکیم سیالکوٹی ھندی حنفی۔ ۶۔ ھدیۃ العارفین ۵/۴۷۸۔
۷۔ جمال الدین بن علاء الدین بن محمد بن ابوالمجد الحسینی المرعشی۔ ۸۔ معجم الاصولیین ۲/۲۱(۲۵۰)۔ ۹۔ عبداللطیف بہاء الدین بن عبدالباقی البعلبکی دمشقی بہائی حنفی۔ ۱۰۔ ھدیۃ العارفین ۵/۶۱۷۔ ۱۱۔ محمود بن عبداللہ الموصلی، حلب میں وفات پائی۔
۱۲۔ ھدیۃ العارفین ۶/۴۲۶۔ ۱۳۔ ابراہیم بن محمد بن احمد المویدی الحسینی، حوریہ صعدی متوفی ۱۶۷۲ء۔ ۱۴۔ معجم الاصولیین ۱/۵۳(۲۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید جونپوری حنفی (متوفی ۱۰۸۳ھ)[1]

منطق، حکمت واصول کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ شیخ نظام الدین سہالوی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[2]

حسن جلال الیمنی (متوفی ۱۰۷۹ھ یا ۱۰۸۴ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۱۰۷۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

عبدالقادر البصری حنفی (متوفی ۱۰۸۵ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : خلاصة الاثر کے مطابق انہوں نے "حاشیه علی تلویح التفتازانی" تالیف کیا۔[4]

طریح الطریحی شیعی (متوفی ۱۰۸۵ھ)[5]

کئی علوم وفنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ فوائد الاصول، فی اصول الفقه ۲۔ حجیة الظن یہ کتاب لاس اینجلس میں کتاب السادس میں ۳۵۱ نمبر پر موجود ہے۔

۳۔ حجیة الظواهر، یہ بھی لاس اینجلس میں کتاب السابع میں ۳۵۱ پر موجود ہے۔[6]

علی بن علی الشبر املسی شافعی (۹۹۸ھ۔۱۰۸۷ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیه علی نهایه السول ۲۔ شرح منهاج الاصول لشمس الدین الرملی[8]

علاء الدین الحصکفی حنفی (۱۰۲۵ھ۔۱۰۸۸ھ)[9]

فقیہ، محدث، اصولی اور نحوی تھے۔ اپنے زمانے کے جید علماء سے حصول علم کیا اس سلسلے میں قدس کا سفر بھی کیا۔ فقہ، اصول، نحو تفسیر وغیرہ میں عمدہ کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "افاضة الانوار علی اصول المنار" لکھی اور اس کا آغاز ۱۰۵۴ھ میں کیا تھا۔ یہ ایک شرح ہے جس کا نام اس طرح بھی لیا جاتا ہے شرح افاضة الانوار علی متن اصول المنار۔[10]

۱۔ عبدالرشید بن مصطفیٰ شمس الحق جونپوری ھندی متوفی ۱۶۷۲ء، غالباً ھند میں وفات پائی۔

۲۔ معجم الاصولیین ۲/۲۰۰ (۴۳۵)۔ ۳۔ عبدالقادر بن احمد بن علی بن عیسیٰ المصری حنفی متوفی ۱۶۷۴ء بصرہ میں وفات پائی۔

۴۔ ھدیۃ العارفین ۵/۶۰۲، معجم الاصولیین ۲/ ۲۲۱ (۴۵۲)، تاریخ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، المولی محمد المحبی ۲/ ۴۶۹، ابن عیسیٰ کے حالات زندگی میں بیان کیا، مصر مطبعہ الوھبیہ ۱۲۸۴ھ۔ ۵۔ طریح بن محمد بن علی بن احمد بن طریح فخر الدین الرماحی المسلمی النجفی الشیعی، طریحی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۲/۲۰۴، ھدیۃ العارفین ۵/۴۳۲، معجم الاصولیین ۲/۱۵۰، ۱۵۱ (۳۸۶)۔

۷۔ ابو الضیاء نور الدین علی بن علی الشبر املسی المصری۔ ۸۔ ھدیۃ العارفین ۵/ ۷۶۱۔ ۹۔ محمد بن علی بن محمد الحصنی، علاء الدین الحکفی (۱۶۱۶ء۔۱۶۷۷ء) دمشق میں ولادت ووفات ہوئی۔ ۱۰۔ ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۹۵، الفتح المبین ۳/ ۱۰۳، ۱۰۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح افاضۃ الانوار پر حاشیہ :

شیخ محمد امین بن عمر بن عابد نے اس شرح پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام "حاشیہ نسمات الاسحار" رکھا۔ شرح افاضۃ الانوار اور حاشیہ نسمات الاسحار دونوں ایک ساتھ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر سے دوسری بار ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء میں شائع ہو چکے ہیں اور اس شرح اور حاشیہ پر شیخ محمد الطوخی کی بعض تقییدات بھی موجود ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد علاء الدین الحصکفی شرح افاضۃ الانوار میں فرماتے ہیں :

هذه الفاظ يسيرة حللت بها منار الاصول حين اقراته ثالثا بجامع بنی امیه سنه اربع وخمسين والف هجريه مراجعا لغالب شروحه كالمصنف وابن ملك وابن نجيم وغيرها كالتوضيح والتلويح وتغيير التنقيح، وسميته (افاضة الانوار على اصول المنار)".[1]

(میں نے منار الاصول کو آسان انداز میں اس وقت لکھنا شروع کر دیا تھا جب میں نے جامع بنی اُمیہ میں ۱۰۵۴ھ میں اس کو پڑھا۔ میں نے دوران شرح اس کی اکثر شروح جیسے مصنف، ابن الملک، ابن نجیم اور اس کے علاوہ فن کی دوسری کتابوں جیسے توضیح، تلویح اور تغییر التنقیح وغیرہ کی طرف مراجعت کی اور میں نے اس کا نام "افاضۃ الانوار علی اصول المنار" رکھا)

علامہ ابن عابدین، شرح افاضۃ الانوار پر حاشیہ لکھنے کی وجہ تسمیہ ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں :

"(افاضته الانوار على اصول المنار) المنسوب الى عمدة المتاخرين الشيخ علاء الدين ابن الشيخ على الامام الحنفی، فانه شرح لم تسمع اذن بمثاله، ولم تنسج قريحة على منواله، بيد أنه جرى فيه على عادته من التزام الاختصار، فلم يظهر المراد منه لامثاله من الطلبة الصغار، مع ما اهمله في بعض المواضع من المتن عن البيان مما يحتاج الى الايضاح لخفائه عن الاذهان، فاوضحت في هذه الحواشي ماجمله، وذكرت فيها مااهمله، مراجعا لجملة كتب معتبرة في هذا الفن".[2]

(کتاب "افاضته الانوار علی اصول المنار" عمدۃ المتاخرین شیخ علاؤالدین ابن شیخ علی امام حنفی کی طرف منسوب ہے یہ ایک شرح ہے جس کی مثال کانوں نے کبھی نہیں سنی اور نہ کوئی ان کی سوا اس طریقے پر چلا، اختصار کرنا ان کی طبیعت میں رچ بس گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کئی مرتبہ مبتدی پر ان کی مکمل طور سے مراد ظاہر نہیں ہو پاتی اس کے علاوہ یہ کہ متن میں بعض جگہوں پر توضیح وتشریح نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ذہن میں باقی رہ جانے والے اشکالات کو رفع کرنے کے لئے توضیح کی ضرورت تھی تو میں نے ان حواشی میں مختصراً ان کی تشریح کردی ہے اور جو کچھ بیان کرنے سے رہ گیا تھا اسے اس فن کی تمام معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے ذکر کر دیا ہے)

عبد الحلیم الرومی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)[3]

دمشق میں قاضی رہے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔

---

[1] حاشیہ نسمات الاسحار لابن عابدین علی شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار لعلاء الدین الحصنی ص ۸، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر طبعہ ثانیہ ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۰ء۔ [2] حوالہ سابق ص ۳۔ [3] عبد الحلیم بن بیش قدم بن نصوح بن مصطفیٰ الرومی حنفی متوفی ۱۶۷۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''حاشیہ علی منار الانوار للنسفی'' تالیف کیا۔[1]

خلیل القزوینی امامی (۱۰۰۱ھ۔۱۰۸۹ھ)[2]

امامی عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح العدۃ فی الاصول" تالیف کی۔[3]

المرابط الدلائی مالکی (۱۰۲۱ھ۔۱۰۸۹ھ)[4]

فقیہ، اصولی، ادیب، شاعر، خطیب اور واعظ تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی اور قاھرہ اور حرمین شریفین کے علماء سے بھی علمی استفادہ کیا، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المعارج المرتقیات فی (الی) معانی الورقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی۔[5]

محمد باقر بن محمد السبزواری شیعی (متوفی ۱۰۹۰ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح زبدۃ الاصول" تالیف کی۔[7]

فیضی الکاشی شیعی (متوفی ۱۰۹۱ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "نقد الاصول الفقھیہ" تالیف کی۔[9]

احمد بن سلیمان گجراتی (متوفی ۱۰۹۲ھ)[10]

ان کے والد کرد سے ھند آکر سرزمین گجرات میں مقیم ہو گئے تھے وہیں احمد بن سلیمان پیدا ہوئے، بہت سے علوم میں آپ کی شاہکار کتابیں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی حاشیۃ السعد والسیر علی شرح مختصر الاصول" تالیف کیا۔[11]

محمد بن محمد الفاسی السوسی (۱۰۳۷ھ۔۱۰۹۴ھ)[12]

حرمین شریفین میں واردہ تھے۔ وہاں سے روم و دمشق کے علمی سفر کیے وہاں کے علماء سے مستفید ہوئے آپ کے اساتذہ میں محمد ابن ابی بکر الدلائی اصولی (متوفی ۱۰۸۹ھ) بھی شامل ہیں۔

---

1. ھدیۃ العارفین ۵/ ۵۰۵، ایضاح المکنون ۲/ ۳۶۰ میں ان کی ایک دوسری کتاب کا ذکر ہے اس میں ان کا نام عبد الحلیم بن پیر قدم مذکور ہے۔ معجم الاصولیین ۲/ ۱۶۵ (۳۰۰)۔
2. خلیل بن الغازی القزوینی امامی (۱۵۹۳ء۔۱۶۷۸ء)۔
3. ھدیۃ العارفین ۵/ ۳۵۴، الفتح المبین ۳/ ۱۰۵، معجم الاصولیین ۲/ ۹۶ (۳۲۳)۔
4. ابو عبد اللہ محمد المرابط بن محمد بن ابو بکر الدلائی۔
5. ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۹۶، الفتح المبین ۳/ ۱۰۶۔
6. محمد باقر بن محمد مومن السبزواری الخراسانی۔
7. ھدیۃ العارفین ۶/ ۲۹۷۔
8. ملا محسن محمد بن الشاہ مرتضیٰ ابن الشاہ محمود الکاشی، فیض شیعی۔
9. ھدیۃ العارفین ۶/ ۶۔
10. احمد بن سلیمان الکردی گجراتی متوفی ۱۶۸۱ء گجرات میں ولادت و وفات ہوئی۔
11. معجم الاصولیین ۱/ ۱۲۸ (۹۰)۔
12. ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی (۱۶۲۷ء۔۱۶۸۳ء) دمشق میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر التحریر لابن الهمام فی اصول الحنیفه

۲۔ شرح مختصر التحریر لابن الهمام

۳۔ حاشیه علی التوضیح

۴۔ مختصر تلخیص المفتاح

۵۔ شرح مختصر تلخیص المفتاح ، شاید یہ محمد بن احمد الشریف التلمسانی (متوفی ۷۷۱ھ) کی کتاب مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول کا اختصار اور اس اختصار کی شرح ہو[1]۔ واللہ اعلم

ابوزید الفاسی (۱۰۴۰ھ۔۱۰۹۶ھ)[2]

عالم محقق، متفنن العلوم شخص تھے، ان کی مؤلفات کی تعداد ستر سے بھی زیادہ ہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے " اصول فقه و اصول الدین و حدیث " وغیرہ میں کتابیں تالیف کیں۔[3]

محمد بن حسن الکواکبی حنفی (۱۰۱۸ھ۔۱۰۹۸ھ)[4]

حلب کے علماء جلیلہ سے علم حاصل کیا، تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ نظم المنار فی الاصول

۲۔ شرح نظم المنار، انہوں نے مذکورہ بالا کتاب "نظم المنار" کی شرح لکھی اور اس کا نام ارشاد الطالب رکھا۔[5]

حامد آفندی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[6]

عساکر عثمانیہ میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی مراۃ الاصول لملا خسرو" تالیف کیا اور یہ حاشیه الحامدی کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے اسے ۱۰۸۷ھ میں تالیف کیا تھا۔ ۱۲۸۰ھ میں استانہ سے طبع ہو چکا ہے۔[7]

حامد بن مصطفیٰ القونوی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[8]

قبرس میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المراۃ فی الاصول" تالیف کی۔[9]

۱۔ ھدیۃ العارفین ۲۹۸/۶، الفتح المبین ۱۰۷/۳۔

۲۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالقادر الفاسی (۱۶۳۰ء۔۱۶۸۵ء)۔

۳۔ الفتح المبین ۱۰۸/۳، معجم الاصولیین ۱۸۰/۲ (۳۱۶)۔

۴۔ محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحییٰ الکواکبی الحلبی (۱۶۰۹ء۔۱۶۸۵ء)۔

۵۔ ھدیۃ العارفین ۲۹۸/۶، الفتح المبین ۱۰۷/۳ معجم الاصولیین ۲۶/۲ (۲۵۵)۔

۶۔ حامد آفندی بن مصطفیٰ متوفی ۱۶۸۷ء۔

۷۔ کشف الظنون ۱۶۵۷/۲،

۸۔ حامد بن مصطفیٰ القونوی الاقرائی۔ ۲۳ے۔

۹۔ ھدیۃ العارفین ۲۶۰/۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن محمود الحموی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[1]

فقیہ، اصولی، امام المحققین اور عمدۃ العلماء والعاملین میں سے تھے۔ مدرسہ سلیمانیہ قاہرہ میں مدرس رہے حنفی مسند افتاء پر فائز رہے۔ فقہ، علوم اللغہ اور اصول میں ان کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الدر الفرید فی بیان حکم التقلید دار الکتب المصریہ (۵۶۹) میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔[2]

۲۔ حاشیہ علی الدرر و الغرر لمنلاخسرو[3]

ابراہیم بن بیری حنفی (۱۰۲۳ھ۔۱۰۹۹ھ)[4]

مکۃ المکرمہ میں مفتی تھے۔ اکابر فقہاء حنفیہ میں ان کا شمار ہوتا تھا، خلاصۃ الاثر میں مذکور ہے :

"صار فريد عصره فى الفقه وانتهت اليه الرياسة".

(اپنے زمانے میں فقہ میں ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا اور ریاست فقہ ان پر ختم ہوتی ہے)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تبليغ الامل فى عدم جواز التقليد بعد العمل

۲۔ غاية التحقيق فى عدم جواز التلفيق فى التقليد، دار الكتب المصريه (۵۴۵ مجامیع) میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۳۔ الكشف والتدقيق بشرح غاية التحقيق فى منع التلفيق فى التقليد، دار الكتب المصريه ۴۰۳ نمبر میں اس کا نسخہ موجود ہے۔[5]

خصر بن محمد الاماسی حنفی (متوفی ۱۰۸۶ھ یا ۱۱۰۰ھ)[6]

کئی علوم میں ماہر تھے، اماسیہ میں صاحب مسند افتاء تھے۔ کئی فنون پر کتب لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غصون الاصول (مختصر المنار للنسفی)

۲۔ تهييج غصون الاصول (شرح غصون الاصول)

اولہ : الحمد لله الذى جعل لنا الشريعة الغراء الخ ، مکتبہ حرم مکی شریف ۳۴۴/۱، اصول فقہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔[7]

---

[1] احمد بن محمود الحموی الاصل مصری متوفی ۱۶۸۷ء۔ [2] هدیۃ العارفین ۱۶۴/۱، ۱۶۵، الفتح المبین ۱۱۰/۳، معجم الاصولیین ۱۹۲/۱ (۱۴۰)۔

[3] هدیۃ العارفین ۱۶۴/۵۔ [4] ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری (۱۶۱۴ء۔۱۶۸۸ء) مدینۃ المنورہ میں ولادت اور مکہ میں وفات پائی۔ [5] هدیۃ العارفین ۳۴/۵، الفتح المبین ۱۱۱/۳، معجم الاصولیین ۲۹/۱ (۹)، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، المولی محمد المحبی ۱۹/۱، ۲۰، ابن بیری کے حالات زندگی میں بیان کیا، مصر الوهبیہ ۱۲۸۴ھ۔ [6] خضر بن محمد الاماسی حنفی متوفی ۱۶۸۹ء۔

[7] کشف الظنون ۱۸۲۷/۲، هدیۃ العارفین ۳۴۷/۵، اس میں تاریخ وفات ۱۰۸۶ھ مذکور ہے، معجم الاصولیین ۸۸/۲، ۸۹ (۳۲۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عبدالھادی شافعی (متوفی ۱۱۰۰ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اختصار ھمع الھوامع شرح جمع الجوامع للسیوطی" تالیف کی۔[2]

محمد طاہر الشیر ازی شیعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً)[3]

علماء شیعہ اخباریہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حجۃ الاسلام فی اصول الفقہ والکلام" نامی کتاب تالیف کی۔[4]

فرج اللہ الحویزی شیعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً)[5]

انہوں نے کتاب "الصفوہ فی الاصول" تالیف کی۔[6]

☆☆☆

---

[1] عبدالقادر بن بہاء الدین بن عماس ابن جلال الدین الدمشقی، ابن عبدالھادی۔
[2] ھدیۃ العارفین ۵/۶۰۲۔
[3] محمد طاہر بن حسین الشیر ازی الاصل، نجف میں پرورش پائی۔
[4] ھدیۃ العارفین ۶/۳۰۱۔
[5] فرج اللہ بن محمد درویش بن محمد بن حسین جمال الحویزی الشیعی۔
[6] ...عارفین ۵/۸۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ششم

بارہویں، تیرہویں اور چودہویں صدی کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

اس دور میں علمی ودینی وسیاسی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کی علمی و دینی وسیاسی حالت بھی مختلف اسلامی ممالک میں گیارہویں صدی ہجری سے کچھ مختلف نہیں تھی۔ سیاسی طور پر عدم استحکام تھا اور جگہ جگہ فتنے اُٹھ رہے تھے۔ تقریباً ہر طرف علمی جمود کی کیفیت طاری تھی۔ مصر میں جہاں دولت عثمانیہ تھی کوئی قابل ذکر علمی کام نظر نہیں آتا۔ ان دونوں صدیوں میں کہیں بھی علماء نے اجتہاد کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔ اصول فقہ پر جو کتب لکھی گئیں وہ طویل مطبوع یا مخطوط کتابوں کا اختصار تھیں یا ان کی شرح وتعلیقہ ہوتیں۔ تیرہویں صدی ہجری میں انقلاب فرانس کی آندھی چلی اور ۱۷۹۸ء میں نپولین نے مصر پر قبضہ کرلیا۔ مصر سے فرانسیسیوں کے اخراج کی تحریکوں نے شدت اختیار کرلی۔

ان کے مصر سے اخراج کے بعد محمد علی پاشا ۱۲۲۰ھ۔۱۲۶۴ھ (۱۸۰۵ء۔۱۸۴۹ء) نے ایک نئے مصر کی بنیاد رکھ دی، مگر اس کے باوجود وہاں ملکی استحکام پیدا نہ ہوسکا جس کی وجہ سے کوئی مؤثر علمی کام نظر نہیں آتا۔ چودہ صدی ہجری میں برطانیہ نے مصر پر قبضہ کرلیا اور وہاں ہر قسم کی دینی، علمی اور فنون کی اعلانیہ ترقی رُک گئی اور علماء واہلِ علم خفیہ طور پر یہ کام انجام دینے لگے۔

اگرچہ تیرہویں صدی کے اواخر میں سید جمال الدین افغانی اور ان کے شاگرد محمد عبدہ نے علمی جمود کو توڑنے کے لئے کچھ کام کیا اور اجتہادی فکر کو ترویج دینے لگے۔ چودہویں صدی ہجری میں وہاں سے برطانیہ کا تسلط ختم ہوجانے کے بعد فو آد اوّل کے زمانے میں جامعہ الازہر میں کچھ علمی و دینی حرکت نظر آنے لگی جو اس وقت کے شیخ الازہر محمد مصطفیٰ المراغی اور اُستاد محمد عبدہ کے بعض مصلح شاگردوں کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ فاروق اول کے زمانے میں اس کو نمو اور تقویت حاصل ہوئی۔ اور بالآخر یہ ہوا کہ اجتہاد ایک خاص دائرہ میں محدود طور پر کیا جانے لگا۔ اس کی تنفیذ عام نہیں تھی بلکہ بعض علاقوں میں تھی۔ ان تین صدیوں کے بعض مشہور اصولیین اور ان کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ شیخ النابلسی عبدالغنی بن اسماعیل حنفی دمشقی معروف بہ شیخ الاسلام (۱۰۵۰ھ۔۱۱۴۳ھ) انہوں نے اصول میں "خلاصة التحقيقي في بيان التقليد والتلفيق" تالیف کی۔

۲۔ شیخ عطار حسن بن محمد مصری شافعی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۵۰ھ) انہوں نے "حاشيه على شرح الجلال المحلى على جمع الجوامع" تالیف کیا۔

۳۔ الشوکانی محمد بن علی، فقیہ مجتہد (۱۱۷۲ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ اصول فقہ میں ان کی مشہور کتاب "ارشاد الفحول الى تحقيق الحق من علم الاصول" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ الجوہری الصغیر محمد بن احمد، ابن ہادی الشافعی، فقیہ، اصولی (۱۱۵۱ھ۔۱۲۱۵ھ) انہوں نے "رسالة فی الاصولی والاصول" تالیف کیا۔

۵۔ شیخ شرقاوی عبداللہ بن حجازی، شافعی، فقیہ، اصولی، (۱۱۵۰ھ۔۱۲۲۷ھ) ان کا اصول میں کتاب "جمع الجوامع" پر رسالہ ہے۔

۶۔ ابن عابد بن محمد امین بن عمر الدمشقی (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ) انہوں نے کتاب "نسمات الاسحار علی شرح المنار" تالیف کی۔

۷۔ احمد بک الحسینی شہاب الدین احمد بن احمد شافعی اصولی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۳۲ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "تحفة الرأی السدید فی الاجتهاد والتقلید" تالیف کی۔

۸۔ الشنقیطی، مصطفیٰ بن محمد مالکی اصولی (متوفی ۱۳۲۸ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "نظم الورقات لامام الحرمین" کی شرح لکھی۔

۹۔ شیخ بخیت المطیعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۵۳ھ) انہوں نے کتاب "نهاية السول فی علم الاصول" تالیف کی۔

۱۰۔ اُستاد امام المراغی (۱۲۹۹ھ۔۱۳۶۳ھ)، اصول فقہ میں ان کی آراء ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارہویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا جائزہ

سید حسن المطہر بن المطہر الجرموزی زیدی (متوفی ۱۱۰۱ھ) [۱]

انہوں نے کتاب "نظم الکامل فی الاصول" تالیف کی۔[۲]

عثمان بن السید فتح اللہ الشمنی (متوفی ۱۱۰۲ھ) [۳]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التلویح للتفتازانی

۲۔ شرح التنقیح فی الاصول [۴]

حسن الیوسی مالکی (۱۰۴۰ھ۔۱۱۰۲ھ) [۵]

فقیہ، ادیب اور کئی علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔علی الاطلاق مشائخ مغرب کے صدر تھے۔فارس میں مدرس رہے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الکوکب الساطع فی شرح جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی مگر وہ نامکمل رہی۔زرکلی نے صاحب الصفوۃ کا بیان نقل کیا کہ انہوں نے کہا :

" لو کمل ھذا الشرح لأغنی عن جمیع الشروح "

(اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو جمیع شروح سے مستغنی کر دیتی)[۶]

سلیمان بن عبداللہ الازمیری حنفی (متوفی ۱۱۰۲ھ) [۷]

علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت رکھتے تھے۔

---

۱ سید حسن بن المطہر بن محمد الجرموزی ابو المطہر الیمنی الزیدی

۲ ہدیۃ العارفین ۵/۲۹۶

۳ شیخ عثمان بن السید فتح اللہ الشمنی الرومی الصوفی فضلی، آتیازاری

۴ ہدیۃ العارفین ۵/۶۵۷

۵ ابو علی، نور الدین، حسن بن مسعود بن محمد الیوسی (۱۶۳۰ھ۔۱۶۹۱ھ) فارس میں انتقال ہوا

۶ ہدیۃ العارفین ۵/۲۹۶، الفتح المبین ۳/۱۱۸، ان دونوں میں تاریخ وفات ۱۱۱۱ھ مذکور ہے۔معجم الاصولیین ۲/۵۹ (۲۹۳)

۷ سلیمان بن عبداللہ الکریدی الاصل، الازمیری حنفی متوفی ۱۶۹۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ مراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول لملا خسرو" (متوفی ۸۸۰ھ) تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے : تعلیقہ علی مراۃ الاصول للازمیری جبکہ ایضاح المکنون اور ہدیۃ العارفین دونوں میں اس طرح ہے : شرح المرقاۃ لملا خسرو، للازمیری مکتبہ ولی الدین ترکی ۹۱۵ میں ہے : حاشیہ علی مراۃ الاصول ، مجلدان لمحمد بن ولی بن رسول الا زمیری ۔[1]

صالح المقبلی الزیدی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۰۸ھ)[2]

کتاب وسنت کے جمیع علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اصول فقہ، اصول دین، عربی زبان، معانی، بیان، حدیث وتفسیر میں تفوق حاصل تھا۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے بعض کئی علوم میں مشترک تھیں۔ مثلاً "حاشیہ علی الکشاف فی التفسیر" تالیف کیا اس کا نام "الا تحاف لطلبہ الکشاف" رکھا اور البدر الطالع کے مطابق انہوں نے اپنی کتاب "الا بحاث المسددہ" میں "مباحث تفسیریہ ، حدیثیہ ، فقھیہ و اصولیہ" وغیرہ کو جمع کیا ہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نجاح الطالب علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کی امام الشوکانی نے فرمایا :

"جعلہ حاشیہ علیہ ، فذکر فیھا ما یختارہ من المسائل الاصولیہ"

(انہوں نے اس پر حاشیہ لکھا تھا اور اس میں ذکر کیا کہ مسائل اصولیہ میں ان کا مذہب مختار کیا ہے)

دار الکتب المصریہ (۴۷۸) الازہریہ (۱۸۱۴) امبابی (۴۸۲۷۳) اور برطانوی میوزم میں (۱۲۱۸) میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ الحمد کے بعد آغاز اس طرح ہوتا ہے : " فھذہ نکیتات عرضت عند درس مختصر المنتھی و شرحہ للعضد و حاشیہ السعد " . الخ

نجاح الطالب پر تحقیق :

مظہر بقا کے مطابق جامعہ اُم درمان الاسلامیہ کے محمد عبد الرب محمد اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔[3]

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۶۵۷، ایضاح المکنون ۴/ ۴۶۹، ہدیۃ العارفین ۵/ ۴۰۳، الفتح المبین ۳/ ۱۱۷، معجم الاصولیین ۲/ ۱۳۰ (۳۶۴)، معجم المؤلفین ۴/ ۲۶۸، معجم سرکیس ص ۴۲۹۔۴۳۰، کے مطابق یہ کتاب بولاق سے دو اجزاء میں طبع ہوئی اور اس میں مؤلف کا نام سلیمان الازمیری مذکور تھا۔ جبکہ یہی کتاب آستانہ سے دو اجزاء میں چھپی تو اس پر مؤلف کا نام "محمد بن ولی بن رسول القرشھری ثم الازمیری" مکتوب تھا۔ المراغی کی تحقیق کے مطابق ان دونوں باتوں میں سے صحیح بات یہ ہے کہ اس مؤلف کا نام سلیمان ہے اسی لئے المراغی نے " والصحیح انھا سلیمان" کے الفاظ تحریر کئے ہیں۔

[2] صالح بن مہدی بن علی المقبلی الزیدی الیمنی (۱۶۳۷ء/ ۱۶۹۶ء) صنعاء میں ولادت اور مکہ میں وفات پائی۔

[3] ہدیۃ العارفین ۵/ ۴۲۴، اس میں تاریخ وفات ۱۱۱۰ھ مذکور ہے۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع محمد بن علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ۱/ ۲۸۸۔۲۹۲ (۲۰۴)، القاہرہ مطبعہ السعادہ ۱۳۴۸، معجم الاصولیین ۲/ ۱۴۰۔۱۴۱ (۳۷۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ ابن یوسف الموستاری حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول" تالیف کی جو حاشیہ ہے۔[2]

حسن بن یحییٰ سیلان السفیانی (متوفی ۱۱۱۰ھ)[3]

مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ کئی فنون میں کمال حاصل تھا۔ صعدہ اور اس کے نواح میں مدرس وقاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

حاشیہ علی ھدایۃ العقول ، شرح غایۃ السول ، للحسین بن القاسم ، المسماۃ بضیاء من رام الوصول الی توضیع خفیات ھدایۃ العقول فی علم الاصول ، مکتبہ غرب جامع کبیر صنعاء میں اصول فقہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۶۸، ۷۰ نمبروں پر اس کے نسخے موجود ہیں۔[4]

محمد الطیب بن محمد مالکی (۱۰۶۴ھ۔۱۱۱۳ھ)[5]

اپنے والد، دادا، چچازاد بھائی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : المراغی نے ان الفاظ کے ساتھ ان کی کتاب کا ذکر کیا :

" ولہ من التالیف شرح المقدمۃ جدہ فی الاصول "

(اور ان کے تالیف میں سے ایک شرح ہے جو ان کے دادا کی اصول میں کتاب المقدمہ کی شرح ہے)۔[6]

حسن بن حسین الصنعانی (۱۰۴۴ھ۔۱۱۱۴ھ)[7]

کئی علوم وفنون کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الورقات للجوینی" تالیف کی۔[8]

۱۔ مصطفیٰ ابن یوسف الموستاری الرومی الحنفی۔

۲۔ ایضاح المکنون ۵۳۳/۴

۳۔ حسن بن یحییٰ سیلان السفیانی الصعدی الیمنی متوفی ۱۲۰۱ء

۴۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع محمد بن علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ۲۱۳/۱، معجم الاصولیین ۶۰/۲ (۲۹۴)

۵۔ ابو عبداللہ محمد الطیب بن محمد بن عبدالقادر الفاسی

۶۔ الفتح المبین ۱۱۹/۳

۷۔ حسن بن حسین بن القاسم بن محمد بن علی الحسنی الصنعانی، حصن ضوران میں ولادت ہوئی۔

۸۔ ھدیۃ العارفین ۲۹۶/۵، معجم الاصولیین ۴۰/۲ (۲۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن محمد الدمیاطی البنا شافعی (متوفی ۱۱۱۷ھ)[1]

علمائے قاہرہ سے زانوئے تلمذ طے کیا، یہاں تک کہ لغت، قرأت، اصول، تاریخ وسیرت میں مہارت حاصل ہوگئی اور وہ بصیرت حاصل ہوئی جو آپ کے زمانے کے علماء کو حاصل نہ تھی۔ حجاز مقدس کے بھی سفر کئے، کئی کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی الورقات" تالیف کیا اور یہ حاشیہ مکتبہ میمنیہ سے ۱۳۱۵ھ میں طبع ہو چکا ہے۔[2]

محمد بن احمد الطرسوسی حنفی (متوفی ۱۱۱۷ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی المرأة فی الاصول" تالیف کیا۔[4]

محب اللہ بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ)[5]

فقیہ، اصولی، منطقی محقق اور باحث تھے۔ سلطان عالمگیر نے لکھنو اور پھر حیدرآباد کا قاضی مقرر کیا۔ ان کے لئے اپنے محل میں مدرسہ بنوایا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "کتاب مسلم الثبوت فی اصول الفقه" تالیف کی۔ نزہۃ الخواطر میں اسے فقہ کی کتاب بتایا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

مسلم الثبوت کی شرح :

۱۔ عبدالعلی محمد بن نظام محمد الدین الانصاری الہندی (متوفی ۱۲۲۵ھ) نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھی اور اس کا نام "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" رکھا۔

۲۔ عبدالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ) نے شرح مسلم الثبوت لکھی۔[6]

ابن زاکور الفاسی مالکی (متوفی ۱۱۲۰ھ)[7]

فقیہ، عالم اور شیخ شیوخ مالکیہ تھے۔ مختلف علوم پر عمدہ کتابیں لکھیں۔

۱۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبدالغنی الدمیاطی متوفی ۱۷۰۵ء دمیاط میں ولادت اور مدینہ میں وفات ہوئی۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۱۲۰/۳، معجم الاصولیین ۱/۱۹۹-۲۰۰ (۱۴۸)

۳۔ محمد بن احمد بن محمد الطرسوسی حنفی

۴۔ ہدیۃ العارفین ۳۰۹/۶

۵۔ محب اللہ بن عبدالشکور العثمانی الصدیقی بہاری حنفی، ہند میں ولادت ووفات ہوئی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۴۸۱/۴، نزہۃ الخواطر ۲۵۰-۲۵۲ (۴۶۹)، الفتح المبین ۱۲۲/۳، معجم الاصولیین ۱/۲۲۴ (۱۶۸)

۷۔ ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن زاکو الفاسی متوفی ۱۷۰۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح ورقات امام الحرمین" تالیف کی۔ ہدیۃ العارفین میں ان کی کتاب کا نام اس طرح مذکور ہے : "نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول" ۔[1]

صالح بن احمد الانصاری زیدی (متوفی ۱۱۲۱ھ)[2]

جمیع علوم میں منفرد مقام رکھتے اور علوم الاصول میں مدقق تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " نظم متن الکافل فی اصول الفقه" تالیف کی اور اس کا نام "العقد الکامل، الناظم والجامع "رکھا۔ بسملہ وحمدلہ کے بعد آغاز یوں ہوتا ہے :

وبعد ذا فهذه ارجوزة　　ضمنتها فوائد وجيزة

اختتامیہ ان کلمات سے ہوتا ہے :

ثم الصلاة والسلام　　على الذى قد ظلل الغمام

محمد المختار فى البريه　　والآل اعنى العترة الزكية

اس کا ایک نسخہ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں ۴۴ نمبر اصول فقہ میں موجود ہے۔[3]

سلیمان بن عبداللہ البحرانی امامی (متوفی ۱۱۲۱ھ)[4]

علمائے شیعہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " العشر الكامله فى عشرة مسائل من اصول الفقه " تالیف کی۔[5]

(قرہ) خلیل بن حسن رومی حنفی (متوفی ۱۱۲۳ھ)[6]

اہلِ رُوم میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر لا بن الحاجب" تالیف کیا۔[7]

جمال الدین گجراتی (۱۰۸۸ھ۔ ۱۱۲۴ھ)[8]

مشہور مشائخ میں سے تھے۔ اپنے والد سے علمی و رُوحانی فیض حاصل کیا، درس وافادہ وتصنیف وتالیف میں مشغولیت اختیار کی۔ بہت عبادت گزار تھے۔ ان کی ایک سو بیالیس (۱۴۲) تصانیف شمار کی گئی ہیں۔

1۔ ہدیۃ العارفین ۶/۴۱۰، الفتح المبین ۳/۱۲۱
2۔ صالح بن احمد بن صالح النصری الانصاری الرداعی الزیدی متوفی ۱۱۰۹ء
3۔ معجم الاصولیین ۲/۱۳۷ (۳۷۳)
4۔ سلیمان بن عبداللہ بن علی بن الحسن بن احمد بن ابن یوسف بن عمار البحرانی السراوی۔
5۔ ہدیۃ العارفین ۵/۴۰۵
6۔ خلیل بن حسن بن محمد البرکیلی الرومی حنفی، قرہ خلیل متوفی ۱۱۷۱ء۔
7۔ ہدیۃ العارفین ۵/۳۵۴، معجم الاصولیین ۲/۹۳ (۳۲۹) میں صرف ہدیۃ العارفین ۱/۱۱۷ کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے مگر ہمیں ۱/۱۱۷ میں یہ حوالہ نہیں مل سکا۔
8۔ جمال الدین بن رکن الدین العمری چشتی گجراتی (۱۶۷۷ء/۱۷۱۲ء) احمد آباد ہند میں ولادت ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ التلویح" تالیف کیا۔[1]

احمد بن محمد الکواکبی حنفی (۱۰۵۴ھ۔۱۱۲۴ھ)[2]

ممتاز عالم اور محقق تھے۔ اپنے والد اور علمائے حلب سے علم سیکھا، ۱۰۶۹ھ میں اپنے والد کی جگہ مسند افتاء حنفیہ پر بیٹھے۔ مختلف مدارس میں تدریس کی۔ قدس، اَزنیق، طرابلس (شام) میں قاضی رہے۔ بعد میں یہ سب چھوڑ کر قسطنطنیہ کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے مختلف علوم کے متعدد واہم موضوعات پر عمدہ مباحثے اور مذاکرے کئے۔ کئی علوم پر آپ کی تصانیف پائی جاتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : سلک الدرر کے مطابق اصول پر ان کی مندرجہ ذیل تین کتب ہیں :

۱۔ اپنے والد کی اصول میں کتاب "منظومة الکواکب" پر حاشیہ لکھا۔

۲۔ "ارشاد الطالب" کے نام سے مذکورہ بالا کتاب کی شرح لکھی، اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں ۱۶۸ پر موجود ہے۔

۳۔ "تحریرات علی التلویح"

ان کی اکثر مؤلفات مسودہ کی صورت میں ہیں۔ ہدیۃ العارفین میں ہے :

"حاشیه علی ارشاد الطالب لوالده فی الفروع"

(انہوں نے اپنے والد کی فروع میں کتاب ارشاد الطالب پر حاشیہ لکھا)

لیکن مظہر بقا نے اپنی کتاب کے حاشیہ میں لکھا :

"ولیس صحیحا، بل ارشاد الطالب، فی الاصول"

(صاحب ہدیۃ العارفین کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ ارشاد الطالب اصول کی کتاب ہے)[3]

محمد بن عبد الفتاح التنکابنی شیعی (متوفی ۱۱۲۴ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "سفینة النجاة فی الاصول" تالیف کی۔[5]

محمد بن حسین الخوانساری شیعی (متوفی ۱۱۲۵ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح مختصر الاصول" تالیف کی۔[7]

۱۔ معجم الاصولیین ۲/۲۰(۲۴۹)، نزہۃ الخواطر ۶/۵۸۔۵۹(۱۲۰)

۲۔ احمد بن محمد بن حسن بن احمد الکواکبی الحلبی حنفی (۱۶۴۴ء/۱۷۱۲ء) حلب میں ولادت اور قسطنطنیہ میں وفات ہوئی۔

۳۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۶۹، معجم الاصولیین ۱/۲۰۳۔۲۰۴(۱۵۲)، سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی العشر، ابو الفضل سید محمد خلیل آفندی المرادی ۱/۱۷۵۔۱۷۶۔ بغداد مکتبہ ۱۲۹۱ھ۔

۴۔ محمد بن عبد الفتاح التنکابنی المازندرانی الشیعی، سراب۔

۵۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۶۶

۶۔ جمال الدین محمد بن حسین بن محمد الخوانساری الشیعی الدمامی

۷۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن محمد الولالی (متوفی ۱۱۲۸ھ) [1]

امام، علامہ، محقق و مدقق تھے۔ ممتاز علماء سے علم حاصل کیا۔ تدریس کی مختلف فنون پر آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : اصول میں "حاشیہ علی المحلی" تالیف کیا۔[2]

ملاجیون حنفی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ) [3]

حفظ قرآن کیا۔ حصول علم کے لئے مختلف علاقوں کے سفر کئے۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علم مکمل کر لی۔ شہنشاہ عالمگیر نے ان سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ۱۱۰۵ھ میں حجاز مقدس کا سفر کیا، حج و زیارت سے مشرف ہونے کے بعد علماء مدینہ سے "منار الانوار للنسفی" کو پڑھا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ مع تعریفات المسائل الفقیہ، حرکۃ التالیف میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :

"جمع فیہ الایات القرانیہ التی تستخرج منھا الاحکام الفقیہ و تستنبط منھا القواعد الاصولیہ والمسائل الکامنہ ثم فسرھا وشرحھا باحسن وجہ یقبلہ العقل والمنطق"

(انہوں نے اس میں ان آیات قرآنیہ کو جمع کیا جن سے احکام فقیہ کا استخراج اور قواعد اصولیہ اور کلامی مسائل کا استنباط ہوتا ہے پھر ان کی تفسیر کی اور ایسے عمدہ پیرائے میں شرح کی جسے عقل اور منطق قبول کرتی ہے)

۲۔ "نور الانوار فی شرح المنار"۔[4]

نور الانوار پر حاشیہ :

ملاجیون کی اس شرح پر شیخ محمد عبدالحلیم نے حاشیہ تحریر کیا اور اس کا نام "قمر الاقمار" رکھا۔

امان اللہ بنارسی حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ) [5]

فقہ، اصول، منطق، کلام اور دوسرے علوم کے بھی عالم تھے۔ لکھنو میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المسفر فی الاصول ۲۔ شرح محکم الاصول ۳۔ حواش علی التلویح[6]

۱۔ ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن یعقوب الولالی۔ ۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۷۰، الفتح المبین ۳/۱۲۶، معجم الاصولیین ۱/۲۳۰ (۱۷۳)

۳۔ ملاجیون بن ابو سعید بن عبداللہ (عبید) بن عبدالرزاق حنفی المکی الصالحی ہندی جونپوری (۱۶۳۷ء/ ۱۷۱۷ء) ہند میں ولادت و وفات ہوئی۔

۴۔ الفتح المبین ۳/۱۲۴، حرکۃ التالیف فی الاقلیم الشمالی الھندی فی القرنین الثامن عشر والتاسع عشر، جمیل احمد۔ ص ۱۰۸۔ کراچی جامعۃ الدراسات الاسلامیہ سن ند۔ ۵۔ امان اللہ بن نور اللہ بن الحسین بنارسی ہندی متوفی ۱۷۲۱ء ہند میں ولادت ہوئی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۴/۴۴۴ اور ۵۳۰، ہدیۃ العارفین ۵/۲۲۷، معجم الاصولیین ۱/۲۸۱۔۲۸۲ (۲۲۵) نزہۃ الخواطر ۲/۹۰۶ (۸۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیل بن ملا حسین الاسعری شافعی (۱۰۸۵ھ۔۱۱۳۴ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : کتاب "اصول الفقه" تالیف کی۔[2]

محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی امامی (۱۰۶۲ھ۔۱۱۳۷ھ)[3]

شیعی امامی علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الخورا البديعة (البريعه) فی اصول الشريعه

۲۔ رموز الاحكام الشريعة من الخمسة التكليفية والوضعية۔[4]

محمد بن عبدالہادی سندی حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح جمع الجوامع" لکھا۔[6]

الیاس بن ابراہیم الکردی الکورانی شافعی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۸ھ)[7]

فقیہ تھے۔تقریباً ۱۰۷۰ھ میں دمشق جا کر وہاں کے علماء سے تحصیل علم کیا۔ بیت المقدس کا پیدل سفر کیا۔ حج بیت اللہ کیا اور وہاں رہ کر علمی و رُوحانی پیاس بجھائی۔ والی دمشق وزیر رجب پاشا ان کا بڑا معتقد و محبت کرنے والا تھا۔ایک مرتبہ حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا :

"والله ان دعائی لا يصل الى السقف ، وما ينفعک دعائی والمظلمون فی حبسک يدعون عليک"

(واللہ تیرے حق میں میری دعا چھت تک بھی نہیں پہنچے گی اور تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی کیونکہ مظلوم تیری قید میں تیرے لئے بددعا کر رہے ہیں)

انہوں نے مختلف فنون پر کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح جمع الجوامع" تالیف کیا۔[8]

۱۔ شیخ خلیل بن الملا حسین الاسعر دی الکردی شافعی۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۳۵۷/۵

۳۔ بہاء الدین محمد بن تاج الدین حسن الاصبہانی، فاضل ہندی۔

۴۔ ہدیۃ العارفین ۳۱۸/۶

۵۔ ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالھادی السندی، مدینہ منورہ میں وارد ہوئے تھے۔

۶۔ ہدیۃ العارفین ۳۱۸/۶

۷۔ الیاس بن ابراہیم بن داؤد بن خضر الکردی الکورانی (۱۶۳۷ء/۱۷۲۶ء) دمشق میں وارد ہوئے تھے۔

۸۔ ہدیۃ العارفین ۲۲۶/۵، معجم الاصولیین ۲۷۹/۱۔۲۸۰ (۲۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد، برناز، قوہ خوجہ حنفی (۱۰۷۴ھ۔۱۱۳۸ھ) [1]

اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء میں سے تھے۔ کئی علوم کے عالم وعارف تھے۔ ان کے دادا محمد اپنے علاقے کے پہلے حنفی قاضی تھے۔ مصر، مکہ، قسطنطنیہ، الجزائر جا کر وہاں کے شیوخ سے علم حاصل کیا اور پھر واپس تونس لوٹ کر وہاں کے اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ کئی مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ بہت سی کتابیں ان کی یادگار تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المنار لا بن الملک" تالیف کیا۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ الوطنیہ تونس نمبر ۱۱۴۴۱ میں موجود ہے۔ [2]

عبدالرحمٰن بن احمد بصیری حنفی (متوفی ۱۱۳۹ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الرشاد شرح الارشاد من الاصول" تالیف کی۔ [4]

عبدالغنی النابلسی حنفی (۱۰۵۰ھ۔۱۱۴۳ھ) [5]

کئی علوم کے عالم تھے۔ فقہ واصول کی تعلیم شیخ احمد القلعی سے حاصل کی۔ بغداد، سوریہ، فلسطین، لبنان، مصر وحجاز کے سفر کئے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "خلاصہ التحقیق فی بیان التقلید و التلفیق" تالیف کی۔ [6]

محمد امین قصیری زادہ حنفی (متوفی ۱۱۵۱ھ) [7]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔ [8]

محمد بن عیسیٰ الکنانی حنبلی (۱۰۷۴ھ۔۱۱۵۳ھ) [9]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الزھور البھیہ فی شرح الرسالۃ الاصول الفقھیہ" تالیف کی۔ [10]

احمد بن مبارک السجلماسی مالکی (۱۰۹۰ھ۔۱۱۵۵ھ) [11]

فقیہ، محدث، خاتمۃ المحققین والعلماء والعاملین، فھامہ تھے۔ جمیع علوم کی ریاست ان پر ختم ہوتی تھی، شیخ عارف باللہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ بہت سی کتب نافعہ تصنیف کیں۔

1۔ احمد بن مصطفیٰ بن محمد بن مصطفیٰ، قرہ خوجہ، برناز (۱۶۶۴ء/۱۷۲۶ء) ترکی النسل تھے مگر تونس میں مستقل رہائش پذیر تھے۔

2۔ معجم الاصولیین ۱/ ۲۳۸۔۲۴۰ (۱۸۲)
3۔ قاضی عبدالرحمٰن بن احمد بصیری رومی
4۔ ایضاح المکنون ۳/ ۵۷۲

5۔ شیخ الاسلام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی الدمشقی (۱۶۴۱ء/۱۷۳۱ء)۔ دمشق میں انتقال ہوا۔

6۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۵۹۰۔۵۹۴، الفتح المبین ۳/ ۱۲۵۔۱۲۶، معجم الاصولیین ۲/ ۲۱۸ (۴۵۰)

7۔ محمد امین ابن الشیخ محمد الاسکداری، قیصری زادہ
8۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۲۴

9۔ محمد بن عیسیٰ بن محمود بن کنان الکنانی الصالحی الدمشقی الخلوتی۔ دمشق میں وفات پائی۔
10۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۲۵

11۔ ابو العباس احمد بن محمد بن مبارک بن محمد بن علی البکری الصدیقی (۱۶۷۹ء/۱۷۴۲ء) سجلماسہ میں پیدا ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "انارۃ الافہام بسماع ما قیل فی دلالۃ العام" المراغی نے اس طرح ذکر کیا ہے :

"ولہ فی الاصول رسالۃ فی دلالۃ العام علی بعض افرادہ"

(اصول میں ان کا رسالہ ہے جو عام کی اس کے بعض افراد پر دلالت کے بارے میں ہے)

۲۔ "رد التشدید فی مسالۃ التقلید"

۳۔ "شرح علی شرح المحلی علی جمع الجوامع"[1]

نورالدین احمد بن محمد ہندی حنفی (۱۰۶۴ھ۔۱۱۵۵ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔[3]

احمد بن احمد العمادی مالکی (متوفی ۱۱۵۵ھ)[4]

فقیہ، اصولی، محدث، نحوی اور منطقی تھے۔ اصول و فروع میں متحضر رہتے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[5]

احمد بن اسحاق الذماری (۱۱۰۷ھ۔۱۱۵۸ھ)[6]

علمائے ذمار اور صنعاء سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حواش علی شرح الغایۃ فی الاصول" تالیف کی۔[7]

حمداللہ الشیعی (متوفی ۱۱۶۰ھ)[8]

حکیم، منطقی، اصولی اور طبیب تھے۔ کمال الدین سہالوی اور نظام الدین لکھنوی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح زبدۃ الاصول، للعاملی" تالیف کی۔[9]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۱۷۴/۵، اس میں تاریخ وفات ۱۱۵۶ھ ہے۔ الفتح المبین ۱۲۷/۳، معجم الاصولیین ۱۹۰/۱ (۱۳۸)

۲۔ نورالدین احمد بن الشیخ محمد صالح احمد آبادی ہندی۔ ۳۔ ایضاح المکنون ۱۷۳/۴

۴۔ احمد بن احمد بن عیسیٰ العمادی متوفی ۱۷۴۲ء ۵۔ معجم الاصولیین ۷۸/۱ (۵۶)

۶۔ ابو عبداللہ صفی الدین احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن الامام المہدی احمد بن الحسن (۱۶۹۵ء/۱۷۴۵ء) صنعاء میں وفات پائی۔

۷۔ معجم الاصولیین ۹۴/۱۔۹۵ (۶۲) ۸۔ احمد اللہ بن شکر اللہ بن دانیال متوفی ۱۷۴۷ء

۹۔ معجم الاصولیین ۸۴/۲ (۳۶۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن محمد القاز آبادی حنفی (متوفی ۱۱۶۳ھ)[1]

سیواس میں تعلیم حاصل کی۔ استنبول میں تدریس کی، مکہ المکرمہ میں قاضی رہے۔ مفسر اور کئی علوم کے عالم تھے۔ کئی مصنفات تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

" حاشیة الاصول وغاشیة الفصول " (شرح مقدمات الاربعة لصدر الشریعه)

اوله : الحمد لله الذی علم مالم نعلم من بدائع الاصول .... وبعد فیقول الفقر عباده الله الی الله الهادی .... ابو النافع احمد بن محمد بن اسحاق القاز آبادی .... هذه کلمات .... علی المقدمات الاربع التی اخترعها صدر الشریعه .... الخ

آخره : بل فتح مفتح الابواب وکشف رب الأرباب (اور اس کے بعد حمد وصلاۃ ہے) مختلف مقامات میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ استنبول کے میوزیم کی الماری ۱۳۱ میں موجود ہے۔

صاحب معجم الاصولیین نے لکھا کہ مکتبہ لالہ لی ترکی ۷۲۸ کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ایک حاشیہ علی شرح مختصر المنتهی للسید بھی ہے واللہ علم۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ سید کی مختصر المنتهی پر کوئی شرح نہیں ہے بلکہ ان کا ایک حاشیہ ہے جو شرح العضد لمختصر المنتهی پر ہے۔[2]

اسماعیل بن محمد الصنعانی زیدی (۱۱۱۰ھ۔۱۱۶۴ھ)[3]

فقیہ، اصولی اور شاعر تھے۔ اپنے والد اور سید محمد بن اسماعیل الامیر سے تعلیم حاصل کی اور مختلف علوم میں خاص طور پر اصول میں کمال حاصل کیا۔ آپ اپنے زمانے کے کبار اور مشہور عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

"شرح منظومة الکافل فی الاصول" یہ ان کے شیخ سید محمد الامیر کی کتاب کی شرح ہے۔ جو دو مجلدات پر محیط ہے اس میں طویل مگر مفید بحثیں کی گئیں ہیں۔[4]

احمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۶۵ھ)[5]

خادم میں مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی مراة الاصول شرح مرقاة الوصول لملاخسرو تالیف کی۔[6]

۱۔ ابوالنافع احمد بن محمد بن اسحاق الرومی القاز آبادی متوفی ۱۷۵۰ء۔ ترکی سے تعلق تھا، قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۱۷۵/۵، معجم الاصولیین ۲۰۲/۱۔۲۰۳(۱۵۱)

۳۔ اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن المہدی احمد بن الحسن بن امام القاسم بن محمد الیمانی الصنعانی الزیدی (۱۶۹۸/۱۷۵۱ء) صنعاء میں ولادت ہوئی۔

۴۔ ہدیۃ العارفین ۲۲۱/۵، معجم الاصولیین ۲۶۸/۱ (۲۱۳)

۵۔ ابو نعیم احمد بن مصطفیٰ بن عثمان الخازی الرومی۔

۶۔ ایضاح المکنون ۴۵۷/۴، ہدیۃ العارفین ۱۷۵/۵، معجم الاصولیین ۲۳۸/۱ (۱۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل بن غنیم الجوہری (۱۱۶۵ھ بعدہ)[1]

انہوں نے کئی نفع بخش کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الکلم الجوامع فی بیان مسالة الأصولی لجمع الجوامع" تالیف کی۔

صاحب جمع الجوامع کے قول "والاصولی العارف بھا" کی شرح میں یہ رسالہ ہے۔

اولھا : "حمد المن ھدانا لمنهاج الوصول" وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۵۰ھ میں فارغ ہوئے۔ دار الکتب مصریہ نمبر ۴۰۴ کے علاوہ مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔[2]

عمر بن محمد الشنوانی (متوفی ۱۱۶۷ھ)[3]

شاعر، ادیب، فقیہ اور اصولی تھے۔ قاہرہ آکر وہاں کے اکابر علماء فضلاء سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "صارم الحق القصلم لظهر من ادعى أن الاباحة ليست من الاحكام" تالیف کی۔

اس میں اُحکام خمسہ ذکر کیے گئے ہیں اور بتایا کہ "اباحة" ان احکام میں سے ایک ہے اور ان لوگوں کا رد کیا جو اباحت کے حکم شرعی ہونے کے منکر ہیں ادعاء، استدلال اور رد علی الخصوم میں طریقہ اصولیہ کے مطابق بحث کی گئی ہے۔[4]

حسن بن علی المرابغی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التحریر ۲۔ حاشیہ علی جمع الجوامع۔[6]

حامد بن یوسف البانذری موی حنفی (۱۱۱۱ھ۔۱۱۷۲ھ)[7]

کئی علوم کے عالم تھے۔ آستانہ سوریہ و مصر میں تعلیم حاصل کی، مدینۃ المنورہ میں ایک عرصہ تک قیام کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعریفات الفحول فی الاصول" تالیف کی۔[8]

احمد بن علی المنینی حنفی (۱۰۸۹ھ۔۱۱۷۲ھ)[9]

حنبلی مفتی شیخ ابوالمواہب اور شیخ عبدالغنی نابلسی اصولی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) صاحب "خلاصة التحقيق فی بيان التقليد والتلفيق" وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ مختلف فنون پر بہت سی کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ اسماعیل بن غنیم الجوہری، ۱۱۵۲ھ میں زندہ تھے۔
۲۔ معجم الاصولیین ۱/ ۲۶۷ (۲۱۲)
۳۔ عمر بن محمد بن عبداللہ الحسینی الشنوانی۔ مصر میں وفات پائی۔
۴۔ الفتح المبین ۳/ ۱۲۸
۵۔ حسن بن علی بن احمد بن عبداللہ الطاوی الازہری المرابغی۔ مصر میں وفات پائی۔
۶۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۲۹۸
۷۔ ضیاء الدین حامد بن یوسف بن حامد الاسکدراتی البانذرموی (۱۷۰۰ء/ ۱۷۵۸ء)۔ باندرمہ میں وفات پائی۔
۸۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۲۶۰، معجم الاصولیین ۱/ ۶۶۔۶۷ (۲۵۶)
۹۔ ابوالنجاح احمد بن علی بن عمر بن صالح العدوی الطرابلسی الاصل، المنینی المولد، الدمشقی المنشاء (۱۶۷۸ء/ ۱۷۵۹ء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

علامہ قاسم بن قطلو بغا نے رسالہ "عرف الناسم" کی شرح لکھی۔ ہدیۃ العارفین میں یہ الفاظ ہیں : "شرح رسالة ابن قطلو بغافی الفقة" معجم المؤلفین میں احمد المکنینی کے حالات زندگی میں اس طرح مذکور ہے : "من تالیفه .... شرح رسالة قاسم بن قطلوبغافی اصول الفقه" [1]

احمد الأصرم (متوفی ۱۱۷۲ھ)[2]

فقیہ، اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی شرح المحلی بجمع الجوامع" تالیف کی۔[3]

شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)[4]

فقیہ، اصولی، محدث، مفسر اور اصولی تھے۔ حفظ قرآن و تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد پندرہ برس کی عمر میں بارہ برس تک اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ انہوں نے علوم ظاہرہ، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، نحو وصرف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ ۱۱۴۴ھ میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے مستفید ہوئے، پھر واپس دہلی لوٹ آئے۔ مختلف فنون وموضوعات پر دوسو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

شاہ ولی اللہ نے اصول فقہ کے جمیع ابواب پر محیط کوئی مکمل کتاب نہیں لکھی سوائے "عقد الجيد في احكام الاجتهاد و التقليد" کے، اس میں ابواب اصول فقہ میں سے ایک باب "الاجتهاد و التقليد" کو زیر بحث لائے ہیں۔ مگر جمیع مسائل اصول فقہ میں آپ کی منتشرہ صورت میں آراء موجود ہیں جنہیں ڈاکٹر مظہر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ بعنوان "اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ" میں یکجا کیا ہے۔ اس پر کراچی یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی اور یہ مقالہ کتاب کی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ المراغی نے لکھا ہے :

" من مؤلفاته الانصاف في بيان سبب الاختلاف وهو كما يرى من اسمه كتاب في اصول الفقه "

(ان کی مؤلفات میں سے ایک " الانصاف فی بیان سبب الاختلاف " ہے اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ اصول فقہ میں کتاب ہے) [5]

---

1. ہدیۃ العارفین ۵/۱۷۵۔۱۷۶، معجم الاصولیین ۱/۱۷۵۔۱۷۶ (۱۲۶)
2. احمد الاصرام متوفی ۱۷۵۶ء۔ قیروان میں ولادت ہوئی۔ 3. معجم الاصولیین ۱/۶۷ (۴۰)
4. ابوالفیاض، ابوعبدالعزیز، احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۷۰۳ء/۱۷۶۲ء) ہند میں ولادت ہوئی۔
5. ہدیۃ العارفین ۵/۱۷۷، الفتح المبین ۳/۱۳۰، معجم الاصولیین ۱/۱۴۷۔۱۴۹ (۱۰۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۷۶ھ)[1]

ان کے دادا عثمان بلخ سے آئے تھے اور "خادم" کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مجامع الحقائق فی الاصول" تالیف کی۔

شرح مجامع الحقائق:

بعد میں ان کے صاحبزادہ عبداللہ بن محمد خادمی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے "منافع الدقائق شرح مجامع الحقائق" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔[2]

محمد بن محمد البلیدی مالکی (۱۰۹۶ھ۔۱۱۷۶ھ)[3]

فقیہ، عمدۃ المحققین، صدر شیوخ المالکیہ اور بہت سے علوم وفنون کے عالم وعارف تھے۔ علماء الازہر اور شام ان سے مستفید ہوئے۔ جامعہ الازہر میں جب ان کا تفسیر بیضاوی کا درس ہوتا تو وہاں دوسو سے بھی زیادہ مدرسین جمع ہوتے۔ ان کی بہت سی مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "رسالۃ فی دلالۃ العام علی بعض افرادہ فی الاصول" تالیف کی۔[4]

رستم علی القنوجی (۱۱۱۵ھ۔۱۱۷۸)[5]

فقیہ، اصولی اور مفسر تھے۔ اکثر کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھیں اور ان کی وفات کے بعد لکھنو جاکر تمام کتب شیخ نظام الدین السہالوی سے پڑھیں اور واپس آکر اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ قنوج پر مرہٹوں کے تسلط کے بعد فرح آباد اور پھر بریلی آکر مقیم ہوگئے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "منتخب نور الانوار شرح منار الاصول، لملا جیون" تالیف کی۔[6]

بحر العلوم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۱۸۰ھ یا ۱۲۲۵ھ)

تاریخ وفات ۱۲۲۵ھ کے تحت ان کا بیان آئے گا۔

عبدالغفور الامدی شافعی (متوفی ۱۱۸۵ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "رسالۃ فی الاصول" تالیف کیا۔[7]

---

1. ابوسعید محمد بن مصطفیٰ بن عثمان الحسینی المفتی الخادمی النقشبندی، ان کے دادا عثمان بلخ سے آئے اور خادم کو وطن بنایا۔
2. ہدیۃ العارفین ۴۸۵/۵، ۳۳۳/۶
3. محمد بن محمد بن محمد الحسینی المغربی، البلیدی (۱۶۸۵ء۔۱۷۶۳ء) قاہرہ میں وفات پائی۔
4. الفتح المبین ۱۲۹/۳
5. رستم علی بن علی اصغر الصدیقی القنوجی (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۷ء) قنوج میں ولادت وتدفین ہوئی، جبکہ وفات اور چھ ماہ تک پہلی تدفین بریلی میں رہی۔
6. معجم الاصولیین ۱۰۴/۲ (۳۴۲)
7. عبدالغفور الامدی، لبیب، ہدیۃ العارفین ۵۸۸/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم الشرقاوی شافعی (متوفی ۱۱۸۵ھ)[1]

فقیہ واصولی تھے۔ اصول اور فروع فقہیہ میں مہارت حاصل تھی۔ صبح سے رات تک جامعہ الازہر میں درس وتدریس کی جگہ سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے اور ایک مدت تک اکیلے اپنے مذہب کی مسند افتاء پر فائز رہے۔[2]

خلیل الخفیری شافعی (متوفی ۱۱۸۶ھ)[3]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب " اتحاف اليقظان بأسرار لقطة العجلان " تالیف کی۔ یہ بدرالدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) کی " لقطه العجلان وبلة الظمان " کی شرح ہے۔ دارالکتب المصریہ میں نمبر ۲۲۸۴۱ (ب) پر اس کا نسخہ موجود ہے۔[4]

عبدالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ)[5]

اپنے چچا ملا نظام الدین سے علم سیکھا۔ مدرسہ فرنگی محلی میں مدرس رہے۔ لکھنو کے اکابرین میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح مسلم الثبوت" تالیف کی۔[6]

احمد بن محمد الراشدی شافعی (متوفی ۱۱۸۸ھ)[7]

محدث، فرضی اور اصولی تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔[8]

احمد بن عبداللہ البعلی حنبلی (۱۱۰۸ھ ۔ ۱۱۸۹ھ)[9]

فریضہ حج ادا کیا۔ مدینۃ المنورہ میں تدریس کی۔ شیخ ابراہیم المواہبی کے بعد ۱۱۸۸ھ میں حنبلی مسند افتاء پر بیٹھے۔ کئی موضوعات پر کتب تصنیف کیں۔

---

1. ابراہیم بن عبداللہ الشرقاوی شافعی متوفی ۱۷۷۱ء
2. معجم الاصولیین ۱/۳۵ (۱۵)
3. خلیل بن محمد بن زہران بن علی الرشید المصری، ظہیری شافعی متوفی ۱۷۷۲ء
4. ایضاح المکنون ۴/۲۰۸، ہدیۃ العارفین ۵/۳۵۵، معجم الاصولیین ۲/۹۸ (۳۳۵)
5. احمد عبدالحق بن محمد سعید بن قطب الدین فرنگی محلی متوفی ۱۷۷۴ء
6. معجم الاصولیین ۱/۲۲۴ (۱۶۵۸)
7. احمد بن محمد بن محمد بن شاہین الراشدی شافعی الازہری متوفی ۱۷۷۴ء، قاہرہ میں وفات پائی
8. معجم الاصولیین ۱/۲۳۶ (۱۷۴)
9. احمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن مصطفیٰ الحلبی الاصل البعلی الدمشقی (۱۶۹۷ء۔ ۱۷۷۵ء) دمشق میں وفات پائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ذخر الحرير في شرح مختصر التحرير" تالیف کی۔[1]

عبداللہ بن محمد الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۹۲ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "منافع الدقائق شرح مجامع الحقائق" تالیف کی۔ یہ کتاب ان کے والد محمد بن مصطفیٰ الخادمی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کی اصول فقہ میں کتاب "مجامع الحقائق" کی شرح ہے۔[3]

محمد بن عبادہ العدوی مالکی (متوفی ۱۱۹۳ھ)[4]

ممتاز مالکی شیوخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ حصول علم کے لئے مصر آئے اور مختلف علوم وفنون حاصل کئے۔ کئی مفید کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشيه على جمع الجوامع[5]
۲۔ حاشيه على السعد
۳۔ تقييدات على ورقات امام الحرمين في الاصول[6]

محمد بن یوسف الاسیری حنفی (۱۱۳۳ھ۔۱۱۹۴ھ)[7]

حلب میں مفتی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المستغني شرح المغني في الاصول۔[8]
۲۔ بدائع الافكار في شرح اوائل للانوار۔[9]

حسن بن علی العشاری شافعی (۱۱۵۰ھ۔۱۱۹۴ھ)[10]

فقیہ، اصولی، بہترین نثر نگار اور شاعر تھے۔ فقہ کا اتنا غلبہ تھا کہ "شافعی الصغير" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ رضا کحالہ کے مطابق بصرہ کے قاضی رہے۔ ۱۱۹۴ھ میں تدریس کے لئے بغداد سے بصرہ بھیجے گئے مگر سال پورا ہونے سے قبل ہی وفات پا گئے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

۱۔ ایضاح المکنون ۳/۴۰۵، ہدیۃ العارفین ۵/۸۱۷۔۱۷۹، معجم الاصولیین ۱/۱۵۴(۱۰۷)
۲۔ عبداللہ بن ابی سعید محمد بن مصطفیٰ الخادمی الرومی حنفی
۳۔ ہدیۃ العارفین ۵/۴۸۵
۴۔ ابوعبداللہ محمد بن عبادہ بن بری الصوفی مالکی العدوی متوفی ۱۷۷۲ء
۵۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۴۶
۶۔ الفتح المبین ۳/۱۳۳
۷۔ محمد بن یوسف بن یعقوب بن علی بن محسن بن شیخ اسکندر الغزالی۔ حنفی الاسیری، غالباً حلب میں وفات پائی
۸۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۴۲
۹۔ ایضاح المکنون ۳/۱۶۹
۱۰۔ ابوعبداللہ نجم الدین حسین بن علی بن حسن بن محمد بن فارس العشاری البغدادی الشافعی (۱۷۳۷ء۔۱۷۸۰ء) بغداد میں ولادت ووفات ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " تعلیقات علی شرح جمع الجوامع للمحلی تالیف کی ۔[1]

اسماعیل بن محمد القونوی حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) [2]

اصولی، منطقی، مفسر، علوم عقلیہ ونقلیہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ قسطنطنیہ میں تدریس کرتے تھے۔ اس قدر شہرت پائی کہ سلطان مصطفیٰ خان نے ان کو "دار السعادۃ" کا رئیس المعلمین بنا دیا تھا۔ سلطان عبدالحمید خان بھی ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتا اور جب ان کے درس میں شرکت کے لئے آتا تو سلسلہ درس جاری رکھنے کا حکم دیتا۔ ان کے بھائی سلطان مصطفیٰ کا بھی یہی معمول تھا۔ انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے " حاشیه علی المقدمات الأربع لصدر الشریعه " تالیف کیا مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک تیموریہ (۲۳۲ مجامع) میں بھی موجود ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے:

" الحمد لله خالق السماء والأرضین ۔[3]

عبدالرحمٰن بن جاد اللہ النبانی مالکی (متوفی ۱۱۹۸ھ) [4]

فقیہ واصولی تھے۔ جامعہ الازہر میں تعلیم حاصل کی۔ اپنے زمانے کے ممتاز جید علماء سے علمی استفادہ کیا۔ معقول و منقول میں کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیه علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع " دو مجلدات میں تالیف کیا۔ جو بولاق سے ۱۲۸۵ھ میں چھپ چکا ہے۔[5]

مصطفیٰ بن یوسف الموسناری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ) [6]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ فتح الاسرار فی شرح المغنی فی الاصول

۲۔ مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول اعنی شرح مرقاۃ الوصول لملا خسرو ۔[7]

---

[1] معجم الاصولیین ۲/۳۷۳۔۳۷۴ (۳۰۸)

[2] ابو السعدی، عصام الدین اسماعیل بن محمد بن مصطفیٰ القونوی حنفی متوفی ۱۱۸۷ھ، قونیہ میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی

[3] معجم الاصولیین ۱/۲۷۰۔۲۷۱ (۲۱۵)

[4] ابو زید عبدالرحمٰن بن جاد اللہ المغربی البنانی متوفی ۱۱۸۴ھ مصر میں وارد ہوئے تھے۔

[5] ہدیۃ العارفین ۵/۵۵۵، الفتح المبین ۳/۱۳۳، معجم الاصولیین ۱/۱۷۸۔۱۷۹ (۱۴۴)

[6] مصطفیٰ بن یوسف بن مراد الموسناری البوسنوری الرومی حنفی

[7] ایضاح المکنون ۳/۴۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی بن صادق الشماخی (متوفی ۱۱۹۹ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر المنتہی" تالیف کیا۔ [2]

سید عمر بن حسین بوزجی زادہ الامدی (متوفی ۱۲۰۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الوجیز فی الاصول" تالیف کی۔ [3]

☆☆☆

[1] علی بن الحاج صادق بن محمد بن ابراہیم الداغستانی، دمشق میں سکونت اختیار کی۔
[2] ہدیۃ العارفین ۷۷۰/۵
[3] ایضاح المکنون ۴/۷/۴، ہدیۃ العارفین ۵۸۰/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرہویں صدی ہجری کے اصولین کا تعارف اوران کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فیض اللہ الداغستانی شافعی (متوفی ۱۲۰۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''حاشیہ علی جمع الجوامع فی الفروع تالیف کیا۔[2]

سید ابراھیم القرویني شیعی (متوفی ۱۲۰۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " ضوابط الاصول " تالیف کی۔[4]

محمد باقر بن محمد اکمل البہبہانی شیعی (متوفی ۱۲۰۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی الذخیرہ ۲۔ حاشیہ علی معالم الاصول۔[6]

احمد بن یونس الخلیفی شافعی (۱۱۳۱ھ۔۱۲۰۹ھ)[7]

فقیہ، اصولی اورنحوی تھے۔منصب افتاء پرفائز ہوئے۔اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[8]

عبداللہ بن محمد الاحسقہ وی حنفی (۱۱۴۶ھ۔۱۲۱۲ھ)[9]

آستانہ میں مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''جامع الفصول فی علمی الفروع والاصول'' تالیف کی۔[10]

---

۱ فیض اللہ بن عبداللہ الداغستانی شافعی، مدینۃ المنورہ میں واردہ تھے۔

۲ ہدیۃ العارفین ۵/۸۲۴ ۳ سید ابراھیم بن باقر القروینی الشیعی ۴ ایضاح المکنون ۴/۲۳

۵ محمد باقر بن محمد اکمل الاصبہانی الفارسی البہبہانی، کربلا میں آکر مقیم ہوگئے تھے۔ ۶ ہدیۃ العارفین ۶/۳۵۰

۷ ابوالعباس احمد بن یونس الخلیفی الازہری الشافعی (۱۷۱۹ء۔۱۷۹۵ء) قاہرہ کے رہنے والے تھے۔

۸ ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۲، معجم الاصولیین ۱/۲۵ (۱۹۳)

۹ ابومحمد ضیاء الدین عبداللہ بن محمد الاحسقہ وی الارغوری حنفی۔آستانہ میں مدرس تھے۔

۱۰ ایضاح المکنون ۳/۸۵۶، ہدیۃ العارفین ۵/۴۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی بن صادق الشماخی (متوفی ۱۱۹۹ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ''حاشیہ علی مختصر المنتھی'' تالیف کیا۔[2]

سید عمر بن حسین بوزجی زادہ الامدی (متوفی ۱۲۰۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب'' شرح الوجیز فی الاصول'' تالیف کی۔[3]

☆☆☆

---

[1] علی بن الحاج صادق بن محمد بن ابراہیم الداغستانی، دمشق میں سکونت اختیار کی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۷۷۰

[3] ایضاح المکنون ۴/۴۷، ہدیۃ العارفین ۵/۵۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرہویں صدی ہجری کے اصولین کا تعارف اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فیض اللہ الداغستانی شافعی (متوفی ۱۲۰۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی جمع الجوامع فی الفروع تالیف کیا۔[2]

سید ابراہیم القروینی شیعی (متوفی ۱۲۰۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ضوابط الاصول" تالیف کی۔[4]

محمد باقر بن محمد اکمل البہبہانی شیعی (متوفی ۱۲۰۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی الذخیرہ ۲۔ حاشیہ علی معالم الاصول۔[6]

احمد بن یونس الخلیفی شافعی (۱۱۳۱ھ۔۱۲۰۹ھ)[7]

فقیہ، اصولی اور نحوی تھے۔منصب افتاء پر فائز ہوئے۔اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[8]

عبداللہ بن محمد الاحسقہ وی حنفی (۱۱۴۶ھ۔۱۲۱۲ھ)[9]

آستانہ میں مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "جامع الفصول فی علمی الفروع والاصول" تالیف کی۔[10]

۱۔ فیض اللہ بن عبداللہ الداغستانی شافعی، مدینۃ المنورہ میں واردہ تھے۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/۸۲۴ ۳۔ سید ابراہیم بن باقر القروینی الشیعی ۴۔ ایضاح المکنون ۴/۲۳

۵۔ محمد باقر بن محمد اکمل الاصبہانی الفارسی البہبہانی، کربلا میں آکر مقیم ہو گئے تھے۔ ۶۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۵۰

۷۔ ابو العباس احمد بن یونس الخلیفی الازہری الشافعی (۱۷۱۹ء۔۱۷۹۵ء) قاہرہ کے رہنے والے تھے۔

۸۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۲، معجم الاصولیین ۱/۲۵ (۱۹۳)

۹۔ ابو محمد ضیاء الدین عبداللہ بن محمد الاحسقہ وی الارغوری حنفی۔ آستانہ میں مدرس تھے۔

۱۰۔ ایضاح المکنون ۳/۸۵۶، ہدیۃ العارفین ۵/۴۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید محمد مہدی البروجردی شیعی (۱۱۵۵ھ-۱۲۱۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوافیہ فی الاصول ۲۔ قواعد الاصولیہ[2]

حسین بن علی الایدینی حنفی (متوفی ۱۲۱۳ھ)[3]

شیخ خادمی کے شاگرد تھے۔ پہلے اپنے شہر مغنیسیا میں وفات تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی حاشیہ السید لشرح العضد لمختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔ ایضاح المکنون اور معجم المؤلفین دونوں میں اس طرح مذکور ہے :

" حسین الرومی الشهید بطات زاده له حاشیة علی لشرح الشریف الجرجانی لمنتهی السول والأمل "

(حسین رومی جوطات زادہ سے مشہور ہیں۔ ان کا شرح الشریف الجرجانی لمنتهی السول والامل پر حاشیہ ہے)

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ شریف جرجانی نے نہ تو شرح لمنتهی السول والامل تالیف کی اور نہ ہی مختصر المنتهی تالیف کی، بلکہ ان کا شرح العضد لمختصر المنتهی پر حاشیہ ہے۔ واللہ اعلم[4]

اسماعیل بن مصطفیٰ تائب حنفی (متوفی ۱۲۱۴ھ)[5]

عالم تھے۔ عینتاب میں قاضی بنائے گئے۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ایضاح المکنون کے مطابق انہوں نے کتاب "شرح منتهی السول والامل لابن الحاجب" تالیف کی، جب کہ ہدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے : خاشیہ علی حاشیہ السید علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب[6]

احمد ابوسلامہ شافعی (متوفی ۱۲۱۵ھ)[7]

اصول وفروع میں تبحر تھا۔ علوم نقلیہ، نحویہ، منطقیہ اور فقهیہ میں کمال حاصل کیا۔ فروع فقہیہ اور مذاہب اربعہ کے دقیق مسائل میں مستحضر رہتے۔ اصول غریبہ میں ان کا ذہن قیاس وغور وفکر میں محور رہتا۔ کثرت مطالعہ کے

۱۔ بحر العلوم السید محمد مہدی بن السید مرتضیٰ بن محمد الطباطبائی البروجردی

۲۔ ہدیۃ العارفین ۳۵۱/۶

۳۔ حسین بن علی الایدینی الرومی حنفی، طات زادہ، متوفی ۱۷۹۸ء مغنیسیا میں وفات پائی

۴۔ ایضاح المکنون ۵۷۳/۲ میں تاریخ وفات ۱۰۷۹ھ مذکور ہے، اسی طرح معجم المؤلفین ۲۷/۴ میں مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۳۲۸/۵ معجم الاصولیین ۷۱/۲ (۳۰۶)

۵۔ اسماعیل بن مصطفیٰ لارضروی حنفی تائب متوفی ۱۷۹۹ء قسطنطیہ میں وفات پائی

۶۔ ایضاح المکنون ۵۷۲/۲، ہدیۃ العارفین ۲۲۲/۵، معجم الاصولیین ۲۷۱/۱ (۲۱۶) اس میں ہدیۃ العارفین ۱۲۲/۵، مذکور ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ اصلا یہ ۲۲۲/۵ کا حوالہ ہے

۷۔ ابو محمد احمد بن سلامہ، ابوسلامہ شافعی متوفی ۱۸۰۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبب اصول کی ان کی کتب قدیمہ پر مطلع رہتے جن سے عموماً متاخرین بے اعتنائی برتتے تھے۔ ان کے زمانے کے فضلاء مسائل اصولیہ میں ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کے قول پر اعتماد کیا جاتا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[1]

احمد بن محمد العطار ابیاری (۱۱۲۸ھ۔۱۲۱۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی و عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں دو مجلدات پر مشتمل ایک بڑی کتاب تالیف کی اور اس کا نام "التحقیق" رکھا۔[3]

محمد بن احمد الجوہری الصغیر شافعی (۱۱۵۱ھ۔۱۲۱۵ھ)[4]

فقیہ، اصولی، ادیب و بلاغی تھے۔ فقہ و اصول کی تعلیم کے لئے شیخ الاجہوری کے دروس میں شرکت کی۔ جامعۃ الازہر اور مشہد حسینی میں تدریس کی درخواست کی گئی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ شیخ الجامعہ الازہر شیخ احمد الدمنہوری کی وفات کے بعد جب شیخ عبدالرحمن العریش حنفی کو ان کی جگہ نامزد کیا تو اس فیصلے سے ناراض شافعی علماء ان کے پاس آئے۔ اس کے بعد ان کی درخواست پر امراء و فقہاء شافعیہ کا امام شافعی کے مزار کے پاس اجتماع ہوا۔ انہوں نے شیخ الازہر کے لئے شیخ احمد العروسی شافعی کو منتخب کیا تو سب کو یہ فیصلہ ماننا پڑا اور ایسا ہی ہوا۔ وہ کئی بہترین کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "رسالة في الاصولي والأصول" تالیف کیا۔ ہدیۃ العارفین میں ہے : "مرقي الوصول الى معنى الاصولي والاصول"۔ دار الکتب المصریہ میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔ اس کے مطابق شیخ جوہری اس کے شروع میں فرماتے ہیں :

> " لما من الكريم الوهاب بمطالعة شرح جمع الجوامع مع بعض الاصحاب وكان في تكلمه على مسئلة الاصولي والاصول نوع غموض على بعض الاذهان والعقول اردت ان اكتب عليها بعض شيء يحل مبانيها مازجا للشرح بالمشروح ".[5]
>
> (جب اللہ کریم نے بعض اصحاب کے ساتھ شرح جمع الجوامع کے مطالعہ کا احسان فرمایا اور مسئلہ الاصولی والاصول کی بحث میں بعض ذہنوں اور عقلوں پر کچھ خفا طاری تھا۔ میں نے چاہا کہ اس پر کچھ لکھوں جو اس پوشیدگی کو دور کر دے اور جو میرے مشروح کے ذریعہ شرح کی مطابقت اور اعانت کر سکے)

وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۹۶ھ میں فارغ ہوئے تھے۔

---

1. معجم الاصولیین ۱/۱۲۴(۸۸)
2. احمد بن محمد بن علی بن سیف الدین الحسنی الحسینی البغدادی العطار (۱۷۱۶ء۔۱۸۰۰ء)
3. معجم الاصولیین ۱/۲۲۳(۱۶۶)
4. ابوالہادی محمد بن احمد بن حسن بن عبدالکریم الخالدی، جوہری صغیر، ابن الجوہری، شافعی (۱۷۳۸ء۔۱۸۰۱ء) مصر میں وفات پائی
5. ہدیۃ العارفین ۶/۳۵۲، الفتح المبین ۳/۱۳۶۔۱۳۸، فہرست الکتب العربیہ المخطوطہ بالکتب خانہ المصریہ ۲/۲۶۴ (علم الاصول) جمع و ترتیب احمد المیھی و محمد الببلاوی، مصر مطبعہ العثمانیہ ۱۳۰۵ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل مفید بن علی رُومی حنفی (۱۱۳۲ھ۔۱۲۱۷ھ) [1]

فاضل، ادیب وخطاط تھے۔ موالی حرمین میں سے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "شرح المناز للنسفی" تالیف کی۔ اس کا ایک نسخہ برنستن (یھودا) ۹۰۸ (۵۹۸۵) میں موجود ہے۔ آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : الحمد لله الذی ارشد ناطریق الوصول الی علم الاصول...... اما بعد فهذا هل عقد المنار الخ [2]

صالح بن محمد الفلانی مالکی (۱۱۶۶ھ۔۱۲۱۸) [3]

فقیہ، اصولی، محدث، حافظ تھے۔ سوڈان میں ولادت ونشاۃ ہوئی۔ مراکش وتونس ومصر کے علمی اسفار کئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ مدینہ المنورہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، انتقال تک وہیں تدریس کرتے رہے۔ انہوں نے کتاب "ایقاظ همم الابصار لا قتداء بسید المهاجرین والانصار" بھی تالیف کی جو ۱۲۹۸ھ میں ہند سے چھپ چکی ہے۔ [4]

عبدالحمید السباعی شافعی (متوفی ۱۲۲۰ھ) [5]

فقیہ واصولی تھے۔ شافعی المذہب ہونے کے باوجود مذہب حنفی کی مسند افتاء پر فائز کئے گئے اور وہ اس کے مطابق فتویٰ دیتے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے زمانے میں دونوں مذاہب کا ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا اور روح قفص عنصری سے پرواز کر جانے تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ ان کی کئی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیه علی جمع الجوامع" دو ضخیم جلدوں میں تالیف کیا۔ [6]

اسداللہ الکاظمی شیعی (متوفی ۱۲۲۰ھ) [7]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم زبدة الاصول" تالیف کی [8]۔ مزید ۱۲۳۴ھ کے ضمن میں ان کا ذکر کیا جائے گا۔

خلیل بن احمد القونوی حنفی (متوفی ۱۲۲۴ھ) [9]

فقیہ، اصولی، متکلم اور مفسر تھے۔ شہر مغنیسیا میں مفتی رہے، کئی علوم وفنون پر کتابیں لکھیں۔

---

1. اسماعیل مفید بن علی العطار الرومی النقشبندی الحنفی (۱۷۲۰ء۔۱۸۰۳ء)
2. ہدیۃ العارفین ۵/۲۲۳، معجم الاصولیین ۱/۲۶۶ (۲۱۱) معجم المولفین ۲/۲۹۷
3. صالح بن محمد بن نوح بن عبداللہ العمری المالکی فُلّانی (۱۷۵۳ء۔۱۸۰۳ء) سوڈان میں ولادت اور مدینہ المنورہ میں وفات ہوئی
4. ہدیۃ العارفین ۵/۴۲۴، معجم الاصولیین ۲/۱۳۹ (۳۷۵)
5. عبدالحمید بن عبدالوہاب السباعی الحمصی شافعی متوفی ۱۸۰۵ء
6. معجم الاصولیین ۲/۱۶۹ (۴۰۵)
7. اسداللہ ابن الحاج اسماعیل الکاظمی متوفی ۱۸۰۵ء
8. ہدیۃ العارفین ۵/۲۰۳
9. خلیل بن احمد بن حمت القونوی الرومی حنفی متوفی ۱۸۰۹ء، مغنیسیا میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیه علی حاشیة السید للشرح العضد " تالیف کیا۔ایضاح المکنون اور معجم المؤلفین میں اس طرح مذکور ہے : له شرح منتهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل لابن الحاجب (والله اعلم)[1]

بحر العلوم عبد العلی لکھنوی حنفی (۱۱۴۴ھ۔۱۲۲۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور منطقی تھے۔

اپنے والد سے کتب درسیہ پڑھ کر سترہ برس کی عمر میں فراغت پائی۔ والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مدرسہ فرنگی محل، لکھنو میں تدریس کی پھر شاہجہاں پور، رام پور، اور پھر بہار آ کر زندگی کے باقی ایام درس وتدریس میں گذارے۔ اصول فقہ کے علاوہ فقہ ومنطق میں بھی آپ کی تصانیف ہیں

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت فی اصول الفقه۔ یہ شرح اور امام غزالی کی کتاب " المستصفی " دونوں کا ایک ساتھ ۱۳۲۴ھ میں مطبعہ بولاق سے دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

فواتح الرحموت پر حواشی :

شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے اس پر حواشی لکھے جو تقریباً ۱۷۱ صفحات میں ہیں۔ اس کے غیر مطبوعہ نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں موجود ہے۔

۲۔ تکمله شرح تحریر الاصول

۳۔ "تنویر المنار " یہ المنار کی فارسی میں شرح ہے۔ اس کو ڈاکٹر فاضل برکات احمد ٹونکی نے عربی زبان میں منتقل کیا۔ مظہر بقا نے کہا کہ اس کے نسخہ کی فوٹو کاپی ان کے پاس موجود ہے جو انہوں نے ان کے پوتے ڈاکٹر سید محمود احمد برکاتی سے لی تھی۔

۴۔ شرح اصول البزدوی[3]

عبد اللہ بن حجازی الشرقاوی شافعی (۱۱۵۰ھ۔۱۲۲۷ھ)[4]

جامعۃ الازہر و دیگر مدارس سے تعلیم حاصل کی اور پھر جامعہ الازہر میں مدرس رہے۔ مختلف علوم پر آپ نے کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "رسالة فی مسالة اصولية علی جمع الجوامع فی الاصول " تالیف کی۔[5]

۱۔ ایضاح المکنون ۴/۵۷۲، ہدیۃ العارفین ۵/۳۵۶، معجم الاصولیین ۲/۹۰۔۹۱ (۳۲۷)

۲۔ ابو العباس۔ بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنو الانصاری۔ (۱۷۳۱ء/۱۸۱۰ء)

۳۔ ہدیۃ العارفین ۵/۵۸۶۔۵۸۷، الفتح المبین ۳/۱۳۲۔ اس میں تاریخ وفات ۱۱۸۰ھ مذکور ہے۔ معجم الاصولیین ۲/۲۱۵۔۲۱۶ (۴۴۸)

۴۔ عبد اللہ بن حجازی بن ابراہیم، الشرقاوی (۱۷۳۷ء/۱۸۱۲ء) قاہرہ میں وفات پائی۔

۵۔ الفتح المبین ۳/۱۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد تقی الکاشانی شیعی (۱۲۲۶ھ بعدہ)

انہوں نے کتاب "جامع الاصول" تالیف کی۔[1]

جعفر بن خضر الجناحی شیعی (۱۱۵۶ھ۔۱۲۲۷ھ)[2]

اپنے زمانے کے ممتاز و وحید شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غاية المامول فی علم الاصول

۲۔ كشف الغطار عن مبهمات الشريعة الغراء

یہ ایک شعری مجموعہ ہے جو اصول فقہ، اصول الدین اور فقہ میں ہے اور اس میں چالیس ہزار سے زائد اشعار ہیں۔[3]

خلیل بن احمد نعیمی حنفی (متوفی ۱۲۳۰ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشيه على شرح المنتهى" تالیف کیا۔[5]

مختار بن بونہ الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔[6]

محمد حسن بن محمد القزوینی شیعی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً یا ۱۲۴۰ھ)[7]

امامی مجتہد تھے۔ بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا، علم اصول فقہ میں خاص ملکہ و شہرت حاصل تھی، فتویٰ کا مرجع تھے۔ ان کی کئی مصنفات بھی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تنقيح المقاصد الاصوليه فی شرح ملخص الفوائد الحائريه

۲۔ كشف الغطافی الاصول ، یہ کتاب و شرح دونوں انہی کی تالیفات ہیں۔[8]

۱۔ طہران میں وارد تھے۔ ہدیۃ العارفین ۳۹۲/۶

۲۔ جعفر بن خضر بن یحیٰ الحلبی الجناحی الاصل، النجفی (۱۷۴۳ء/۱۸۱۲ء) نجف میں ولادت و وفات ہوئی۔

۳۔ ہدیۃ العارفین ۲۵۶/۱، معجم الاصولیین ۱۵/۲ (۲۴۵) ۴۔ خلیل بن احمد مسیحی زادہ المغنیساوی نعیمی ۵۔ ہدیۃ العارفین ۳۵۲/۵

۶۔ مختار بن بونہ الشنقیطی مغربی مالکی، ہدیۃ العارفین ۴۲۳/۶ ۷۔ محمد حسن بن محمد معصوم القزوینی الحسائری الشیعی، شیرز امیں وفات پائی۔

۸۔ ہدیۃ العارفین ۳۵۷/۶، الفتح المبین ۱۴۱/۳، معجم الاصولیین ۵۵/۳ (۲۸۹)۔ اس میں تاریخ وفات ۱۲۴۰ھ مذکور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن محمد الشفشاوَنی مالکی (۱۱۷۹ھ۔۱۲۳۲ھ)[۱]

فقیہ، اصولی اور معقول و منقول میں متفنن تھے۔شیخ عبدالرحمن البنانی مالکی (متوفی ۱۱۹۸ھ) ، صاحب حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع ودیگر شیوخ زمانہ سے تعلیم واجازت حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی المحلی فی الاصول

۲۔ المراغی نے لکھا کہ انہوں نے حاشیہ علی شرح البنانی تالیف کیا تھا مگر درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن البنانی نے شرح نہیں بلکہ حاشیہ لکھا تھا۔انہوں نے حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع لکھا تھا۔اس کے علاوہ ان کی دیگر مؤلفات میں کوئی شرح نہیں ہے۔[۲]

اسماعیل بن احمد الکبسی (۱۱۵۰ھ۔۱۲۳۳ھ)[۳]

اصول وفروع میں امام تھے، جامعہ روضہ میں مدرس تھے۔اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[۴]

السید محمد بن مصطفیٰ العلائی حنفی (متوفی ۱۲۳۴ھ)[۵]

قونیہ میں فقہ وحدیث کے مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح علی اواخر المجامع الاصول للخادمی

۲۔ شرح نتیجة الاصول[۶]

اسد اللہ الکاظمی امامی (۱۱۸۶ھ۔۱۲۳۴ھ بعدہ)[۷]

فقہ واصول میں فاضل تھے۔زیادہ تر آقا محمد باقر البھبھائی (متوفی ۱۲۰۸ھ) صاحب حاشیہ علی معالم الاصول اور سید مہدی الطباطبائی النجفی اور شیخ جعفر نجفی سے زانوئے تلمذ طے کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کشف القناع عن وجوه حجیة الاجماع ، ایک بہت بڑی مبسوط کتاب ہے۔اس کا ایک نسخہ مکتبہ محمد باقر الطباطبائی کربلا نمبر ۳۱ میں موجود ہے۔

۱۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد الشفشاوَنی (۱۷۶۵ء۔۱۸۱۶ء)
۲۔ الفتح المبین ۳/۱۴۲
۳۔ اسماعیل بن احمد بن محمد الکبسی الروضی الحسینی (۱۷۳۷ء۔۱۸۱۷ء)
۴۔ معجم الاصولیین ۱/۲۵۶ (۲۰۰)
۵۔ السید محمد بن مصطفیٰ العلائی القونوی نقشبندی۔
۶۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۵۹
۷۔ اسد اللہ بن الحاج اسماعیل الکاظمی التستری الامامی (۱۷۷۲ء۔۱۸۱۹ء) عراق میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ "نظم زبدة الاصول" للعاملی

۳۔ "المنهاج" فی الاصول للنراقی[۱]

دلدار علی نقوی شیعی (۱۱۶۶ھ۔۱۲۳۵ھ)[۲]

شیعی علماء میں سے تھے۔فقیہ، اصولی، متکلم، حکیم اور بعض دوسرے علوم کے بھی عالم تھے۔یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہند کی اقلیم شمالی میں امامی مذہب کے ارکان کو مضبوط کیا۔لکھنو و عراق کے افاضل شیعی علماء سے تعلیم حاصل کی، نواب آصف الدولہ کی دعوت و درخواست پر لکھنو میں مقیم ہو گئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اساس الاصول فی الرد علی الفوائد المدینه للاسترابادی

۲۔ منتهی الافکار فی اصول الفقه[۳]

سید محسن الکاظمی شیعی (متوفی ۱۲۴۰ھ)[۴]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المحصول فی علم الاصول" تالیف کی۔[۵]

حسن بن محمد معصوم القزوینی امامی (متوفی ۱۲۴۰ھ یا ۱۲۳۰ھ)

ان کا بیان ۱۲۳۰ھ کے تحت گذر چکا ہے۔

اسماعیل بن عبد الملک العقد انی امامی (متوفی ۱۲۴۰ھ تقریباً)[۶]

فقیہ، اصولی تھے۔آیۃ اللہ بحر العلوم اور استاذ مرزا سلیمان الطباطبائی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

"حقائق الاصول" لوس انجلس میں ۵۴۳۱۴ پر اس کا نسخہ موجود ہے۔الذریعہ میں ہے :

"عناوينه "حقيقة، حقيقة" فلذا يسمى "حقائق الاصول"

(اس کے عنوانات "حقیقۃ، حقیقۃ" ہیں اس لئے اس کا نام حقائق الاصول ہو گیا)۔[۷]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۲۰۳/۵۔اس میں تاریخ وفات ۱۲۲۰ء مذکور ہے۔معجم الاصولیین ۲۵۲/۱ (۱۹۵)

۲۔ دلدار علی بن محمد معین النقوی النصیر آبادی لکھنوی شیعی، مجتہد (۱۷۵۳ء/۱۸۲۰ء)

۳۔ ہدیۃ العارفین ۲/۵۷۷، معجم الاصولیین ۱۰۲/۲ (۳۴۰)

۴۔ سید محسن بن حسن الاعراجی السلامی الکاظمی الشیعی متوفی ۱۸۲۵ء

۵۔ ہدیۃ العارفین ۶/۶

۶۔ اسماعیل بن عبد الملک العقد انی الیزدی امامی متوفی ۱۸۲۵ء تقریباً

۷۔ معجم الاصولیین ۲۶۲/۱ (۲۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن زین الدین الاحسائی امامی (۱۱۶۶ھ-۱۲۴۱ھ)[1]

فلسفی اور مذہب "الکشفیہ" کے مؤسس تھے۔ جس کے کشفی اور الہامی ہونے کے وہ دعویدار تھے۔ بلاد فارس میں تعلیم حاصل کی عراق جا کر وہاں کے علماء سے استفادہ کرتے رہتے تھے، بحرین میں سکونت اختیار کی۔ بہت سی کتب اور رسائل لکھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مباحث الالفاظ
۲۔ رسالة فی حجیة الاجماع
۳۔ رسالة فی تحقیق القول بالاجتهاد والتقلید
۴۔ رسالة فی تقلید غیر الاعلم
۵۔ رسالة فی ان الامتثال یقتضی الصحة
۶۔ رسالة فی براءة الذمة
۷۔ شرح مسائل الاصول فی مقدمات کشف الغطاء[2]

محمد بن عبدالنبی (الغنی) النیشاپوری شیعی (۱۱۷۴ھ-۱۲۴۱ھ)[3]

ہند اور پھر بغداد آئے پھر نجف الاشرف میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قلع الاساس فی نقص اساس الاصول
۲۔ کشف القناع عن عوَر الاجماع
۳۔ مصادر الانوار فی الاجتهاد والاخبار
۴۔ سیئة المرتاد فی ذکر نفاة الاجتهاد[4]

سید محمد بن علی الکربلائی امامی (متوفی ۱۲۴۲ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مفاتیح الاصول
۲۔ الوسائل الی النجاة فی الاصول[6]

عثمان بن سند البصری (۱۱۸۰ھ/-۱۲۴۲ھ)[7]

خاص کر تاریخ ادب، اصول اور فقہ میں شہرت رکھتے تھے۔ جوانی میں حصول علم کے لئے عراق آئے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور پھر دارالخلافہ بغداد میں منتقل ہو گئے۔ ان کی اکثر مؤلفات نظم کی صورت میں ہیں۔

۱۔ احمد بن زین الدین بن ابراہیم الاحسائی البحرانی امامی (۱۷۵۳ء-۱۸۲۶ء) الاحساء میں ولادت اور مدینة المنورہ کے قریب وفات پائی۔

۲۔ ہدیة العارفین ۱۸۵/۵، معجم الاصولیین ۱۲۰/۱ (۸۵)

۳۔ محمد عبدالنبی بن عبدالصانع النیشاپوری الشیعی الاخباری نجف الاشرف میں سکونت اختیار کی۔

۴۔ ہدیة العارفین ۳۶۲/۶ ۵۔ السید محمد بن علی بن محمد علی الطباطبائی الکربلائی ۶۔ ہدیة العارفین ۳۶۳/۶

۷۔ بدرالدین عثمان بن سند النجدی البصری (۱۷۶۶ء-۱۸۲۶ء) نجد میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ انہوں نے کتاب " نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول " تالیف کی اور اس کا نام " الشذرات الفاخرۃ فی نظم الورقات الناضرۃ " رکھا۔ مکتبہ عباسیہ مصر میں موجود نسخے کے مطابق اس کا آغاز یقول عثمان المکنی ابن سند ، بعد ارتجاء المن من رب صمد سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا تھا۔

۲۔ شرح نظم الورقات[1]

احمد بن محمد باقر البہبہائی امامی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۴۳ھ)[2]

فقہ، اصول، حدیث، تاریخ وتفسیر وغیرہ میں ید طولی رکھتے۔ کئی موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ ربیع الازھار فی مسائل متفرقۃ من اصول الفقہ　　۲۔ الاجتھاد والاخبار

۳۔ الاستصحاب　　۴۔ رسالۃ فی القیاس　　۵۔ رسالۃ فی الاجماع

ان میں آخری چارلوس انجلس میں مجموعہ نمبر ۳۵۱ کے ضمن میں موجود ہیں۔[3]

احمد بن محمد النراقی امامی (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ)[4]

امامی علماء ومجتہدین میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ا۔ "مناھج الوصول الی علم الاصول" یہ کتاب دو مجلدات میں ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ ام القری میں ۱۷۔ نمبر پر موجود ہے۔

۲۔ عین الاصول، اس کا ایک نسخہ مکتبہ لوس انجلس، ش ۵۵۹ پر موجود ہے۔

۳۔ عوائد الایام، اس کا ایک نسخہ مکتبہ امام الجمعہ زنجان میں موجود ہے۔

۴۔ تنقیح الفصول شرح تجرید الاصول واضح رہے کہ "تجرید الاصول" ان کے والد کی کتاب ہے۔

۵۔ "مفتاح الاصول ومصباح الوصول"۔

---

1. الفتح المبین ۳/۱۴۳، مخطوطات المکتبہ العباسیہ فی البصرہ ۲/۳۹۔ بقلم علی الخاقانی المجمع العلمی العراقی ۱۳۱۰ھ۔ ۱۹۶۱ء
2. احمد بن محمد علی بن محمد باقر الحائری الکرمانشاہی، وحید البہبہائی (۱۷۷۰ء۔۱۸۲۷ء) کرمانشاہ میں ولادت ووفات ہوئی۔
3. معجم الاصولیین ۱/۲۳۲ (۱۷۵)
4. احمد بن محمد مہدی بن ابی ذر الکاشانی النراقی (۱۷۷۱ء۔۱۸۲۸ء) کاشان کے گاؤں نراق میں وفات اور نجف میں تدفین ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۔ اساس الاحکام فی تنقیح عمد مسائل الاصول بالاحکام۔

۷۔ رسالۃ فی اجماع الامر والنھی، یہ کتاب حسن صدرالدین الکاظمی کی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ "مفتاح الاحکام" اصول فقہ میں ایک مختصر کتاب ہے۔[1]

زین العابدین الخوانساری امامی (۱۱۸۸ھ۔۱۲۴۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ صاحب روضات الجنات کے والد تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اللالی المتلا لا فی اصول الفقہ مستقلا

۲۔ حاشیہ علی القوانین

۳۔ حاشیہ علی اصول المعالم۔[3]

عبدالحمید بن عبداللہ الرجبی حنفی (متوفی ۱۲۴۷ھ)[4]

فقیہ اصولی اور بصرہ کے قاضی تھے، صاحب مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم منار الانوار للنسفی ۲۔ شرح منظومۃ المنار۔[5]

محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۲ھ۔۱۲۵۰ھ)[6]

فقیہ، مجتہد، اصولی، مقری اور نظار تھے۔ تفسیر حدیث و تاریخ میں بھی ید طولی رکھتے تھے۔ اپنے والد اور اپنے شہر کے اہل علم و فضل سے علم حاصل کیا۔ اصول فقہ میں مختصر المنتھی لابن الحاجب پڑھی۔ الغرض تمام علوم نقلیہ و عقلیہ حاصل کر لئے۔ یہاں تک کہ تشنگان علم ہند و یمن وغیرہ تک سے ان کی خدمات میں جمع ہونے لگے۔ زندگی کے ابتدائی زمانے میں انہوں نے امام زید بن علی بن حسین کے مذہب پر تفقہ حاصل کیا اور اس میں کمال حاصل کیا اور اس پر شہرت پائی۔ مگر پھر تقلید ترک کر دی اور مجتہد بن گئے۔ اپنے آپ کو مذہب زیدیہ میں مقید نہیں کیا اور وہ آراء علماء سابقین میں اپنے آپ کو پابند نہیں سمجھتے۔ ان کی کتاب نیل الاوطار کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ مذاہب علماء امصار، اور آراء

۱۔ ایضاح المکنون ۴/۱۳۱، ۳۳۱، ۵۲۳، ۵۶۳، ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۵

۲۔ زین العابدین بن باقر المہز ارجری الخوانساری (۱۷۷۴ء۔۱۸۲۹ء) نجف میں ولادت و وفات ہوئی

۳۔ ایضاح المکنون ۴/۳۹۶، ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۰، معجم الاصولیین ۲/۱۱۵ (۳۵۱)

۴۔ عبدالحمید بن عبداللہ الرجبی البغدادی البصری متوفی ۱۸۳۱ء بصرہ میں وفات پائی

۵۔ ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۶، معجم الاصولیین ۲/۱۶۸ (۴۰۴)

۶۔ محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الصنعانی الیمانی (۱۷۵۹ء۔۱۸۳۴ء) صنعاء میں وفات پائی۔ الفتح المبین ۳/۱۴۴، ۱۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں اور ہر ایک کے دلائل دیتے ہیں پھر ایک خاص رائے کے بیان پر کلام ختم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ صدر اول کی نسبت متاخرین کے لئے اجتہاد کو اللہ نے زیادہ آسان کر دیا ہے۔ مختلف فنون پر آپ کی کتابوں کی تعداد دو سو سے زائد بیان کی جاتی ہے، جس میں صرف بیالیس کتابیں مطبوعہ ہیں باقی سب مخطوطے کی شکل میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب ''القول المفید فی ادلة الاجتهاد و التقلید'' تالیف کی۔

یہ کتاب مطبعہ المعاہد سے سنہ ۱۳۴۰ھ میں اور مکتبہ مصطفیٰ الحلبی سے سنہ ۱۳۴۷ھ میں اور مکتبہ المنیر یہ سے سنہ ۱۳۴۸ھ میں اور دار القلم، کویت سے ۱۳۹۶ھ میں عبد الرحمن الخالق کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

کتاب القول المفید کا تحقیقی تجزیہ :

آغاز زندگی میں مذہب امام ''زید بن علی بن الحسین'' پر تفقہ وکمال وشہرت حاصل کی، پھر تقلید کا پٹہ اپنے گلے سے اُتار دیا اور منصب اجتہاد سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیا۔ اور ایک کتاب '' السیل الجرار المتدفق علی الحدائق الازھار'' تالیف کی، جس میں اپنے آپ کو مذہب زیدیہ میں مقید نہیں رکھا بلکہ وہ ادلہ سے اپنے اجتہاد کے ذریعہ جس نتیجے پر پہنچے تو اس سے مذہب زیدیہ کی تصحیح کی اور جس پر دلیل نہیں تھی اسے بے حقیقت وکھوٹ ثابت کیا۔ اس سے مذہب زیدیہ کے اصول وفروع کے ماننے والوں میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ اس وقت شوکانی نے ایک رسالہ بنام ''القول المفید فی ادلة الاجتهاد و التقلید '' تالیف کیا۔ اس میں تقلید کی مذمت وتحریم بیان کی۔

اس سے فتنہ واشتعال میں شدت آگئی اور مذہب زیدیہ ماننے والوں نے اسے مذہب اہل بیعت کو منہدم کرنے سے تعبیر کیا اور ان کے انصار ومخالفین کے مابین صنعاء میں حالات خراب ہو گئے تو اس وقت امام شوکانی نے ان کے جواب میں کہا کہ ''وہ صرف مذہب زیدیہ میں تقلید کی حرمت کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کا یہ موقف جمیع مذاہب کے بارے میں ہے'' [1]

امام شوکانی تقلید کی مذمت اور تحریم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کے لئے اجتہاد آسان ہے۔ متاخرین کے لئے اجتہاد آسان ہونے کے بارے میں وہ ارشاد الفحول میں فرماتے ہیں :

" فانه لا يخفى على من له ادنى فهم ، ان الاجتهاد قديسر الله للمتاخرين ، تيسيرًا لم يكن للسابقين ، لان التفاسير لكتاب العزيز قددونت ، وصارت فى الكثرة الى حدلا يمكن حصره ، وكذلك السنة المطهره ، وتكلم الائمة فى التفسير ، والتجريح والتصحيح ، والترجيح ، بما هو زيادة على مايحتاج اليه المجتهد ، وقد كان السلف الصالح ، ومن قبل هؤلاء المنكرين يرحل للحديث الواحد ، من قطر الى قطر ، فالاجتهاد على المتاخرين أيسر وأسهل من الاجتهاد على المتقدمين ، ولا يخالف فى هذا من له فهم صحيح ، وعقل سوى " [2]

---

[1] تحقیقی مقدمہ علی ارشاد الفحول الی تحقیق من علم الاصول للشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ۔ شعبان محمد اسماعیل ص ۱۶، ۲۵، ۲۸ تلخیص، دار الکتب قاہرہ، یدارع ۴۶۔۹۲/۹۲ سن ند

[2] ارشاد الفحول للشاکانی ۲/ ۳۰۷، ۳۰۸ قاہرہ دار الکتب سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بلاشبہ تھوڑی سی بھی عقل رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متاخرین کے لئے اجتہاد آسان فرمادیا ہے اور یہ آسانی سابقین کو میسر نہیں تھی۔ کیونکہ کتاب اللہ کی تفاسیر اتنی کثرت سے مدون ہو چکی ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح سنت مطہرہ بھی مدون ہو چکی ہے اور آئمہ کرام نے بھی تفسیر، تجریح تصحیح و ترجیح سے متعلق بہت کچھ لکھ دیا ہے جس سے اجتہاد کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ سلف صالحین منکرین حدیث کے جواب کی خاطر صرف ایک حدیث کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے۔ اس طرح اجتہاد متاخرین کے لئے متقدمین کی بہ نسبت آسان ہو گیا ہے اور جو بھی عقل صحیح اور فکر سلیم رکھتا ہے وہ اس بات کی مخالفت نہیں کرے گا)

۲۔ "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق الی علم الاصول"

یہ کتاب بھی مختلف جگہوں سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ ان میں سے ایک دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں دار الکتبی، مصر (سن ند) سے چھپی۔ اس کے علاوہ مطبع السعادہ سے ۱۳۲۷ھ میں مکتبہ المنیر یہ مصر سے سنہ ۱۳۴۷ھ میں اور مکتبہ الحلبی مصر سے ۱۳۵۶ھ میں بھی چھپ چکی ہے۔

کتاب "ارشاد الفحول" تحقیقی تجزیہ :

امام شوکانی کا کتاب "ارشاد الفحول" میں منہج :

یہ بات عام ہے کہ ہر مؤلف اپنی تالیف کے خطبہ میں اپنے اس مقصد کو بیان کرتا ہے جو اس کی تحقیق کا ہدف ہوتا ہے۔ امام شوکانی واسع الاطلاع اور تمام عقلیہ ونقلیہ میں متجر تھے۔ انہوں نے تقلید کے بجائے اجتہاد کا راستہ اپنایا اور اپنے لئے ایک جداگانہ فقہی مذہب اختیار کیا جو مشہور مذاہب سے مربوط نہیں تھا۔ اس حیثیت سے کہ ان میں معروف مصادر شرعیہ سے احکام شرعیہ کے لئے استنباط کیا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کا اثر ان کی کتاب میں عیاں ہے اور وہ اس علم کو منقح کرنا چاہتے ہیں اور ہر مسئلہ میں حق و درست وجہ و بیان کا ارادہ رکھتے تھے اور ان کی اس کتاب کا نام ان کے مطلوبہ ہدف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" وہ اپنی اس کتاب کا آغاز قوائد اصولیہ میں اپنی رائے کے اظہار سے کرتے ہیں۔ ان کے مطابق وہ قواعد ظنی الدلالہ ہیں اور دائرہ اجتہاد کے تحت داخل ہیں۔ ان کے برعکس بہت سے علماء ان قواعد کی قطعیت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نصوص سے ثابت ہیں۔ اس لئے ان سے عدول ومخالفہ جائز نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد وہ اس کتاب کی تالیف کی غرض بیان کرتے ہیں۔

کتاب کی تقسیم و ترتیب :

انہوں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ، سات مقاصد اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

مقدمہ : اس میں اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض وغایۃ، استمداد، احکام اور اس کی اقسام، مبادی اللغویہ اور الفاظ کی تقسیمات پر کلام کیا۔ کتاب کے سات مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :

پہلا مقصد : کتاب عزیز میں ہے۔

دوسرا مقصد : سنت اور اس کے متعلقات کے مباحث میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مقصد : اجماع اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چوتھا مقصد : اوامر ونواہی، عموم وخصوص، اور دلالت کے بارے میں ہے۔

پانچواں مقصد : قیاس اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چھٹا مقصد : اجتہاد، تقلید اور افتاء میں ہے۔

ساتواں مقصد : تعادل وترجیح میں ہے۔

جبکہ خاتمۃ الکتاب مندرجہ ذیل دو مسائلوں پر مشتمل ہے :

پہلا مسئلہ : وہ اصل جس میں خلاف واقع ہوا ہو، کیا وہ اباحت ہے یا منع ؟

دوسرا مسئلہ : اس میں منعم کے شکر کا عقلاً وجوب پر بحث کی ہے۔

امام شوکانی ہر مسئلہ میں صاحب رائے کی رائے کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اکثر ہر رائے سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس پر مناقشہ کرتے ہیں اور پھر راجح قول پیش کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ان کی رائے تمام علماء کی آراء سے منفرد ہو جاتی ہے۔ دکتور شعبان محمد اسماعیل ان کے منہج پر ان کلمات کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

" وبالجملة فإن كتاب " ارشاد الفحول " قد فتح آفاقًا واسعه للبحث والمناقشة ، وأضاف الى علم الاصول اضافات جديده ، وفتح امام العلماء ابوابا من البحث والاجتهاد ، من خلال عرضه لآراء العلماء ومستندهم فی کل مسالة ، بعد تحرير محل الخلاف ومنشه ، ثم بمناقشة كل دليل وبيان الراجح من الموجوح "[1]

(مجموعی طور پر کتاب "ارشاد الفحول" نے نئے باب کھولے اور بحث ومناقشہ کے میدان کو وسعت دی اور علم الاصول میں نت نئے اضافے کئے اور علماء کے سامنے بحث واجتہاد کے دروازے کھولے۔ اپنے بیان کی توضیح میں علماء کی آراء پیش کیں اور ہر مسئلہ میں محل اور مظہر خلاف تحریر کرنے کے بعد دلیل لائے اور دلیل پر مناقشہ کیا اور ان میں سے راجح قول بیان کیا)

ارشاد الفحول کے مصادر :

اہم کتب اصولیہ جنہیں امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں ذکر کیا۔ ان مصادر پر نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت وافادیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے :

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم متوفی ۴۵۶ھ

۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی متوفی ۶۳۱ھ

۳۔ الارشاد والتقریب . باقلانی متوفی ۴۰۳ھ

۴۔ البرہان فی اصول الفقه . امام الحرمین متوفی ۴۷۸ھ

۵۔ التبصرہ فی اصول الفقه . ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ

۶۔ البحر المحیط۔ الزرکشی متوفی ۴۷۶ھ

---

[1] تحقیقی مقدمہ علی ارشاد الفحول، شعبان محمد اسماعیل ص ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ التلويح على التوضيح ۔ تفتازانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ

۸۔ التوضيح على التنقيح ۔ صدر الشريعه متوفی ۷۴۷ھ

۹۔ شرح تنقيح الفصول فی اختصار المحصول ۔ القرانی متوفی ۶۸۴ھ

۱۰۔ شرح العضد على مختصر ابن الحاجب ۔ قاضی عضد الدين الايجی متوفی ۷۵۶ھ

۱۱۔ شرح المحلی على جمع الجوامع ۔ جلال الدين المحلی متوفی ۸۶۴ھ

۱۲۔ العده فی اصول الفقه ۔ قاضی ابو يعلی حنبلی متوفی ۴۵۸ھ

۱۳۔ اللمع فی اصول الفقه ۔ ابو اسحاق الشيرازی متوفی ۴۷۶ھ

۱۴۔ المحصول فی علم الصول ۔ فخر الدين رازی متوفی ۶۰۶ھ، امام شوکانی نے اس کتاب سے خاص طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ایک وقت میں ایک صفحہ سے بھی زیادہ نقل کر جاتے ہیں جس کا ایک نمونہ "حجية الاجماع" کے موضوع پر بحث کے دوران نظر آتا ہے۔

۱۵۔ المستصفى من علم اصول الفقه ۔ الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۶۔ المعتمد فی اصول الفقه ۔ ابو الحسين معتزلی متوفی ۴۳۶ھ

۱۷۔ منتهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل ۔ ابن حاجب مالکی متوفی ۶۴۶ھ

۱۸۔ المنخول من تعليقات الاصول ۔ الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۹۔ نهاية السول فی شرح منهاج الوصول الى الاصول ۔ اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ

۲۰۔ الوصول الى الاصول ۔ ابو الفتح احمد بن علی برهان البغدادی متوفی ۵۱۸ھ

یہ بعض اہم کتب اصولیہ ہیں جن کی طرف امام شوکانی اپنی اس کتاب میں رجوع کرتے ہیں، ورنہ حقیقت میں تو مراجع بہت زیادہ ہیں جنہیں اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے[1]

حسن بن محمد العطاء شافعی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۵۰ھ)[2]

اصول، نحو، منطق، ہندسہ، فلک اور دوسرے علوم کے عالم تھے۔ مشائخ قاہرہ سے بہت سے علوم سیکھے۔ جب فرانسیسی مصر میں داخل ہوئے اور قابض ہو گئے تو ان سے ان کے علوم سیکھے۔ تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

[1] حوالہ سابق ص ۳۳۔۳۴

[2] حسن بن محمد بن محمود العطار شافعی (۱۷۶۶ء۔۱۸۳۵ء) قاہرہ میں ولادت و وفات ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مقصد : اجماع اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چوتھا مقصد : اوامر ونواہی ،عموم وخصوص، اور دلالت کے بارے میں ہے۔

پانچواں مقصد : قیاس اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چھٹا مقصد : اجتہاد، تقلید اور افتاء میں ہے۔

ساتواں مقصد : تعادل وترجیح میں ہے۔

جبکہ خاتمہ الکتاب مندرجہ ذیل دو مسائلوں پر مشتمل ہے :

پہلا مسئلہ : وہ اصل جس میں خلاف واقع ہوا ہو، کیا وہ اباحت ہے یا منع ؟

دوسرا مسئلہ : اس میں منعم کے شکر کا عقلاً وجوب پر بحث کی ہے۔

امام شوکانی ہر مسئلہ میں صاحب رائے کی رائے کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اکثر ہر رائے سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس پر مناقشہ کرتے ہیں اور پھر راجح قول پیش کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ان کی رائے تمام علماء کی آراء سے منفرد ہو جاتی ہے۔ دکتور شعبان محمد اسماعیل ان کے منہج پر ان کلمات کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

" وبالجملة فإن كتاب " ارشاد الفحول " قد فتح آفاقًا واسعه للبحث والمناقشة ، وأضاف الى علم الاصول اضافات جديده ، وفتح امام العلماء ابوابا من البحث والاجتهاد ، من خلال عرضه لاراء العلماء ومستندهم فى كل مسالة ، بعد تحرير محل الخلاف ومنشئه ، ثم بمناقشة كل دليل وبيان الراجح من الموجوح ".[1]

(مجموعی طور پر کتاب "ارشاد الفحول" نے نئے باب کھولے اور بحث ومناقشہ کے میدان کو وسعت دی اور علم الاصول میں نت نئے اضافے کئے اور علماء کے سامنے بحث واجتہاد کے دروازے کھولے۔ اپنے بیان کی توضیح میں علماء کی آراء پیش کیں اور ہر مسئلہ میں محل اور مظہر خلاف تحریر کرنے کے بعد دلیل لائے اور دلیل پر مناقشہ کیا اور ان میں سے راجح قول بیان کیا)

ارشاد الفحول کے مصادر :

اہم کتب اصولیہ جنہیں امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں ذکر کیا۔ ان مصادر پر نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت وافادیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے :

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام لا بن حزم متوفی ۴۵۶ھ

۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام للامدی متوفی ۶۳۱ھ

۳۔ الارشاد والتقریب ۔ باقلانی متوفی ۴۰۳ھ

۴۔ البرھان فی اصول الفقه ۔ امام الحرمین متوفی ۴۷۸ھ

۵۔ التبصرہ فی اصول الفقه ۔ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ

۶۔ البحر المحیط ۔ الزرکشی متوفی ۴۷۶ھ

---

[1] تحقیق مقدمہ علی ارشاد الفحول ، شعبان محمد اسماعیل ص ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ التلویح علی التوضیح . تفتازانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ

۸۔ التوضیح علی التنقیح . صدر الشریعه متوفی ۷۴۷ھ

۹۔ شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول . القرانی متوفی ۶۸۴ھ

۱۰۔ شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب . قاضی عضد الدین الایجی متوفی ۷۵۶ھ

۱۱۔ شرح المحلی علی جمع الجوامع . جلال الدین المحلی متوفی ۸۶۴ھ

۱۲۔ العدہ فی اصول الفقه . قاضی ابو یعلی حنبلی متوفی ۴۵۸ھ

۱۳۔ اللمع فی اصول الفقه . ابو اسحاق الشیرازی متوفی ۴۷۶ھ

۱۴۔ المحصول فی علم الصول . فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ،امام شوکانی نے اس کتاب سے خاص طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ایک وقت میں ایک صفحہ سے بھی زیادہ نقل کر جاتے ہیں جس کا ایک نمونہ "حجیة الاجماع" کے موضوع پر بحث کے دوران نظر آتا ہے۔

۱۵۔ المستصفی من علم اصول الفقه . الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۶۔ المعتمد فی اصول الفقه . ابو الحسین معتزلی متوفی ۴۳۶ھ

۱۷۔ منتهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل . ابن حاجب مالکی متوفی ۶۴۶ھ

۱۸۔ المنخول من تعلیقات الاصول . الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۹۔ نهایة السول فی شرح منهاج الوصول الی الاصول . اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ

۲۰۔ الوصول الی الاصول . ابو الفتح احمد بن علی برهان البغدادی متوفی ۵۱۸ھ

یہ بعض اہم کتب اصولیہ ہیں جن کی طرف امام شوکانی اپنی اس کتاب میں رجوع کرتے ہیں، ورنہ حقیقت میں تو مراجع بہت زیادہ ہیں جنہیں اس کتاب میں ذکر کیا گیا[1]

حسن بن محمد العطاء شافعی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۵۰ھ)[2]

اصول، نحو، منطق، ہندسہ، فلک اور دوسرے علوم کے عالم تھے۔ مشائخ قاہرہ سے بہت سے علوم سیکھے۔ جب فرانسیسی مصر میں داخل ہوئے اور قابض ہو گئے تو ان سے ان کے علوم سیکھے۔ تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

---

[1] حوالہ سابق ص ۳۳۔۳۴

[2] حسن بن محمد بن محمود العطار شافعی (۱۷۷۶ء۔۱۸۳۵ء) قاہرہ میں ولادت و وفات ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کیا۔اس حاشیہ پر شیخ عبدالرحمٰن الشربینی اور حرم مکی کے مدرس شیخ محمد علی بن حسین مالکی کی قیمتی تقریرات ہیں۔یہ تینوں ایک ساتھ بیروت دارالکتب العلمیہ (سنہ ند) سے چھپ چکی ہیں اس کے علاوہ یہ کتاب دارالکتب العلمیہ، قاہرہ سے بھی ۱۳۱۶ھ میں چھپ چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر شیخ عبدالرحمٰن الشربینی کی تقریر ہے[1]

سید احمد بن ادریس (متوفی ۱۲۵۱ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "رسالہ القواعد" تالیف کی۔جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : " وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی الہ عدد ماوسعہ علم اللہ ". الخ[3]

احمد بن یوسف زبارہ الصنعانی زیدی (۱۱۶۶ھ۔۱۲۵۲ھ)[4]

فروع، اصول، حدیث، تفسیر، نحو، صرف ولغۃ کے امام تھے۔اپنے والد اور بھائی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔[5]

ابن عابدین (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ)[6]

فقہ، اصول، حدیث، تفسیر اور بہت سے علوم میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب " نسمات الاسحار علی شرح المنار فی الاصول" تالیف کی[7]۔یہ کتاب نسمات الاسحار حاشیہ ہے جو شیخ محمد علاء الدین الحصکفی حنفی کی "شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول الانوار" پر ہے۔یہ حاشیہ اور شرح ایک ساتھ مصطفیٰ البابی حلبی سے ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء میں دوسری مرتبہ طبع ہوئے۔حاشیہ اور شرح کے بعض مقامات پر شیخ محمد احمد الطوخی کی تقییدات ہیں۔

ابنِ عابدین حاشیہ نسمات الاسحار لکھنے کا سبب اور مصادر کتاب کو یوں بیان کرتے ہیں :

" فانہ شرح لم تسمع اذن بمثالہ ، ولم تنسج قریحۃ علی منوالہ ، بیدا أنہ جری فیہ علی عادۃ من التزام الاختصار ، فلم یظہر المراد منہ لا مثالہ من الطلبۃ الصغار ، مع ما اھملہ فی بعض

---

[1] ہدیۃ العارفین ۵/۳۰۱، الفتح المبین ۳/۱۴۶، معجم الاصولیین ۲/۵۸ (۲۹۲) [2] سید احمد بن ادریس الیمنی الصوفی
[3] ایضاح المکنون ۳/۵۶۷ [4] احمد بن یوسف بن حسین الصنعانی، زبارہ (۱۷۵۲ء۔۱۸۳۶ء) صنعاء میں ولادت ہوئی
[5] معجم الاصولیین ۱/۲۴۸ (۱۹۰) [6] محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز بن احمد بن عبدالرحیم بن نجم الدین محمد صلاح الدین ابن عابدین (۱۷۸۴ء۔۱۸۳۶ء) دمشق میں ولادت ووفات ہوئی [7] الفتح المبین ۳/۱۴۷۔۱۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المواضع من المتن عن البيان مما يحتاج الى الايضاح لخفائه عن الاذهان، فاوضحت فى هذا الحواشي ما أجمله، وذكرت فيما أهمله مراجعا لجملة كتب معتبرة فى هذا الفن، تركن اليها القلوب وتطمئن، كشرح المصنف المسمى بكشف الاسرار، وشرح الكاكى المسمى بجامع الاسرار، وشرح ابن فرشته وشرح ابن نجيم، والتوضيح والتلويح، وتغيير التنقيح لا بن كمال باشا، والتحرير لا بن الهمام، وشرحه التحبير لا بن أمير حاج، والمراة لمولانا خسرو، وغيرها من الكتب المعتبرة المنقحة المحررة، ولم أخرج فى الغالب عما ذكرته هنا، فمن أشكل عليه شىء فليرجع الى تلك الاصول".[1]

(بے شک انہوں نے ایک ایسی شرح لکھی جس کی مثل کانوں نے نہیں سنا۔ اور سوائے ان کے کوئی اس اسلوب پر نہیں چلا۔ وہ حد درجہ اختصار کرتے ہیں، جس سے مبتدئین پر ان کی مراد ظاہر نہیں ہو پاتی اور ساتھ ہی متن میں بعض مواقع پر انہوں نے توضیح بیان میں خاص توجہ نہیں دی جو ذہن میں رہ جانے کے باعث توضیح کی محتاج تھیں تو میں نے اس فن کی معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے مختصراً ان حواشی میں ان کی تشریح کر کے اس کمی کو پورا کر دیا۔ میں نے اطمینان قلب کے لئے مصنف کی شرح کشف الاسرار اور شرح الکاکی بنام جامع الاسرار، شرح ابن فرشتہ، شرح ابن نجیم، توضیح وتلویح، ابن کمال پاشا کی تغییر التنقیح، ابن ہمام کی التحریر، ابن امیر الحاج کی شرح التحبیر اور ملا خسرو کی المرآۃ وغیرہ جیسی معتبر اور عمدہ کتابوں کی طرف مراجعت کی اور میں توضیح بیان میں اکثر مذکورہ کتب سے باہر نہیں نکلا اور جسے کچھ بھی شک ہو وہ ان اصول کی کتابوں کی طرف مراجعت کرلے)

امین اللہ بن احمد لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ)[2]

فقیہ وعالم تھے۔ اپنے چچا اور نانا مفتی ظہور اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح والتلویح ۲۔ حاشیہ شرح مسلم الثبوت۔[3]

محمد بن مصطفیٰ البرزنجی شافعی (متوفی ۱۲۵۴ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سلم الوصول الی علم الاصول ۲۔ وسیلہ الوصول الی علم الاصول۔[5]

۱۔ حاشیہ نسمات الاسحار ابن عابدین علی شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار لعلاء الدین الحصکفی ص ۳، قاہرہ مصطفیٰ البابی حلبی مصر، طبع ثانی (۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء)
۲۔ امین اللہ بن محمد اکبر بن احمد بن یعقوب الانصاری لکھنو متوفی ۱۸۳۷ء، لکھنو میں ولادت ہوئی
۳۔ نزہۃ الخواطر ۸۵/۷، معجم الاصولیین ۲۸۸/۱ (۲۳۱)
۴۔ شیخ عارف باللہ محمد بن مصطفیٰ بن احمد الحسینی البرزنجی القادری شافعی
۵۔ ہدیۃ العارفین ۳۶۹/۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیل بن الحسین الأسعردی شافعی (۱۱۶۷ھ۔۱۲۵۹ھ)[۱]

کئی علوم کے عالم تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اصول الفقه" تالیف کی۔[۲]

احمد بن بابا الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۲۶۰ھ بعدہ)[۳]

ادیب، فقیہ اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ خاص طور پر فن سیر، فقہ، اصول، بیان، نحو، لغۃ، منطق، عروض، اشعار العرب اور ان کے ایام اور اخبار ونوادر میں ید طولی رکھتے، ان کی مختلف علوم پر مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ارجوزۃ نظم فیھا ورقات امام الحرمین" تالیف کی۔[۴]

محمد حسین الطہرانی امامی (متوفی ۱۲۶۱ھ)[۵]

فقیہ واصولی تھے۔ سرزمین حائر میں مقیم تھے، فقہ واصول کی تدریس کرتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفصول فی علم الاصول، الراغی نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا :

" انتفع به كثير من الطلبة وتقبلوه قبولا حسنا فی جميع البلدان وهو من أحسن ما كتب فی علم اصول الفقه وأحسنهما تدقيقا".

(بہت سے شائقین نے اس کتاب سے فائدہ حاصل کیا اور تمام شہروں میں اسے خوب پذیرائی ملی اور وہ اصول فقہ میں ایک عمدہ اضافہ ہے)

۲۔ الفصول الغروية فی الاصول الفقهيه، اس کتاب میں اصول شیعہ پر بحث کی گئی ہے۔[۶]

محمد ابراہیم بن محمد شیعی (متوفی ۱۲۶۲ھ)[۷]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اشارات الاصول" تالیف کی۔[۸]

۱۔ خلیل بن الحسین الأسعردی، العمری الکردی شافعی (۱۷۵۴ء/۱۸۴۳ء)

۲۔ ہدیۃ العارفین ۳۵۷/۵، معجم الاصولیین ۹۳/۲-۹۴ (۳۳۰)

۳۔ ابو العباس احمد بن بابا بن عثمان بن محمد بن عبدالرحمن بن الطالب الشنقیطی، التیجانی العلوی متوفی ۱۸۴۴ء بعدہ۔ شنقیط میں ولادت اور مدینۃ المنورہ میں وفات ہوئی۔

۴۔ معجم الاصولیین ۱۰۳/۱ (۶۸)

۵۔ محمد حسین بن عبدالرحیم الطہرانی الرازی امامی متوفی ۱۸۴۵ء۔ حائر میں وفات پائی، عراق میں دفن کیے گئے۔

۶۔ ایضاح المکنون ۲۱۹/۴، ہدیۃ العارفین ۳۷۱/۶، الفتح المبین ۱۴۹/۳

۷۔ محمد ابراہیم بن محمد حسن الکرباسی النجفی شیعی

۸۔ ایضاح المکنون ۸۲/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن بن جعفر نجفی امامی (متوفی ۱۲۶۲ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اپنے والد کی کتاب "مقدمات کشف الغطاء" کی شرح تالیف کی۔ ہدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے : " شرح اصول کشف الغطاء " [2]

شیخ جعفر الاستر آبادی (متوفی ۱۲۶۳ھ)

انہوں نے رسالہ " اصل الاصول" تالیف کیا۔ [3]

محمد بشیر الدین العثمانی القنوجی حنفی (متوفی ۱۲۶۴ھ تقریباً) [4]

فقیہ واصولی تھے۔ دراست فقہ واصول میں تبحر حاصل کیا اور ان میں حجت مانے جاتے، فتاویٰ میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "کشف المبهم مما فی المسلم" تالیف کی۔ یہ کتاب مسلم الثبوت فی الاصول کی شرح ہے۔ [5]

ابراہیم بن محمد القزوینی امامی (۱۲۱۴ھ/۱۲۶۴ھ) [6]

فقیہ واصولی تھے۔ کربلا میں اصول کی ریاستِ تدریس ان پر ختم ہوتی تھی۔ اصول کی تعلیم شریف الدین بن محمد بن حسن علی الاملی المازندرانی الحائری سے حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ضوابط الاصول ، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور ۱۲۷۵ھ میں عجم سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ "نتائج الافکار" یہ کتاب ۱۲۵۸ھ میں مستقل کتاب کی صورت میں ممبئی سے چھپ چکی ہے۔ آپ کے کئی شاگردوں نے مشترکہ طور پر اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "مصابیح الانوار" رکھا اس کتاب کی شرح کرنے والے شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ مہدی الشیر ازی، ابوالحسن القزوینی، الاقا باقر الیزدی اور ان کے علاوہ شارحین میں محمد التنکابنی، ملا سمیع الیزدی، حسین الأردکانی، محمد علی الکاشانی اور سید کاظم الحائری شامل ہیں۔

۳۔ حجیۃ المظنۃ فی الجملۃ۔ [7]

---

[1] حسن بن جعفر نجفی امامی متوفی ۱۸۴۶ء الحلہ میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۳۰۲، الفتح المبین ۳/۱۵۰، معجم الاصولیین ۲/۳۸ (۲۶۸)

[3] ہدیۃ العارفین ۵/۲۵۷۔ کربلا میں وارد ہوئے تھے وہیں نشو ونما ہوئی۔

[4] محمد بشیر الدین بن محمد کریم الدین العثمانی القنوجی حنفی متوفی ۱۸۴۷ء تقریباً۔ [5] ہدیۃ العارفین ۶/۳۷۲، الفتح المبین ۳/۱۵۱

[6] ابراہیم بن محمد باقر الموسوی القزوینی الحائری امامی ۱۲۶۴ھ/ ۱۷۹۹ء۔ کربلا میں وفات پائی۔

[7] ایضاح المکنون ۴/۳۷۲، ہدیۃ العارفین ۵/۴۱، معجم الاصولیین ۱/۴۶ (۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن السید صالح الفیضی التوقادی حنفی (متوفی ۱۲۶۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح السید لمختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[1]

حبیب اللہ القندہاری (۱۲۱۳ھ/ ۱۲۶۵ھ)[2]

قندھار میں تعلیم حاصل کی، ہرات بھی گئے۔ ایران وہند کے کئی سفر کئے اور علماء واکابرین سے علمی فیض حاصل کیا۔ قندہار کے قاضی القضاۃ ملا احمد الکوزی قندہاری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ عربی اور فارسی زبانوں میں مختلف فنون پر تقریباً چونتیس کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "مغتنم الحصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ مکتبہ کلیہ اسلامیہ، پشاور، پاکستان میں شمار نمبر ۶۲۲ پر یہ کتاب موجود ہے اس کے علاوہ بھی پاکستان کے مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ یہ کتاب درحقیقت فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب مسلم الثبوت کا رد ہے۔ مظہر بقا نے مغتنم کے مقدمہ میں سے یہ حصہ تحریر کیا ہے جس سے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ تسمیہ کا اندازہ ہوتا ہے :

"لما وجدت كتاب "المسلم" لـلفاضل محب الله البهاری من متون الفن موصوفا بالمتانة، ومعروفا بالرصانة ، حتى رایت الطالبين مكبين عليه، ملقين اسماعهم اليه ، اذا وصفه مصنفه بانه حاولطريقتى الحنفية والشافعيه ، وغير مائل عن الوقعية ، أحببت أن احتذى على مثاله ، وأنسخ على منواله معرضا لاكثر مافيه أوفى حواشيه حلاوعقدا ، محيا بذكر ماله أو عليه ردا ونقدا ، مراعيا فيه شريطة الانصاف ، مستعينا بالله سبحان عن الجور والاعتساف ، فحررت ......".

(جب میں نے فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب المسلم کو اس فن کے عمدہ اور بہترین الفاظ کے متون میں سے پایا جس کی وجہ سے میں نے طالبین کو اس کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔ صاحب کتاب نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب حنفی وشافعی طریقے پر جامع ہے اور حقائق سے کسی طرح دور نہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کی مثل اور اس کے طریقے کو اپناؤں مگر اس میں اور اس کے حواشی میں پائی جانے والی بہت سی آسان ومشکل چیزوں کے ذکر سے اجتناب کروں۔ میں نے حق راستے کو اختیار کرتے ہوئے اس کے محاسن ومعائب کا اہتمام رکھا۔ اللہ کے غضب اور تنگی سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کتاب تحریر کی)

کتاب "المغتنم" پر تحقیق :

سید فدا محمد نے کتاب "المغتنم" کے باب القیاس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سندھ یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[3]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۸۰۰/۵

[2] حبیب اللہ کاکر بن فیض اللہ، اخوندزادہ بن ملا بابر، جیوا اخوندزادہ (۱۷۹۸ھ/ ۱۸۴۸ء)۔ قندھار افغانستان میں ولادت ہوئی۔

[3] معجم الاصولیین ۳۰/۲-۳۱ (۲۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم بن محمد الاصفہانی امامی (۱۱۸۰ھ/۱۲۶۵ھ) [1]

فقیہ واصولی تھے۔ سید محمد باقر البہبہائی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اشارات الاصول یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں ہے۔

۲۔ کتاب "الایقاظات فی الاصول" تالیف کی۔ [2]

جعفر بن اسحاق العلوی امامی (۱۱۸۹ھ۔۱۲۶۷ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نخبة العقول فی علم الاصول

اولها: الحمدلله الاول لایقاربه البدایة . اخرها : فلاینا سبه النهایة .

۲۔ نخبة العقول وزبدة الكلام فی الاصول ، منظومه ، اولها: باسم القديم الملک العلام۔ [4]

مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی (متوفی ۱۲۷۱ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تقریر المراة حاشیه علی مراة الاصول" تالیف کی۔ [6]

خادم احمد بن حیدر فرنگی محلی (متوفی ۱۲۷۱ھ) [7]

فقہ واصول کے عالم تھے، اپنے چچا شیخ محمد معین سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس وافتاء میں مشغولیت اختیار کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی نور الانوار شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ [8]

احمد بن محمد البلاغی شیعی (متوفی ۱۲۷۱ھ) [9]

اصولی اور بہترین عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح تهذیب الاصول للحلی" تالیف کی۔ [10]

۱۔ ابراہیم بن محمد حسن الخراسانی الکاخی، الاصفہانی، الهروی الکرباسی (۱۷۶۶ء/۱۸۴۴ء) اصفہان میں ولادت ووفات ہوئی۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/۴۲، معجم الاصولیین ۱/۴۷ (۲۲) ۳۔ جعفر بن (ابی) اسحاق العلوی الموسوی الدارابی امامی کشفی (۱۷۷۵ء/۱۸۵۱ء) بروجرد میں وفات پائی۔

۴۔ ایضاح المکنون ۴/۶۳۱، معجم الاصولیین ۲/۱۳ (۳۴۳) ۵۔ خواجہ مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی الرومی

۶۔ ہدیۃ العارفین ۶/۴۵۸ ۷۔ خادم احمد بن حیدر علی بن محمد مبین فرنگی محلی متوفی ۱۸۵۴ء۔

۸۔ معجم الاصولیین ۲/۸۶ (۳۲۱)، نزھۃ الخواطر ۷/۱۵۵۔۱۵۶ (۲۷۳)۔ حرکة التالیف باللغة العربية فی الاقليم الشمالی الهندی فی القرنین الثامن عشر والتاسع عشر، جمیل احمد ص ۳۵۴۔۳۵۵۔ جامعۃ الدراسات الاسلامیہ سندھ

۹۔ احمد بن محمد علی بن عباس بن حسن البلاغی النجفی شیعی متوفی ۱۸۵۵ء۔ ۱۰۔ معجم الاصولیین ۱/۲۱۵ (۱۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن محمد التبریزی امامی (۱۲۷۱ھ بعدہ)[۱]

فقیہ واصولی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں تین مجلدات میں کتاب لکھی۔

پہلا مجلد: "الصحیح والاعم الی اخر المفاہیم" اس کے بعض اجزاء کی تالیف سے ۱۲۶۸ھ میں اور بعض کی تالیف سے ۱۲۷۱ھ میں فارغ ہوئے۔

دوسرا مجلد: "العام والخاص الی اخر الاجماع" اس کی تالیف سے ۱۲۶۸ھ میں فارغ ہوئے۔

تیسرا مجلد: "البراءۃ والاشتغال" وہ اس کی تالیف سے ۱۲۶۸ھ میں فارغ ہوئے۔

آغا بزرگ طہرانی نے الذریعہ میں کہا کہ یہ تینوں مجلدات مؤلف کے خط میں انہوں نے شیخ زین العابدین بن شیخ اسداللہ المہر بانی السرابی النجفی (متوفی ۱۳۵۶ھ) کی کتابوں میں دیکھے تھے۔[۲]

عبدالہادی السلجماسی مالکی (متوفی ۱۲۷۱ھ)[۳]

مالکی مذہب کے فقیہ واصولی تھے۔ استنباطِ احکام کا ملکہ رکھتے اور دوسرے کئی علوم کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح تیسیر الوصول الی جامع الاصول لابن الشیبانی" تالیف کی۔[۴]

حسن بن علی المدرس امامی (۱۲۱۰ھ/۱۲۷۳ھ)[۵]

فقیہ واصولی تھے۔ حصولِ علم کے لئے کربلا ونجف کا سفر کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ جامع الاصول (یاجوامع الاصول) ۲۔ رسالۃ فی اصالۃ الصحۃ[۶]

حسن بن عمر الشطی حنبلی (۱۲۰۵ھ/۱۲۷۴ھ)[۷]

فقیہ، نحوی، فرضی، ریاضی، متکلم وعروضی تھے۔ بغداد سے دمشق آکر تعلیم حاصل کی وہیں علوم میں تبحر حاصل کیا اور کتب تصنیف کیں۔

---

۳ احمد بن محمد باقر بن ابراہیم التبریزی امامی۔ ۱۸۸۸ء میں زندہ تھے۔

۴ معجم الاصولیین ۱/۱۹۴ (۱۴۲)، الذریعہ ۲/۲۰۳، معجم المؤلفین ۲/۸۴۔

۵ ابوعبداللہ عبدالہادی بن عبداللہ بن النہامی الشریف السلجماسی، قاضی الجامعہ متوفی ۱۸۵۴ء۔

۶ الفتح المبین ۳/۱۵۲ ۷ حسن بن علی بن محمد باقر الاصفہانی، المدرس (۱۷۹۵ء/۱۸۵۷ء)، اصفہان میں ولادت ووفات ہوئی۔

۸ ہدیۃ العارفین ۵/۳۰۲-۳۰۳، معجم الاصولیین ۲/۵۰-۵۱ (۲۸۴)

۱ حسن بن عمر بن معروف الشطی حنبلی (۱۷۹۰ء/۱۸۵۸ء) دمشق میں ولادت اور غالباً وہیں وفات پائی۔ الفتح المبین ۳/۱۵۳، معجم الاصولیین ۲/۵۲ (۲۸۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التقلید والتلفیق" تالیف کی۔[1]

مرتضیٰ بن محمد النجفی شیعی (متوفی ۱۲۸۱ھ)

انہوں نے کتاب "فرائد الاصول" تالیف کی۔[2]

محمد بن عبدالحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۲۹ھ/۱۲۸۵ھ)[3]

فقیہ، اصولی، منطقی تھے۔ صاحب الفوائد البہیہ، عبدالحئی لکھنوی ان کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ قمر الاقمار علی نور الانوار شرح المنار" تالیف کیا۔[4]

محمد بن علی التمیمی (متوفی ۱۲۸۶ھ)[5]

فقیہ، اصولی، نحوی واد یب تھے۔ تونس میں نشو ونما پائی، وہاں کے علماء سے تحصیل علم کے بعد مصر آ گئے۔ وہ جامعہ الازہر میں مدرس رہے۔ مصر میں والی مصر کا قرب حاصل رہا پھر حالات بدل گئے دوسرے والی مصر کی وجہ سے ان کو حجاز جلا وطن ہونا پڑا پھر وہاں سے قسطنطنیہ چلے گئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیل المرقاۃ وجلاء المراۃ" تالیف کی۔ جو ملا خسرو کی کتاب "مراۃ الاصول" پر حاشیہ ہے۔[6]

السید محمد باقر القزوینی الشیعی (متوفی ۱۲۸۶ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مفاتیح الاصول ۲۔ نخبۃ الاصول[8]

سلیمان القرہ آغاجی حنفی (متوفی ۱۲۸۷ھ)[9]

فقیہ واصولی تھے۔ اپنے شہر کی مسند افتاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح خاتمۃ الاصول ۲۔ شرح مجامع الحقائق للخادمی[10]

۱۔ شیخ مرتضیٰ بن محمد امین الدسفولی النجمی، النجفی الانصاری۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۶/۴۲۵

۳۔ محمد بن عبدالحلیم بن محمد امین اللہ لکھنوی انصاری (۱۸۲۳ء/۱۸۶۸ء) ہند میں ولادت اور وفات ہوئی۔

۴۔ الفتح المبین ۳/۱۵۴

۵۔ محمد بن علی التمیمی المغربی التونسی متوفی ۱۸۶۹ء قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

۶۔ الفتح المبین ۳/۱۵۵

۷۔ سید محمد باقر بن السید علی القزوینی الشیعی

۸۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۷۸

۹۔ سلیمان بن عبداللہ القرہ آغاجی حنفی متوفی ۱۸۷۰ء

۱۰۔ ہدیۃ العارفین ۵/۴۰۷، معجم الاصولیین ۲/۱۳۰۔۱۳۱ (۳۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالحکیم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۸۸ھ)[1]

فقہ، اصول، منطق وحکمت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ لکھنو میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے تعلیم حاصل کی، پوری زندگی تدریس، تعلیم وتعلم میں گذاری۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسیر الدائر، شرح دائر الاصول فی علم الاصول" تالیف کی۔[2]

حسین بن رضا الجزائری الشیعی (متوفی ۱۲۹۱ھ)[3]

فقیہ واصولی تھے۔ انہوں نے کتاب " فواکہ الاصول" تالیف کی جو دو جلدوں میں ہے۔[4]

منۃ اللہ الشباسی مالکی (۱۲۱۳ھ۔۱۲۹۲ھ)[5]

اپنے زمانے کے ممتاز علماء سے تحصیلِ علم کیا۔ مذہب مالکیہ میں مراجع کی حیثیت رکھتے تھے، جامعہ الازہر میں تدریس کی، کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " رسالة فی الرد علی من نفی تقلید الائمة الاربعة " تالیف کیا۔ اس رسالہ میں تقلید کے منکرین کا بالعموم اور ائمہ اربعہ کی تقلید کے منکرین کا بالخصوص اصولی منہج کے مطابق رد کیا۔[6]

محمد المہدی بن الطالب سودہ مالکی (۱۲۲۰ھ/۱۲۹۴ھ)[7]

فقیہ، اصولی ومنطقی تھے۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر اساتذہ سے فنون سیکھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حاشیہ علی المحلی فی الاصول" تالیف کی۔[8]

محمد بن میرزا التنکابنی الشیعی (۱۲۹۶ھ بعدہ)[9]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ لسان الصدق فی الاصول

۲۔ موارد الاصول[10]

---

[1] عبدالحکیم بن عبدالرب بن عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی حنفی متوفی ۱۸۷۱ء، لکھنو میں پیدا ہوئے۔ [2] معجم الاصولیین ۲/۱۶۳ (۳۹۸)

[3] حسین بن رضا بن علی اکبر بن عبداللہ الجزائری العستری، النجفی الشیعی متوفی ۱۸۷۴ء۔ تستر میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

[4] معجم الاصولیین ۲/۶۵ (۲۹۸) [5] ابوالعباس، شیخ الاسلام، احمد بن احمد منۃ اللہ الشباسی الازہری۔

[6] الفتح المبین ۳/۱۵۶، معجم الاصولیین ۱/۸۰ (۵۱) [7] محمد مہدی بن الطالب بن سودہ الغربی مالکی (۱۸۰۵ء/۱۸۷۷ء)

[8] الفتح المبین ۳/۱۵۷ [9] محمد بن میرزا سلیمان بن محمد رفیع بن عبدالمطلب التنکابنی العجمی الشیعی

[10] ہدیۃ العارفین ۶/۳۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بشیر الدین عثمانی (۱۲۳۴ھ/۱۲۹۶ھ) [1]

فقہ و دیگر علوم اپنے والد اور دوسرے علماء سے حاصل کئے، شاہ عبدالعزیز دہلوی کے بھی شاگرد رہے۔ ہندوستان میں مختلف مقامات پر تدریس کی اور پھر بھوپال تشریف لے آئے جہاں ۱۲۹۵ھ میں منصب قضاء پر فائز ہوئے اور پھر اس کے ایک سال بعد انتقال کر گئے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "کشف المبهم مما فی المسلم" کے نام سے کتاب "مسلم الثبوت" کی شرح تالیف کی جو ۱۲۸۷ھ میں کانپور سے چھپ چکی ہے۔ ایضاح المکنون میں اس طرح مذکور ہے : کشف المبهم مما فی السلم اعنی سلم الثبوت فی المنطق مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ [2]

جعفر بن مہدی القزوینی امامی (۱۲۵۳ھ/ ۱۲۹۸ھ) [3]

فقیہ و اصولی تھے۔ حلۃ میں پیدا ہوئے مگر نجف میں فقہ، اصول، فلسفہ، تاریخ و لغۃ کی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب" التلویحات الغرویة فی الاصول " تالیف کی۔ [4]

ابراہیم بن صبغۃ اللہ شافعی (۱۲۳۶ھ/ ۱۲۹۹ھ) [5]

ادیب و عالم تھے۔ بغداد میں نائب قاضی کے طور پر بھی خدمات انجام دیں، کئی کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "جلاء الغشاوات عن المراۃ" کے نام سے کتاب "مراۃ " پر حاشیہ لکھا۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ برنستن (یہودا) میں ۹۵۴ (۲۶۸۱) پر موجود ہے۔ [6]

عبدالرحمٰن الحسینی الخالدی (۱۳۰۰ھ بعدہ) [7]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "هلیة السول شرح منهاج الاصول" تالیف کی اور انہوں نے ۱۲۶۰ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ اس کتاب کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : شکرا لمن انعم علینا بمحامده واعلی نقناف دیننا قواعده۔ [8]

---

۱ بشیر الدین بن کریم الدین القاضی العثمانی (۱۸۱۸ء۔ ۱۸۷۸ء) ہند میں ولادت و وفات ہوئی نجف میں مدفون ہوئے۔

۲ ایضاح المکنون ۴/ ۳۶۶، معجم الاصولیین ۲/ ۵(۱۳۴)

۳ جعفر بن مہدی بن حسن بن احمد بن محمد، ابوالہادی، الحسینی، الحلی القزوینی (۱۸۳۷ء۔ ۱۸۸۰ء) حلۃ میں ولادت و وفات ہوئی۔

۴ معجم الاصولیین ۲/ ۱۶(۲۴۶)، معجم المؤلفین ۳/ ۱۵۱، ان کی تاریخ وفات ۱۲۹۷ھ بتائی گئی ہے۔

۵ فصیح الدین، ابراہیم فصیح، حیدری زادہ، ابراہیم بن صبغۃ اللہ بن محمد اسعد بن عبیداللہ بن صبغۃ اللہ الحیدری البغدادی الشافعی (۱۸۲۱ء۔ ۱۸۸۲ء) کردی الاصل تھے۔ بغداد میں وفات ہوئی۔

۶ معجم الاصولیین ۱/ ۳۲(۱۲) ۷ عبدالرحمٰن الحسینی الخالدی ۸ ایضاح المکنون ۳/ ۱۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنہ لی زادہ، طٰہٰ بن احمد شافعی (۱۲۳۱ھ/۱۳۰۰ھ)[1]

موصل میں منصب قضاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المنار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔[2]

محمد بن ابراہیم الکرباسی (۱۳۰۰ھ)[3]

فقہ و اصول میں تبحر حاصل تھا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اشارات الاصول" تالیف کی۔ اس کو ایک مقدمہ، مناہج اور خاتمہ پر مرتب کیا۔[4]

امیر علی لکھنوی (۱۲۷۴ھ/۱۳۰۰ھ بعدہ)[5]

ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریس کی۔ حجاز مقدس تشریف لے گئے، جدہ میں بھی تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح والتلویح" تالیف کیا۔[6]

☆☆☆

۱۔ سنہ زادہ، طٰہ بن شیخ احمد بن محمد قسیم السندی الکورانی الاصل، والبغدادی، موطنا ودارا، والشافعی الاشعری مذہبا۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۴۳۳/۵   ۳۔ محمد بن ابراہیم بن محمد حسن الکرباسی   ۴۔ الفتح المبین ۱۳۵/۳

۵۔ امیر علی بن معظم علی الحسینی ملیح آبادی، لکھنو ہندی (۱۸۵۷ء)   ۶۔ معجم الاصولیین ۲۸۳/۱۔۲۸۴ (۲۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھویں صدی ہجری کے اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی کتب کا مختصر تعارف

السید مہدی القزوینی شیعی امامی (۱۲۱۲ھ۔۱۳۰۱ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "فرائد الاصول"، یہ کتاب چار مجلدات میں ہے۔

۲۔ "موارد الوصول الی علم الاصول"، ایک مجلد ہے۔

۳۔ "المذهب البارع فی الاصول" [2]

خلیل فوزی رومی (متوفی ۱۳۰۲ھ) [3]

انہوں نے کتاب "توشیح الاصول" تالیف کی۔ [4]

جواد القمی الشیعی (متوفی ۱۳۰۳ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "شرح تهذيب الاصول"

۲۔ "قوانين الاصول"، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ [6]

عرب الکربلائی شیعی امامی (متوفی ۱۳۰۳ھ) [7]

انہوں نے کتاب "تهذيب فی الاصول" تالیف کی۔ [8]

۱۔ السید مہدی بن السید حسن بن احمد بن محمد الحلی، معروف بن القزوینی نجف میں مدفون ہیں۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۶/۴۸۵

۳۔ خلیل فوزی بن عبداللہ المطلیہ وی، الرومی (متوفی ۱۸۸۵ء)

۴۔ معجم الاصولیین، مظہر بقا ۲/۹۴ (۳۳۶)

۵۔ جواد القمی الشیعی (متوفی ۱۸۸۵ء)

۶۔ ہدیۃ العارفین ۵/۲۵۹، معجم الاصولیین ۲/۲۳ (۲۵۲)

۷۔ شیخ محمد صالح بن السید حسین شیعی امامی معروف بہ عرب الکربلائی (متوفی ۱۸۸۵ء)

۸۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد عبدالحی لکھنوی حنفی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ)[۱]

نزهة الخواطر میں مذکور ہے :

" وله في الاصول والفروع قوة كاملة "

(اور وہ اصول وفروع میں کامل قدرت رکھتے تھے)

انہوں نے ملّا جیون کی کتاب " نور الانوار فی شرح المنار " پر حاشیہ تالیف کیا۔[۲]

المراغی نے لکھا کہ انہوں نے "اکام النفاس فی اداء الاذکار بلسان فارس" نامی کتاب اصول میں تالیف کی ،مگر نزهة الخواطر میں عبدالحی کے حالات زندگی میں اس کتاب کو ان کی فقہ وحدیث میں کتابوں کی فہرست میں بیان کیا گیا ہے۔[۳]

السید محمد القاوقیجی حنفی (۱۲۲۲ھ۔۱۳۰۵ھ)[۴]

انہوں نے " کتاب الاصول " تالیف کی۔[۵]

محمود حمزہ الحسینی حنفی (۱۲۳۶ھ۔۱۳۰۵ھ)[۶]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ القواعد الفقهيه

۲۔ نظم مرقاة الاصول لملاخسرو

۳۔ النور اللامع فی اصول الجامع الکبیر ۔[۷]

احمد بن محمد کاکہ شافعی (متوفی ۱۳۰۵ھ)[۸]

انہوں نے اپنے والد کی کتاب "سلم الوصول الی علم الاصول" کی " فک القفول " کے نام سے شرح لکھی۔[۹]

۱۔ محمد عبدالحیٔ بن الشیخ الحافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی، ابوالحسنات (۱۸۴۷ء۔۱۸۸۶ء)، ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۸۵ میں ان کا نام محمد بن عبدالحی مذکور ہے جو درست نہیں ہے، کیونکہ الفوائد البہیہ میں ان کا نام محمد عبدالحیٔ اور نزہۃ الخواطر میں بھی ان کے ترجمہ میں یہی مذکور ہے۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۸۵ ۳۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحیٔ ۲۳۴۔۲۳۹ (۲۲۲)، الفتح المبین ۹۳/ ۱۵۸

۴۔ ابوالمحاسن السید محمد بن خلیل بن ابراہیم بن محمد بن علی محمد المشیشی الطرابلسی (الشام) ۵۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۸۷

۶۔ ابن حمزہ السید محمود بن السید محمد نصیب (نسیب) الحمزاوی الدمشقی (۱۸۲۱ء۔۱۸۸۸ء) دمشق میں ولادت ووفات ہوئی

۷۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۱۴۲۰، الفتح المبین ۳/ ۱۵۹

۸۔ احمد بن محمد معروف بن احمد الحسینی النودھی البرزنجی المشہور وزی، کاکہ (متوفی ۱۸۸۸ء)، سلیمانیہ میں ولادت ہوئی

۹۔ معجم الاصولیین، محمد مظہر بقا ۱/ ۲۰۰۔۲۰۱ (۱۴۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ)[1]

انہوں نے کتاب "حصول المامول من علم الاصول" تالیف کی[2] جو امام شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) کی کتاب "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" کا اختصار ہے۔ حصول المامول پہلی مرتبہ ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۵ء میں دار الصحوة، قاہرہ سے مقتدی حسن الازہری کے تعلیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

ابن القمان یمنی (متوفی ۱۳۰۷ھ)[3]

انہوں نے کتاب "شرح الکافی فی علم الاصول" تالیف کی[4]

حبیب اللہ الرشتی امامی (۱۲۳۴ھ۔۱۳۱۲ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ بدائع الاصول

۲۔ رسالۃ فی العام والخاص والمطلق والمقید

۳۔ رسالۃ فی الاجتهاد والتقلید (تقریرات درس)

۴۔ رسالۃ فی أن الامر بالشئی هل یقتضی النهی عن ضده ؟

۵۔ رسالۃ فی التحسین والتقبیح (تقریرات درس)[6]

احمد بن حسین التفریشی امامی (۱۳۱۲ھ میں بعدہ)[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ "محاکمات الاصول بین القوانین والفصول" یہ کتاب ایران سے "مقاییس الاصول" کے نام سے چھپ چکی ہے

۲۔ حاشیہ علی فرائد الاصول۔[8]

www.kitabosunnat.com

عبدالرحیم نجفی امامی (۱۲۶۲ھ۔۱۳۱۳ھ)[9]

انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی جو چھ مجلدات میں ہے۔[10]

۱۔ صدیق حسن خان بن علی ابوالطیب الحسینی القنوجی البخاری ہندی (۱۸۳۲ء۔۱۸۸۹ء) قنوج میں ولادت ہوئی

۲۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۸۸، الفتح المبین ۳/۱۶۰، معجم الاصولیین ۲/۱۴۳ (۳۷۸)

۳۔ ابن لقمان یمنی، احمد بن السید محمد بن لقمان ابن احمد بن شمس الدین محمد بن مرتضی الیمنی (متوفی ۱۸۸۹ء)

۴۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۵۷

۵۔ حبیب اللہ بن محمد علی بن اسماعیل بن جہانگیر الگیلانی، رشتی (۱۸۰۹ء۔۱۸۹۴ء)

۶۔ معجم الاصولیین ۲/۳۲ (۲۶۰).

۷۔ احمد بن الحسینی التفریشی امامی (۱۸۹۵ء میں زندہ تھے)

۸۔ معجم الاصولیین ۱/۱۱۰ (۷۵)

۹۔ عبدالرحیم بن محمد حسین بن عبدالکریم التستری نجفی امامی (۱۸۴۶ء۔۱۸۹۵ء)

۱۰۔ معجم الاصولیین ۲/۱۹۸ (۴۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالحسن کشمیری امامی (۱۲۶۰ھ۔۱۳۱۳ھ)[1]

انہوں نے کتاب "اسعاف المامول شرح زبدۃ الاصول" تالیف کی جو ۱۳۱۲ھ میں لکھنو سے چھپ چکی ہے[2]

ضیاء الزین محمد حسین الشہر بستانی شیعی امامی (۱۲۵۸ھ۔۱۳۱۵ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ تحقیق الادلۃ فی الاصول

۲۔ تلخیص الفصول الی مسائل العام والخاص

۳۔ غایۃ المسول فی الاصول

۴۔ اللآلی فی مسائل متفرقۃ من الاصول۔[4]

احمد بن صالح الستری شیعی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۱۵ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ سلم الوصول الی علم الاصول

۲۔ ملاذ العباد فی احکام التقلید والاجتہاد

۳۔ العمدۃ فی نظم الزبدۃ البهائیۃ۔[6]

جاد المولی سلیمان (۱۳۱۶ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "فصول فی اصول التشریع الاسلامی" تالیف کی۔

عبدالحق العمری حنفی (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۶ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح مسلم الثبوت للبہاری

۲۔ شرح حصول المامول لنواب صدیق حسن خان۔[10]

---

[1] السید ابوالحسن کشمیری لکھنوی معروف بہ "میرلا صاحب" (۱۸۴۴ء۔۱۸۹۵ء) [2] معجم الاصولیین ۲/۳۴ (۲۶۲)

[3] ضیاء الدین محمد حسین بن محب علی بن محمد علی المشہر ستانی الحسینی المرعشی الشیعی الامامی (متوفی ۱۸۹۸ء) کربلا میں وارد ہوئے تھے۔

[4] ہدیۃ العارفین ۶/۳۹۶ [5] احمد بن صالح بن طعان الستری البحرانی الشیعی (۱۸۳۵ء۔۱۸۹۸ء)

[6] معجم الاصولیین ۱/۱۳۳ (۹۵) [7] جاد المولی سلیمان ۱۸۹۸ء قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

[8] الفتح المبین ۳/۲۰۵، معجم الاصولیین ۲/۱۲ (۲۴۲) [9] عبدالحق بن الشیخ فضل حق العمری خیرآبادی حنفی (۱۸۲۸ء۔۱۸۸۹ء)

[10] معجم الاصولیین ۲/۱۶۰ (۳۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد حمد اللہ الانقروی حنفی (۱۲۲۵ھ-۱۳۱۷ھ)[1]

انہوں نے "قصبطة الفنون" کے نام سے "مراۃ الاصول" پر حاشیہ لکھا۔[2]

اسماعیل المرندی شیعی (متوفی ۱۳۱۸ھ)[3]

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔ "التعادل والتراجیح" وہ اس کی تالیف سے ۱۲۶۹ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ "حاشیه علی الفصول"

۳۔ "حاشیه علی القواعد الکلیة الاصولیة الفرعیة" لمحمد بن مکی۔[4]

حسن بن جعفر الاشتیانی امامی (۱۲۴۸ھ-۱۳۱۹ھ)[5]

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔ بحر الفوائد فی شرح الفرائد

۲۔ اقتضاء الامر و النهی عن الضد۔[6]

علی پاشا الثانی ابن حسین (متوفی ۱۳۲۰ھ)[7]

انہوں نے کتاب "منهاج التعریف فی اصول التکلیف" تالیف کی۔[8]

احمد المری بن سودة (۱۲۴۱ھ-۱۳۲۱ھ)[9]

معجم المؤلفین میں انہیں "اصولی" بتایا گیا ہے مگر اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[10]

حسن بن عبد اللہ المامقانی امامی (۱۲۳۸ھ-۱۳۲۳ھ)[11]

انہوں نے کتاب "بشری الوصول الی اسرار علم الاصول" تالیف کی جو آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے۔[12]

۱۔ احمد حمد اللہ بن اسماعیل حامد بن احمد شکری الانقروی حنفی (۱۸۱۰ء-۱۸۹۹ء)

۲۔ ہدیۃ العارفین ۵/ ۱۹۵، معجم الاصولیین ۱/ ۱۱۶ (۸۰)

۳۔ اسماعیل بن نجف المرندی التبریزی شیعی (متوفی ۱۹۰۰ء)

۴۔ معجم الاصولیین ۱/ ۲۷۲ (۲۱۷)

۵۔ حسن (محمد حسن) جعفری بن محمد الاشتیانی الامامی، (۱۸۳۲ء-۱۹۰۱ء) اہل طہران میں سے تھے۔

۶۔ معجم الاصولیین ۲/ ۳۹ (۲۶۹)

۷۔ علی پاشا الثانی ابن حسین (متوفی ۱۹۰۲ء) امراء تونس میں سے تھے۔

۸۔ ایضاح المکنون ۴/ ۵۸۶

۹۔ احمد بن الطالب بن محمد بن محمد، بن سودة ابو العباس المری (۱۸۲۶ء-۱۹۰۳ء)

۱۰۔ معجم المؤلفین ۱/ ۲۵۵، معجم الاصولیین ۱/ ۱۳۵ (۹۷)

۱۱۔ حسن (محمد حسن) بن عبد اللہ بن محمد باقر المامقانی الامامی (۱۸۴۳ء-۱۹۰۵ء) مامقان (ایران) میں پیدا ہوئے اور نجف میں وفات پائی۔

۱۲۔ معجم الاصولیین ۲/ ۴۶ (۲۷۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن الشربینی شافعی (متوفی ۱۳۲۶ھ)[۱]

انہوں نے کتاب " تقریر علی جمع الجوامع " تالیف کی۔[۲]

عبدالحکیم الافغانی حنفی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۲۶ھ)[۳]

انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح المنار للعلائی (الحصکفی) تالیف کی اور " ابن عابدین" پر حواشی لکھے۔[۴]

ماء العینین الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۳۲۸ھ)[۵]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاقدس علی الانفس فی الاصول ، یہ کتاب نظم الورقات لامام الحرمین کی شرح ہے۔

۲۔ المرافق علی الموافق ، یہ کتاب امام شاطبی کی الموافقات کی شرح ہے۔[۶]

زکریا بن عبداللہ مکی (۱۳۲۹ھ)[۷]

انہوں نے کتاب " اسنی التقریرات علی نظم الورقات فی الاصول الفقهیات " تالیف کی۔[۸]

الحاج محمد ذھنی رُومی (۱۲۶۲ھ۔۱۳۲۹ھ)[۹]

انہوں نے کتاب "اقتباس الانوار فی ترجمة المنار فی الاصول "تالیف کی۔[۱۰]

محمد عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۳۳۱ھ)[۱۱]

انہوں نے کتاب "شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔[۱۲]

۱۔ عبدالرحمن بن محمد بن احمد الشربینی المصری شافعی (متوفی ۱۹۰۸ء) قاہرہ میں وفات پائی۔
۲۔ الفتح المبین ۳/۱۶۱، معجم الاصولیین ۱/۱۸۷ (۴۴۳)
۳۔ عبدالحکیم بن محمد نور بن الحاج میرزا الافغانی حنفی (۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء)
۴۔ معجم الاصولیین ۲/۱۶۱ (۳۹۷)
۵۔ مصطفیٰ بن محمد فاضل، ماءالعینین، ابوعبداللہ الشریف الحسنی الادریسی الشنقیطی (متوفی ۱۹۱۰ء)
۶۔ الفتح المبین ۳/۱۶۲
۷۔ زکریا بن عبداللہ حسن بیلہ الجاوی، المکی (۱۹۱۱ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔
۸۔ معجم الاصولیین ۲/۱۰۶ (۳۴۴)
۹۔ الحاج محمد ذہنی بن محمد رشید الاستانبولی الرومی
۱۰۔ ہدیة العارفین ۶/۴۰۰
۱۱۔ ابوعبداللہ محمد بن عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۹۱۳ء)
۱۲۔ الفتح المبین ۳/۱۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد السالمی الأباضی (متوفی ۱۳۳۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ طلعة الشمس ،

۲۔ شرح طلعة الشمس ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے جو دو اجزاء میں ہے۔[2]

احمد بک الحسینی شافعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۳۲ھ)[3]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "تحفة الرای السدید فی الاجتهاد والتقلید" تالیف کی۔[4]

جمال الدین القاسمی سلفی[5] (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۲ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تبیین الطالب الی معرفة الفرض والواجب فی اصول الفقه ۔[7]

۲۔ تعلیقه علی مختصر المنار للحلبی

۳۔ تعلیقه علی الورقات لامام الحرمین

۴۔ تعلیقه علی تنقیح الفصول للقرافی

۵۔ تعلیقه علی قواعد الاصول للصفی البغدادی ۔[8]

احمد بن عبداللطیف شافعی (۱۲۷۶ھ۔۱۳۳۴ھ)[9]

انہوں نے اصول فقہ میں "حاشیه النفحات علی شرح الورقات" تالیف کیا۔ مظہر بقا نے اپنی کتاب معجم الاصولیین میں اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا : "النفحات" حاشیه علی الورقات الفهاسنة ۱۳۰۶ھ۔[10] ("النفحات" الورقات پر حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۳۰۶ھ میں تالیف کیا تھا)

۱۔ ابو محمد البجانیہ الاصولی، عبداللہ بن حمید بن سالوم السالمی الاباضی (متوفی ۱۹۱۴ء)

۲۔ الفتح المبین ۳/۱۶۶

۳۔ احمد بن احمد بن یوسف، شہاب الدین الحسینی شافعی (۱۸۵۴ء/۱۹۱۳ء)

۴۔ الفتح المبین ۳/۱۶۷، معجم الاصولیین ۱/۸۹ (۵۸)

۵۔ یہ عقیدہ سلفی تھے اور مقلد کی حیثیت سے بات نہیں کرتے تھے۔

۶۔ جمال الدین (محمد جمال الدین) بن محمد سعید بن قاسم بن صالح القاسمی الدمشقی (۱۸۶۶ء/۱۹۱۴ء) دمشق میں ولادت و وفات ہوئی۔

۷۔ الفتح المبین ۳/۱۶۸

۸۔ معجم الاصولیین ۲/۲۰۔۲۱ (۲۵۱)

۹۔ احمد بن عبداللطیف بن عبداللہ الخطیب الجاوی شافعی (۱۸۵۹ء/۱۹۱۵ء)

۱۰۔ معجم الاصولیین [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ :

ظاہری طور پر مظہر بقا کی عبارت درست معلوم نہیں ہوتی کہ " النفحات "، "الورقات" پر حاشیہ نہیں ہے بلکہ "شرح الورقات للامام جلال الدین المحلی" پر "حاشیہ" ہے۔اس کا اظہار خود "النفحات" کے مؤلف نے اپنی کتاب کے آغاز میں فرمایا۔وہ فرماتے ہیں :

" وقد كنت ممن عنى بهذا الفن حتى انفقت فى تحصيله ومزاولته برهة عزيزة من الزمن قرأت فى خلالها درسا بالمسجد الحرام تجاه بيت الله ذى الفضل والانعام شرح الامام جلال الدين محمد بن احمد المحلى الشافعى على الورقات لمؤلفه ابى المعالى عبد الملك بن يوسف بن محمد الجوينى العراقى الشافعى ...... لكنه لمزيد اختصاره وانطواء المسائل غامضة فى غضون اسفاره جدير بأن توضع عليه حاشيه .[1]

کتاب "حاشیہ النفحات علی شرح الورقات"، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر سے ۱۳۵۷ھ۔۱۹۳۸ء میں چھپ چکا ہے۔

عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی (متوفی ۱۳۳۴ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب " النامی شرح الحسامی لمحمد بن محمد الاخسیکثی فی الاصول" تالیف کی۔ جو ہند سے ۱۳۱۰ھ میں چھپ چکی ہے۔[2]

عبدالحمید الخطیب شافعی (متوفی ۱۳۳۵ھ)[3]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب " لطائف الاشارات الی شرح تسہیل الطرقات لنظم الورقات فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ کتاب مصر سے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر کتاب " قرۃ العین فی شرح ورقات امام الحرمین للحطاب" بھی موجود ہے۔[4]

ابن الخیاط الکردی (۱۲۵۳ھ۔۱۳۳۵ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منہج (منہاج) الوصول فی شرح منہاج الاصول للبیضاوی۔

۲۔ تنبیہ الاصدقاء فی بیان التقلید والاجتہاد والافتاء والاستفتاء ، یہ کتاب بغداد سے ۱۳۰۳ھ میں چھپ چکی ہے۔[6]

---

[1] حاشیۃ النفحات علی شرح الورقات، احمد بن عبداللطیف الخطیب الجاوی الشافعی۔ص ۲، مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۷ھ۔۱۹۳۸ء

[2] عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی متوفی ۱۹۱۵ء، معجم الاصولیین ۲/۱۶۱ (۳۹۶)

[3] عبدالحمید بن محمد بن علی بن عبدالقادر شافعی متوفی ۱۹۱۶ء [4] [illegible] ۱۶۹، معجم الاصولیین ۲/۱۶۹۔۱۷۰ (۳۰۶)

[5] عبدالرحمن بن محمد القرادی، ابن الخیاط الکردی (۱۸۳۶ء/۱۹۱۷ء) [illegible] [6] معجم الاصولیین ۲/۱۸۵ (۳۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر العلوی شافعی (۱۲۶۲ھ/۱۳۴۱ھ)[1]

انہوں نے "التریاق النافع بایضاح وتکمیل مسائل جمع الجوامع" تالیف کی جو دو اجزاء میں ہے۔ یہ کتاب حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو چکی ہے۔[2]

حسن الکاشانی امامی (متوفی ۱۳۴۲ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مقفلات الاصول فی التعلیق علی الفصول، یہ کتاب سات مجلدات میں ہے۔

۲۔ نتائج الافکار فی الادلۃ العقلیۃ، یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔[4]

سالم بن عمر مالکی (۱۲۴۳ھ/۱۳۴۲ھ)[5]

انہوں نے "شرح علی الفیہ ابن عاصم فی الاصول" تالیف کی۔[6]

اسماعیل بن محمد النجفی امامی (۱۲۶۹ھ/۱۳۴۳ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نفائس الفوائد فی مہمات اصول الفقہ

۲۔ لباب الاصول باسقاط القشور والفضول

۳۔ الدرر اللوامع فی جملہ من مسائل الفقہ وللاصول والرجال[8]

امین بن محمد السوید الدمشقی (۱۳۴۴ھ میں بعدہ)[9]

انہوں نے کتاب "تسہیل الحصول علی قواعد الاصول" تالیف کی۔[10]

۱۔ ابو بکر بن عبد الرحمن بن محمد بن شہاب الدین العلوی الحسینی شافعی (۱۸۴۶ء/۱۹۲۲ء) حضرت موت کے گاؤں میں ولادت ہوئی اور حیدر آباد دکن میں انتقال فرمایا۔

۲۔ معجم الاصولیین ۱/۷ (۲۳۶)

۳۔ حسن بن احمد بن رکن الدین الحسینی الکاشانی امامی متوفی ۱۹۲۴ء، مشہد الرضوی میں وارد ہوئے تھے۔

۴۔ معجم الاصولیین ۲/۳۶ (۲۶۵)

۵۔ سالم بن عمر بوجب۔ ابو النجا الانبیلی التونسی مالکی (۱۸۲۷ء/۱۹۲۴ء)

۶۔ معجم الاصولیین ۲/۱۱۷ (۳۵۳)

۷۔ اسماعیل بن محمد علی بن زین العابدین الکلاتی النجفی امامی (۱۸۵۳ء/۱۹۲۴ء)

۸۔ معجم الاصولیین ۱/۲۶۹ (۲۱۴)

۹۔ امین بن محمد السوید الدمشقی ۱۹۲۵ء میں زندہ تھے۔

۱۰۔ معجم الاصولیین ۱/۲۸۶ (۲۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمود عمر الباجوری (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۴ھ)[۱]

انہوں نے کتاب " الفصول البدیعه فی اصول الشریعه" تالیف کی۔[۲]

شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۴۶ھ)[۳]

انہوں نے کتاب "اصول الفقه" تالیف کی جو مکتبہ دارالحدیث، قاہرہ سے (سن ند) چھپ چکی ہے۔

عبدالقادر بن بدران حنبلی (متوفی ۱۳۴۶ھ)[۴]

انہوں نے کتاب " نزهة الخاطر العاطر شرح روضة الناظر لابن قدامه فی الاصول" تالیف کی: جلدوں میں چھپ چکی ہے۔[۵]

عباس بن محمد المدنی شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۴۶ھ)[۶]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "عمدة الطالب" نظم، وشرحه ۲۔ " فتح المنعم الوهاب بشرح عمدة الطلاب"[۷]

علی النجار شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۵۱ھ)[۸]

انہوں نے "حاشیه علی شرح الاسنوی لمنهاج القاضی البیضاوی فی اصول الفقه" تالیف کیا۔ المراغی نے لکھا کہ اس کا بعض حصہ چھپ چکا ہے اور یہ طلبہ و مدرسین میں مشہور و متداول ہے۔[۹]

نجم الغنی خان (۱۲۷۶ھ/۱۳۵۱ھ)[۱۰]

انہوں نے کتاب "مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی" تالیف کی۔ یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی (سن ند) سے بھی چھپ چکی ہے اس کے علاوہ انہوں نے کتاب "مختصر الاصول" بھی تالیف کی تھی۔

۱۔ محمود عمر الباجوری (متوفی ۱۹۲۵ء) ۲۔ الفتح المبین ۱۷۰/۳

۳۔ شیخ محمد خضری متوفی ۱۹۲۷ء ۴۔ عبدالقادر بن احمد بن مصطفی محمد بدران رومی، دمشقی حنبلی ابن بدران (متوفی ۱۹۲۷ء)

۵۔ معجم الاصولیین ۲۲۱/۲ (۴۵۳)

۶۔ عباس بن محمد امین بن محمد احمد السید رضوان المدنی شافعی (۱۸۷۶ء/۱۹۲۷ء) مدینۃ المنورہ میں ولادت اور مصر میں وفات ہوئی۔

۷۔ معجم الاصولیین ۱۵۲/۲ (۳۸۸)

۸۔ علی بن محمد بن عامر النجار شافعی (۱۸۷۶ء/۱۹۳۲ء) مصر میں پیدا ہوئے۔

۹۔ الفتح المبین ۱۷۹/۳

۱۰۔ حکیم نجم الغنی خان رام پوری (۱۸۵۹ء/۱۹۳۲ء) رام پور میں ولادت و وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ دراز (۱۲۹۱ھ/۱۳۵۱ھ)[1]

انہوں نے امام شاطبی کی کتاب "الموافقات" پر ایک عمدہ مقدمہ تالیف کیا، اس کو گمنامی سے نکال کر بہتر انداز میں روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔[2]

صادق بن محمد القراداغی شیعی (۱۲۶۹ھ/۱۳۵۱ھ)[3]

انہوں نے "المقالات الغروية فى مباحث الالفاظ من اصول الفقه" تالیف کیے۔[4]

محمد بخیت المطیعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۵۴ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الدر الساطع على مقدمة جمع الجوامع فى الاصول

۲۔ نهاية السول فى علم الاصول[6]

حسین النائینی شیعی (۱۲۷۳ھ۔۱۳۵۵ھ)[7]

انہوں نے کتاب "اجود التقريرات" تالیف کی۔ دراصل یہ اصول فقہ پر ان کے دو اجزاء پر مشتمل لیکچرز ہیں۔[8]

عبدالحفیظ بن حسن (۱۲۸۰ھ/۔۱۳۵۶ھ)[9]

انہوں نے کتاب "الجواهر اللوامع نظم جمع الجوامع" تالیف کی جو فاس سے ۱۳۲۷ھ میں چھپ چکی ہے۔[10]

محمد حسنین العدوی مالکی (۱۲۷۷ھ۔۱۳۵۶ھ)[11]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ بلوغ السول فى مدخل علم الاصول

۲۔ حاشيه على جمع الجوامع یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔[12]

۱۔ شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن حسنین دراز مصری (۱۸۷۴ء/۱۹۳۲ء)

۲۔ الفتح المبین ۳/۱۷۳

۳۔ صادق بن محمد بن محمد علی التبریزی القراداغی النجفی شیعی (۱۸۵۳ء/۱۹۳۳ء)

۴۔ معجم الاصولیین ۲/۱۳۶۔۱۳۷ (۳۷۲)

۵۔ محمد بخیت المطیعی مفتی مصر (۱۸۵۶ء/۱۹۳۵ء)

۶۔ الفتح المبین ۳/۱۸۰

۷۔ حسین بن عبدالرحیم النائینی شیعی (۱۸۵۷ء/۱۹۳۶ء)۔ اصفہان میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

۸۔ معجم الاصولیین ۲/۶۷ (۳۰۱)

۹۔ عبدالحفیظ بن الحسن، سلطان المغرب الاقصی (۱۸۶۳ء/۱۹۵۰ء) فاس میں ولادت اور مراکش میں نشو ونما ہوئی۔

۱۰۔ معجم الاصولیین ۲/۱۵۹ (۳۹۴)

۱۱۔ محمد حسنین العدوی مالکی (۱۸۵۸ء/۱۹۳۶ء)

۱۲۔ الفتح المبین ۳/۱۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ احمد الزرقاء (متوفی ۱۳۵۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح القواعد الفقهيه" تالیف کی۔

حسن العلیاری امامی (متوفی ۱۳۵۸ھ)[1]

انہوں نے کتاب "مشكاة الاصول الى علم الاصول" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔[2]

حسین المکی (۱۳۰۹ھ/۱۳۵۹ھ)[3]

انہوں نے کتاب "شرح نظم مختصر المنار" تالیف کی۔[4]

عبدالحمید بن بادیس (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ)[5]

انہوں نے "شرح (مختصر) على مفتاح الوصول للشريف التلمساني، في الاصول" تالیف کی۔[6]

خلیل الخالدی حنفی (۱۲۸۲ھ/۱۳۶۰ھ)[7]

انہوں نے کتاب "حدود اصول الفقه" تالیف کی۔[8]

امین بن محمد حنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ)[9]

انہوں نے کتاب "ازلة الالتباس عن مسائل القياس فى الاصول" تالیف کی۔[10]

احمد الحسینی (۱۲۹۱ھ/۱۳۶۴ھ)[11]

انہوں نے کتاب "علم اصول الفقه ومصادر التشريع الاسلامى" تالیف کی۔[12]

۱۔ حسن بن علی بن عبداللہ العلیاری، القراجہ داغی التبریزی امامی متوفی (۱۹۳۹ء) دس برس سے زائد نجف میں رہے۔

۲۔ معجم الاصولیین ۲/۴۸ (۲۸۱)

۳۔ حسین بن محمد سعید بن عبدالغنی (۱۸۹۱ء/۱۹۴۰ء) مکہ میں ولادت اور پرورش ہوئی۔

۴۔ معجم الاصولیین ۲/۸۰۔۸۱ (۳۱۴)

۵۔ عبدالحمید بن محمد المصطفی بن مکی بن بادیس، رئیس جمعیۃ العلماء المسلمین بالجزائر (۱۸۸۷ء/۱۹۴۰ء) ولادت و وفات قسطنطنیہ میں ہوئی۔

۶۔ معجم الاصولیین ۲/۱۷۰ (۴۰۷)

۷۔ خلیل جواد بن بدر بن مصطفی بن خلیل، ابوالوفاء الخالدی المقدسی حنفی (۱۸۶۶ء/۱۹۴۱ء) قاہرہ میں وفات پائی۔

۸۔ معجم الاصولیین ۲/۹۱۔۹۲ (۳۲۸)

۹۔ امین بن محمد بن سلیمانی البسیونی حنفی (۱۸۸۰ء/۱۹۴۲ء)

۱۰۔ الفتح المبین ۳/۱۹۲، معجم الاصولیین ۱/۲۸۷ (۲۳۰)

۱۱۔ احمد ابراہیم الحسینی (۱۸۷۴ء/۱۹۴۵ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

۱۲۔ معجم الاصولیین ۱/۷۳ (۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد ابوالفتح بک (متوفی ۱۳۶۵ھ)[1]

انہوں نے کتاب " المختارات الفتحیہ فی تاریخ التشریع الاسلامی واصول الفقہ "تالیف کی۔[2]

محمد الخضر حسین مالکی (۱۲۹۴ھ)[3]

انہوں نے کتاب" تعلیقات علی کتاب الموافقات للشاطبی فی اصول الفقہ "تالیف کی۔[4]

احمد مصطفی المراغی بک (۱۳۰۰ھ/۱۳۷۱ھ)[5]

انہوں نے" کتاب الموجز فی علم الاصول "تالیف کی۔[6]

عبدالوہاب خلاف بک (۱۳۰۵ھ/۱۳۷۵ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب علم اصول الفقہ ، یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۶۱ھ۔۱۹۴۲ء میں اور بیسویں مرتبہ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء میں مکتبہ دار العلم کویت سے چھپیں۔ ساتویں طباعت ۱۳۷۶ھ۔۱۹۵۶ء میں ہوئی اور اس پر استاد ابوزہرہ نے افتتاحیہ لکھا تھا۔

۲۔ الحلقة الاولی من سلسلة الدراسات العلیا فی علم اصول الفقہ فی الاجتہاد بالنصوص۔

۳۔ الحلقة الثانیہ من سلسلہ الدراسات العلیا فی علم اصول الفقہ فی الاجتہاد بالرأی۔[8]

عبدالرحمن بن ناصر حنبلی (۱۳۰۷ھ۔۱۳۷۶ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ القواعد والاصول الجامعة فی اصول الفقہ

۲۔ طریق الوصول الی العلم المامول من الاصول۔[10]

۱۔ احمد ابوالفتح بک متوفی ۱۹۴۶ء

۲۔ الفتح المبین ۱۹۹/۳، معجم الاصولیین ۷۰/۱۔۷۲(۴۴)

۳۔ شیخ محمد الخضر حسین بن علی بن عمر تونس میں پیدا ہوئے

۴۔ الفتح المبین ۲۱۳/۳

۵۔ عبدالوہاب خلاف بک (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۵ء)

۶۔ الفتح المبین ۲۰۶/۳

۷۔ احمد بن مصطفی بن محمد بن عبدالمنعم القاضی مصری (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۲ء) مصر میں پیدا ہوئے

۸۔ الفتح المبین ۲۰۲/۳، معجم الاصولیین ۲۴۱/۱(۱۸۳)

۹۔ عبدالرحمن بن ناصر بن عبداللہ التمیمی حنبلی (۱۸۹۰ء۔۱۹۵۶ء)

۱۰۔ معجم الاصولیین ۱۹۲/۲(۴۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالجلیل بن احمد (۱۲۸۷ھ۔۱۳۷۶ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدۃ الافکار ، شرح مختصر المنار فی الاصول

۲۔ محاضرات فی اصول الفقہ[2]

حافظ بن احمد (۱۳۴۲ھ۔۱۳۷۷ھ)[3]

انہوں نے کتاب "سلم الوصول الی علم الاصول" تالیف کی۔[4]

شیخ محمد امین الشنقیطی (متوفی ۱۳۹۳ھ)[5]

انہوں نے کتاب "مذکرہ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر لابن قدامہ" تالیف کی۔

حسن المشاط المکی مالکی (۱۳۱۷ھ۔۱۳۹۹ھ)[6]

انہوں نے کتاب "نیل المنی والمامول علی لب الاصول" تالیف کی۔[7]

عبدالغنی المصری (۱۳۲۶ھ۔۱۴۰۴ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب "حجیۃ السنۃ" ۔ یہ پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔

۲۔ "اصول الفقہ لغیر الحنفیۃ" مختلف اساتذہ کے اشتراک سے ۱۹۶۳ء میں لکھا گیا۔

۳۔ "محاضرات فی اصول الفقہ" یہ جامعہ الازہر میں دیئے گئے لیکچرز پر مشتمل کتاب ہے۔

۴۔ "حجیۃ الاجماع حقیقتہ وحجیتہ"۔[9]

☆☆☆

۱۔ عبدالجلیل بن احمد بن عبدالرزاق (۱۸۷۰ء/۱۹۵۷ء) بغداد میں ولادت ووفات ہوئی۔

۲۔ معجم الاصولیین ۲/۱۵۸ (۳۹۳)

۳۔ حافظ بن احمد بن علی الحکمی (۱۹۲۳ء/۱۹۵۸ء) اہل جیزان میں سے تھے جو حجاز ویمن کے درمیان ہے

۴۔ معجم الاصولیین ۲/۲۵ (۲۵۴)

۵۔ الشیخ محمد امین ابن المختار الشنقیطی

۶۔ حسن بن محمد بن عباس بن المشاط مالکی (۱۸۹۹ء/۱۹۷۸ء) المعلاہ میں مدفون ہیں

۷۔ معجم الاصولیین ۲/۵۳،۵۴ (۲۸۸)

۸۔ عبدالغنی بن عبدالخالق بن حسن بن مصطفی المصری (۱۹۰۸ء/۱۹۸۳ء)

۹۔ معجم الاصولیین ۲/۲۱۹ (۴۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف ونشأ وارتقاء

فصل اوّل : حنفی مذہب اور اس کا نشأ وارتقاء

فصل دوم : مالکی مذہب اور اس کا نشأ وارتقاء

فصل سوم : شافعی مذہب اور اس کا نشأ وارتقاء

فصل چہارم : حنبلی مذہب اور اس کا نشأ وارتقاء

فصل پنجم : اہلِ سنت کے متروک مذاہب اور ان کا نشأ وارتقاء

فصل ششم : مذاہب شیعہ اور ان کا نشأ وارتقاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف ونشأ وارتقا

خلفائے راشدین کے زمانے میں مسائل عام طور پر پیچیدہ نہیں ہوتے تھے۔ اوران کا وقوع بھی آج کی نسبت کم ہوتا تھا۔اس لئے اس زمانے میں استنباط مسائل کا کام آسان تھا۔مفتی اور قاضی کو بھی ان سے کم ہی واسطہ پڑتا تھا۔اکیانوے برس پر محیط (۴۱ھ۔۱۳۲ھ) اموی دور جس میں چودہ خلفاء گزرے ہیں، اس میں بھی کم وبیش یہی حالت نظر آتی ہے اور تمام فیصلوں کا دارومدار قرآن کریم اور سنت نبوی پر تھا۔کبار صحابہ فقہی معاملات میں اپنی ذاتی رائے دینے سے گریز کرتے، ان کی حتی الامکان کوشش ہوتی تھی کہ ہر معاملہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات تلاش کی جائیں۔

عباسی دور میں تہذیب وتمدن کے دائرہ میں وسعت آجاتی ہے اور اسلام عرب سے نکل کر دور دراز علاقوں تک پھیل جاتا ہے تو ماہرین شریعت اور راویان حدیث بھی مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔مفتوحہ علاقوں میں مملکت اسلامیہ کو نت نئے مسائل سے سابقہ پڑنے لگا۔یہ حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ مسائل کے حل کے لئے زاویہ فکر میں وسعت پیدا کی جائے۔

خلیفہ منصور عباسی نے بغداد کو دارالحکومت بنایا تو ہر طرف سے علماء، تاجر، فنون کے ماہرین یہاں جمع ہونے لگے۔ وہاں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا، علوم وفنون ترقی کرنے لگے۔عہد امویہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں علمی ترقی کی داغ بیل ڈال دی گئی تھی اور انہی کے حکم پر احادیث جمع کی گئیں۔مگر آپ کے بعد یہ کام جاری نہ رہ سکا اور پھر عہدِ عباسی کا آغاز ہوتے ہی فروغ علم کا کام انتہائی تیز رفتاری سے اپنی منزلیں طے کرنے لگا۔ کیونکہ ایرانیوں، رومیوں اور مصریوں کی ایک بڑی تعداد اسلام میں داخل ہوگئی تھی، اس لئے فارسی اور رومی زبانوں کی کتابیں بھی تیزی سے عربی میں ترجمہ ہونے لگیں اور سلطنت اسلامیہ میں دیگر اقوام کے علوم بھی متعارف ہونے گئے۔ علوم وفنون کی ترویج واشاعت نے بحث وتمحیص اور اختلافات کا دروازہ بھی کھول دیا اور یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ ان اختلافات کا دائرہ کہیں احکام شریعت تک بھی وسیع نہ ہوجائے لہٰذا اس نظریہ ضرورت کے پیش نظر شریعت کو باقاعدہ طور پر کتابوں میں مدون کرنے کا رجحان بڑھنے لگا اور تدوین کی وجہ یہ بھی تھی تاکہ شریعت کے قوانین اور اصول کی بنیاد پر ایسے قوانین مرتب کئے جاسکیں جو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق روزمرّہ کی زندگی میں لوگوں کی صحیح رہنمائی کرسکیں۔

خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام مالکؒ سے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ''مؤطا'' مرتب کرنے کی درخواست کی تھی اور پھر جب خلیفہ نے اس کتاب کو اپنی مملکت کا عدالتی مجموعہ قوانین قرار دینا چاہا تو امام مالک نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں اور ہر ایک اسی حدیث پر عمل کرنا ضروری سمجھتا ہے جو اس کے نزدیک پایہ صحت کو پہنچتی ہے وہ سب ہدایت پر ہیں۔سب کا مقصود رضائے الٰہی اور اطاعت رسول ہے۔ ایسی صورت میں لوگوں کو صرف مؤطا میں لکھی ہوئی احادیث اور احکام پر عمل کرنے پر مجبور کرنا مناسب نہیں۔اس پر خلیفہ نے اپنے ارادہ کو ترک کردیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عہد میں واضعین قوانین اسلامیہ (فقہاء) کا طبقہ وجود میں آیا۔علوم دینیہ کے ماہر تو پہلے بھی ہوتے تھے مگر انہیں فقہاء کے بجائے قراء کہا جاتا تھا۔فقہاء کی اس جماعت میں بڑے صاحب کمال لوگ موجود تھے اور انہوں نے فقہ اسلامی کے اصول وضوابط کی ترتیب اور استنباط احکام میں بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ان میں سے بعض فقہاء مخصوص مکاتب فکر کے بانی ہوئے اور آج بھی دنیا کے بیشتر مسلمانوں کا انہی میں سے کسی نہ کسی مکتبہ فکر کے ساتھ تعلق ہے۔یہ اصحاب امام ابوحنیفہ،امام مالک،امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تھے اور ان کے پیروکار حنفی،مالکی،شافعی اور حنبلی کہلائے۔

شیعہ اصحاب علیحدہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے پیروکار زیدی،شیعہ اور امامی شیعہ وغیرہ ہیں۔زیدی شیعہ زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں اور امامی شیعہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔بعض فقہاء نے اپنے عہد میں تو بہت شہرت حاصل کی،لیکن بعد میں ان کے نظریات وافکار کو فروغ حاصل نہ ہوسکا اور نہ ان کے پیروکار کی تعداد میں اضافہ ہوسکا۔ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے۔امام اوزاعی،داؤد الظاہری اور طبری کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ان کے افکار کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اور ان کا شمار بلند پایہ لوگوں میں عزت واحترام سے لیا جاتا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔جہاں ضروری ہوتا ہے ان سے اختلاف کیا جاتا ہے۔

ان فقہاء کرام سے منسوب مذہب کا مختصر حال اور بانیان مذہب کا مختصر تعارف اور مختلف ممالک میں ان کی نشوونما وغیرہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔فقہاء اربعہ سے متعلق پہلے گفتگو کی جائے گی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

حنفی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء

امام ابوحنیفہ حنفی مذہب کے بانی ہیں۔ ان کے تعارف کے بغیر مذہب حنفی کا تعارف مکمل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے پہلے بانیٔ مذہب کا مختصر ذکر کیا جائے گا۔ اور یہی ترتیب دیگر فقہاء کے بیان میں بھی ملحوظ رکھی جائے گی۔

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی اصح قول کے مطابق[1] ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی اور ۱۵۰ھ میں بغداد میں وفات پائی۔[2]

خطیب بغدادی میں لکھا ہے:

"وذهب ثابت الى علي بن ابي طالب وهو صغيره فدعاله بالبركة فيه وفي ذريته .... والنعمان بن المرزبان ابو ثابت هو الذى اهدى لعلي بن ابي طالب الفالوذج في يوم النيروز فقال نوروز نا كل يوم"۔[3]

(اور امام ابوحنیفہ کے والد) ثابت حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ابھی کمسن تھے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کے والد (اور امام اعظم کے دادا) وہی ہیں جنہوں نے یوم نوروز پر حضرت علی بن ابی طالب کو فالودہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا:
''ہمارا ہر دن ہی نوروز ہے'')

اس بیان سے آپ کے خاندان کے متمول اور خوشحال ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امام اعظم نے اپنی عملی زندگی کا آغاز تجارت سے کیا اور زندگی بھر اس پیشہ سے وابستہ رہے۔ تاہم جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی وہاں مختلف النوع عقائد کے لوگ آباد تھے۔ ان میں شیعہ، خارجی، معتزلہ، علم صحابہ کے حامل تابعی وغیرہ شامل تھے۔ ان میں مناظروں کی گرم بازاری تھی۔ آغاز شباب ہی سے آپ بھی ان مناظروں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ بعد میں پوری توجہ علم فقہ کی طرف مبذول کی۔ یہ میلان کیسے پیدا ہوا، اس کے بارے میں سوانح نگار متعدد روایات بیان کرتے ہیں، جس کا یہاں ذکر ضروری نہیں ہے۔ اُستاد ابوزہرہ، امام ابوحنیفہ کی عصری علوم سے واقفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه الرواية تبين أنه رادالعلوم التى كانت شائعة فى عصره، ليختار من بينها مايجعل همة اليه، ويتخصص فيه، وبهذا يستبين انه تثقف فى الجملة بكل العلوم التى كانت فى عصره، وان لم ينصرف من بعد الآ الى الفقه"۔[4]

---

1. "تبييض الصحيفة فى مناقب الامام ابى حنيفه"، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی ص ۲۸، مجلس دائرہ المعارف النظامیہ الکائنہ، حیدرآباد دکن۔ ۱۳۱۷ھ
2. "مناقب الامام ابى حنيفه، للامامين، الامام الموفق بن احمد المكىؒ"۔ (۴۸۴ھ تقریباً ۵۶۸ھ) والامام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الکردی الحنفی متوفی ۸۲۷ھ ۱/۴۔۶، کوئٹہ مکتبہ اسلامیہ ۱۴۰۷ھ
3. "تاریخ بغداد"، خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ ۱۳/۳۲۶ (۲۹۷) بیروت دارالکتب العلمیہ سنہ ند
4. "ابو حنيفه حياته وعصره وآراؤه وفقهه"، ابوزہرہ ص ۲۱، دارالفکر العربی سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے رائج الوقت علوم وفنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی تا کہ ان میں سے اپنے لئے کسی مناسب علم کا انتخاب کر کے اس میں امتیاز و تخصیص پیدا کر سکیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے تمام عصری علوم میں واجبی حد تک واقفیت حاصل کر لی تھی۔ اگر چہ بعد میں صرف فقہ ہی آپ کا جولا نگاہ فکر ونظر بنا)

تاریخ بغداد میں امام ابوحنیفہ کی علم فقہ سے وابستگی سے متعلق منقول ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں :

" فجعلت على نفسي أن لا افارق حمادا حتى يموت فصحبته ثماني عشر سنة "۔[1]

(میں نے اپنے اُوپر یہ لازم کر لیا کہ (اپنے اُستاد) حماد سے زندگی بھر الگ نہ ہوں۔ چنانچہ میں پورے اٹھارہ برس ان کی صحبت میں رہا)

مکتب حماد سے وابستگی کے اثرات اور ان کا جائزہ :

مکتب حماد سے وابستگی نے آپ کی استعداد کو اور زیادہ جلا بخشی اور آپ فقہ کے ایک عظیم امام مانے گئے۔ دنیا بھر میں آپ کے پیروکار ہر زمانے میں کثرت سے رہے۔ آپ کی فقہی عظمت کے اعتراف میں شیخ صبحی محمصانی امام ابو یوسف کا یہ قول بھی نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا :

" كنا نختلف في المسالة ، فنأتي ابا حنيفة ، فكا نما يخر جها من كمه فيد فعها الينا "۔[2]

(جب کسی مسئلے میں ہمارا باہمی اختلاف ہوتا تھا تو ہم اسے امام ابوحنیفہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپ اتنی جلدی جواب دیتے تھے جیسے اسے اپنی آستین سے نکالا ہو)

زاہد کوثری نے اپنی کتاب میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے :

" وعن الامام الشافعي الناس عيال في الفقه على ابى حنيفة "۔[3]

(امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں)

امام مالکؒ نے امام ابوحنیفہ کی شان میں فرمایا :

" رايت رجلالو كلمته في هذه السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته "۔[4]

(میں نے ایک آدمی کو دیکھا اگر وہ اس ستون کو سونے کا کر دینے کو کہے تو وہ ضرور اپنے دلائل سے ایسا کر دے گا)

خطیب بغدادی نے امام شافعی کے اسی مفہوم میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔[5]

خطیب بغدادی نے امام مالک اور امام شافعی کے علاوہ خلف بن ایوب، ابن عیینہ، ابوبکر بن عیاش، سہل بن مزاحم، قاسم بن معن، ابن جریج، عبداللہ بن مبارک، مسعر بن کدام، ابوجعفر الرازی، اعمش، فضیل بن عیاض، سفیان ثوری

---

1. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۳/۳۳۳ (۲۹۷ھ) بیروت۔ مکتبہ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء
2. فلسفه التشريع في الاسلام ، صبحي محمصاني ص ۳۱،
3. فقه اهل العراق وحديثهم، محمد زاہد الکوثری (۱۲۹۶ھ ـ ۱۳۷۱ھ) تحقیق عبدالفتاح ابوغدہ ص ۵۴، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی سنہ ند
4. الجواهر المضيه في طبقات الحنيفه، محی الدین ابی محمد عبدالقادر ابن ابی الوفاء متوفی ۶۹۶ھ، ۱/ ۶۹۶ کراچی میر کتب خانہ سنہ ند
5. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۳/ ۳۴۶ (۲۹۷ھ)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایسی ہی مقتدر اور صاحب علم و فضل شخصیتوں کے مدحیہ اقوال درج کیے ہیں جس میں آپ کے مختلف کمالات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔[1]

ان میں سے صرف ابن مبارک کا ایک قول مندرجہ ذیل ہے:

" رایت مسعرا فی حلقة ابی حنیفة جالسابین یدیه یساله ویستفید منه ومارایت احدا قط تکلم فی الفقه احسن من ابی حنیفة۔[2]

(میں نے مسعر کو امام ابوحنیفہ کے سامنے ان کے حلقہ درس میں بیٹھا دیکھا وہ ان سے سوال پوچھتے اور مستفید ہوتے۔ میں نے کبھی کسی شخص کو فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر کلام کرتے نہیں دیکھا)

شاٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں آپ کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے:

"Abu Hanifa, Leading Fikh Scholar and Theologian in 'Irak' after whom the Madhhab of the Hanafites has been named".[3]

(ابوحنیفہ عراق میں ایک سربرآوردہ فقیہ اور اصول دین کے عالم تھے، جن کی نسبت سے اس مذہب کا نام حنفی مذہب پڑ گیا)

قاضی ابو یوسف:

امام اعظم کے بعد دوسری شخصیت جس نے فقہ حنفی کی تدوین میں گرانقدر خدمات انجام دیں ہیں وہ قاضی ابو یوسف کی ہیں۔ آپ کا اصلی نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری ہے ۱۱۳ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی، آپ عربی النسل تھے۔ آپ شروع میں بڑے غریب تھے لیکن علم سے وابستگی اور شوق کی بنا پر علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ امام اعظم نے آپ کی ہی حالت دیکھی تو مالی امداد فرمانے لگے۔ ابو یوسف پہلے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے شاگرد رہ چکے تھے بعد میں جب امام اعظم کی صحبت اختیار کی تو انہی کے ہو کر رہ گئے۔ علم و فضل کی بنا پر عہدہ قضا پر فائز ہوئے اور اس طرح عباسی خلافت کے اوّلین قاضی قرار پائے۔

خطیب بغدادی نے لکھا:

" وولاه موسیٰ بن المهدی القضاء بهاثم هارون الرشید من بعده وهو اول من دعی بقاضی القضاة فی الاسلام "[4]

شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

" وکان اشهر اصحابه ذکرا ابو یوسف رحمه الله فولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سبب لظهور مذهبه والقضاء به فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر ".[5]

---

[1] حوالہ سابق ۱۳/۳۳۵۔۳۴۷ [2] حوالہ سابق ۱۳/۳۴۳

3 Shorter Encycloaedia of Isalm, Edited by H.A.R. Gibb and J.H. Kramers, page 9, Leide'n E.J. Brill 1953.

[4] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ۱۴/۲۴۲ (۷۵۵۸)

[5] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، باب اسباب اختلاف مذاہب الفقہاء ۱/۳۵۶۔ کراچی، شیخ غلام علی سنز سنہ ندارد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(امام ابوحنیفہ کے مشہور ترین شاگرد امام ابویوسف ہیں۔ امام ابویوسف خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور تھے اور انہی کے ذریعے عراق، خراسان، ماوراء النہر وغیرہ ممالک میں امام ابوحنیفہ کا مذہب اوران کے قضایا شائع ہوئے)

ابوزہرہ نے ابن جریر اور ابن عبدالبر کے ان مدحیہ اقوال کو نقل کیا ہے جو انہوں نے امام ابویوسف کے متعلق کہے ہیں۔

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں :

" کان ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم القاضی فقیھا عالما حافظا، ذکرانه کان یعرف بحفظ الحدیث وانه کان یحضر المحدث ، فیحفظ خمسین اوستین حدیثا ، ثم یقوم فیملیھا علی الناس وکان کثیر الحدیث . ولقد ولی القضاۃ لثلاثه من الخلفاء : للمھدی ثم للھادی ، ثم للرشید "۔[1]

(قاضی ابویوسف بڑے فقیہ، عالم اور حافظ تھے، حفظ حدیث میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ محدث کے یہاں حاضر ہوتے اور پچاس یا ساٹھ احادیث تک یاد کر لیتے، پھر کھڑے ہو کر املا کرا دیتے، بڑے کثیر الحدیث تھے۔ آپ تین خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے قاضی رہے)

ابن عبدالبر لکھتے ہیں :

" کان الرشید یکرمه ویجله ، وکان عندهٗ حظیا مکینا "۔[2]

(ہارون رشید آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ابویوسف ان کے یہاں بڑے موقر و مکرم تھے)

خطیب بغدادی نے امام ابویوسف کے ترجمہ میں لکھا :

" قال سمعت ابا یوسف یقول ، سالنی الاعمش عن مسالة فاجبته فیھا، فقال لی من این قلت ھذا؟ فقلت لحدیثک الذی حدثتناه انت ثم ذکرت له الحدیث، فقال لی یا یعقوب انی لا احفظ ھذا الحدیث قبل ان یجتمع ابواک فما عرفت تاویله حتی الان "۔[3]

(اعمش نے ابویوسف سے ایک مسئلے کے متعلق دریافت کیا۔ ابویوسف نے اس کا شافی جواب دیا تو اعمش نے کہا کہ تم نے یہ جواب کس شرعی سند کی بنا پر دیا ہے؟ ابویوسف نے کہا اس حدیث کی بنا پر جسے آپ نے ہمارے سامنے بیان کیا ہے تو اعمش نے کہا بخدا میں نے اس حدیث کو اس وقت حفظ کیا کہ تمہارے باپ کی ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی لیکن اس کے معنی آج معلوم ہوئے)

اس سے آپ کی ذہانت و فطانت اور استنباط مسائل کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امام ابویوسف نے بہت کی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں انہوں نے اپنے اور اپنے استاد امام ابوحنیفہ کے افکار و نظریات کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی

[1] ابوحنیفہ، ابوزہرہ۔ ص ۱۹۶۔ دار الفکر العربی سن ند۔ [2] حوالہ سابق
[3] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۴/۲۴۶ (۷۵۵۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے مشہور تصنیف "کتاب الخراج" ہے یہ دراصل ایک خط ہے جو انہوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں وہ حکومت کے مالی وسائل اور ذرائع کی تفصیلات ذکر کرتے ہیں۔ ابو زہرہ نے اس کتاب کے بارے میں لکھا :

" و کتاب الخراج فی بابه الفقهی ثروة فقهية ليس لها مثيل فی العصر الذی کتب فيه ".[1]

(اور یہ کتاب الخراج بلاشبہ اپنے موضوع پر بہتر اور قیمتی فقہی سرمایہ ہے جس دور میں یہ لکھی گئی اس میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں ملتی)

اس کتاب کا E. Fagnan نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۹۲۱ء میں پیرس سے شائع ہوا[2]۔ امام ابو یوسف کی ایک اور کتاب اختلاف ابی حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ ہے، جس میں امام موصوف نے وہ مسائل جمع کئے ہیں جو امام اعظم اور قاضی ابن ابی لیلیٰ میں مختلف فیہ تھے۔ ان تمام مسائل میں امام ابو یوسف نے امام اعظم کا ساتھ دیا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے ابو زہرہ لکھتے ہیں :

" هذه كتب للامام ابی یوسف رضی الله عنه ، وقد عرضنا عليك بعض نصوصها ، وانك لترى فيها جمالا فی التعبير ، ووضوحا وجزالة ، ودقة قياس ، واحكام فكر ، وترى بجوار ذلك ادلة فقهية مصورة لاتجاه ابی حنيفة فی تفكيره ......".[3]

(یہ امام ابو یوسف کی تصانیف ہیں، مذکورہ بالا کتب کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں کس قدر حسین تعبیر، وضوحِ بیان، جزالت ودقامت، دقتِ نظر اور قوتِ فکر پائی جاتی ہے اس کے پہلو بہ پہلو فقہی دلائل ہیں جن سے امام ابو حنیفہ کے منہاجِ فکر کا پتہ چلتا ہے)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ :

فقہ حنفی کے تیسرے عظیم ستون امام محمد ہیں۔ آپ کا پورا نام محمد بن الحسن شیبانی اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲ھ میں اور وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی طور پر امام اعظم سے اکتسابِ فیض کیا، تکمیلِ امام ابو یوسف کے پاس کی۔ علاوہ ازیں امام ثوری اور امام اوزاعی سے بھی استفادہ علمی کیا۔ عراقی فقہ (فقہ حنفی) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فقہ، حدیث، روایات اور ان کے افکار و آراء اخذ کئے۔ آپ نے تین برس امام مالک کے یہاں قیام کیا۔ ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کے منصب پر فائز رہے۔ آپ بالغ نظر ادیب بھی تھے اس لئے لسانی و بیانی خصوصیات سے بہرہ ور تھے۔ شخصیت بھی بڑی بارعب اور جاذبِ نظر تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" لکھتے ہیں :

" وكان حسنهم تصنيفا والزمهم درساً محمد بن الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابی یوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ المؤطا على مالك ".[4]

---

[1] ابو حنیفہ، ابو زہرہ۔ ص ۱۹۷

[2] Shorter Encyclopaedia of Isalm Page 1 حوالہ سابق ص ۱۹۹۔ اور ۳۱

[3] ابو حنیفہ، ابو زہرہ۔ ص ۲۰۵

[4] حجۃ اللہ البالغہ ، شاہ ولی اللہ ۱/۳۵۶۔ کراچی، شیخ غلام علی سنز سن ند۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تصنیف وتالیف، درس وتدریس کی بہترین خدمات انجام دینے والے امام محمد بن الحسن ہیں۔ان کی حالت یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے فقہ کی تحصیل کی۔اس کے بعد مدینہ منورہ گئے اور امام مالک ؒ کے سامنے زانوئے شاگردی بچھایا اور ان سے موطا پڑھی)

ابوزہرہ لکھتے ہیں :

" اجتمع لمحمد بن الحسن مالم يجتمع لغيره من اصحاب ابى حنيفة غير شيخه ابى يوسف ، فهو قد تلقى فقه العراق كاملا، وقد صقله القضاء ، اذ تلقى عن ابى يوسف القاضى، وتلقى فقه الحجاز كاملا عن شيخ المدينه مالك وفقه الشام عن شيخ الشام الاوزاعى ، وكانت له قدرة ومهارة فى التفريع والحساب و يملك عنان البيان ثم تمرس بالقضاء ، فكانت هذا الولاية دراسة اخرى الادلة علما وتجربة وقربت فقهه من الناحية العملية ......فهو الذى يعد بحق ناقل فقه العراقيين الى الاخلاف " [1]

(محمد بن حسن ان اوصاف کے جامع تھے جو اُن کے استاد امام ابو یوسف کے سوا کسی میں جمع نہ ہو سکے۔آپ نے عراقی فقہ مکمل طور پر حاصل کی، منصب قضاء کی ذمہ داریوں نے اس میں مزید جلاء پیدا کی۔استاذ مدینہ امام مالک سے اہلِ حجاز کی فقہ حاصل کی۔اہلِ شام کی فقہ ملک شام کے مشہور شیخ امام اوزاعی سے پڑھی۔تفریع اور حساب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، زبردست قوت بیانیہ کے مالک تھے۔جب قضاء کی ذمہ داریوں سے دوچار ہوئے تو آپ کے علم وتجربہ کو چار چاند لگ گئے اور آپ کو فقہ کا عملی تجربہ حاصل ہوا...... سچی بات یہ ہے کہ عراقی فقہ کو متاخرین تک نقل کرنے کا سہرا امام محمد کے سر ہے)

امام محمدؒ نے فقہ پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور یہ ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ امام محمد کی تصانیف ہی فقہ حنفی کا اولین مرجع سمجھی جاتی ہیں۔ابوزہرہ آپ کی ایک تصنیف " الجامع الكبير " سے ایک مثال پیش کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" ولا شك ان العبارة التى نقلنا ها تدل دلالة واضحة على جودة التعبير ، والجمع بين احكام الفكرة ، وسلامة العبارة ، بل جمالها". [2]

(نقل کردہ عبارت سے روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہے کہ یہ کتاب تعبیر، احکام فکر، سلاست عبارت اور حسن بیان میں اپنی مثال آپ ہے)

فقہ حنفی سے متعلق امام ابو یوسف اور امام محمد کی گرانقدر خدمات کا ذکر شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے :

"The two pupils are more autoritative for the development of the teaching of the school than Abu Hanifah himself" [3]

(یہ دونوں شاگرد حنفی مکتبِ فکر کی تعلیمات کی نشو ونما اور ارتقاء کے ضمن میں خود ابوحنیفہ سے بھی سبقت لے گئے ہیں)

---

[1] ابوحنیفہ، ابوزہرہ۔ص ۲۰۶۔۲۰۷ [2] حوالہ سابق۔ص ۲۱۳

[3] Shorter Encyclopaedia of Isalm Pg. 131

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اعظم کے دو قابل فخر تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں جنہیں عرف عام میں "صاحبین" کہا جاتا ہے، ان کے علم و فضل، کمالات، مہارت اور فقہی بصیرت کا اندازہ مندرجہ بالا اقوال سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کے اقوال و افکار کو متاخرین تک پہنچانے میں عظیم خدمت انجام دی ہے اور فقہ حنفی ہی نہیں فقہ اسلامی کی آبیاری اور اسے توانائی بخشنے کے لئے ناقابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

امام زفر :

فقہ حنفی کے چوتھے ستون امام زفر ہیں۔ آپ کا پورا نام زفر بن ہزیل ہے۔ یہاں واضح رہنا چاہئے کہ آپ امام اعظم کے دونوں قابل فخر تلامذہ ابو یوسف اور محمد سے صحبت کے اعتبار سے مقدم تھے۔ چنانچہ امام اعظم کی وفات کے صرف آٹھ سال بعد ہی وفات پا گئے، گویا آپ کا سنِ وفات ۱۵۸ھ ہے آپ نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ امام اعظم کی وفات کے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہے۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ پوری زندگی آپ امام اعظم کے افکار و آراء کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ امام اعظم کی زندگی ہی میں آپ بصرہ کے قاضی بن گئے تھے۔ تاہم آپ امام اعظم کے حلقہ درس کے جانشین ہوئے اور ان کے بعد ہی مسند تدریس امام ابو یوسف کے حصے میں آئی۔ تاریخ بغداد میں ان چاروں بزرگوں کا بڑا عمدہ تقابل پیش کیا گیا ہے۔ لکھا ہے :

" فوقف عليه رجل فسأله عن اهل العراق فقال له : ما تقول في ابي حنيفة ؟ فقال سيد هم ، قال فابو يوسف؟ قال اتبعهم للحديث ، قال فمحمد بن الحسن قال اكثرهم تفريعا قال فزفر؟ قال احدهم قياسا "[1]

(مروی ہے کہ ایک شخص امام مزنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل عراق کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے امام مزنی سے کہا "ابو حنیفہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" امام مزنی نے کہا "اہل عراق کے سردار"۔ اس نے پوچھا اور ابو یوسف کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ وہ بولے "وہ سب سے زیادہ حدیث کی اتباع کرنے والے شخص ہیں"۔ اس نے پھر کہا اور امام محمد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ مزنی بولے "وہ تفریعات میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں"۔ وہ بولا اچھا تو زفر کے متعلق فرمایئے۔ امام مزنی بولے "وہ قیاس میں سب سے زیادہ تیز ہیں")

فقہ حنفی کی تدوین اور اس کا طریقہ کار :

عصرِ صحابہ میں جو مجتہد پائے جاتے تھے وہ اپنے فتاویٰ اور اجتہادات کو جمع نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے حدیث نبوی کی جمع و تدوین بھی نہیں کی۔ بعد میں مدینۃ المنورہ کے فقہاء حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس اور ان کے بعد تابعین کے فتاویٰ جمع کرنے لگے ان کو دوسرے مسائل کے لئے بنیاد قرار دیتے تھے۔ عراقی فقہاء عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے فتاویٰ، شریح اور دیگر قضائے کوفہ کے فیصلوں کو جمع کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے بھی فتاویٰ کو ایک مجموعے میں جمع کیا تھا۔ امام ابو حنیفہ کے استاد حماد کا بھی ایک مجموعہ تھا تاہم ان کی حیثیت ایک ذاتی ڈائری کی تھی کہ مجتہد عند الضرورت اس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ فقہ کی باقاعدہ تدوین کا سہرا امام اعظم کے سر پر ہے۔

[1] تاریخ بغداد ، خطیب بغدادی ۲۴۶/۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ موفق بن احمد مکی (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں :

" ابو حنیفہ اول من دون علم ھذہ الشریعة، لم یسبقہ احد من قبلہ، لان الصحابة والتابعین رضی اللہ عنہم لم یضعوا فی علم الشریعة ابواباً مبوبة، ولا کتباً مرتبة، وانما کانوا یعتمدون علی قوة فھمھم، وجعلوا قلوبھم صنادیق علمھم، فنشأ ابو حنیفة بعد ھم، فرای العلم منتشراً فخاف علیہ الخلف السوء ان یضیعوہ .... فلذلک دونہ ابو حنیفة، فجعلہ ابواباً مبوبة،

السوء ان یضیعوہ .... فلذلک دونہ ابو حنیفة، فجعلہ ابواباً مبوبة، و کتباً مرتبة "۔[1]

(امام ابوحنیفہ اولین شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا، آپ سے قبل یہ فخر کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ صحابہ وتابعین نے نہ ابواب مرتب کئے اور نہ بالترتیب تصنیف کی، ان کا تمام تر اعتماد قوت فہم پر تھا۔ ان کے دل ہی علم کے صندوق تھے۔ امام ابوحنیفہ نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ اوراق علم بکھرے پڑے ہیں۔ ان کے جی میں آیا کہ مبادا بعد میں آنے والے ناخلف انہیں ضائع کر دیں۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ نے تدوین علم کا بیڑا اُٹھایا اور اسے ابواب وکتب میں مضبوط و مرتب کیا)

فقہ حنفی کی تدوین میں امام اعظم کی حیثیت بانی وقائد اور رہنماء کی ہے۔ تاہم اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ امام اعظم کی براہ راست فقہ حنفی پر کسی یقینی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے تلامذہ نے آپ کی زیر سرپرستی آپ کے اقوال مدون کئے اور حضرت امام نے کبھی کبھی ان پر نظر ثانی فرمائی، چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب کی تدوین میں کچھ حد تک امام ابو یوسف ورنہ تقریباً مکمل فقہ حنفی کی تدوین امام محمد نے کی۔ امام اعظم کی کوئی باقاعدہ تصنیف نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں :

" لم یعرف لابی حنیفة کتاب فی الفقہ، رتب ابوابہ وعقد نظامہ، کما علمت، وان ذلک ھو الذی یتفق مع روح العصر وسیر الزمان، اذ أن تالیف الکتب لم یشع وینتشر الا بعد وفاة ابی حنیفة، أو فی اخر حیاتہ، وقد ادرکتہ الشیخوخة "۔[2]

(فقہ میں امام ابوحنیفہ نے کوئی مرتب و منظم کتاب تصنیف نہیں کی۔ اگر آپ کے عہد کے حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات رُوحِ عصر اور رفتارِ زمانہ کے بالکل مطابق ہے کیونکہ کتابیں تصنیف کرنے کا رواج آپ کی وفات کے بعد یا آپ کی زندگی کے آخری دور میں ہوا جبکہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے)

فقہ حنفی کی ایک نمایاں اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تدوین شورائی طریق کار پر ہوئی۔ اس طریق کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں :

"امام ابوحنیفہ کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مسئلہ پیش کرتے اور ہر ایک کی معلومات اس کے حل کے لئے دریافت کرتے اور اپنی رائے بھی پیش کرتے اور مہینہ بھر بلکہ اس سے بھی زیادہ تک مناظرہ جاری رہتا اور جب کسی رائے کے دلائل پوری طرح واضح ہو جاتے تو پھر ابو یوسف اس کو لکھ لیتے اور دیگر آئمہ کے (بر) خلاف امام ابوحنیفہ نے انفرادی کوشش اور تنہا استبدادی رائے کی جگہ اپنے مذہب کو مشورے پر منحصر کر دیا"۔[3]

1۔ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، موفق بن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ ۱۳۶/۲ کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ ۱۴۰۷ھ

2۔ ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۱۸۷، دار الفکر العربی سن ند

3۔ ابوحنیفہ کی تدوین قانون سازی، محمد حمید اللہ ص ۴۹ کراچی اردو اکیڈمی طبع ششم ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ء اس میں بحوالہ موفق ۳۳/۱ کردی، ۵۰/۱ مذکور ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلسِ شوریٰ میں شریک تلامذہ کس پائے کے تھے اور علم وفضل کے کس مقام پر فائز تھے؟ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے تلامذہ کے متعلق فرمایا :

" اصحابنا هٰؤلاء ستة وثلاثون رجلا منهم ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ومنهم ستة يصلحون للفتوى ومنهم اثنان يصلحان يؤدبان القضاة واصحاب الفتوىٰ، واشار الى ابى يوسف وزفر "۔[1]

(یہ چھتیس آدمی ہیں، ان میں سے اٹھائیس قاضی بننے کے لائق ہیں اور چھ مفتی بننے کے اور دو قاضی اور مفتیوں کی اصلاح وتادیب کی قابلیت رکھتے ہیں، اور آپ نے ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ فرمایا)

اس میں جہاں باقی تلامذہ کی فضیلت علمی کا اندازہ آسانی سے ہوسکتا ہے وہاں ابو یوسف اور زفر کی علمی عظمت کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ امام اعظم نے فقہ حنفی میں کوئی مرتب ومنظم تصنیف نہیں فرمائی تھی، آپ کے اصحاب و تلامذہ آپ کی آراء کو مدون کرتے اور ضبط تحریر میں لاتے تھے۔ کبھی انہیں املا بھی کراتے۔ تاہم یہ تمام کام امام ابو یوسف اور امام محمد کے ہاتھوں تکمیلی مراحل تک پہنچا، چنانچہ ابو زہرہ لکھتے ہیں :

" ودون ابو يوسف كتاب الخراج وغيره من كتب الفقه العراقي، ثم جاء محمد فاوفى على الغاية، ودون الفقه العراقي كاملا أوقريبا من الكمال "۔[2]

(اور ابو یوسف نے کتاب الخراج اور فقہ حنفی کی دیگر کتب مدون کیں، پھر امام محمد کا دور آیا تو انہوں نے مکمل یا تقریباً مکمل فقہ حنفی کو ترتیب دیا)

امام محمد نے جن کتابوں کی تدوین کی ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جسے ثقہ راویوں نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔ انہیں کتب ظاہر الروایہ یا مسائل اصول کہا جاتا ہے، دوسری قسم وہ ہے جو ثقہ راویوں سے روایت نہیں کی گئیں۔ ان کا نام کتب یا مسائل النوادر ہے۔ کتب ظاہر الروایہ چھ ہیں : المبسوط، الجامع الكبير، الجامع الصغير، كتاب السير الكبير، السير الصغير اور زيادات ۔ چھ کتابیں ابو الفضل نے اپنی تصنیف "کتاب الکافی" میں جمع کردی ہیں۔ بعد ازاں علامہ سرخسی نے کتاب " المبسوط " میں جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے کافی کی شرح لکھی ہے۔[3]

فقہ حنفی کے اصول اور استنباط مسائل کا طریقہ کار :

امام اعظم نے اپنی فقہ کی بنیاد کتب وسنت اور صحابہ کرام کے اقوال وفتاویٰ پر رکھی۔ آپ نے فرمایا :

" تلقيت فقه عمر وفقه علي، وفقه عبد الله بن مسعود وفقه ابن عباس عن اصحابهم "۔[4]

(میں حضرت عمر ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ، حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ اور ان کے اصحاب وتلامذہ کی فقہ حاصل کر چکا ہوں)

1۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۳/ ۲۴۷۔۲۴۸ (۷۵۵۸)

2۔ ابو حنیفہ، ابو زہرہ ص ۲۶، دار الفکر العربی سن ند

3۔ فلسفه التشريع فى الاسلام، صبحی محمصانی ص ۳۴ ملخص 4۔ ابو حنیفہ، ابو زہرہ ص ۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ شہاب الدین مکی (متوفی ۹۷۳ھ) نے فرمایا :

" فقد جاء عن ابی حنیفة من طرق کثیرة ماملخصه انه اوّلا یاخذ بها فی القرآن فان لم یجد فبالسنة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا أخذ بما کان اقرب الی القرآن اوالسنة من اقوالهم ولم یخرج عنهم فان لم یجد لاحد منهم قولا لم یاخذ بقول احد من التابعین بل یجتهدوا کما اجتهدوا " [1]

(امام ابوحنیفہ سے متعدد طرق سے جو بات ہم تک پہنچی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اولاً کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر اس میں وہ مسئلہ نہ ملتا تو سنت رسول ﷺ سے دلیل لیتے اگر دونوں میں نہیں پائے تو وہ صحابہ کرام سے اس مسئلہ کے بارے میں ایک سے زائد قول ہونے کی صورت میں جو قول اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنہ سمجھتے ہیں لے لیتے اور اس سے باہر نہیں جاتے۔ یا اگر اس بارے میں ان صحابہ کرام میں سے کسی کا قول نہ پاتے تو تابعین میں سے کسی کا قول نہ لیتے بلکہ ان کی طرح اجتہاد کرتے)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :

" واصل مذهبه فتاوی عبدالله بن مسعود قضایا علی رضی الله عنهما وفتاواه وقضایا شریح وغیره من قضاة الکوفة فجمع من ذلک مایسر الله " [2]

(اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اصل واساس حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ اور حضرت علی ﷺ کے قضایا اور فتاویٰ اور قاضی شریح کے قضایا، فیصلے اور دیگر کوفہ کے قاضیوں کے قضایا اور فتوے ہیں۔ انہوں نے اسی سے حسبِ توفیق الٰہی مسائل فقہ جمع کئے)

شاہ ولی اللہ امام ابوحنیفہ کے طریق اور ان کی فقہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" وکان ابو حنیفة رضی الله عنه الزمهم بمذهب ابرهیم واقرانه لایجاوزه الاّ ماشاء الله . وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال " [3]

(اور حضرت امام ابوحنیفہ عموماً حضرت امام ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کو نہایت التزام سے تھامے ہوئے تھے۔ اس سے وہ ذرہ برابر متجاوز نہ ہوتے تھے الا ماشاء اللہ۔ حضرت امام ابوحنیفہ ان کے مذہب کی تخریجات میں ایک عظیم الشان حیثیت رکھتے تھے۔ تخریجات مسائل کی وجوہات پر نہایت دقیق و عمیق نظر رکھتے تھے اور فروعات پر پوری نظر اور کامل توجہ تھی)

---

۱ کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر الهیتمی الملکی متوفی ۹۷۳ھ، ص ۲۹ گیارہویں فصل فیمابنی علیہ مذہبہ کے تحت لکھا، مصر مطبعہ المیمنیہ ۱۳۱۱ھ

۲ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی ۱/۳۵۶ باب اختلاف الصحابہ والتابعین فی الفروع، کراچی غلام سنز سنہ ند

۳ حوالہ سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے مندرجہ بالا بیان کی تائید وتصدیق کے لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں :

" فان شئت أن تعلم حقيقة ما قلنا فلخص اقوال ابراهيم و اقرانه من كتاب الآثار لمحمد رحمه الله و جامع عبدالرزاق و مصنف ابي بكر بن شيبه ثم قايسه بمذهبه تجده لا يفارق تلك المحجة الا في موضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء الكوفة "[1]

(اگر تم ہمارے اس بیان کی تصدیق چاہتے ہو تو امام محمد کی کتاب "الآثار" اور "جامع عبدالرزاق" اور "مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ" کا مطالعہ کرو اور ان میں حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کے اقوال کا تفحص کرو، پھر ان کو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر منطبق کرو۔ ٹھیک ٹھیک تم اپنے اساتذہ کی روش اور طریقہ کا پیرو پاؤ گے)

امام ابویوسف کی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ نے امام اعظم کے طرق استنباط اور فقہی مہارت وبصیرت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے :

" وترى فيه صورة قوية لادلة ابى حنيفة وطرق استنباطه ، ومسالكه في الاستدلال ، ثم ترى فيه صورة قوية لعقل ابى حنيفة الفقهى القائس ، والمفسر للنصوص بغاياتها وبواعثها وعللها ، غير مقتصر في بيانها على مرامى عباراتها الظاهرة "[2]

(اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کے دلائل، طرق استنباط اور مسالک استدلال کی اصلی صورت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ فقہی قیاسات میں کس قدر مہارت تامہ رکھتے تھے اور نصوص کتاب وسنت کی تشریح وتوضیح کرتے وقت آپ کی عقل سلیم ان کے غایات اور بواعث وعلل تک پہنچ جاتی تھی اور آپ ظاہری عبارت ہی میں اُلجھے نہیں رہتے تھے)

امام ابویوسف کی دوسری کتاب " اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلی" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں :

" والكتاب فيما اشتمل عليه من مسائل وادلتها قبس من عقل ابى حنيفة الفقهى وصورة نيرة له "[3]

(یہ کتاب جن مفید مسائل وادلہ پر مشتمل ہے وہ امام ابوحنیفہ کی فقہی بصیرت وفراست کی جیتی جاگتی تصویر ہے)

اس مہارت اور دقیق وعمیق نظر اور فقہی بصیرت وفراست کے باوجود امام اعظم جب کسی مسئلے پر فتویٰ دیتے تو یہ فرماتے :

" هذا راى النعمان بن ثابت يعنى نفسه وهو احسن ماقدرنا عليه فمن جاء باحسن منه اولى بالصواب "[4]

(یہ نعمان بن ثابت کی یعنی میری رائے ہے اور ہمیں جہاں تک قدرت حاصل ہوئی اس میں یہ بہترین قول ہے جو کوئی اس سے بہتر قول پیش کر سکے تو وہی زیادہ صحیح ہے)

1۔ حوالہ سابق 2۔ ابوحنیفہ، ابوزہرہ ۲۰۳۔۲۰۴ دار الفکر العربی سن ند 3۔ حوالہ سابق ۲۰۳

4۔ حجة الله البالغه ، شاہ ولی اللہ ۱/۳۸۴ کراچی شیخ غلام علی سنز سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ نے امام شعرانی کی کتاب "الیواقیت والجواهر" کے حوالے سے امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے:

"انه روی عن ابی حنیفة رضی الله عنه انه کان یقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی أن یفتی بکلامی"[1]

(جسے میری دلیل کا علم نہیں اسے میرے قول پر فتاویٰ نہیں دینا چاہئے)

امام محمد جنھوں نے امام اعظم سے قدرے استفادہ کرنے اور امام ابو یوسف سے خاطر خواہ بہرہ ور ہونے کے بعد فقہ حنفی کی عملی طور پر تدوین کی ان کے متعلق شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

"ثم رجع الی نفسه فطبق مذهبه اصحابه علی الموطأ مسالة مسالة فان وافق فیها والّا فان رای طائفة من الصحابة والتابعین ذاهبین الی مذهب اصحابه فکذلک وان وجدقیاسا ضعیفا اوتخریجا لینا یخالفه حدیث صحیح فیما عمل به الفقهاء اویخالفه عمل اکثر العلماء ترکه الی مذهب من مذاهب السلف عمایراه ارجح ما هناک۔۔۔۔۔۔۔"[2]

(انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب پر غور و خوض کرنا شروع کیا اور ان کے ہر مسئلے کو امام مالک کے موطا پر منطبق کرنے کی کوشش کی۔ اگر یہ مسائل موطا پر منطبق ہو جاتے تو فبہا ورنہ پھر صحابہ اور تابعین کے اقوال پر نگاہ ڈالتے۔ اگر صحابہ اور تابعین کو اپنے اصحاب و اساتذہ کے مذہب کے مطابق پاتے تو اسے اختیار کر لیتے۔ اور اگر اپنے مذہب و مسلک اور عمل فقہاء کو ضعیف قیاس اور کمزور تخریج پر مبنی پاتے اور وہ صحیح حدیث کے خلاف ہوتا اور اکثر علماء اس کے خلاف ہوتے تو وہ اسے ترک کر دیتے اور علماء سلف میں سے جس کا مذہب و مسلک راجح اور قوی پاتے، اختیار کر لیتے)

فقہ حنفی کا مدار قرآنی دلائل، احادیث نبویہ اور اصحابہ کرام کے فتاویٰ پر ہے۔ عہدِ عباسی میں چونکہ اسلامی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا اور مختلف تہذیب و تمدن سے وابستہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو رہے تھے۔ لہٰذا نت نئے مسائل کا پیدا ہونا ایک فطری بات تھی ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے عالی ہمت فقہائے کرام نے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے حل کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ بعض مسائل میں مختلف مکاتب فکر کے فقہاء کرام کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہوئے۔ ۔ن خلدون فقہائے احناف کی مہارت اور فقہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وکان تلمیذه صحابة الخلفاء من بنی العباس فکثرت تالیفهم ومناظراتهم مع الشافعیه وحسنت مباحثهم فی الخلافیات وجاء وامنها بعلم مستظرف وانظار غریبة وهی بین ایدی الناس"[3]

(امام ابوحنیفہ کے شاگردوں نے خلفائے عباسیہ کی صحبت میں رہ کر تالیفات کے تودے لگا دیئے اور شافعیوں کے ساتھ ان کے زبردست مناظرے رہے اور اختلافی مسائل میں اچھی بحثیں ان کے قلم سے نکلیں اور وہ علم میں منجھ گئے اور عمیق النظر بن گئے اور جو کچھ ان کی فضیلت و برتری تھی وہ منظر عام پر آگئی)

1 حوالہ سابق 2 حوالہ سابق ۱/۳۵۷

3 مقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۸، بغداد مکتبہ المثنی سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن خلدون نے مذہب حنفی کے ذکر کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ وہ مذہب مالکی کے متعلق لکھتے ہیں :

" رسم یاخذه تنقیح الحضارة وتهذیبها کما وقع فی غیره من المذاهب " [1]

(آپ دیکھیں گے کہ مالکی مذہب بہ نسبت اور مذاہب کے حضریت کے رنگ واثر سے دُور ہی رہا)

وہ حنبلی مذہب کے متعلق بیان کرتے ہیں :

" فامّا احمد بن حنبل فمقلده قلیل لبعد مذهبه عن الاجتهاد " [2]

(امام احمد حنبل کے مقلدین بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ ان کا مذہب اجتہاد سے دُور رہا)

حنبلی فقہاء کا فقہائے احناف سے استفادہ علمی کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون لکھتے ہیں ۔

" وقرا اصحابه (احمد بن حنبل) علی اصحاب الامام ابی حنیفة مع وفور بضاعتهم من الحدیث فاختصوا بمذهب اخر " [3]

(امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے امام ابوحنیفہ کے شاگردوں سے استفادہ علمی کیا۔ گو ان کا خود اپنا مرتبہ حدیث میں بہت اُونچا تھا مگر پھر بھی فقہ حنفی ہی کے خوشہ چین ہوئے)

فقہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ابن خلدون نے اصول فقہ کے ضمن میں امام شافعی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس علم پر قلم اُٹھایا اور اس میں ایک مشہور رسالہ لکھا۔ پھر فقہائے حنفیہ نے اس میدان میں قدم رکھا تو قواعد پر بصیرت افروز بحثیں اُٹھائیں۔ اصول فقہ میں فقہائے احناف کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون نے لکھا ہے :

" فکان لفقهاء الحنفیة فیها الید الطولی من الغوص علی النکت الفقهیة والتقاط هذه القوانین من مسائل الفقه ما امکن وجاء ابوزید الدبوسی من ائمتهم فکتب فی القیاس باوسع من جمیعهم وتمم الابحاث والشروط التی یحتاج الیها فیه وکملت صناعة اصول الفقه بکماله وتهذبت مسائله وتمهدت قواعد " [4]

(بہرحال ماننا پڑتا ہے کہ فقہائے حنفیہ کو اس میں بے نظیر مہارت ہے کہ نکات کی گہرائیوں تک خوب پہنچے ہیں اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں۔ اس فن میں ابوزید الدبوسی امام حنفی کا نام خصوصیت سے لیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے قیاس پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جو تمام کتابوں پر فوقیت لے گئی اور اس میں قابل قدر بحثیں اُٹھا کر وہ تمام شروط زیر بحث لائے جن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جن کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ فقہائے احناف نے علم فقہ پر بیش از بیش کتابیں لکھیں اور اس علم کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا)

بعض مستشرقین نے اسلامی فقہی مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ جوزف شاخت (JOSEPH SCHACH) نے امام اعظم اور امام شافعی اور دیگر آئمہ کے طرق استنباط پر تبصرہ کیا ہے۔ اس ضمن میں چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں :

1 حوالہ سابق ص ۴۴۹ 2 حوالہ سابق ۴۴۸ 3 حوالہ سابق 4 حوالہ سابق ۴۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"Shafi'i merely borrows and repeats the reasoning of Abu Hanifa"........... "He is less technically legal than Abu Hanifa"..........."Shafi'i reproduces almost literally Shaibanis arguments"..........."Shafi'i adopts and elaboraters parts of shaibanis systematic arguments against The Medinese although in each case he diverges from both ancient schools".[1]

(امام شافعی امام ابوحنیفہ کے استدلال کو محض مستعار لیتے ہیں اور اس کا اعادہ کرتے ہیں۔ وہ فنی اور قانونی اعتبار سے ابوحنیفہ سے پیچھے ہیں۔ امام شافعی، امام محمد الشیبانی کے استدلال کو تقریباً نقل کرتے نظر آتے ہیں۔ امام شافعی امام مالک کی مدنی مکتب فکر کے بجائے امام محمد الشیبانی کے مرتب استدلال کو جزوی طور پر اپناتے ہیں اور اس پر اپنے استدلال کی عمارت تعمیر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ مسئلے میں ان دونوں قدیم مکاتب فکر سے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں)

مصنف مذکور نے ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کے طرق استنباط اور دلائل کا تقابل پیش کیا ہے، بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں :

"The examples with which I illustrated the development of legal reasoning show the superirority of Abu Hanifa's technical legal thought over that of Ibn Abi Laila.[2]

(وہ مثالیں جن سے میں نے قانونی استدلال کے نشو و ارتقاء کو واضح کیا اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا فنی اور قانونی نقطہ نگاہ ابن ابی لیلیٰ کے استدلال اور نقطہ نگاہ سے بہت بہتر ہوتا ہے)

امام اوزاعی (نیز ابن ابی لیلیٰ) کے ساتھ امام اعظم کے منہاج استدلال کا موازنہ کرتے ہوئے یہی شاخت لکھتا ہے :

"...........those numerous cases which show Abu Hanifa's legal thought not only more broadly based and more thoroughly applied than that of Auzai and Ibn Abi Laila, but technically more highly developed, more circumspect, and more refined".[3]

(ان کثیر التعداد مسائل سے ظاہر ہے کہ نہ صرف یہ کہ اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ کی نسبت ابوحنیفہ کا قانونی نقطہ نگاہ زیادہ وسیع النظری پر مبنی اور کامل و مکمل طور پر منطبق نظر آتا ہے بلکہ فنی محاسن کے اعتبار سے انتہائی ارتقائی، زیادہ محتاط اور زیادہ معنی خیز ہے)

شاخت نے امام اعظم کے طریق استدلال کو ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے :

"Abu Hanifa shows a high degree of technical reasoning, is sharprighted and systematic, and anticipates Shafi'i's doctorine".[4]

(ابوحنیفہ ایک اعلیٰ درجہ کے فنی استدلال کا ظاہر ثبوت دیتے ہیں۔ وہ بڑے باریک بین، صاحب بصیرت اور بااصول ہیں اور شافعی کے اصول و نظریات کو ان سے بہت پہلے زیر بحث لائے ہیں)

فقہ حنفی کی خصوصیات :

اسلام دین فطرت ہے اور پوری انسانی زندگی کے لئے ایک روشن ضابطہ حیات ہے۔ قرآن حکیم نے جو منبع رشد و ہدایت ہے اور اسلامی فقہ و قانون کا ماخذ اوّل ہے۔ انسانی زندگی کے لئے بنیادی زریں اصول کی نشاندہی کردی ہے۔

---

1. The Origins of Muhammad Jurisprudence, Joseph Schacht, page 17, Oxford 1950.
2. حوالہ سابق ص ۲۹۴   3. حوالہ سابق ص ۲۹۶   4. حوالہ سابق ص ۲۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے اجمالی احکام کی تشریح وتوضیح سنت رسول اکرم ﷺ سے میسر آجاتی ہے اور ان دونوں یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں مشابہ اور مماثل مسائل پر قیاس کرتے ہوئے یا علت وحکمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے نئے اُبھرنے والے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ مسائل کے استنباط میں فقہی اختلافات ہونا ایک فطری بات تھی۔ چنانچہ مختلف فقہی مکاتب فکر وجود میں آئے جن میں سے صرف چار کو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک چاروں آئمہ کرام احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان مقبول ومشہور فقہی مکاتب فکر میں سے فقہ حنفی کو خصوصی طور پر فروغ نصیب ہوا۔ فقہ حنفی کی مقبولیت اور شہرت کی وجہ اس میں پائے جانے والی کشش، جاذبیت اور معقولیت تھی اور جب حنفی فقہاء عہدہ قضاء پر بیٹھے تو اس نے بھی تقویت بخشی۔ فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب الہدایہ سے صرف ایک مسئلہ کو جو نکاح میں گواہ سے متعلق ہے۔ بطور مثال پیش کرتے ہیں جن سے فقہ حنفی کے موقف اور طریق استدلال کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

" ولا تشترط العدالة حتى ينعقد بحضرة الفاسقين عندنا خلافا للشافعي رحمة الله له ان الشهادة من باب الكرامة والفاسق من اهل الاهانة ولنا انه من اهل الالوية فكون من اهل الشهادة وهذا انه لما لم يحرم الولاية على نفسه لا سلامه لا يحرم على غيره لا نه من جنسه ولا نه صلح مقلدا فيصلح مقلدا " [1]

(نکاح میں گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ ہماری رائے میں نکاح دو فاسق گواہوں کی گواہی سے بھی منعقد ہو جائے گا۔ اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ گواہی وجہ اعزاز ہے اور فاسق کا شمار حقیر لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہماری (احناف کی) رائے یہ ہے کہ فاسق ولی ہو سکتا ہے لہٰذا وہ گواہ بھی بن سکتا ہے اور یہ امر واضح امر ہے کہ جب اسے مسلمان ہونے کی بناء پر خود اپنے متعلق حق ولایت سے محروم نہیں کیا جاتا تو دوسرے کے متعلق بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسی جنس میں سے ہے اور دوسرے جب وہ قاضی مقرر کر سکتا ہے تو وہ خود بھی قاضی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا گواہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے)

لیکن امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ کتاب وسنت کے احکام عقل پر مبنی ہیں، ان میں حکمتیں اور اسرار ہیں جو انسانی زندگی کے رُوحانی، اخلاقی، تہذیبی، تمدنی اور نفسیاتی فوائد کے حامل ہیں، جو عقل سلیم سے مخفی نہیں رہ سکتے۔ نتیجتاً فقہ حنفی کے اصول مصلحتوں پر مبنی ہیں۔ فقہ حنفی کی خصوصیات کا تنقیدی جائزہ لینے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ:

☆ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں فقہ حنفی کے مزاج کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان تر ہے۔

☆ یہ تمدن کے تقاضوں کے موافق اور لچکدار ہے۔

☆ اس کے احکام ومسائل مصلحتوں پر مبنی ہیں۔

[1] الهداية الاولين المرغيناني ۳۰۶/۱، کتاب النکاح، کراچی کلام کمپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ اس کی تدوین مجلس مشاورت سے عمل میں آئی ہے۔

☆ اس کے بانیان بلند پایہ علمی کمالات کے حامل ہیں۔ جس کے سب ہی معترف ہیں۔

☆ اور اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ استنباط مسائل کے لئے انحصار قرآن حکیم پر ہے اور اس کے بعد حدیث اور اقوال صحابہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ چاروں آئمہ کرام نے حسن نیت، اخلاص اور پوری جانفشانی سے کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا ہے۔ لیکن شریعت کے دائرے کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے تمدنی تقاضوں کے موافق مسائل کا حل تلاش کرنا فقہ حنفی کا خاصہ ہے جس سے اس کا حسین چہرہ اور پر کشش اور جاذب نظر بن گیا اور وہ اس کی عالمی شہرت کا سبب بنا۔

مختلف ممالک میں فقہاء حنفی کا نشاء و ارتقاء (تاریخی تناظر میں)

فقہ حنفی کے مرتبین بے انتہاء علمی کمالات کے حامل تھے اور انہوں نے جس قدر جانفشانی، محنت اور مہارت سے کام لیا۔ اسی کا ثمر تھا کہ فقہ حنفی کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ ابن خلدون نے اپنے دور میں فقہ حنفی کے عالمی فروغ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :

" واما ابو حنيفة فقلده اليوم اهل العراق ومسلمة الهند والصين وما وراء النهر وبلاد العجم كلها لما كان مذهبه اخص بالعراق ودار السلام " [1]

(امام ابوحنیفہ کے مقلدین آج عراق، ہند، چین، ماوراء النہر اور بلاد عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں)

شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں حنفی مکتب فکر کے تعارف اور عہد عباسی میں اس کے تاریخی ارتقاء کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے :

"The Hanafi School Originated in Irak and was in the time of the Abbasids the prevailing official doctrine. It spread to the East and Flourished Particularly in Khurasan and Transoxania, Numerous Famous jurists of this School came from there. From the fifth century till well into the time of the mongols the family Ibn Maza wielded even the Political power in Bukhara as hereditary rais (chief) of the Hanafites of the town, with the little of Sadr. In Khurasan they developed from the third century an irrigation law of their own, adopted to the canal systems there. But also in the maghrib they had their adherents alongside the Malikites until the fifth century, in sicily they even predominated .... ".[2]

(حنفی مکتبہ فکر کا آغاز عراق میں ہوا اور عہد عباسیہ میں اسے غالب وفائق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ مشرق کی سمت میں فروغ پذیر ہوتا رہا اور خاص طور سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں پھیل گیا۔ اس مکتبہ فکر کے بے شمار مشہور فقہاء اسی علاقے میں پیدا ہوئے۔ پانچویں صدی ہجری سے منگول خاندان کی آمد تک ابن مازا اور ان کے خاندان کو

---

1. مقدمہ ابن خلدون، ص ۴۴۸

2. Shorter Encyclopaedia of Islam Page 131

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنفی رئیس کی حیثیت سے بخارا میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ان کا لقب صدر ہوتا تھا اور خراسان کے علاقوں میں انہوں نے تیسری صدی ہجری سے ایک قانون زراعت متعارف کیا تھا جسے بعد میں شہری نظام کے طور پر اپنا لیا گیا تھا۔لیکن اسلامی مغربی دنیا میں بھی ان کے مقلدین کا اثر ونفوذ پانچویں صدی ہجری تک صقلیہ کے جزیرہ تک تسلط پا گیا تھا)

عباسی خلفاء کے عہد میں فقہ حنفی کی مقبولیت اور فروغ کے ذکر کے بعد عثمانیوں کے عہد میں اس کی حالت کو یوں بیان کیا :

"With the decline of the Abbasid Callphale the Hanafi School also declined in power, but with the rise of the Ottaoman empire they revived".[1]

(سلطنت عباسیہ کے زوال کے ساتھ ہی حنفی مذہب کے اثر ورسوخ میں بھی کمی واقع ہوگئی تھی لیکن خلافت عثمانیہ کے عروج پاتے ہی حنفی مذہب کا اثر ورسوخ دوبارہ بحال ہوگیا)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے :

"The Hanafi Mahhab became the only authoritative code of law in the Public Life and Official Administration of Justice in all the Provinecess of the Ottoman Empire".[2]

(حنفی مذہب کو کلی طور پر سلطنت عثمانیہ کے تمام صوبوں میں نہ صرف عوامی پذیرائی حاصل تھی بلکہ سرکاری نظام عدل میں مستند مجموعہ قوانین کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی)

حنفی قاضی اور جج اپنی مہارت کی بنا پر ایسے دوسرے ممالک میں بھی تعینات تھے جہاں فقہ حنفی کے بجائے دوسرے مکتب فکر کی پیروی کی جاتی تھی اس میں مزید لکھا ہے :

"Under the Ottomans the Judgement Seats were occupied by Hanafites sent from Constantinople. even in countries where the population followed another madhab".[3]

(عثمانی ترکوں کے عہد میں عدالت کے تمام مناصب پر حنفی فائز تھے جنہیں قسطنطنیہ سے بھیجا جاتا تھا۔حتیٰ کہ ان ممالک میں بھی جہاں کی آبادی دوسرے فقہی مذاہب کی پیروکار تھی)

ماہر قانون ڈاکٹر صبحی محمصانی فقہ حنفی کی عالمی اشاعت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" اما انتشار هذا المذهب في الاقطار الاسلاميه ، فكان اكبر حظامن جميع المذاهب الاخرىٰ ، فقد كان المذهب الغالب في العزاق ايام العباسيين لايثار هم اياه في القضاء . وكان مذهب الدولة العثمانيه الرسمي ، وعنه اخذت ودوّنت مجلة الاحكام العدليه "[4]

(ہم یہ بتائیں گے کہ مذہب حنفی کی اشاعت سب سے زیادہ کیوں ہوئی؟ حنفی مذہب تمام ممالک اسلامیہ میں اس لئے زیادہ پھیلا کہ خلفائے عباسیہ نے محکمہ عدل وقضاء کے لئے یہی مذہب منتخب کیا تھا اور اہل عراق عموماً اسی مذہب کے مقلد تھے۔اس کے علاوہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا اور اس مذہب کی روشنی میں "مجلة الاحكام العدليه" کی تدوین ہوئی)

---

[1] حوالہ سابق [2] حوالہ سابق ص ۱۰۶ [3] حوالہ سابق ص ۱۳۱

[4] فلسفه التشريع في الاسلام ، صبحي محمصاني ص ۳۹، بیروت مکتبۃ الکشاف سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

"مجلّے کے ذریعہ حنفی مذہب نے مشرق کے بہت سے ممالک کو شدید طور پر متاثر کیا" [1]

سرکاری سطح پر اسلامی قانون سازی کی تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ہوئے صبحی محمصانی لکھتے ہیں :

"کان ممّن اهتم لجمع الفتاوی فی القرن الحادی عشر للهجره (السابع عشر للمیلاد) احد ملوک الهند السلطان محمد اورنک زیب بهادر عالمکیر ، فانه الف لجنة مشاهیر علماء الهند برئاسة الشیخ نظام لیؤلفوا کتابا حامشا (جامعا) لظاهر الروایات التی اتفق علیها وافتی بها الفحول ، ویجمعوا فیه من النوادر مماتلقتها العلماء لقبول" فجمعوا ذلک فی کتاب معروف بالفتاویٰ الهندیه او بالفتاویٰ العالمکیریه نسبة الی ذلک السلطان وهو کتاب جامع یقع فی ستة اجزاء ضخمه .... وقد کان ولا یزال من المراجع الشهیرة فی الفقه الحنفی وهذا الجمع شبه الرسمی لم یکن الزامیا " [2]

(گیارہویں صدی ہجری (مطابق سترہویں صدی عیسوی) میں ہندستان کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے فتاویٰ جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے شیخ نظام کی زیر قیادت ہندستان کے مشاہیر علماء کی ایک کمیٹی بنائی تاکہ وہ ایک ایسی جامع کتاب تالیف کریں جس میں ظاہر روایات کے وہ تمام مسائل آجائیں جن پر تمام علمائے فقہ متفق ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کے تمام مسائل فقہیہ ایک کتاب میں جمع کر دیئے جو فتاویٰ ہندیہ یا فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی نسبت بادشاہ مذکور کی طرف ہے ۔ فتاویٰ عالمگیر یہ ایک جامع کتاب ہے ، جس کی چھ ضخیم جلدیں ہیں (اس کا اُردو ترجمہ دس (۱۰) جلدوں میں شائع ہو چکا ہے) یہ کتاب ہمیشہ فقہ حنفی کا مشہور ماخذ رہی ہے ۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ نیم سرکاری حیثیت رکھتا ہے)

مختصر یہ کہ فقہ حنفی جسے خلافت عباسی میں غالب و فائق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی ، خلافت عثمانیہ میں بھی مستند مجموعہ قوانین قرار پائی ۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اسلامی قانون سازی کے لئے اسے ہی موزوں پایا ۔ بقول محمصانی "والمجلة ماخوذه بوجه عام من کتب الروایة فی المذهب الحنفی " [3] (مجلة الاحکام العدلیه کے اکثر احکام و مسائل بھی مذہب حنفی کی ظاہر الروایہ کتابوں سے ماخوذ ہیں)

حکومت مصر کے زیر اہتمام قدری پاشا مرحوم نے قانون کی ایک کتاب "مرشد الحیران الی معرفة احوال الانسان " مرتب کی جو مذہب ابوحنیفہ سے ماخوذ تھی اور قانون عصر جدید کے مطابق تھی ۔ دور حاضر میں فقہ حنفی کو جو فروغ حاصل ہے اس کے متعلق شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بیان کیا گیا ہے :

"Even nowadays the Hanafi School prevails in the former Ottoman countries, in Tunisia for instance it is equal to the Malki rite and also in Egypt it is the officially recognized Law-School. Further it is predominant in Central Asia (Afghanistan, Turkestan, BuKhara, Samarkand) and in India".[4]

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۶۸۸ حنفیہ
[2] فلسفة التشریع فی الاسلامیہ صبحی محمصانی ص ۶۹
[3] حوالہ سابق ص ۴۳
[4] Shorter Encyclopaedia od Islam Page 131

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آج بھی حنفی مکتب فکر کو سابق عثمانی ممالک میں فوقیت حاصل ہے۔ تیونس میں اسے مالکی مکتب فکر کے مساوی حیثیت حاصل ہے۔ مصر میں اسے سرکاری قانون کے ایک مکتب فکر کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حنفی مکتب فکر وسط ایشاء (افغانستان، ترکستان، بخارا، سمرقند اور ہند) میں بھی غالب و فائق ہے)

عصر حاضر میں عالمی اشاعت سے متعلق صبحی محمصانی لکھتے ہیں :

" وهو لا يزال اليوم مذهب الدولة في الفتيا والقضاء في البلاد التي خضعت للحكم العثماني كمصر وسوريا ولبنان ، ومذهب الامارة في تونس ، والمذهب الغالب في مسائل العبادات على سكان تركيا وبعض البلاد التي ذضعت لحكمها ، كالشام والالبان ، وعلى مسلمي البلقان والقوقاز . وكذلك هو المذهب الغالب في افغانستان وتركستان وعند مسلمي الهند . وله اتباع في كثير من البلدان الاخرى " ۔[1]

(جو ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حکومت رہے ہیں، جیسے مصر، سوریا اور لبنان، ان کا مذہب بھی محکمہ عدل وقضاء میں حنفی چلا آیا ہے۔ حکومت تیونس کا مذہب بھی یہی ہے۔ ترکی اور اس کے زیر اثر ممالک مثلاً شام والبانیہ کے باشندوں کا مذہب بھی عبادت میں یہی ہے اور مسلمانانِ بلقان وقوقاز بھی مسائل عبادات میں اسی مذہب کے مقلد ہیں۔ اسی طرح اہل افغانستان وترکستان اور مسلمانانِ (پاک و) ہندوچین میں بھی یہی مذہب غالب ہے اور اس مذہب کے پیرو دوسرے ملکوں میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کا دوتہائی ہیں)

سلطنت عباسیہ کی تنزلی کے بعد جن خاندانوں کو عروج ہوا اس کے متعلق علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں :

"عباسیہ کے تنزل کے بعد جن خاندانوں کو عروج ہوا اکثر حنفی تھے۔ خاندانِ سلجوقی جس نے ایک وسیع مدت تک حکومت کی اور جن کے دائرہ حکومت کی وسعت طول میں کاشغر سے بیت المقدس تک اور عرض میں قسطنطنیہ میں سے بلاد خزر تک پہنچی تھی حنفی تھا۔ محمود غزنوی جس کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے فقہ حنفی کا بہت بڑا عالم تھا۔ فن فقہ میں اس کی ایک نہایت عمدہ تصنیف موجود ہے جس کا نام "التفريد" ہے اور جس میں کم وبیش ساٹھ ہزار مسئلے ہیں نورالدین زنگی کا نام چھپا ہوا نہیں ہے جو ہماری نمایاں شخصیتوں میں داخل ہے، بیت المقدس کی لڑائیوں میں اول اسی نے نام حاصل کیا، صلاح الدین فاتح بیت المقدس اسی کے دربار میں ملازم تھا۔ دنیا میں پہلا دارالحدیث اسی نے قائم کیا۔ اگر چہ وہ شافعی و مالکی فقہ کی عزت کرتا تھا لیکن وہ خود اور اس کا تمام خاندان مذہباً حنفی تھا، صلاح الدین خود شافعی تھا لیکن اس کے خاندان میں بھی حنفی المذہب موجود تھے۔ الملک المعظم عیسیٰ بن الملک العادل جو ایک وسیع ملک کا بادشاہ تھا علامہ ابن خلکان اس کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ نہایت عالی ہمت، فاضل، ہوشمند، دلیر، پُر رعب تھا اور حنفی مذہب میں غلو رکھتا تھا۔ چراکسہ مصر جو نویں صدی کے آغاز میں مصر کی حکومت پر پہنچے اور ۱۳۸ برس تک فرمانروار ہے اور بہت سی فتوحات حاصل کیں خود حنفی تھے اور ان کے دربار میں اسی مذہب کو زیادہ فروغ تھا۔ سلاطین ترک جو کم وبیش چھ سو برس سے روم کے فرمانروا ہیں اور آج انہی کی سلطنت اسلام کی عزت ووقار کی اُمید گاہ ہے عموماً حنفی تھے۔ خود ہمارے ہندوستان کے فرمانروا خوانین اور آل تیمور اسی مذہب کے پابند رہے اور ان کی وسیع سلطنت میں اس طریقہ کے سوا کسی طریقہ کو رواج نہ ہوسکا"۔[2]

---

[1] فلسفه التشريع في الاسلام ، صبحي محمصاني ص ۳۹

[2] سیرۃ النعمان شبلی نعمانی ص ۱۵۴، کراچی دارالاشاعت ۱۳۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ کرمانی نے اپنی شرح بخاری میں فرمایا کہ اگر اس مذہب حنفی میں اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا راز پوشیدہ نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب مسلمان اس کے مقلد نہ ہوئے ہوتے۔ ہمارے زمانے تک جس کو امام صاحب سے تقریباً چار سو سال ہوتے ہیں ان کی فقہ کے مطابق اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت ہو رہی ہے اور ان کی رائے پر عمل ہو رہا ہے۔ اس میں اس کی صحت کی دلیل ہے۔[1]

ملا علی قاری اپنے زمانے کے مسلمانوں میں حنفیہ کی تعداد ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کل مسلمانوں میں حنفیہ کی تعداد دو ثلث ہے۔[2]

مذہب حنفی کی مقبولیت اور اشاعت سے متعلق نواب صدیق حسن خان کی ایک تحریر مندرجہ ذیل ہے :

"کتاب مسالک الممالک میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ واثق باللہ عباسی نے چاہا کہ سد سکندری کا حال معلوم کرے۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے ۲۲۸ھ میں سلام نامی کو جو چند زبانوں کا ماہر تھا پچاس آدمیوں کے ساتھ سامان رسد دے کر روانہ کیا یہ لوگ بلاد آرمینیہ، سامرہ تر خان سے گزر کر ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں سخت بدبو نکلتی تھے پھر دو روز چل کر ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں ان کو ایک پہاڑ نظر آیا، وہاں ایک قلعہ بھی تھا اور کچھ لوگ اس میں تھے مگر آس پاس آباد کاری کے نشانات نہ تھے۔ ۲۷ منزل وہاں سے آگے اور طے کیں اور ایک قلعہ پر پہنچے جہاں سے ایک پہاڑ قریب تھا اور اس کی گھاٹیوں میں سد یاجوج ماجوج تھی۔ اگرچہ اس کے قریب بستیاں کم تھیں مگر صحرا اور متفرق مکانات بہت تھے۔ سد مذکور کے محافظ جو اس جگہ تھے وہ سب مسلمان تھے ان کا مذہب حنفی تھا۔ زبان عربی اور فارسی بولتے تھے۔[3]

ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) کے خیال میں حنفی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ ہے، وہ فرماتے ہیں :

" مذهبان انتشرا فی بدء امر هما بالرياسة و السلطان ، الحنفی بالشرق ، و المالکی بالاندلس"۔[4]

(دو مذہب ایسے ہیں جو اپنے آغاز ہی سے حکومت و اقتدار کے ذریعہ دنیا میں پھیلے ہیں۔ مذہب حنفی مشرق میں اور مذہب مالکی اندلس میں)

علامہ شبلی نعمانی نے ابن حزم کے ان خیالات پر جو تبصرہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہے، وہ فرماتے ہیں :

"بعضوں کا خیال ہے کہ حنفی مذہب کو جو قبول عام حاصل ہوا وہ حکومت کے صدقے سے ہوا۔ ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہیں ان کا قول ہے کہ "دو مذہبوں نے سلطنت کے زور سے ابتداء ہی میں رواج عام حاصل کیا۔ ایک امام ابوحنیفہ کا مذہب، کیونکہ جب قاضی ابو یوسف صاحب کو قاضی القضاء کا منصب ملا تو انہوں نے حنفی لوگوں کو عہدۂ قضاء پر مقرر کیا۔ دوسرا امام مالک کا مذہب اندلس میں۔ کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحییٰ اصمودی خلیفہ اندلس کے نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص بغیر ان کے مشورے کے عہدۂ قضاء پر مقرر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ صرف اپنے ہم مذہبوں کو مقرر کراتے تھے"۔

---

[1] امام اعظم ابوحنیفہ، مفتی عزیز الرحمن ص ۳۲۸ لاہور مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۹ء اس میں بحوالہ اوشحہ ص ۳۲۹ مذکور ہے۔

[2] حوالہ سابق ۳۲۹ اس میں مرقاۃ لملا علی قاری ۲/۲۲ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

[3] حوالہ سابق ص ۳۲۹ اس میں انوار الباری، نواب صدیق حسن خان ۱/۱۵۷ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

[4] ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۳۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ ابن حزم کی ظاہر بینی ہے۔"امام ابوحنیفہ ۱۲۰ھ مسند اجتہاد پر بیٹھے، قاضی ابو یوسف نے ۱۷۰ھ کے بعد قاضی القضاء کا منصب حاصل کیا۔ کیونکہ ان کے تقرر اور عروج کا زمانہ ہارون رشید کے عہد سے شروع ہوتا ہے جو ۱۷۰ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ قاضی ابو یوسف سے پہلے پچاس برس کا زمانہ گزر چکا تھا، جس میں امام ابوحنیفہ کے مذہب نے قبول عام حاصل کر لیا تھا اور ان کے سینکڑوں شاگرد قضاء کے عہدوں پر مامور ہو چکے تھے۔ اس کامیابی کو کس کی طرف منسوب کیا جائے؟ یہ ضرور ہے کہ قاضی ابو یوسف کی وجہ سے امام صاحب کے مسائل کو اور زیادہ عروج ہوا۔ لیکن مذہب حنفی کا اصل عروج قاضی صاحب کی کوششوں کا محتاج نہ تھا۔ امام رازی نے باوجود مخالفت کے تسلیم کیا ہے کہ "ثم انہ لما قوی مذھب اصحاب الرای واشتھر وعظم وقعہ فی القلوب ثم اتفق اتصال ابی یوسف و محمد بخدمۃ ھارون الرشید عظمت تلک القوۃ جدالان العلم والسلطنت حصلا معا" یعنی اصحاب الرائے کا مذہب قوی ہو گیا اور شہرت پکڑ گیا اور اس کی وقعت دلوں میں بہت ہو گئی۔ پھر اس کے بعد ابو یوسف و محمد کو ہارون رشید کے دربار میں رسائی ہوئی تو یہ قوت بہت ہی زیادہ بڑھ گئی۔ کیونکہ علم اور حکومت دونوں مجتمع ہو گئے۔

اس کے علاوہ قاضی ابو یوسف کا اثر ہارون رشید کے زمانہ تک محدود تھا۔ دیرپا اور غیر منقطع کامیابی کس نے پیدا کی؟ یوں تو بعض اور آئمہ نے بھی اپنے عہد میں نہایت عروج حاصل کیا تھا۔ امام اوزاعی اپنی زندگی میں بلکہ زمانہ مابعد تک بھی تمام شام کے امام مطلق تسلیم کئے گئے اور ان ممالک میں لوگ عموماً انہی کی تقلید کرتے تھے، لیکن ایک محدود دائرہ تھا جو بہت جلد جاتا رہا۔ ان واقعات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں ایسی خاص خوبیاں ہیں جو اور مذہبوں میں نہیں"[1]

مصر میں حنفی مذہب کا نشأ وارتقاء:

مصر میں حنفی مذہب کو سب سے پہلے قاضی اسماعیل نے اس وقت متعارف کروایا جبکہ وہ ۱۶۴ھ میں خلیفہ مہدی عباسی کی طرف سے مصر کے قاضی مقرر ہو کر آئے۔ وہ مصر کے سب سے پہلے حنفی قاضی ہیں[2]۔ اور سب سے پہلے وہی حنفی فقہ کو مصر میں لے کر آئے، ورنہ اس سے پہلے اہل مصر مذہب حنفی سے نا آشنا تھے۔ بعد میں ان کو اوقاف فسخ کرنے کے اختیار کرنے کے مسئلہ کی بناء پر خلیفہ مہدی نے معزول کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد بھی عباسیوں کے عہد خلافت تک مذہب حنفی مصر میں برابر فروغ پاتا رہا۔ البتہ یہ ہوا کہ قاضی کا عہدہ صرف حنفیوں کے لئے مخصوص نہ رہا، بلکہ اس عہدہ پر حنفی فائز ہوئے اور کبھی مالکی اور کبھی شافعی۔[3]

ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"ولقد كان المذهب الحنفي ممكن السلطان في مصر ماقوي سلطان العباسيين عليها ولكنه على أي حال لم يكن له في الشعب المكان الذي له في امصار الشرق، بل كان اكثر الشعب اما على مذهب الشافعي الذي كان مقامه في مصر اثرفي تأثر الشعب به، واما على مذهب مالك الذي كان له تلاميذ كثيرون من أمثال ابن وهب وبن الحكم غيرهم"۔[4]

---

[1] سیرۃ النعمان شبلی نعمانی ص ۱۵۵۔۱۵۶ کراچی دارالاشاعت

[2] اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب کا فروغ ماحمد تیمور پاشا ص ۷۸ کراچی قدیمی کتب خانہ سنند

[3] حوالہ سابق [4] ابوحنیفہ ابوزہرہ ص ۴۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جب تک عباسی خلفاء مصر پر قابض رہے وہاں حنفی فقہ غالب رہی مگر کسی حال میں مصریوں میں حنفی فقہ کو وہ قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو شرقی ممالک میں تھا، بلکہ اہل مصر زیادہ تر شافعی مذہب سے وابستہ تھے۔ کیونکہ امام شافعی کے مصر میں عرصہ دراز تک اقامت گزیں رہنے کی وجہ سے مصری لوگ شافعی مذہب سے بہت متاثر تھے یا مالکی فقہ کے گرویدہ تھے۔ کیونکہ امام مالک کے بہت سے تلامذہ مثلاً ابن وہب اور ابن عبدالحکیم وغیرہ مصر میں سکونت پذیر تھے)

بالآخر جب مصر پر فاطمیوں کا تسلط ہوا اور وہ اسماعیلی شیعہ مذہب کے علمبردار تھے تو انہوں نے قاضی بھی اسی مذہب کے مقرر کئے۔ اس طرح حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے یہ مذہب وہاں خوب مضبوط ہوا اور اسی کے فقہی احکام وہاں جاری ہو گئے اور تمام عدالتی فیصلے اسی کے مطابق ہونے لگے۔ البتہ سنی مذاہب کے مسائل عبادات میں دخل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادات ادا کرنے کی پوری آزادی رکھتے تھے۔

قلقشندی اپنی کتابوں میں لکھتا ہے:

"فاطمی اہل سنت والجماعت کی تالیف قلب کرتے رہتے تھے اور ان کو اپنے اپنے مذہبی شعائر کے اظہار کی آزادی دیتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی چھوٹی بڑی مساجد میں نماز تراویح کرنے سے بھی نہیں روکتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ان کی حکومت میں مالکی شافعی اور حنبلی سب اپنے اپنے مذہبی شعائر کھلے عام ادا کرتے تھے سوائے احناف کے۔ فاطمی حکمران (اور ان کے قضاۃ فیصلہ اور فتویٰ دینے میں) مالکی مذہب کو ملحوظ رکھتے تھے۔ ان سے جب بھی کوئی مالکی فقہ کے مطابق فیصلہ مانگتا تھا تو وہ اس کے مطابق حکم صادر کرتے تھے۔"[1]

فاطمی خلفاء کے حنفی مذہب سے عناد کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"والسبب في معاداة الفاطميين للمذهب الحنفي، وتخصيصه بالمقاومة من بين المذاهب الاربعه انه كان مذهب الدولة العباسية، وانه كان في مصر يستمد نفوذه من نفوذ تلك الدولة، وهم كانوا يقاومون نفوذها، فكان من ذلك مقاومة ذلك المذهب، والغض من قيمته"۔[2]

(فاطمی خلفاء اس لئے حنفی فقہ کے دشمن تھے اور مذاہب اربعہ میں سے خاص طور پر اس کے خلاف نبرد آزما رہتے تھے کہ عباسی خلفاء کا سرکاری مذہب حنفی تھا۔ مصر میں حنفی مذہب کا فروغ زیادہ تر عباسی اثر و رسوخ کا مرہون منت تھا۔ فاطمی یہ کسی طرح گوارا نہ کر سکتے تھے کہ مصر میں عباسی پروپیگنڈا رائج ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حنفی سے ان کو ایک طرح کی چڑ تھی۔ وہ اس کی قدر و قیمت کے گھٹانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے)

مختلف سلاطین کے ادوار میں مصر میں حنفی مذہب کی حالت پر ابوزہرہ کے کلام کا ماحصل مندرجہ ذیل ہے:

جب مصر میں ایوبی سلطنت قائم ہوئی تو سلاطین نے شافعی اور مالکی فقہ کو از سر نو فروغ دیا۔ مالکی اور شافعی فقہ پڑھانے کے لئے مدارس قائم کئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی شافعی مسلک سے وابستہ تھے۔ مصریوں میں مالکی فقہ کا رواج تھا۔ جب شام میں نورالدین شہید برسر اقتدار آئے وہ حنفی تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ انہوں نے شام میں حنفی مذہب پھیلایا، پھر شام سے یہ مذہب مصر پہنچا۔ اس مرتبہ یہ مذہب عوام میں پھیلا مگر اسے سرکاری حیثیت حاصل نہ ہوئی۔ قبل ازیں عباسی دور میں حنفی فقہ سرکاری مذہب کی حیثیت رکھتی تھی۔ مگر مصر کے عوام میں مقبول نہ تھی۔

---

[1] کتاب صبح الاعشیٰ، قلقشندی ۳/۵۲۴
[2] ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۳۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب مصر میں حنفی فقہ مقبول عام ہوا اور سلطان صلاح الدین کو عباسی خلافت سے روابط استوار کرنے کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے قاہرہ میں احناف کے لئے مدرسہ سیوفیہ قائم کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنفی مذہب عام طور سے مصریوں میں پھیلنے لگا۔ جب نجم الدین ایوب نے مدرسہ صالحیہ قائم کیا تو اس میں آئمہ اربعہ کی فقہ پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔ پھر مملوک سلاطین کے زمانہ میں ایسے مدارس بڑی کثرت سے تعمیر کئے جانے لگے۔ دونوں مملوک سلطنتوں کے زمانہ میں چار قاضی ہوا کرتے تھے، جن میں ایک حنفی ہوتا تھا۔ جب عثمانی ترک مصر پر قابض ہوئے تو سب قاضی احناف میں سے تعینات کئے جانے لگے۔ کثیر التعداد طلباء حنفی فقہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فقہ حنفی نے اس سے بڑا فروغ پایا اور ابتدائی دور کی طرح حنفی مذہب کو پھر سرکاری سرپرستی نصیب ہوئی اور احکام و فتاوٰی اسی فقہ کی روشنی میں صادر کئے جانے لگے۔[1]

مجلّے کے مشرق قریب میں اثرات کا جائزہ لینے کے بعد دائرہ معارفِ اسلام میں مذکور ہے کہ :

تقریباً اسی زمانہ میں مصر میں محمد قدری پاشا نے حنفی فقہ کے مطابق خاندان، وراثت، جائیداد اور اوقاف کے احکام کا قانونی مجموعہ تیار کیا تھا۔ ان میں سے صرف عائلی قوانین کو سرکاری طور پر نافذ کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ قوانین سرکاری سرپرستی سے محروم رہے۔[2]

مغربی ممالک میں حنفی مذہب کی اشاعت :

برِاعظم افریقہ میں طرابلس تیونس اور الجزائر کے ملکوں میں حنفی مذہب پہلے غالب نہ تھا۔ وہاں اس کے برعکس حاملینِ حدیث و آثار کے مسلک کا زیادہ چرچا تھا۔ جبکہ اسد بن فرات یہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔ اسد بن فرات امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے تلامذہ سے استفادہ کر چکے تھے مگر ان کا میلانِ خاطر اہلِ عراق کی جانب تھا۔ چنانچہ انہوں نے حنفی مذہب پھیلانے کا یہاں کام کیا جس سے حنفیت کو اچھا خاصہ فروغ حاصل ہو گیا۔

ابن فرحون مالکی لکھتے ہیں :

"وظهر بافريقيه ظهورًا كثيرًا الى قريب من اربعمائة عام ، فانقطع منها و دخل منه شيء ماوراء ها من المغرب قديما يجزيرة الاندلس وبمدينه فاس "۔[3]

(۴۰۰ھ تک حنفی مذہب افریقہ میں جاری رہا پھر ختم ہو گیا۔ افریقہ کے مغرب کی جانب اندلس میں بھی قدیم زمانہ میں قدرے اس کی اشاعت ہوئی تھے)

نیز مقدسی، احسن التقاسیم میں لکھتے ہیں "جزیرہ سسلی کے رہنے والے حنفی تھے"۔ مقدسی کا یہ بیان بھی ہے کہ انہوں نے بعض اہلِ مغرب سے پوچھا، "حنفی مذہب تمہاری طرف کیونکر پہنچا حالانکہ تمہیں کبھی عراق جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ انہوں نے بتایا، جب "وہب بن وہب، امام مالکؒ سے علوم دینیہ حاصل کر کے آئے تو اسد بن عبداللہ نے اپنے مرتبہ و وقار کی بناء پر ان سے اخذِ علم کرنے میں عار سمجھی اور امام مالکؒ سے تحصیلِ علم کے لئے مدینہ آئے۔ امام مالکؒ ان دنوں بیمار تھے۔ جب کافی مدت مدینہ میں اقامت گزیں رہے تو امام مالکؒ نے فرمایا : ابن وہب کے پاس جائیے۔

---

[1] حوالہ سابق ۳۶۵-۳۶۶ [2] دائرہ معارف اسلامیہ ۸/ ۶۸۸ حنفیہ

[3] الدیباج المذھب، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۶ء۔ ۱۴۱۷ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنا علم اس کے سپرد کر دیا ہے، تمہیں زحمتِ سفر گوارا کرنے کی ضرورت نہیں"۔ اسد پر یہ بات بڑی گراں گزری۔ لوگوں سے پوچھا کہ دینی علم میں کسی اور کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟ لوگوں نے بتایا کوفہ میں امام ابوحنیفہ" کا نوجوان شاگرد جس کو محمد بن حسن" کہتے ہیں، ان کے پاس جائیے۔ اسد امام محمد" کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام محمد" نے بڑی توجہ ورغبت سے پڑھانا شروع کیا اور ان میں ذہانت و فطانت اور شوقِ علم کے آثار ملاحظہ کئے۔ جب کافی پڑھ چکے اور من مانی مراد پالی تو امام محمد" نے انہیں واپس مغرب بھیج دیا۔

جب اسد مغرب پہنچے تو نوجوان آپ کے یہاں آنے جانے لگے۔ اسد سے فقہی فروعات سن کر وہ محوِ حیرت ہوئے اور ان سے ایسے ایسے علمی نکات اور مسائل سُننے میں آئے جن سے ابن وہب بالکل آگاہ نہ تھے۔ لاتعداد لوگوں نے ان سے اکتسابِ علم وادب کیا اور اس طرح حنفی فقہ نے مغرب میں فروغ پایا۔

پھر میں نے پوچھا کہ اندلس میں حنفی مذہب کیونکر اشاعت پذیر نہ ہوسکا جب کہ وہاں نشر و اشاعت کے وسائل کچھ کم نہ تھے؟ جواب میں کہا گیا کہ ایک مرتبہ دو فریق سلطان کے سامنے جھگڑنے لگے، سلطان نے پوچھا "ابوحنیفہ" کہاں کے رہنے والے تھے؟" لوگوں نے کہا، کوفہ کے۔ سلطان نے پوچھا امام مالک" کہاں اقامت گزیں تھے؟ جواب دیا گیا، مدینہ میں۔ سلطان نے کہا عالمِ دارالہجرت ہمارے لئے کافی ہے دوسرے کی حاجت نہیں۔ سلطان نے تمام حنفی علماء کو اپنے سلطنت کی حدود سے نکال دیا۔ کہنے لگا" میں اپنی سلطنت میں دو مذہب پسند نہیں کرتا"۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسد بن فرات نے مغرب میں حنفی فقہ کو شائع کیا، یہ مسلک اندلس میں بھی رائج ہوا مگر دیرپا ثابت نہ ہوسکا۔ ۴۰۰ھ کے بعد حنفی مذہب مغربی ممالک میں کمزور پڑ گیا اور ان ممالک میں اس کی یاد باقی نہ رہی۔[1]

محقق احمد تیمور پاشا نے مقدسی کی اس خبر کو بیان کرنے کے بعد جو تبصرہ کیا اس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے :

وہب بن وہب ایک مجہول شخصیت ہے اس نام کے کسی شخص کا ذکر امام مالک کے تلامذہ میں نہیں آتا۔ البتہ عبداللہ بن وہب نام کے ایک شخص ان کے شاگرد گذرے ہیں لیکن وہ مغرب کی طرف کبھی نہیں گئے وہ مصر میں رہے اور وہیں وفات پائی۔ دوسرے یہ کہ اسد بن عبداللہ کہنا درست نہیں بلکہ صحیح نام ابوعبداللہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے مراد ابوعبداللہ اسد بن الفرات ہیں جو امام محمد بن الحسن الشیبانی سے ملے تھے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے فقہ کی تعلیم حاصل کر کے (شمالی) افریقہ گئے اور وہاں حنفی مذہب کو رواج دیا۔[2]

اسی سیاق میں وہ مزید لکھتے ہیں کہ :

اس مذکورہ روایت میں یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ پہلے امام مالک کے پاس گئے اور انہیں بیمار پایا پھر امام مالک نے ان کو وہب بن وہب کے پاس جانے کی ہدایت کی بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ بیشک امام محمد کے پاس جانے سے قبل مدینہ میں امام مالک کے پاس گئے اور ان کے آگے زانوئے تلمذتہ کیا۔ جب وہ امام مالک سے تحصیلِ علم کر چکے تو مزید علم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر انہوں نے عراق جانے کا مشورہ دیا۔[3]

---

[1] ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۴۶۳۔۴۶۴ مفہوم

[2] اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ، احمد تیمور پاشا ص ۷۶۔ کراچی قدیمی کتب خانہ سن ندارد۔

[3] حوالہ سابق مفہوم کی تلخیص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک شام اور اس کے قرب و جوار میں فقہ حنفی کی اشاعت :

ملک شام اور اس کے قرب و جوار میں حنفی مذہب جگہ بنا چکا تھا۔ اور جو سلاطین مصر و شام کے حاکم تھے وہ جس طرح مصر میں حنفی مذہب سے سرد مہری برت رہے تھے شام میں بھی انہوں نے ایسا ہی کرنا چاہا مگر مصر کے برعکس شام میں ان کی روش کا کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ حنفی مذہب اہلیانِ شام میں اشاعت پذیر ہو چکا تھا اور حکومت کی پشت پناہی اور سرپرستی کا محتاج نہ تھا۔

مشرقی ممالک میں فقہ حنفی کی اشاعت :

جہاں تک بلادِ مشرق، عراق، خراسان، سیستان اور ماوراء النہر کا تعلق ہے احناف کی ان میں بڑی کثرت تھی۔ ان ممالک میں صرف شوافع ہی ان کے حریف مقابل تھے اور کبھی کبھی ان میں رسہ کشی بھی ہو جاتی تھی۔

مسجدوں، امراء کی مجلسوں اور عوام کی محفلوں میں حنفیوں اور شافعیوں کے مابین مجالس مناظرہ منعقد ہوتیں۔ ان مجادلات کی بناپر علم فقہ اور فن بحث و مناظرہ کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مگر بحث و جدل سے تعصب کی روح جاگ اٹھی۔ ایک دوسرے کے خلاف لعن طعن کا بازار گرم ہوا اور آگے چل کر یہ مذہبی تعصب، فقہی تعطل و جمود کا باعث بنا۔

روسی ترکستان اور فارس میں فقہ حنفی :

آرمینیہ، آذر بائیجان، تبریز، رَے اور اھواز کے رہنے والوں میں حنفی مذہب کا بڑا غلبہ رہا۔ ملک فارس میں پہلے احناف کی بڑی کثرت تھی پھر اثناعشری شیعہ کو وہاں غلبہ حاصل ہوا۔

پاک و ہند میں حنفی مذہب :

ہندوستان میں بھی تقریباً حنفی مذہب ہی کا سکہ جاری ہے۔ شافعی مذہب دوسرے درجے پر ہے۔ شوافع کی تعداد ہندوستان میں ایک ملین کے قریب قریب ہے باقی سب احناف ہیں۔ چین میں چالیس ملین سے زیادہ مسلمان بستے ہیں ان میں سے اکثر حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ علی ہذا القیاس یہ مذہب مشرق و مغرب تک پھیل گیا اس کے متبعین کی بڑی کثرت پائی جاتی ہے۔ اگر حنفی فقہ میں تخریج کا دروازہ کھول دیا جائے تو اب بھی علماء اس کے قواعد سے ایسے احکام استنباط کر سکتے ہیں جو اس کائنات ارضی پر بسنے والے تمام بنی نوع آدم کے لئے یکساں طور پر سازگار ہوں۔[1]

مختصراً یہ کہ آج کل (پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں) حنفی مذہب کے پیرو افغانستان، پاکستان، ہندوستان (بھارت)، بنگلہ دیش، عراق، ترکی، شام، مشرقی ترکستان، مغربی ترکستان (ترکمانستان، تاجکستان، ازبکستان، قازقستان وغیرہ) بوسینا، البانیہ و بلقان میں اکثریت سے پائے جاتے ہیں۔ ایران، انڈونیشیا، عدن، برازیل، برما، سری لنکا، ملائشیا، تھائی لینڈ، سعودی عرب و دیگر ممالک میں اقلیت میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق احناف دنیا کے

[1] ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۴۶۶ مفہوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی تعداد آج کل پوری (دنیا) میں تقریباً ساڑھے چھیاسی کروڑ ہے[1]۔ مگر یہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا مناسب ہے کہ جن علاقوں میں احناف کے علاوہ دوسرے مذاہب کی اکثریت تھی وہاں بھی حنفی مذہب کی کتب کو مقبولیت حاصل رہی۔ امت محمدیہ کی اکثریت بشمول محدثین و محققین نے فقہ حنفی کی تقلید اختیار کی اور آج دنیا کی دو تہائی سے زائد مسلمانوں آبادی فقہ حنفی کے مطابق ہی اپنی عبادت اور معاملات کو انجام دے رہی ہے۔[2]

مثلاً دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے:

> ''بعد کے ادوار میں اسی (حنفی) مسلک کی ترجمانی حنفی علمائے دین کی کتابوں سے ہوئی، جن میں الطحاوی (۳۲۱ھ۔۹۳۳ء) کی عقیدہ اور ابو اللیث سمرقندی (۳۸۳ھ۔۹۹۳ء) کی عقیدہ، جو سوال و جواب کی شکل میں ہے، بھی شامل ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب ملایا اور انڈونیشیا میں بھی بہت مقبول ہے، حالانکہ یہ وہ علاقہ ہے جو فقہی اُمور میں مضبوطی سے شافعی مذہب کا پیرو ہے''۔[3]

حنفی مذہب کی خاص جاذبیت کی بنا پر ہم حنفی مذہب پر یورپی فضلا کی عمدہ تصانیف بھی پاتے ہیں۔[4]

فقہ حنفی کے قبول عام ہونے اور اس کی اہمیت کی بعض وجوہ پر ایک طائرانہ نظر:

حنفی فقہ کے قبول عام کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ امام ابو حنیفہ ؒ کا ''طریقہ فقہ'' انسانی ضرورتوں کے لئے نہایت مناسب اور موزوں واقع ہوا تھا اور بالخصوص تمدن کے ساتھ جس قدر ان کی فقہ کو مناسبت تھی کسی کی فقہ کو نہ تھی۔

علامہ شبلی کے نزدیک اس فقہ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ شروع ہی میں ایک مکمل مجموعۂ قوانین بن گئی۔ امام صاحب ؒ اور ان کے شاگرد بہترین مقنن بھی تھے اور ان کے گروہ کے متعدد لوگوں نے قاضی بن کر عملی طور سے اس مجموعۂ قوانین کو بنو عباس کی مملکت میں نافذ بھی کیا۔

امام صاحب ؒ نے علم فقہ میں سب سے بڑا کام یہ کیا کہ تشریعی اور غیر تشریعی احکام میں امتیاز قائم کیا، قواعد استنباط وضع کیے۔ اگرچہ تحریری طور پر اصول استنباط پہلی مرتبہ امام شافعی ؒ نے کتاب الام میں مرتب کئے ہیں تاہم عملاً امام صاحب ؒ نے بھی اصول بندی کی۔ علامہ شبلی کے نزدیک فقہ حنفی کی اہمیت چار وجوہ سے ہے:

۱۔ یہ اصول عقلی کے موافق ہے۔ استنباط میں عقلی اور تمدنی تجربوں کو مدنظر رکھنے سے اس میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ ہر دور کی ضرورتوں کے لئے احکام وضع کر سکے اور شریعت کی بنیادوں کو قائم رکھتے ہوئے انسانی تہذیب کے وسیع ممکنات و مسائل کے موزوں حل پیش کر سکے۔

۲۔ یہ انسانی طبیعت کی صحیح دریافت پر مبنی ہے اور انسانی معاملات میں فطری مجبوری اور تکلیف کا پوری طرح لحاظ رکھتی ہے یعنی احکام شرع میں افراط اور سختی کے ان پہلوؤں پر زور نہیں دیتی جن سے انسان بے ضرورت اور ناقابلِ برداشت تنگی محسوس کرے۔

---

1. اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ ماحمد تیمور پاشا کی کتاب پر معراج محمد بارق کا حاشیہ۔ص ۸۵۔ کراچی قدیمی کتب خانہ۔
2. تاریخ حفاظت حدیث و اصول حدیث، ڈاکٹر فضل احمد ص ۵۲ کراچی، کفایت اکیڈمی طبع اول ۱۹۹۷ء
3. دائرہ معارف اسلامیہ ۸۵/۷
4. بحوالہ سابق ۶۸۹/۸ مفہوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اس کے معاملاتی قاعدے اور احکام ہر دور کی ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

۴۔ ائمہ نے جو فقہ حنفی مرتب کی تھی وہ نصوص شرعی کے عین مطابق ہے اور یہ بدگمانی اور مغالطہ ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل حدیث کے مخالف ہیں۔[1]

ان سب باتوں کے باوجود یہ سمجھنا غلط ہے کہ فقہ حنفی کی جزئیات پر دوسرے مذاہب کے جملہ استدراک غلط ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ مسائل کے استنباط میں علمائے احناف سے غلطیاں سرزد ہوئی ہوں مگر بمصداق "المجتهد قد یخطی و قد یصیب" ان کی نیک نیتی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ دور تقلید میں نصوص کی ایسی تاویل جو ائمہ کے اقوال کو صحیح ثابت کر سکے، ہوتی رہی اس کی وجہ سے مسلک کے بارے میں اگر مغالطہ پیدا ہو جائے تو اس میں تعجب نہیں کرنا چاہیے۔[2]

☆☆☆

[1] حوالہ سابق ۸/۶۹۱۔۶۹۲ مذہب حنفی کے شیوع کے مزید اسباب کے لئے ابوحنیفہ ابوزہرہ۔ ص ۴۶۱

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۶۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

مالکی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء

امام مالک :

امام مالک بن انس کی حتمی تاریخ ولادت محفوظ نہیں۔ شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مؤلف لکھتا ہے :

"The date of his birth is not known, the dates givens varying between 90 and 97, are hypotheses, which are presumably approximately correct". [1]

(آپ کی تاریخ پیدائش بالکل صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ مختلف کتابوں میں ۹۰ھ سے ۹۷ھ تک مرقوم ہے جو قرین قیاس اور غالباً صحیح ہیں)

مشہور قول کے مطابق امام مالک ۹۳ھ میں مدینۃ المنورہ میں پیدا ہوئے اور صحیح روایت کے اعتبار سے ۱۷۹ھ میں ہارون رشید عباسی کے عہد میں مدینہ المنورہ ہی میں وفات پائی۔ ان کا نسب ذی اصبح یمنی سے جاملتا ہے۔ امام مالک کی ولادت کے وقت بنی اُمیہ کی حکومت کا اوج شباب تھا۔ ولید بن عبدالملک جو اُموی مروانی حکومت کا تیسرا تاجدار تھا، اس کا سریر آرائے خلافت دمشق تھا۔ فتوحات اسلامیہ کا سیلاب مشرق میں ترکستان، کابل اور سندھ کو عبور کر چکا تھا اور مغرب افریقہ اور اسپین کی سرزمینوں میں موجیں لے رہا تھا، یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس عہد میں امام پیدا ہوئے اس کا تاجدار جس سرزمین کو تلوار سے فتح کر رہا تھا امام کے قلم نے سب سے زیادہ وہیں قبضہ حاصل کیا یعنی طرابلس، تیونس، الجزائر، مراکش اور اسپین میں۔[3]

امام مالک فنِ حدیث کے مسلمہ امام ہیں۔ بڑے بڑے محدثین اور نامور فقہاء کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ مصر، بلاد مغرب اور اندلس جیسے دُور دراز علاقوں سے تشنگان علم جوق در جوق آپ کے پاس مدینہ منورہ آتے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ کی علمی و دینی بصیرت اور سیاسی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ چھٹے اُموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اپنے دورِ خلافت میں ان سے مشورہ طلب کرتے تھے۔[4]

الزواوی (متوفی ۷۴۳ھ) نے اپنی کتاب "مناقب امام مالک" میں آپ کی علمی و فقہی عظمت سے متعلق مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ :

"وقال الشافعی : لولا مالک و سفیان لذہب علم الحجاز"۔[5]

(اور امام شافعی نے فرمایا کہ اگر امام مالک و سفیان نہ ہوتے تو علم حجاز سے چلا جاتا)

---

1. Shorter Encyclopaedia of Islam Page 321
2. مناقب الامام مالک بن انس، قاضی عیسیٰ بن مسعود الزواوی متوفی ۷۴۳ھ تحقیق الطاہر الدردیری ص ۱۵۹۔۱۶۰ المدینۃ المنورہ، مکتبہ طیبہ ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء مقدمہ الدیباج، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ ص ۵۷۔۵۸ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء
3. سیرت آئمہ اربعہ، سید رئیس احمد جعفری ص ۲۴۳۔۲۴۴ کراچی شیخ غلام علی اینڈ سنز سنہ ندارد
4. الدیباج، ابن فرحون مالکی ص ۵۷
5. مناقب الامام مالک بن انس، قاضی عیسیٰ بن مسعود الزواوی ص ۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہی مسائل میں آپ کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کے بعد مدینۃ المنورہ کے تعامل کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ نص صریح موجود نہ ہونے کی صورت میں کبھی کبھی قیاس سے بھی کام لے لیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے اپنی کتاب میں نقل کیا کہ امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے :

" مامن احد الاّ وهو ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم "[1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے سوا کسی بھی آدمی کے کلام کو قبول یا رد کیا جا سکتا ہے) یعنی آئمہ کی بات میں بھی قبول ورد کی گنجائش ہوتی ہے۔

امام مالکؒ کی وہ کتب جنہوں نے مالکی مذہب کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا :

۱۔ "الموطا" : کہا جاتا ہے کہ امام مالکؒ چالیس سال تک "الموطا" کی تالیف میں مشغول و مصروف رہے۔ جب کہیں وہ موجودہ شکل میں مدوّن ہو سکی۔ تقریباً ایک ہزار اشخاص نے الموطا کو امام مالکؒ سے روایت کیا، اگرچہ الموطا کئی طرق سے روایت کی گئی ہے لیکن اس کے متداول نسخے دو ہیں۔

پہلا بروایت یحیٰی بن یحیٰی اللیثی (المصمودی) الاندلسی (م ۲۳۴ھ۔ ۸۴۸ء) اور دوسرا بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ۔ ۸۰۴ھ) یہ دونوں نسخے متعدد بار بالترتیب مصر اور ہندوستان میں چھپ چکے ہیں اور دونوں کی شروح اور حواشی و اختصارات موجود ہیں۔ الموطا میں امام مالکؒ نے صحیح احادیث، اخبار و آثار اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ کو جمع کر دیا ہے۔ بظاہر یہ حدیث و اثر کی کتاب ہے، لیکن اس کا لب لباب فقہ ہے۔ حضرت امام نے اس میں فقہ کی طرز پر ابواب کو مرتب کیا ہے اور اس کا اصل موضوع احکام فقہیہ ہی ہیں[2]

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں :

"امام مالک نے موطا میں ابواب کی جو ترتیب رکھی ہے وہ امام ابوحنیفہ کی ترتیب سے مختلف ہے اور عبادات و معاملات سب خلط ملط ہیں"۔[3]

وہ مزید لکھتے ہیں :

"احادیث نبوی کو فقہی ابواب پر مرتب کرنے کی کوشش امام مالک (ف ۱۷۹ھ) کی موطا سے بھی قبل امام ابن الماجشون (ف ۱۶۴ھ) نے کی، لیکن سوائے زرقانی کی شرح موطا کے دیباچے میں نام کے حوالے کے اس کتاب کا اب کوئی پتہ نہیں چلتا۔ امام مالک کی تالیف اسی کی اصلاح اور اس کے جواب میں تھی۔ یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ اولاً خالص حدیث کے مجموعے تیار ہوئے، پھر فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب ہونے کے بعد آخر خالص فقہی کتابیں تیار ہوئیں۔ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ خالص حدیث کے بعد خالص فقہی کتابیں لکھی گئیں تو ردعمل کے طور پر قانونی احادیث کے مجموعے تیار ہوئے۔ امام زید بن علی، امام ابوحنیفہ اور الماجشون (ف ۱۶۴ھ) جنہوں نے صرف روایات مدینہ جمع کر کے ایک کتاب شائع کی اور دیگر اہل الرائے نے ایک مکتب خیال قائم کیا، جس کے پیروؤں نے بعد میں غلو پیدا کیا

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ، ۱/۳۸۳ کراچی غلام علی اینڈ سنز سندھ ۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۹۳ (اردو)
۳۔ امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، محمد حمید اللہ ص ۵۹ کراچی اردو اکیڈمی سندھ طبع ششم ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو بطور ردعمل اہل حدیث نے سنت کی پیروی پر زور دینے کے لئے فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب کیں۔ امام مالک (ف ۱۷۹ھ) وغیرہ چند اہم عصروں کی مؤطاؤں کی اسی تحریک کا آغاز سمجھنا چاہئے اور صحیح بخاری کو اس کی انتہاء[1]

الزواوی (متوفی ۷۴۳ھ) نے امام شافعی کے حوالے سے مؤطا کی تالیف کا یہ سبب بیان کیا کہ :

" وقال الشافعی : بعث ابو جعفر المنصور الی مالک لما قدم فقال له : ان الناس قد اختلفوا فی العراق فضع الناس کتابا نجمعهم علیه . فوضع المؤطا " [2]

(امام شافعی نے فرمایا کہ ابو جعفر منصور امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ عراق میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں، آپ کتاب تالیف کیجئے تاکہ ہم انہیں اس پر متفق کر سکیں، تو آپ نے مؤطا تالیف کر دی)

الزواوی مزید لکھتے ہیں کہ :

" جب مؤطا کی تالیف مکمل ہوگئی اور ابو جعفر منصور نے اس کو عباسی مملکت کے قانون کی حیثیت سے نافذ کرنے کی اور سب کو اس پر متفق کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو امام مالک نے ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا :

" ما ینبغی لک یا امیر المؤمنین أن تحمل الناس علی قول رجل واحد یخطی ویصیب ، وانما الحق من رسول الله صلی الله علیه وسلم . وقد تفرقت اصحابه فی البلدان وقلد اهل کل بلد من صار الیهم فاقر اهل کل بلد ما عندهم " [3]

(اے امیر المؤمنین آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تمام لوگوں کو ایک شخص کی فقہ کا پابند کر دیں جو خطا وصواب دونوں کرتا ہے۔ جو کچھ رسول ﷺ سے منقول ہے وہ سب حق ہے۔ آپ کے صحابہ مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں اور اہلیان شہر نے ان کی توقیر و تقلید کو بہتر جانا ہے)

۲۔ **المدونه الکبری** : یہ امام مالکؒ کی براہ راست تصنیف تو نہیں ہے، لیکن فقہ مالکیہ کی اصل الاصول ہونے کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اسی لئے یہ مالکی مسلک کا بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ المدونة ایک ضخیم مجموعہ رسائل کا نام ہے، جس میں تقریباً چھتیس ہزار مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ گویا امام مالکؒ کی آراء بالنص اور ایسے مسائل کا مجموعہ ہے جن کا استنباط امام مالکؒ کے فتاویٰ سے صحیح سمجھا گیا۔ اس طرح اس کتاب میں امام مالکؒ کے فتاویٰ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کی تصنیف میں متعدد اہم شخصیتوں کی کوششیں شامل رہی ہیں۔

سب سے پہلے مسائل امام لکؒ کو ان کے شاگرد اسد بن الفرات التونسی نے مدون کیا۔ انہوں نے سوالات تو امام محمد کی کتابوں سے اخذ کئے اور جوابات امام مالکؒ کے دیئے ہوئے لکھے۔ اس مجموعے کا نام انہوں نے المدونة رکھا۔ وہ عراق کے بعد مصر پہنچے اور جب وہاں سے قیروان گئے تو یہی مسائل ان سے مغربی فقیہ سحنون، عبد السلام بن سعید التنوخی نے حاصل کئے اور اس کا نام اسدیہ رکھا۔ انہوں نے اسے امام مالکؒ کے ایک اور شاگرد عبد الرحمن بن القاسم المصری کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے بعض مسائل میں تصحیح کی۔ اسد بن الفرات کا مجموعہ ابواب کی صورت میں مرتب نہیں تھا۔ سحنون نے اسے باقاعدہ ترتیب دیا اور بعض مسائل میں آثار و روایات سے از خود استنباط و اجتہاد

---

[1] حوالہ سابق ص ۳۳۔۳۴ [2] مناقب الامام مالک بن انس، عیسیٰ بن مسعود الزواوی متوفی ۷۴۳ھ ص ۱۲۰ [3] حوالہ سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے اضافہ کیا۔ بہر حال یہ کہنا بجا ہوگا کہ المدونۃ امام مالک ؒ کی اپنی تصنیف تو نہیں ہے، البتہ مختلف مسائل میں ان کے فتاویٰ پر محیط ہے اور پھر اس میں امام کے تلامذۃ اور تلامذہ "التلامذۃ" کے اجتہاد کا عمل دخل بھی واضح ہے۔ مغرب اور اندلس میں مذہب مالک کی اشاعت و ترویج میں المدونۃ نے اہم کردار ادا کیا۔[1]

مالکی مذہب کی نشو نما :

ابن فرحون مالکی (متوفی ۷۹۹ھ) اس بارے میں لکھتے ہیں :

" فغلب مذهب مالک رحمة الله على اهل الحجاز والبصرة ومصر وما والاها من بلاد افريقية والاندلس وصقلّية والمغرب الاقصىٰ ، الى بلاد من أسلم من السودان الى وقتنا هذا ، وظهر ببغداد ظهورًا كثيرًا ، وضعف فيها بعد اربعمائة سنة ، وضعف بالبصرة بعد خمسمائة سنه ، وغلب من بلاد خراسان على قزوين وأبهر ، وظهر بنيسابور أولا وكان بها وبغيرها له آئمه ومدرسون يأتى ذكر هم ، وكان ببلاد فارس ، وانتشر باليمن وكثير من بلاد الشام " [2]

(مالکی مذہب کی نشو نما امام مالک کے وطن مدینہ میں ہوئی، پھر یہ پورے حجاز میں پھیل گیا۔ یہ حجاز میں غلبہ حاصل کرنے کے بعد بصرہ، مصر اور اس کے قریبی بلاد افریقہ، اندلس، صقلیہ (سسلی)، مغرب اقصیٰ (مراکش وغیرہ) اور سوڈان کے ان شہروں میں غالب ہوگیا جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ شہر بغداد میں بھی اس نے خاصا فروغ پایا۔ لیکن پھر چوتھی صدی کے بعد وہاں کمزور پڑ گیا۔ اسی طرح پانچویں صدی کے بعد یہ بصرہ میں زوال پذیر ہوگیا۔ خراسان کے شہر قزوین اور ابھر میں اس کو خوب فروغ حاصل ہوا اور اسی طرح شروع میں نیشاپور میں بھی اس کو غلبہ حاصل ہوا۔ ان تمام بلاد و ممالک میں اس مذہب کے آئمہ اور مدرس موجود تھے۔ یہ مذہب بلاد فارس میں بھی پہنچا۔ نیز یمن میں اور ملک شام کے بہت سے شہروں میں بھی اس کی خوب اشاعت ہوئی)

شارٹر انسائیکلو پیڈیا کا مؤلف لکھتا ہے :

"The Maliki Doctrine spread mainly in the west of the muslim world; after it had succeeded in driving out the madhab of at Awza'i and the Zahiri School, it prevailed not only in the Maghrib (Tunis , Algeria, Morocco, inluding Muslim Spain) but almost in all the rest of Africa, so far as it has adopted Islam".[3]

(مالکی مذہب کو مسلمانوں کی مغربی دنیا میں خاصا فروغ حاصل ہوا اور یہ فروغ اسی وقت ممکن ہوا جب مذہب اوزاعی اور ظاہری کا اثر رسوخ وہاں سے ناپید ہوگیا۔ نہ صرف یہ کہ مالکی مذہب نے اپنا تسلط مغربی ممالک (تیونس، الجزائر اور مراکش جس میں ہسپانوی مسلمان بھی شامل تھے) کے علاقوں میں جمایا، بلکہ تقریباً تمام افریقی ممالک نے بھی اسی مذہب و مسلک کو اختیار کیا)

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۳۹۳/۱۸

[2] الدیباج، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ ص ۴۷، بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء

[3] Shorter Encyclopaedia of Islam Page 323

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک زمانہ ایسا بھی گزرا جبکہ یہ (مالکی مذہب) خود اپنے سرچشمہ یعنی مدینہ میں گمنام سا ہو گیا، یہاں تک کہ جب ابن فرحون ۷۹۳ھ میں یہاں کے قاضی مقرر ہوئے تو انہوں نے اس کو گوشہ گمنامی سے نکالا اور وہاں دوبارہ متعارف کرایا[1]

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مالکی مسلک کے بلاد مغرب و افریقیہ، تونس، الجزائر، مراکش، اندلس اور مصر میں زیادہ فروغ پانے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" وامام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فاختص بمذهبه اهل المغرب والاندلس وان كان يوجد فى غيرهم الا انهم لم يقلدوا غيره الا فى القليل لما ان رحلتهم كانت غالبا الى الحجاز وهو منتهى سفرهم والمدينة يومئذ دار العلم ومنها خرج الى العراق ولم يكن العراق فى طريقهم فاقتصروا عن الاخذ عن علماء المدينة وشيخهم يومئذ وامامهم مالك وشيوخه من قبله وتلميذه من بعده فرجع اليه اهل المغرب والاندلس وقلّدوه دون غيره ممّن لم تصل اليهم طريقته وايضا فالبداوة كانت غالبة على اهل المغرب والاندلس ولم يكونوا يعاونون الحضارة التى لاهل العراق فكانوا الى اهل الحجاز اميل لمناسبة البداوة ولهذا لم يزل المذهب المالكى غضا عندهم ولم ياخذه تنقيح الحضارة وتهذيبها كما وقع فى غيره من المذاهب "۔[2]

(لیکن امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مذہب سے اہل مغرب واہل اندلس مختص ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی یہ مذہب پایا جاتا ہے لیکن ان ملکوں میں ان کے علاوہ کسی اور مذہب کی پیروی نہیں کی گئی اور اگر کی گئی تو بہت کم۔ جبکہ ان کا سفر غالبا حجاز کی طرف تھا اور یہ ان کے سفر کی انتہا تھی۔ مدینہ اس زمانہ میں دارالعلم تھا۔ عراق اس سے خارج تھا۔ عراق ان کے راستے میں نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے علماء مدینہ سے لینے پر انحصار کیا۔ ان کے اُستاد اور ان کے امام اس زمانہ میں امام مالکؒ تھے۔ ان سے پہلے امام مالکؒ کے اساتذہ ان کے شیوخ تھے اور امام مالکؒ کے بعد ان کے شاگردان لوگوں کے اساتذہ بنے۔ لہٰذا امام مالکؒ کی جانب اہل مغرب اور اہل اندلس متوجہ ہوئے اور ان لوگوں نے امام صاحب کی تقلید کی۔ نیز یہ کہ بدوی زندگی اہل مغرب اور اندلس پر غالب تھی اور اہل عراق کو جو تمدن حاصل تھا اس سے یہ لوگ دُور تھے۔ چنانچہ بدویت کی مناسبت سے اہل حجاز کی طرف مائل ہوئے، اسی لئے مالکی مذہب ان کا پسندیدہ رہا۔ اور تمدن و تہذیب کی صفائی و شستگی انہیں حاصل نہیں ہوئی جیسا کہ دوسرے مذاہب کو حاصل ہوئی)

استاد ابوزہرہ نے ابن خلدون کے اس بیان کو مالکیوں پر اتہام قرار دیا اور چار وجوہ سے ان کے بیان پر تنقید کی، جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

(الف) مالکی مذہب کے مغرب و اندلس میں فروغ کا یہ سبب کہ وہاں کے لوگ امام کے اساتذہ اور امام مالک کے شاگرد تھے۔ مصر پر بھی صادق آتی ہے اور وہاں مالکی و شافعی قاضیوں کا غلبہ رہا۔ شافعی مذہب کو ایوبیہ حکومت کی تائید امداد حاصل ہوئی اور اندلس میں مالکی مذہب کے فروغ کا سبب صرف حج ہی نہیں بلکہ سلطان الدولہ کی سرپرستی بھی تھی۔ اسی کو ابن حزم نے ثابت بھی کیا کہ ان کا فروغ شاہی طاقت پر ہوا۔

---

[1] اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ، احمد تیمور پاشا مترجم معراج محمد بارق ص ۸۸ کراچی قدیمی کتب خانہ سنہ ند

[2] مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ ص ۴۴۹، بغداد مکتبۃ المثنی سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ حجاز اور اہل مغرب و اندلس کے لوگ دونوں بدوی ہونے کی مناسبت رکھتے تھے، تو یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ اہل حجاز کو کوئی بدوی نہیں کہتا اور خاص کر اُموی دور میں یہاں کا تمدن اعلیٰ تھا۔ پھر بھی اگر مان لیں کہ اہلِ حجاز کے باشندے بدوی تھے تو اہلِ اندلس کے لئے یہ تسلیم نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ اسلام سے پہلے اور بعد دونوں زمانوں میں اعلیٰ تمدن رکھتے تھے۔

(ج) ابن خلدون کے نظریہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکی مذہب اہل بدو کا مذہب ہے، اہل تمدن وتہذیب کا نہیں ہے۔ یہ بات ان حالات کے مطابق نہیں ہے اور نہ ان قواعد وضوابط اور اصول کے مقابلہ میں درست ہے جو اس مذہب کے اصول ہیں۔ یہ مذہب اپنی خوبی وسعت اور قوت میں بہت اچھا ہے۔ مصالح مرسلہ، ذرائع، مراعات، عرف، قیاس کے نظریات کو اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(د) ابن خلدون کا یہ دعویٰ کہ اہلِ مغرب کی بدووت نے مذہب کو خراب کر دیا۔ اس میں خوبی داخل ہونے نہ دی۔ درست نہیں ہے۔ اہل مصر بھی کبھی بدوی نہیں رہے اور یہ بات کہ مالکی مذہب میں تنقیح وصفائی نہیں ہے، ابن خلدون کی یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ اس میں صفائی وترقی ہے۔ استخراجِ مسائل اور اصول وفروع کا استنباط ہوتا ہے جو تمام عالم پر حاوی ہے۔[1]

مصر میں مالکی فقہ خود امام مالکؒ کی زندگی ہی میں فروغ پزیر ہو چکی تھی اور حجاز کے بعد مصر کو پہلا ملک سمجھنا چاہئے جہاں امام مالکؒ کا فیض پہنچا۔ مصر کے ممالیک کے زمانے میں شافعی قاضی کو پہلا درجہ اور مالکی قاضی کو دوسرا درجہ حاصل ہوتا تھا۔ بلاد تونس میں مذہب مالک ہمیشہ غالب رہا اور آج کل بھی وہاں اس کا غلبہ ہے۔ اندلس میں پہلے پہل اگرچہ امام اوزاعیؒ کا مسلک غالب تھا، لیکن ۲۰۰ھ کے بعد سے یہاں فقہ مالک کو غلبہ حاصل رہا۔ یہ ملک بڑے بڑے علماء وفقہاء اور مصنفوں کی قرارگاہ رہا۔ مغرب اقصیٰ میں بنوتاشقین (۴۴۸ھ۔۱۰۵۶ء تا ۵۴۱ھ۔۱۱۴۷ء) کے عہد میں مالکیہ کو بہت فروغ ملا اور ان کی قوت میں اضافہ ہوا۔ ان علاقوں کے علاوہ سوڈان، بحرین اور کویت میں بھی یہ مذہب پھیلا۔ خاص طور پر بالائی مصر میں اسے وہی حیثیت حاصل رہی جو زیریں مصر میں شافعی مسلک کو حاصل تھی۔ آج مختلف ممالک اسلامیہ میں مالکیہ کی کل تعداد تقریباً چار پانچ کروڑ ہے۔[2]

صبحی محمصانی نے بھی اپنی کتاب میں پروفیسر سیسیون کا قول نقل کیا ہے کہ :

"دنیا میں مالکیوں کی مجموعی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے"۔[3]

آج کل یعنی پندرہویں صدی عیسوی میں مالکی مذہب کے پیروکار شمالی مغربی افریقہ کے ممالک مثلاً مراکش، موریطانیہ، تونس، الجزائر اور لیبیا میں اکثریت میں ہیں۔ مصر، سوڈان، شام، لبنان اور حجاز میں ان کی اقلیت ہے۔ ۱۹۳۰ء میں اس مذہب کے مقلدین کی تعداد کا اندازہ ساڑھے چار کروڑ لگایا گیا تھا"۔[4]

---

[1] مالک حیاۃ وعصرہ وآراؤہ وفقهه، ابوزہرہ ص ۴۳۱۔۴۳۳۔ مصر مکتبۃ الانجلو المصریہ طبع ثانی سنہ ند

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۹۹

[3] فلسفۃ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۴۳۔ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵۔۱۹۴۶

[4] اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ، احمد تیمور پاشا کی کتاب ص ۱۰۰ پر معراج محمد بارق کا حاشیہ کراچی قدیمی کتب خانہ سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف ممالک میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالکؒ کے چند مشہور ترین تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ جن کی بدولت مالکی مذہب کی اشاعت ہوئی :

مدینہ المنورہ میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالکؒ کے اصحاب میں سے عبدالعزیز بن ابی حازم (م ۱۸۵ھ) محمد بن ابراہیم بن دینار (م ۱۸۲ھ) جو امام مالکؒ کے زمانے میں مدینے کے فقیہ تھے اور معن بن عیسیٰ (م ۱۹۸ھ) جو عصیہ مالک کہلاتے تھے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔[۲]

مصر میں مالکی مذہب :

۱۔ (ابو) محمد عبداللہ بن وہب بن مسلم القریشی (م ۱۹۷ھ) نے امام مالکؒ، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، سفیان الثوری جیسے اہلِ علم و فضل سے علم حاصل کیا۔ ۱۶۸ھ میں امام مالکؒ کے پاس آئے اور ان کی وفات تک ان کی صحبت میں رہے۔ امام مالکؒ انہیں فقیہ مصر اور المفتی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے، اُستاد کے معتمدین میں سے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بدولت مسلک مالکی مصر اور بلادِ مغرب میں پھیلا۔ امام مالکؒ کی وفات کے بعد لوگ فقہ کی تعلیم کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ کی کوئی تیس کتابیں مدون کیں۔ ان میں سے مؤطا، جامع کبیر، کتاب الاحوال، کتاب تفسیر المؤطا، کتاب المناسک اور کتاب المغازی مشہور ہیں۔

۲۔ ابو عبداللہ، عبدالرحمن بن القاسم العتقی (م ۱۹۱ھ) مصر میں فقہ مالکی کی اشاعت کا کام کیا۔ امام مالکؒ کے علاوہ لیثؒ، الماجشون اور مسلم بن خالد سے روایت حدیث کی۔ فقہ مالکی کی تدوین میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ابوزہرہ نے انہیں اصحاب ابی حنیفہ میں (مذہب کا راوی و ناقل ہونے کے سبب) امام محمد بن الحسن سے تشبیہ دی ہے۔ لوگ فتاویٰ و مسائل مالک میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی بعض آراء امام مالکؒ کی آراء سے مختلف ہیں۔

۳۔ اشہب بن عبدالعزیز القیسی العامری (م ۲۰۴ھ) ایک عرصے تک اُستاد کی خدمت میں رہے۔ امام مالکؒ کے راویانِ فقہ میں سے ہیں۔ امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ میں نے اشہب سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں : کتاب الاختلاف فی القسامۃ، کتاب فی فضائل عمر بن عبدالعزیز۔ ان کی ایک کتاب کا نام بھی المدونہ ہے۔ جس کی قاضی عیاضؒ نے بڑی تعریف کی ہے۔

۴۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن اللیث (م ۲۱۴ھ) امام مالکؒ کے علاوہ لیث بن سعد، ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کی۔ وہ محقق مذہب مالک مشہور ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ سے روایت کی اور امام کے دوسرے شاگردوں سے ان کی دیگر کتابیں بھی سنیں اور انہیں یکجا کیا۔ وہ امام شافعیؒ کے دوستوں میں سے تھے۔

۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ اصبغ بن الفرج الاموی (م ۲۲۵ھ۔۸۴۰ء) وہ اس دن وارد مدینہ ہوئے جس دن امام مالک کا انتقال ہوا۔ اکتساب علم امام مالک کے تلامذہ ابن القاسم، ابن وہب اور اشہب سے کیا۔ (ان کا شمار نامور اور مشہور اکابر مالکی فقہاء میں ہوتا ہے۔ ابن الماجشون کے نزدیک وہ مصر میں مالکی فقہ کے سب سے بڑے عالم تھے)۔

۶۔ (ابوعبداللہ) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ۔۸۸۲ھ) مصر کے مسلمہ فقیہ تھے۔ شاگردان مالک میں سے تھے۔ نیز امام شافعیؒ سے علم حاصل کیا۔ مغرب اور اندلس میں فقہ کی ترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مصر میں علم کی ریاست ان پر ختم ہوگئی۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

۷۔ محمد بن ابراہیم بن زیاد الاسکندری المعروف بابن المواز (م ۲۸۱ھ۔۸۹۴ء) مالکی فقہ کے جید عالم اور مصنف، امام مالک کے بعض تلامذہ سے تحصیل علم کی فقہ وافتاء میں عالم راسخ تھے۔[1]

افریقہ واندلس میں مالکی مذہب :

"تاریخ الفلسفه فی الاسلام" کا مؤلف اندلس کے چوتھی صدی کے واقعات وحالات میں لکھتا ہے :

"ولم یدخل فی الاندلس الّا مذهب فقهی واحد ، هو مذهب الامام مالک". [2]

(اور اندلس میں سوائے ایک فقہی مذہب کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوا، اور وہ امام مالک کا مذہب ہے)

افریقہ اور اندلس میں مالکی مذہب کی ترویج واشاعت میں حصہ لینے والے بعض حضرات کے اسماء وتعارف مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ابوعبداللہ زیاد بن عبدالرحمن القرطبی المعروف بہ شبطون (م ۱۹۳ھ) اندلس میں مؤطا امام مالک سب سے پہلے انہی کے ذریعہ پہنچی۔ وہ دوبار امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتاویٰ مسلک مالک میں بھی ان کی ایک تصنیف ہے جو "سماع زیاد" کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ انہیں فقیہ اندلس کے نام سے یاد کرتے تھے۔

۲۔ عیسیٰ بن دینار الاندلسی (م ۲۱۲ھ) اندلس میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں مانا جاتا تھا۔ قرطبہ کے مفتی بھی رہے۔ امام مالک سے مدینہ منورہ میں المؤطا کا درس لیا اور مشرق سے لوٹے تو ریاست علم کے مالک مانے گئے۔

۳۔ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللیثی (المصمودی) (م ۲۳۴ھ۔۸۴۹ء) امام مالک سے المؤطا سنی۔ اس سے پہلے اندلس ہی میں زیاد بن عبدالرحمن القرطبی سے اس کا سماع کر چکے تھے۔ اندلس میں فقہ ومسلک مالکی انہیں کے ذریعے پھیلا اور پھلا پھولا۔ وہ اگرچہ اندلس میں عہدہ قضاء پر متمکن تو نہیں ہوئے لیکن وہاں ان کے مشوروں کے بغیر کوئی قاضی مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ المؤطا کی مشہور ومتداول روایت انہیں کی ہے اور یہی معتبر ترین سمجھی جاتی ہے۔ وہ عاقل اہل اندلس کے لقب سے مشہور تھے۔

---

[1] حوالہ سابق ۱۸/۳۹۶

[2] تاریخ الفلسفہ فی الاسلام، الاستاذ ث۔ج۔دی بور جامعہ امسٹر دام T.J.D Doer اس کتاب کا محمد عبدالہادی ابوریدہ نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ص ۳۶۲۔ مطبعہ لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر ۱۳۷۷ھ۔۱۹۵۷ء طبع رابع سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی (القرطبی) (م ۲۳۸ھ۔۸۵۳ء) فقہ مالک کے حافظ سمجھے جاتے تھے۔ تاریخ و ادب میں بھی بڑی دسترس تھی۔ کثیر التعداد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے کتاب "الواضحة فی السنن و الفقه" مشہور ترین ہے۔ ابن الماجشون، مطرف، عبداللہ بن الحکم جیسے علماء سے فقہ و حدیث کا درس لیا۔ قرطبہ کے مفتی بھی رہے۔ یحییٰ بن یحییٰ تلمیذ امام مالکؒ کی وفات کے بعد ریاست علمی انہیں کے حصے میں آئی (اور وہ اپنے زمانے میں اندلس کے عالم اور فقیہ مشہور تھے)۔

۵۔ شمالی افریقہ میں عبداللہ بن غانم الافریقی (م ۱۹۰ھ) تھے اور ان کے ساتھ ابوالحسن علی بن زیاد التونسی (م ۱۸۳ھ) تھے جنہوں نے امام مالکؒ، سفیان ثوری، لیث بن سعد جیسے علماء سے سماعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں افریقہ میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ الزواوی (م ۷۴۳ھ) کی کتاب "مناقب الامام مالک بن انس" کے تحقیقی حاشیہ میں الدردیری نے لکھا "وهو اول من ادخل موطا مالک و جامع سفیان الثوری الی افریقیة"[1] (سب سے پہلے انہوں نے ہی مؤطا امام مالکؒ اور جامع سفیان ثوری کو اہل افریقہ میں متعارف کرایا) قیروان کے اہل علم اختلاف مسائل کے وقت ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ قاضی اسد بن الفرات اور سحنون جیسے علماء نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

۶۔ اسد بن الفرات (م ۲۱۳ھ۔۸۲۸ء) مسائل فقہ مالک کی اولین کتاب المدونة (الاسدیہ) انہی کی تصنیف ہے۔ اصلاً نیشاپور کے رہنے والے تھے، ولادت حران میں ہوئی اور نشو و نما (قیروان اور) تونس میں پائی۔ اولاً علی بن زیاد تلمیذ مالک سے مؤطا کا درس لیا اور پھر بنفس نفیس امام سے ملاقات کی اور شرف صحبت حاصل کیا۔ اس کے بعد وہ عراق بھی گئے اور امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ عظام قاضی ابو یوسف، امام محمد اور اسد بن عمرو سے فقہ کی تحصیل کی اور قاضی ابو یوسف نے ان سے مؤطا کی سماعت کی۔ (۲۱۲ھ۔۸۲۷ء) میں بحری بیڑہ لے کر جزیرہ صقلیہ کو فتح کیا) زیادۃ اللہ والی افریقہ نے انہیں معاً قاضی و امیر صقلیہ مقرر کیا۔ صقلیہ میں نظام حکومت کی تشکیل کے ساتھ ہی باقاعدہ محکمہ قضاء بھی قائم ہوا۔ دارالسلطنت بلرام کے قاضی کو قاضی القضاء کی حیثیت دی جاتی اور دیگر شہروں میں قاضی و مفتی مقرر کئے جاتے تھے۔ مقدمات کا فیصلہ اسلامی قوانین فوجداری کی رُو سے ہوتا تھا۔ نفاذ حدود میں فقہ حنفی سے رہنمائی حاصل کی جاتی تھی۔ اہل صقلیہ کی اکثریت حنفی المذہب تھی، تاہم کچھ عرصہ بعد حنفی و مالکی دونوں فقہوں کے علماء قاضی بنائے جانے لگے۔ فاطمی دور حکومت میں صقلیہ کی عدالتوں میں شیعی فقہ کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ جبکہ دولت کلبیہ کے عہد میں قضاء پر سنی المذہب علماء کا تقرر عمل میں آیا۔ صقلیہ میں اسلامی نظام حکومت ۴۶۴ھ۔۱۰۷۱ء) تک قائم رہا۔[2] وہ قیروان کے قاضی بھی تھے اور حصار سرقوسہ میں امیر لشکر بھی اور اسی معرکے میں ان کی وفات ہوئی۔

۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۸۳

[1] حاشیہ مناقب الامام مالک بن انس للزواوی، طاہر محمد الدردیری ص ۸۳

[2] تاریخ نفاذ حدود، نور احمد شاہتاز ص ۱۹۷۔ کراچی فضلی سنز ۱۹۹۸ء اس میں احسن التقاسیم للمقدسی ص ۲۳۸ گستاولی بان، تمدن عرب ص ۲۸۱۔ تاریخ ص قلیہ ۲/۲۲۱،۱/۹۳، ایس پی اسکاٹ۔ اخبار الاندلس ۲/۳۲ کے حوالہ سے مذکور ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ عبدالسلام بن سعید (بن حبیب) التنوخی المعروف بہ سحنون (م ۲۴۰ھ۔۸۵۴ء) (قیروان میں پیدا ہوئے) انہوں نے تونس اور پھر مصر میں امام مالکؒ کے تلامذہ سے تحصیل علم کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ بھی گئے اور وہاں کے علماء سے اکتساب کیا۔ اس وقت امام مالکؒ انتقال کر چکے تھے۔ ان کے بارے میں ابن القاسم کا کہنا ہے کہ افریقیہ سے ہمارے پاس سحنون جیسا کوئی عالم نہیں آیا، قیروان کے قاضی بھی رہے۔ المدونہ کا سہرا انہی کے سر ہے۔ وہ اپنے زمانے کے محبوب ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔[۱]

مشرق میں مذہب مالکی کی اشاعت :

مشرق میں اس مذہب کی اشاعت کرنے والے مشہور حضرات میں سے چند مشرق ادنیٰ میں تھے۔ مثلاً بصرہ میں عبداللہ بن سلمہ القعنبی (م ۲۲۱ھ) تھے اور مشرق اقصیٰ مثلاً یحیٰ بن یحیٰ التمیمی (م ۲۲۶ھ) نیشاپور میں رہے تھے۔[۲] ان کے علاوہ مشہور حضرات یہ ہیں :

۱۔ ابو مروان عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون (م ۲۱۲ھ۔۸۲۷ء) سحنون وغیرہ علماء نے انہیں سے تحصیل فقہ کی۔ ان کے والد عبدالعزیز بن الماجشون امام مالکؒ کے دوست تھے، وہ فقیہ بن فقیہ تھے۔ وہ امام مالکؒ کے تلامذہ میں اپنی دانائی کے اعتبار سے مشہور تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۲۔ احمد بن المعذل بن غیلان العبدی، ابن الماجشون وغیرہ سے تحصیل کی۔ مشرق اور خصوصاً عراق میں وہ مالکیہ میں بلند ترین فقیہ سمجھے جاتے تھے۔

۳۔ القاضی ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید (م ۲۸۲ھ۔۸۹۶ء) بن المعذل سے فقہ کا درس لیا اور ابن المدینی سے حدیث پڑھی۔ مالکیہ عراق نے فقہ کی تعلیم انہی سے لی۔ ابن الندیم نے لکھا ہے کہ انہوں نے فقہ مالک کی نشر و اشاعت میں بڑا حصہ لیا اور لوگوں کو مسلک مالک کی طرف رغبت دلائی اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً احکام القرآن، احوال القیامۃ (تقریباً تین صد ورق)، المبسوط، الاحتجاج بالقرآن، شواہد الموطا، الاموال والمغازی۔[۳]

مالکی اور حنفی مذہب کی نشوونما میں فرق :

(الف) امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد مل کر ایک مکتبہ تھے۔ لہٰذا ان کی شخصیتیں امام کی شخصیت میں مدغم نہیں ہوئیں، بلکہ وہ امام ابوحنیفہ کی زندگی میں ان سے مجادلہ، قیاسات میں ان سے تنازع و مخالفت کرتے۔ امام صاحب کی وفات کے بعد فقہ عراقی کی ریاست امام ابو یوسف اور امام محمد کے سپرد ہوئی تو فقہ حنفی نے ترقی کی۔

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/ ۳۹۷ ۲۔ حوالہ سابق ۸/ ۳۸۳ ۳۔ حوالہ سابق ۸/ ۳۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ امام مالکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی طرح اپنے شاگردوں کے لئے مناقشہ کا دروازہ نہیں کھولا، قیاس کے طریقہ یا آراء میں تنازع پیش نہیں آیا۔ بلکہ مسائل کے احکام ان کے اخذ کے طریق سے واضح کر کے تعلیم کرتے تھے اور ان سے ان کے شاگرد جمع کرتے۔ جس کی تدوین خود امام مالک نے کی ہوئی تھی، لہٰذا ان کے شاگردوں کی امام مالکؒ کی شخصیت کی طرح حیثیت نہیں تھی۔ امام مالکؒ کی وفات کے بعد ان کے بڑے شاگردوں کی رائے قائم ہوئیں جس میں انہوں نے امام مالکؒ سے اختلاف بھی کیا۔ استاد ابو زہرہ نے اس طرح کے اختلاف کی کئی مثالیں اپنی کتاب میں پیش کیں ہیں۔[1]

(ب) دوسری حقیقت جس میں مالکی مذہب، حنفی مذہب سے جدا ہے یا عام شکل میں عراقیین کے مذہب سے جدا ہے وہ یہ ہے کہ مالکی مذہب میں استنباط یا تخریج کا طریقہ حنفی منہاجؒ کے خلاف ہے۔[2]

Noel J. Coulson اپنی کتاب میں حنفی و مالکی مذاہب کی دیگر مذاہب پر تقدیم اور ان کے مخصوص موطن سے متعلق لکھتے ہیں:

"The two oldest schools are the Hanafis and Malikis, and both came into existence as the represantatives of the legal tradition of a particular geographical Locality .... The Former being the disciples of Abu Hanifa (d.767) in the Iraq center of Kufa, the later the followers of Malik b. Anas (d. 769) in the Arabian Center of Medina.[3]

(حنفی اور مالکی مذاہب دونوں قدیم ترین ہیں۔ یہ دونوں معارض وجود میں ایک خاص قانونی روایت اور مخصوص جغرافیائی یا حالات کی مرہون منت ہیں۔ جس میں اول الذکر امام ابوحنیفہؒ (متوفی ۷۶۷ء) کے مقلدین کا عراق کے مرکزی شہر کوفہ میں مرکز تھا اور موخر الذکر امام مالکؒ بن انس (متوفی ۷۶۹ء) کا مرکز مدینۃ المنورہ جزیرہ نمائے عرب میں تھا)

حنفی مالکی مذہب کے مناہج کے مابین فرق و اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے Noel J. Coulson مزید لکھتے ہیں:

"Because this group believed that every rule of Law must be derived either from the Qur'an or from the Prophet's practice as recorded in reports known as Hadith they became known as the supporters of Hadith" (ahl-al-Hadith), as against the supporters of ray" (ahl-al-ra'y). Who maintained that the free use of human reason to elaborate the Law was both legilimate and necessary. The rift between the two groups hardened in the eight century into the first fundamental conflict of principle in nascent Islamic Jurispruedence and epitomized the tension between the divine and the human element in Law".[4]

---

1. مالک حیاتہ و عصرہ و آراؤہ و فقہہ ص ۲۲۲۔۲۲۳ ملخص
2. حوالہ سابق ص ۲۳۶
3. Conficts and Tensions in Islamic Jurisprudence, Noel J. Coulson Page # 21, The University of Chicago Press Chicago and London 1969.
4. حوالہ سابق ص ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مالکی مذہب کے ماننے والے اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ ہمیں احکام قرآنی کے ساتھ حدیث کو بھی ایک بنیادی ماخذ کے طور پر مشعلِ راہ بنانا چاہئے۔اسی وجہ سے انہیں اہل حدیث کہا گیا۔اس کے برعکس حنفی مذہب کے اصحاب الرائے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ قرآن واحادیث نبوی کے بعد نئے مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعہ کرنا چاہئے۔اجتہاد سے مقصد یہ تھا کہ ہر صاحب فہم وفکر انسان قرآن وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل دریافت کرے،اسی لئے حنفیہ کا نام اہل الرائے پڑ گیا اور انسانی ذہن وفکر کو رکھتے ہوئے اس انداز سے اسلامی قوانین کی تشریح وتوضیح ان کے لئے ضروری تھی۔لیکن ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان اختلاف آٹھویں صدی عیسوی میں زیادہ اُبھر کر سامنے آیا اور اسی وقت سے ان دونوں مکاتب ہائے فکر میں اسلامی فقہ کی تدوین وتشریح مختلف انداز سے کی جانے لگی)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

شافعی مذہب اوراس کا نشأ وارتقاء

امام شافعیؒ:

محمد بن ادریس بن العباس، شافعی ۱۵۰ھ میں خود ان کے ایک قول کے مطابق بمقام غزہ (شام) میں پیدا ہوئے [۱] اور اصح قول کے مطابق ۲۰۴ھ میں مصر میں وفات پائی [۲]۔

ان کا سلسلۂ نسب عبد مناف پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں سے حضرت سائب کو حضور ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے وہ جنگِ بدر کے روز اسلام لائے تھے۔ ان کے بیٹے شافع کو بھی جوانی میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا [۳]۔

غزہ امام شافعی کا آبائی وطن نہیں بلکہ ان کے والد کسی ضرورت سے شام آئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا [۴]۔ امام شافعی کی ولادت کے دو سال بعد ان کی والدہ انہیں آبائی وطن مکہ لے آئیں۔ وہیں انہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن کریم اور دس برس کی عمر میں مؤطا حفظ کر لی [۵]۔ امام شافعی نے جن اساتذہ کو تحصیلِ علم کے لئے منتخب فرمایا اس سے متعلق ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

" وانتهت رياسة الفقه بالمدينة الى مالك بن انس رحل اليه ولازمه واخذ عنه وانتهت رياسة الفقه بالعراق الى ابى حنيفة فاخذ عن صاحبه محمد ابن الحسن جملا ليس فيها شئى الا وقد سمعه عليه فاجتمع له علم اهل الرأى وعلم اهل الحديث فتصرف فى ذلك حتى اصل الاصول وقعد القواعد واذعن له الموافق والمخالف واشتهر امر وعلا ذكره وارتفع قدره حتى صار منه ماصار" [۶]۔

۱۔ توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس فی مناقب الامام شافعی، حافظ ابن حجر العسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ۔ ص ۴۹، مطبعہ المیریہ بولاق مصر المحمیہ ۱۳۰۱ھ۔ ابن حجر نے ان کی جائے پیدائش سے متعلق مختلف اقوال نقل کئے ہیں اس میں امام شافعی سے ایک قول غزہ میں ولادت کا بھی منقول ہے۔

۲۔ مناقب الامام الشافعی، ابی السعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم، ابن الاثیر الجزری (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) ص ۷۲۔۷۵۔ تحقیق و تعلیق خلیل ابراہیم ملا خاطر، جدہ، دار القبلہ للثقافۃ الاسلامیہ، بیروت مؤسسہ علوم القرآن ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰ء

۳۔ حوالہ سابق ص ۶۳۔۶۴

۴۔ کتاب الجواهر اللماع، فيما ثبت بالسماع من حكم الامام الشافعی المنظومه والمنثورة، حسین ابن عبداللہ باسلامہ شافعی مکی ص ۱۹۔ مصر، مطبعہ کردستان العلمیہ ۱۳۲۶ھ

۵۔ کتاب الجواهر النفيس فی تاريخ حياة الامام محمد بن ادریس محمد آفندی مصطفیٰ ص ۳۔ المطبعہ الحسینیہ المصریہ ۱۳۲۶ھ۔ ۱۹۰۸ء

۶۔ توالی التاسیس، ابن حجر عسقلانی ص ۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مدینہ کی ریاست فقہ امام مالک بن انس پر ختم ہوتی تھی ان کی خدمت میں رہ کر اکتساب کیا۔ عراق کی ریاست فقہ امام ابوحنیفہ پر ختم ہوتی تھی وہاں ان کے شاگرد محمد بن حسن سے ان کی مکمل فقہ سیکھی۔ اس طرح ان میں اہل الرای اور اہلِ حدیث دونوں کا علم مجتمع ہو گیا۔ پھر آپ نے اس علم کی روشنی میں اپنے اصول وقواعد وضع کئے۔ موافق ومخالف آپ کی فضیلت علمی کے معترف ہوئے آپ کو شہرت وقدر ومنزلت حاصل ہوئی اور آپ کیا سے کیا ہو گئے)

ابن حجر نے آپ کی فقہی عظمت وشان سے متعلق مختلف اقوال پیش کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ:

" وقال احمد بن حنبل : لولا الشافعی ماعرفنا فقه الحدیث ".[1]

(امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو ہم فقہ الحدیث نہیں سمجھ پاتے)

مگر امام شافعی اپنے منہج سے متعلق فرماتے تھے:

" اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقولوا بها ودعوا ماقلته ".[2]

(اگر تم میری کتاب میں سنتِ رسول ﷺ کے خلاف کچھ پاؤ تو اس کی نشاندہی کرو اور میری بات کو چھوڑ دو)

اور وہ فرماتے تھے:

"کل متکلم من الکتاب والسنة فهو الحق وماسواه هذیان ".[3]

امام مزنی فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا:

" اذا وجدتم سنة صحیحة فاتبعوها ولا تلتفتوا الی قول احدٍ ".[4]

(اگر تمہیں سنت صحیحہ ملے تو اس کی اتباع کرو اور کسی اور کے قول کی طرف توجہ نہ دو)

فقہ شافعی کی اشاعت:

مصر اور شام شافعی مذہب کا مرکز تھے ان علاقوں میں جب سے شافعی مذہب کا ظہور ہوا، برابر غلبہ حاصل کرتا رہا۔ ان شہروں میں ان کے علاوہ قضا اور خطابت کا عہدہ کسی کے سپرد نہ کیا جاتا تھا۔ پھر مذہب شافعی نے مصر سے نکل کر عراق میں عروج حاصل کیا اور بغداد میں ان کے متبعین کی اکثریت ہوگئی اور بہت سے علاقے خراسان، توران، شام اور یمن میں انہوں نے غلبہ حاصل کیا۔ ماوراء النہر فارس، حجاز اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں جا پہنچا اور ۳۰۰ھ میں شمالی افریقہ اور اندلس میں بھی اس نے رسوخ حاصل کر لیا۔

عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے لکھا:

" وشاع مذهب الشافعی فی اکثر بلاد الحجاز والیمن بعض بلاد الهند وبعض اطراف بلاد الدکن وبعض اطراف خراسان وتوران ".[5]

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۲۵ [2] حوالہ سابق ص ۶۳ [3] حوالہ سابق ص ۶۴

[4] کتاب الجواهر النفیس فی تاریخ حیاة الامام محمد بن ادریس، محمد آفندی مصطفیٰ ص ۲۴، المطبعہ الحسینیہ المصریہ ۱۳۲۶ھ۔۱۹۰۸ء

[5] الفوائد البهیه فی تراجم الحنفیه، امام ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی ہندی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ) ص ۶۔ کراچی مکتبہ خیر کثیر سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اور مذہب شافعی حجاز اور یمن کے اکثر شہروں میں اور ہند کے بعض شہروں میں، دکن، خراسان اور توران کے بعض حصوں میں پھیلا)

ابن خلدون متوفی (۸۰۸ھ)، شافعی مذہب کی اشاعت سے متعلق فرماتے ہیں :

" واما الشافعي فمقلدوه بمصر اكثر مما سواها وقد كان انتشر مذهبه بالعراق وخراسان وماوراء النهر وقاسموا لحنفية في الفتوى والتدريس في جميع الامصار وعظمت مجالس المناظرات بينهم وشحنت كتب الخلافيات بانواع استدلالاتهم ثم درس ذلك كله بدروس المشرق واقطاره وكان الامام محمد بن ادريس الشافعي لمّا نزل على بني عبدالحكم بمصر اخذ عنه جماعة من بني عبدالحكم واشهب وابن القاسم وابن المواز وغيرهم ثم الحارس بن مسكين وبنوه انقرض فقه اهل السنة من مصر بظهور دولة الرافضة وتداول بها فقه اهل البيت وتلاشي من سواهم الى أن ذهبت دولة العبيدين من الرافضة على يد صلاح الدين يوسف بن ايوب ورجع اليهم فقه الشافعي واصحابه من اهل العراق والشام فعاد الى احسن ماكان ونفقت سوقه واشتهر منهم محيي الدين النووي من الحلبه التي ربيت في ظل الدولة الايوبية بالشام وعز الدين بن عبدالسلام ايضا ثم ابن الرفعة بمصر وتقي الدين بن دقيق العيد ثم تقي الدين السبكي بعدها الى ان انتهى ذلك الى شيخ الاسلام بمصر لهذا العهد وهو سراج الدين البلقيني فهوا ليوم اكبر الشافعيه بمصر كبير العلماء بل اكبر العلماء من اهل المصر "[1]

(امام شافعی کے مقلدین کی تعداد اور دوسرے علاقوں کی نسبت مصر میں زیادہ ہے۔ ان کا مذہب عراق وخراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں بھی پھیل چکا ہے اور تمام شہروں میں فتویٰ وتدریس میں احناف کے حریف بنے ہوئے ہیں۔ ان کے مابین مناظروں کی محفلیں گرم رہتی ہیں اور کتب خلافیات انواع واقسام کے استدلالات سے بھری پڑی ہیں اور مشرق کے تمام مدارس میں ان کا درس دیا جاتا ہے۔ امام شافعی جب مصر میں بنی الحکم کے پاس وارد ہوتے تو بنی الحکم کے خاندان کی ایک جماعت اور اشہب، ابن القاسم اور ابن المواز وغیرہ نے ان کا مذہب اخذ کیا۔ پھر حارث بن المسکین اور ان کی اولاد نے ان سے استفادہ کیا۔ پھر شیعہ سلطنت کے ظہور سے اہلِ سنت کی فقہ ختم ہوگئی اور وہاں اہلِ بیت کی فقہ نے رواج حاصل کرلیا اور دوسرے مذاہب کی فقہ ختم ہوگئی۔ یہ صورت سلطان صلاح الدین ایوبی کے مصر پر قبضہ تک باقی رہی۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین کے تسلط حاصل کر لینے کے بعد فقہ شافعی اور ان کے اصحاب عراق وشام سے دوبارہ مصر چلے آئے اور وہی بازار دوبارہ گرم ہوگیا۔ اور ان میں محی الدین النووی نے شہرت حاصل کی جو کہ شام میں دولت ایوبیہ کے زیرِ سایہ تربیت حاصل کر چکے تھے۔ نیز عزالدین بن عبدالسلام، ابن الرفعۃ، تقی الدین، بن دقیق العید، پھر ان کے بعد تقی الدین سبکی نے شہرت حاصل کی۔ یہاں تک کہ مصر کے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے فقہ شافعی کا علم اپنے ہاتھ میں لے لیا جو کہ آج کل شافعیہ کے بہت بڑے فقیہ بلکہ اس دور کے سب سے بڑے عالم ہیں)

---

1. مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ) ص ۴۴۸-۴۴۹- بغداد، مکتبۃ المثنی سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مصر تو اس کا پہلا وطن سمجھا جاتا ہے۔ وہاں حنفی اور مالکی مذہب پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد اسی کی سیادت رہی اور دولت فاطمی کے آنے تک اسے غلبہ حاصل رہا۔ اس کے بعد مصر میں شیعہ امامیہ کی فقہ پہنچنے لگی اور اس کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (۵۴۶ھ۔۱۱۶۹ء) نے مصر پر قبضہ کیا اور اس نے مذہب معروف کو دوبارہ بحال کیا، مذہب شافعی" پر عمل درآمد ختم ہو گیا۔ ایوبی خاندان نے ہمیشہ مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ یہ سب شافعی المسلک تھے بجز عیسیٰ بن العادل ابوبکر کے جو شام کا حاکم تھا اس نے حنفی مذہب اختیار کر لیا تھا ورنہ عیسیٰ کے سوا اس خاندان کا کوئی فرد حنفی نہ تھا پھر ان کی اولاد بھی حنفی مذہب کی پابند رہی۔ چنانچہ حنفیہ اسے اپنے فقہاء میں شمار کرتے ہیں۔ پھر جب سلطنت ایوبی کے بعد دولت ممالیک کا دور آیا تو شافعی" مذہب کی وقعت اور عزت میں کمی نہیں آئی کیونکہ ان کے سلاطین، بجز سیف الدین بیبرس کے سب شافعی المسلک تھے صرف سیف الدین حنفی مذہب کا پابند تھا بلکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو کتاب "حسن المحاضرہ" میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد شافعی تھے۔

چنانچہ اس سلطنت میں بھی شافعی مذہب کے مطابق فیصلے ہوتے رہے اور عہدۂ قضا شافعی علماء کے ہاتھ میں رہا لیکن ۶۶۴ھ/۔۱۲۶۵ھ۔۱۲۶۶ھ میں ملک الظاہر بیبرس نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر مذہب کا الگ قاضی ہونا چاہئے جو اس مذہب کے مطابق فیصلہ کرے۔ لہٰذا اس وقت سے لے کر قاہرہ اور فسطاط میں ہر مذہب کا الگ قاضی ہوتا تھا اور اس نے نواب مقرر کئے اور شہود کا اجلاس بٹھایا مگر شافعی کا مرتبہ دوسرے مذاہب اربعہ پر بلند رکھا کیونکہ یہاں انہی کو تولیت نواب کے اختیارات حاصل تھے۔ اموال یتامیٰ اور اوقاف کے محکمے بھی اسی کے سپرد تھے اس لئے اس مذہب کو سلطنت میں اونچا مقام حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد مالکی اور پھر حنبلی کا درجہ تھا مگر صبح الاعشیٰ میں مذکور ہے کہ ابن بطوطہ الملک الناصر کے دور میں ترتیب بیان کرتے ہوئے حنفی کو مالکی پر مقدم رکھتے ہیں۔ پھر جب عہدۂ قضا برہان الدین بن عبدالحق الحنفی کے ہاتھ آیا تو وزراء نے ملک الناصر کو اشارہ کیا کہ مالکی اس سے اُوپر بیٹھا کرے۔ جیسا کہ پہلے سے رواج چلا آتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے مطابق عمل کیا۔

پھر چرکسی ممالیک کے دور میں بھی یہی حالت قائم رہی۔ حتیٰ کہ مصر میں عثمانی سلطنت قائم ہو گئی انہوں نے مذاہب اربعہ کے عہدۂ قضاء کو مذہب کے اختصاصات کو ختم کر کے عہدہ حنفی مذہب کے سپرد کر دیا اور آج تک اسی پر عمل ہوتا رہا ہے۔ ہاں احوال شخصیہ، وقف، تواریث اور وصیت کے مسائل میں اس نے دوسرے مذاہب سے بھی استفادہ کیا ہے اور یہی وہ مسائل ہیں جن کے فیصلے شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوتے ہیں[1]

صبحی محمصانی لکھتے ہیں :

" وان مصر ولاريب هی عمادة المذهب الشافعی ، ففيها نشر الامام ال شافعی مذهبه الجديد . وفيها كان كثير من اصحابه وتلاميذه وناشری مذهبه ، وفيها لايزال له اتباع

[1] شافعی حیاۃ وعصرہ وآرائوہ وفقھہ ،ابوزہرہ ص ۳۷۱۔۳۷۲۔مفہوم دارالفکر العربی سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كثيرون ، وخاصة في الريف ، وكان هذا المذهب مذهب الدولة ايام الايوبيين ، وكان منصب شيخ الازهر الشريف محصوراً في علمائه مدة من الزمن ".[1]

(بلا شبہ مصر شافعی مذہب کا مرکز تھا کیونکہ امام شافعی نے یہیں اپنے مذہب کو رواج دیا اور آپ کے اکثر شاگرد اور ناشرین مذہب بھی یہی گزرے ہیں اور آپ کے پیروکار وہاں کثرت سے موجود ہیں، بالخصوص ریف کے علاقے میں۔ حکومت ایوبیہ کے عہد میں حکومت کا یہی مذہب تھا اور مدت دراز تک جامعۃ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لئے مخصوص رہا)

شام میں مذہب شافعی کی اشاعت :

تیسری صدی ہجری کے اختتام، دسویں صدی کے آغاز تک انہوں نے شام میں اوزاعیوں کے مقابلے میں کافی کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ ابوزرعہ (م ۳۰۲ھ۔ ۹۱۵ء) سے شروع ہوکر دمشق میں قاضی کا عہدہ ہمیشہ انہی کے پاس رہا۔ المقدسی کے زمانے میں شام، کرمان، بخارا اور خراسان کے بڑے حصے میں قاضی کا عہدہ شوافع ہی کے پاس تھا۔ شمالی الجزیرہ (اقور) اور دیلم میں انہیں زبردست قوت حاصل ہو چکی تھی۔[2]

عراق میں مذہب شافعی کی اشاعت :

امام شافعی پہلی مرتبہ جب بغداد آئے تو وہ مالکی فقہ سے تو واقف ہی تھے وہاں مشہور حنفی عالم محمد بن حسن الشیبانی کے ذریعہ سے فقہاء عراق کے نظریات کا تفصیلی علم بھی حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بغداد میں قیام کے بعد وہ حجاز چلے گئے اور ہارون الرشید کی وفات کے بعد ۱۹۵ھ میں دوبارہ عراق آئے تو علماء عراق ان سے مستفید ہوئے ان علماء کے سامنے امام شافعی نے اپنے نظریات کی وضاحت کی اور انہیں فقہ شافعی کے اصول وضوابط تحریر کرائے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ حجاز چلے گئے اور پھر ۱۹۸ھ میں تیسری بار عراق آئے اور اسی سال مصر چلے گئے۔

یہ وہ پس منظر تھا جس میں امام شافعی نے وہاں اپنے مذہب کی اشاعت کی۔ عراق میں ان کے شاگردوں کی ایک کثیر جماعت موجود تھی جو اس مذہب کی ترویج واشاعت کے کام میں مصروف رہتی جس کی وجہ سے عراق میں بھی مذہب شافعی کو قدر ومنزلت حاصل ہوگئی مگر وہ کسی صورت حنفی مذہب پر غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ اس بات کی تصدیق "کتاب خطط المقریزی" میں مذکور چوتھی صدی ہجری کے اس واقعہ سے بھی ہو سکتی ہے جس میں تحریر ہے کہ خلیفہ قادر باللہ ابوالعباس احمد کے زمانہ خلافت میں شافعی مذہب کے ایک بہت بڑے پیروکار ابوحامد الاسفر ایینی کو خلیفہ کے دربار میں تقرب حاصل ہوگیا۔ اسفر ایینی کی سفارش اور اصرار پر خلیفہ نے ابومحمد بن الاکفانی الحنفی کی جگہ ابوالعباس احمد بن محمد البارزی شافعی کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا۔ حنفیوں کو خلیفہ کے اس اقدام سے تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے اس تقرر کی پُر زور مخالفت شروع کر دی۔ دریں اثناء خلیفہ کو بھی بعض شواہد کی بنا پر یقین ہوگیا کہ اسفر ایینی ان کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ چنانچہ خلیفہ نے اسفر ایینی کو جلاوطن اور بارزی کو عہدہ قضا سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح قضا دوبارہ حنفیوں کے ہاتھ میں آگئی اور ان کی گمشدہ عزت وشوکت بحال ہوگئی۔ یہ واقعات ۳۹۳ھ میں پیش آئے۔

---

1. فلسفة التشريع في الاسلام ، صبحی محمصانی ص ۴۸، بیروت الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء

2. دائرہ معارف اسلامیہ ۵۸۱/۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا وجوہ کی بناپر عراق میں تو شافعی مذہب کی ترقی رک گئی لیکن سلطان محمود بن سبکتگین اور نظام الملک کی وجہ سے بلاد مشرق میں صلاح الدین ایوبی اور اس کے جانشینوں کی مدد سے مصر میں اس مذہب کی کافی اشاعت ہوئی[1]

دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

''امام شافعیؒ کی سرگرمیوں کے دو بڑے مراکز بغداد اور قاہرہ تھے .... تیسری اور چوتھی صدی/نویں و دسویں صدی عیسوی میں ان دو شہروں میں شافعی مذہب کے مقلدین کا اضافہ ہونے لگا۔ حالانکہ ابتداء ہی سے بغداد میں جو اس وقت اہل الرائے کا مرکز تھا انہیں بڑی مشکلات درپیش رہیں۔[2]

فارس، خراسان، سجستان اور ماوراء النہر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

اس بارے میں استاد ابو زہرہ کی تحقیق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

شافعی مذہب فارس میں بھی پہنچا۔ بقول سبکی کے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہاں سوائے مذہب شافعی اور مذہب داؤد ظاہری کے کسی مذہب کے قدم ہی نہیں جم پائے۔ پھر شیعی مذہب وہاں کا عوامی مذہب بن گیا۔ اسی طرح بلاد خراسان، سجستان اور ماوراء النہر وغیرہ میں بھی شافعی مذہب ایک مخصوص منزلت رکھتا تھا۔ یہاں حنفیوں اور شیعوں سے اس مذہب کے متبعین کی جنگیں بھی ہوئیں۔

مذہب شافعی کے شیوع ان بلاد و امصار میں سبب اس کے علماء کی نشاطِ فکر تھی۔ محمد بن اسماعیل القفالی الکبیر الشاسی (متوفی ۳۶۵ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ابن سبکی کے بیان کے مطابق رے اور ماوراء النہر میں پاؤں جمانے کے مواقع فراہم کئے۔ اسی طرح عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ المروزی کے باعث جیسا کہ سخاوی کا قول ہے، مرو میں اور سفرائینی کے باعث اسفرائن میں یہ مذہب پھیلا۔ مذہب شافعی جس طرح عوام کے لئے جذب و کشش رکھتا تھا اسی طرح خواص بھی اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ ''الکامل'' میں ۵۹۵ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غزنہ کا فرماں روا غیاث الدین جو مذہب کرامیہ کا پیرو تھا، شافعی ہوگیا تھا۔ اس مذہب کو دوسرے مذاہب شیعہ، حنفی وغیرہ سے مصروف پیکار بھی ہونا پڑا۔ اور یہ رزم و پیکار خونریزی تک بھی کبھی کبھی منتج ہوئی۔ مقدسی نے احسن التقاسیم میں بتایا ہے کہ متعدد ممالک میں یہ اکثریت کا مذہب تھا۔ مثلاً طوس، ہرات، سجستان اور سرخس وغیرہ۔ لیکن سجستان اور سرخس وغیرہ میں فتنے بھی ابھرنے اور تعصب کے باعث خونریزیوں کا بھی سلسلہ شروع ہوگیا۔ اسی طرح دیلم میں فتنوں کی وہ کثرت رہی کہ خدا کی پناہ۔[3]

مغرب اقصیٰ اور اندلس میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مذہب شافعی مشرق کے دور دراز گوشوں میں پہنچ گیا۔ عراق، شام، یمن اور حجاز میں پہلے پھیل چکا تھا، مگر مغرب اقصیٰ اور اندلس (اسپین) میں شافعی مذہب کے قدم نہ جم سکے، بجز اس کے کہ یوسف بن یعقوب بن عبد المومن

---

[1] تاریخ القضاء فی الاسلام محمود بن محمد عرنوس ص ۱۱۷ بحوالہ الحفظ المقریزی، ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی، لاہور ادارہ فروغ اردو سنہ ند

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۵۸۱/۱۱ [3] الشافعی، ابو زہرہ ص ۳۷۴ مفہوم، دار الفکر العربی سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمانروائے مغرب واندلس کی وساطت سے کسی حد تک اشاعت پذیر ہوا۔ کیونکہ اس نے ظاہری مذہب اختیار کرنے کے بعد اپنی زندگی کے آخری ایام میں شافعی مسلک اختیار کرلیا تھا اور اپنے ممالک محروسہ کے بعض شہروں پر شافعی مذہب کے قاضی مقرر کردیئے تھے جیسا کہ ابن اثیر نے ''الکامل'' میں بیان کیا ہے۔

بلاد مغرب واندلس میں مالکی مذہب کے غلبہ کی وجہ سے شافعی مسلک کو اثر ورسوخ حاصل نہ ہوسکا۔ چنانچہ مقدسی صاحب احسن التقاسیم لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں بلاد مغرب کے تمام شہروں میں حدود مصر تک امام شافعیؒ سے کوئی شخص واقف نہ تھا۔ ایک روز کسی نے ان کے سامنے امام شافعیؒ کا قول ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ شافعی کون شخص ہیں؟ مشرق کے امام ابوحنیفہ اور اہلِ مغرب کے امام مالک !

علامہ مقدسی یہ بھی لکھتے ہیں : ''میں نے اصحاب مالک کو دیکھا کہ وہ شافعی سے بغض رکھتے اور کہتے ہیں کہ امام مالک کا شاگرد ہوکر انہوں نے اپنے اُستاد کی مخالفت کی''۔ اہل قیروان کے متعلق لکھتے ہیں : ''وہاں کے تمام باشندے حنفی یا مالکی مذہب رکھتے ہیں اور ان میں باہم میل میلاپ ہے کوئی کسی کو بُرا نہیں سمجھتا۔ تعصب اور شور وشغب کا نام تک نہیں ہے''۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل خراسان نے شافعی مسلک آسانی اور تیزی سے اس لئے اختیار کرلیا کہ وہاں بہت سے علماء نہ تھے اور حکام بھی اس مذہب کے پیرو تھے۔ لیکن مصر کے شافعی علماء اس نشاطِ فکر و ذہن سے محروم تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب اور اندلس کے فرمانروا مالکی مذہب اختیار کئے ہوئے تھے اور کسی دوسرے مذہب کو اس کا بدل نہیں پاتے تھے۔

بلاشبہ مذہبی تعصب جو شیعہ، حنفیہ اور شافعیہ کے مابین پایا جاتا تھا، وہ اس مذہب کے شیوع وتوسیع پر اثر انداز ہوا مگر مصر میں چونکہ تعصب نہ تھا، نہ شافعیہ اور حنفیہ کے مابین کسی قسم کی چپقلش پائی جاتی تھی اور نہ ان کے اور مالکی مذہب کے مابین کوئی کشمکش تھی۔ اس لئے وہاں مذہبی پروپیگنڈے سے جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوسکا۔ بلکہ ہر ایک اپنے امام کی تقلید کرتا تھا اور کسی قسم کی عصبیت کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ گو شوافع اور دیگر مذاہب کے مابین کبھی کبھی مناظروں کی محفلیں قائم ہوتی تھیں مگر وہ علمی حلقوں کے اندر ہی رہتی تھیں اور عوام میں کسی قسم کی فتنہ انگیزی کا باعث نہیں بنتی تھیں۔ [1]

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں شافعی مذہب کی اشاعت :

چوتھی صدی ہجری میں مصر کے بعد مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ ان کے بڑے مرکز تھے............ آل عثمان کے عروج سے پہلے کی آخری صدیوں میں اسلام کے مرکزی ممالک میں انہیں کامل غلبہ حاصل تھا۔ ابن جبیر کے وقت میں بھی خود مکۃ المکرمہ میں شافعی امام نمازوں میں امامت کراتا تھا۔ [2]

---

[1] حوالہ سابق ص ۳۷۵ ملخص [2] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱/۵۸۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قسطنطنیہ اور وسطی ایشیاء وغیرہ میں اشاعت :

عثمانی (ترک) سلاطین کے عہد میں دسویں صدی ہجری/سولہویں صدی عیسوی میں قسطنطنیہ سے شوافع کی جگہ حنفی قاضی مقرر ہو کر آنے لگے اور وہی امامت کرانے لگے۔ ادھر وسطی ایشیاء میں صفویوں کے عروج (۱۵۰۱ء) کے ساتھ قضاۃ شیعہ نے شوافع کی جگہ لے لی۔ تاہم مصر، شام اور حجاز میں عوام شافعی مذہب ہی کے پابند رہے۔ جامع الازہر میں اس وقت بھی شافعی فقہ کا ذوق وشوق سے مطالعہ ہوتا ہے۔ جنوبی عرب، بحرین، ملیشیا، انڈونیشیا، مصر اور مشرقی افریقہ، داغستان اور وسط ایشیاء کے بعض حصوں میں اس وقت بھی شافعی مذہب ہی کو اقتدار حاصل ہے۔[1]

امام شافعی کے بعض مشہور تلامذہ جنہوں نے مذہب شافعی کی اشاعت میں حصہ لیا، امام رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے کتاب "مناقب الشافعی" میں ایک فصل "فی شرح تلامذه الشافعی" کے تحت ان کا ذکر کیا ہے[2]۔ امام ابن حجر عسقلانی نے توالی التاسیس میں حجازیین، عراقیین اور مصریین میں سے شافعی مذہب کی فقہ وحدیث نقل کرنے والے دس کبار اصحاب شافعی کا کچھ ضروری تفصیل کے ساتھ تعارف پیش کیا ہے۔[3]

ابن حجر کی اس فہرست کو ابوزہرہ نے کچھ حذف واضافہ کے ساتھ جس ترتیب پر مرتب کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

امام شافعی کے مکی تلامذہ :

مکہ معظمہ میں امام شافعی سے مستفیض ہونے والے تلامذہ یہ ہیں :

۱۔ ابوبکر الحمیدی .... بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ حافظ حدیث تھے، ثقہ تھے۔ ۲۱۹ھ میں مکہ میں ہی انتقال ہوا۔ امام شافعی کے ساتھ یہ بھی مصر آئے تھے اور یہیں رک گئے تھے۔ پھر جب امام شافعی کا انتقال ہو گیا تو یہ مکہ لوٹ گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔[4]

۲۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن العباس بن عثمان بن شافعی المکی .... ان کا شمار بھی حفاظ حدیث میں ہوتا تھا اور ثقہ مانے جاتے تھے۔ لیکن فقہ میں ان سے کوئی چیز منقول نہیں ہے۔ مکہ ہی میں انہوں نے نشوونما کے مدارج طے کئے اور یہیں ۲۳۷ھ میں وفات پائی۔

۳۔ ابو بکر محمد بن ادریس .... ان کے بارے میں ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ اصحاب شافعی میں سے تھے، لیکن کس سال وفات ہوئی یہ نہیں معلوم۔ مکہ میں جن لوگوں نے امام شافعی سے علم اخذ کیا یہ انہی میں سے ہیں۔

۴۔ ابو الولید موسیٰ بن ابی الجارود .... اصحاب شافعی میں سے تھے۔ اُستاذ کی کئی کتابیں لکھیں۔ فقہ کا علم ان سے حاصل کیا۔ ان کے بغداد جانے سے پہلے برابر ان کے دامن علم سے وابستہ رہے۔[5]

---

1. حوالہ سابق ۵۸۲/۱۱
2. مناقب الامام الشافعی، ابوعبداللہ بن محمد بن عمر الرازی متوفی ۶۰۶ ص ۱۳، مصر، مکتبۃ العلمیہ سنہ ند ۱۳۰۱ھ
3. توالی التاسیس، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ص ۴۳۔۴۷ مصر مطبعۃ المیر بیا ۱۳۰۱ھ
4. حوالہ سابق ص ۴۷
5. الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۷، دار الفکر العربی سنہ ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغدادی تلامذہ :

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے علم حاصل کیا اور ان سے مستفیض ہوئے ان کے اسماء یہ ہیں :

۱۔ ابوعلی الحسن الصباح الزعفرانی .... امام شافعی کے شاگردوں میں ان سے زیادہ فصیح اللسان اور جادو بیان کوئی شخص نہیں تھا۔ لغت عربیہ اور فن قرأۃ پر جوان کو عبور حاصل تھا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے ہی امام شافعی کے سامنے ان کی مشہور کتاب "القدیم" کی قرأت کی۔ ۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[1]

۲۔ ابو علی الحسین بن علی الکرابیسی .... یہ بہت بڑے عالم، مصنف اور پرہیزگار شخص تھے۔ سلطان کی رائے انہی کے گرد گھومتی تھی۔ اچھے مناظر بھی تھے۔ یہ مذہب اہل عراق پر عامل تھے۔ پھر جب امام شافعی بغداد تشریف لائے تو انہوں نے انہیں کے ساتھ مجالست اختیار کر لی اور الزعفرانی متوفی ۲۶۰ھ سے مذہب شافعی کی کتب پڑھنے لگے۔ ۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[2]

۳۔ ابو ثور الکلبی .... یہ مذہب اہل عراق پر عامل تھے۔ پھر امام شافعی کی صحبت اختیار کی اور ان سے حصول علم کیا اور ان کی کتابوں کی انہی سے سماعت کی۔ چنانچہ امام شافعی کی طرف ان کا میلان زیادہ ہو گیا۔ ۲۴۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[3]

۴۔ ابو عبد الرحمٰن احمد بن محمد بن یحییٰ الاشعری البصری .... انہوں نے بغداد میں امام شافعی کا فیض صحبت اُٹھایا تھا۔ اس مذہب کی تائید و حمایت میں مناظرے بھی کیا کرتے تھے۔ بہت بڑے عالم اور متکلم تھے۔ اجماع و اختلاف کے عارف تھے۔ حکومت کی نظر میں بلند مقام رکھتے تھے۔ صاحب اقتدار تھے۔ نظر و جدل کے فن سے خوب واقف تھے۔ بہت وسیع علم رکھتے تھے۔ یہ عراق میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام شافعی کی متابعت کی اور ان کی تائید و حمایت اور نصرت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ متعدد مصنفات جلیلہ ان کی یادگار ہیں۔ بغداد ہی میں ان کی وفات ہوئی۔[4]

یہاں یہ بھی بیان کر دینا مناسب ہے کہ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) اور اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے بھی امام شافعی سے اکتساب فیض کیا لیکن ان کے مذہب کی پیروی نہیں کی۔

امام شافعی کے مصری اصحاب :

مصر میں جن حضرات نے امام شافعی سے کسب فیض کیا ان کی تعداد بھی خاصی ہے، چند یہ ہیں :

(۱) حرملہ بن یحییٰ بن حرملہ : یہ بلند پایہ شخصیت کے حامل تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی مصر میں انہی کے پاس ٹھہرتے تھے۔ ابن عبدالبر ان کے بارے میں کہتے ہیں :

---

[1] توالی التاسیس ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، محمد بن عمر الرازی ص ۱۳، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۷۔۱۴۸ ملخص

[2] مناقب امام شافعی، محمد بن عمر الرازی ص ۱۳، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۸ ملخص

[3] توالی التاسیس، ابن حجر ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، محمد بن عمر الرازی ص ۱۳، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۸ ملخص

[4] الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" روی عن الشافعی من الکتب ما لم یروه الربیع ، منها کتاب الشروط ثلاثه اجزاء ، ومنها کتاب السنن ، عشرة اجزاء ومنها کتاب الوان الابل والغنم وصفاتها واسنانها، ومنها کتاب النکاح، وکتب کثیره انفرد بروایتها عن الربیع "۔[1]

(انہوں نے امام شافعی سے وہ کتابیں روایت کی ہیں جن کی روایت ربیع بھی نہیں کر سکے تھے۔ مثلاً کتاب الشروط جو تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ نیز کتاب السنن جس کے دس اجزاء ہیں۔ علاوہ ازیں "کتاب الوان الابل والغنم وصفاتها واسنانها" اور "کتاب النکاح " مذکورہ کتابوں کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں جن کی روایت میں یہ ربیع سے منفرد ہیں)

حرملہ بن یحییٰ بن حرملہ کا ۲۶۶ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔[2]

۲۔ ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ البویطی : ان کے مقام و منزلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے حلقہ میں انہیں اپنا جانشین بنا رکھا تھا اور انہیں محمد بن عبداللہ بن الحکم پر، ابن حکم سے غیر معمولی محبت باوجود ترجیح دیتے تھے۔ بویطی بہت بڑے عالم، فقیہ، زاہد اور متقی شخص تھے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں انہوں نے معتزلہ کی تائید نہیں کی۔ چنانچہ قید کر لئے گئے اور اسی حالتِ اسیری میں انہوں نے ۲۳۱ھ وفات پائی۔[3]

۳۔ ابو ابراھیم اسماعیل بن یا یحییٰ المزنی : یہ بھی بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ حسنِ بیان ان کی خصوصیت تھی۔ میدان جدل میں حریف کو کامیاب نہ ہونے دیتے۔ مذہب شافعی سے متعلق یہ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں، جن میں "المختصر الکبیر" اور المختصر الصغیر" جسے "المختصر الکبیر المبسوط" بھی کہتے ہیں، بہت مشہور ہیں۔ حجت اور مناظرہ کے فن میں اپنی مثال آپ ہیں، عابد، عالم اور متواضع تھے۔ نکتہ سنجی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کی "المختصر" کی شرح کئی لوگوں نے لکھی ہے۔ جن میں ابواسحاق المروزی اور ابوالعباس بن شریح خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔[4]

۴۔ محمد بن عبداللہ بن الحکم : ابن حجر نے "توالی التاسیس" میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "وقال ابو عمر الصدفی کان اهل مصر لا یعدلون به احد "۔[5] (ابوعمر صدفی نے کہا کہ اہلِ مصر ان کے مقابلہ میں سب کو کمتر سمجھتے تھے) ابن حجر نے امام مزنی اور ابواسحاق الشیر ازی کے اقوال بھی نقل کئے کہ امام مزنی نے فرمایا : "نظر الشافعی الیه فاتبعه بصره وقال وددت لو ان لی ولدا امثله "۔[6] (امام شافعی نے جب اُنہیں دیکھا تو پہلی مرتبہ اتنے متاثر ہوئے کہ فرمایا : "مجھے حسرت ہے کہ کاش ایسا ہی لڑکا میرا ہوتا")

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۴۹

[2] توالی التاسیس، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳

[3] توالی التاسیس ص ۴۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۴۹۔۱۵۰ ملخص

[4] توالی التاسیس ص ۴۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۵۰ ملخص

[5] توالی التاسیس ص ۴۱ [6] حوالہ سابق ص ۴۱۔۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواسحاق شیرازی نے فرمایا: "انتهت اليه رياسة العلم بمصر"[1] (مصر کی ریاست علم ان پر ختم ہوگئی) محمد بن عبداللہ بن الحکم نے ۲۶۸ھ میں وفات پائی۔[2]

۵۔ ربيع بن سليمان بن عبد الجبار بن كامل ابو محمد المرادی: عرصۂ دراز تک امام شافعی کی صحبت میں رہے اور اس مذہب کی اشاعت کی۔ وہ امام شافعی کی کتب جدیدہ کے راویوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔[3]

عالمی درسگاہ جامعۃ الازہر میں شیخ الازہر کا مذہب (تاریخی تناظر میں):

جامعۃ الازہر کے سب سے پہلے شیخ الازہر، شیخ محمد الخرشی (متوفی ۱۱۰۱ھ) تھے جو مذہبا مالکی تھے۔ ان کے بعد شیخ ابراہیم بن محمد البرقاوی (متوفی ۱۱۰۶ھ) شیخ الازہر ہوئے جو مذہبا شافعی تھے۔ اس کے بعد یہ عہدہ ۱۱۳۷ھ تک مالکیوں کے لئے مخصوص رہا پھر شافعیوں کو منتقل ہوگیا۔[4]

مصر میں ۱۱۳۷ھ سے ۱۲۸۷ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا اس عہدہ کا حامل مصر کے علماء کا سربراہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر ۱۲۸۲ھ میں یہ عہدہ حنفی عالم شیخ محمد المہدی العباسی کو حاصل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم کا عہدہ بھی ان کو ملا۔ پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس منصب پر کوئی حنبلی عالم فائز نہیں ہوسکا کیونکہ مصر میں حنابلہ کی تعداد بہت کم ہے۔[5]

مذہب شافعی کے ماننے والوں کی موجودہ زمانے میں تعداد:

اس سلسلے میں بالکل درست اعداد و شمار تو کہیں دستیاب نہیں ہے ہاں البتہ اس سلسلے میں کچھ اندازے ہیں صبحی محمصانی نے لکھا:

"ويغلب مذهب الشافعي اليوم ايضاً على اهل فلسطين، وكذلك له كثير من الاتباع في سوريا ولبنان، وخاصة في مدينة بيروت، وفي العراق، والحجاز والهند الصينية وجاوا، وبين اهالي فارس واليمن السنين"۔[6]

---

[1] حوالہ سابق ص ۴۲

[2] الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۵۰

[3] توالی التاسیس ص ۴۲۔۴۳، الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۵۱۔۱۵۲ ملخص

[4] المذهب الفقهيه الاربعه، لاحمد تیمور باشا کے مترجم معراج محمد بارق کا ص ۱۰۷ پر حاشیہ کا مفہوم، الفاظ کے حذف و اضافہ کے ساتھ کراچی قدیمی کتب خانہ، سن ند

[5] حوالہ سابق ص ۱۰۷ (متن)

[6] فلسفة التشريع في الاسلام، صبحی محمصانی ص ۴۸۔ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فلسطین (اور اُردن) کے لوگوں میں بھی آج کل مذہب شافعی زیادہ عروج پر ہے۔ اس مذہب کے مقلدین سوریا اور لبنان میں بھی بکثرت ہیں خصوصاً بیروت کے شہر میں اور عراق، حجاز، پاکستان، ہند، چین جاوا، ایران اور یمن میں بھی ہیں)

آج کل یعنی پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں شافعی مذہب کے پیرو اکثر انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ، سری لنکا، مصر، سوڈان، اُردن، لیبیا، فلسطین اور لبنان میں آباد ہیں۔ جزوی طور پر یہ شمالی افریقہ کے دیگر ممالک، برصغیر ہند کے ساحلی علاقوں، سعودی عرب، عراق، شام اور یمن میں بھی آباد ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں شوافع کی دنیا میں تعداد کا اندازہ دس کروڑ لگایا گیا تھا۔[1]

☆☆☆

[1] المذاهب الفقهيه الاربعه کے مترجم معراج محمد بارق کا ص ۱۱۶ پر حاشیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

حنبلی مذہب اور اس کا نشأ وارتقاء

امام احمد بن حنبلؒ :

امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہبی الشیبانی المروزی بغدادی ۱۶۴ھ ۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ۔۸۵۵ء کو بغداد ہی میں وفات پائی۔ وہ نسلاً عرب اور ربیعہ کی ایک شاخ بنوشیبان میں سے تھے جنہوں نے عراق وخراسان کی فتح میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بغداد میں قاضی ابو یوسف (۱۸۲ھ۔۷۹۸ء) کے درس میں بھی شریک ہوئے ابراہیم النخعی کے شاگرد ھیثم بن بشیر کے درس میں ۱۷۹ھ تا ۱۸۳ھ باقاعدگی سے شریک رہے، امام شافعی سے بھی استفادہ علمی کیا۔[1] امام شافعی "اعلم اهل الارض فی زمانه" ہونے کے باوجود حدیث کی مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں[2]۔ اور ان کی علمی عظمت کے اعتراف میں اُنہیں " انتم اعلم بالحدیث وبالرجال "[3]۔ فرماتے ہیں امام شافعی بغداد سے چلے جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے :

" خرجت من بغداد وما خلفت فیها اتقی ولا افقه من ابن حنبل ".[4]

(میں نے اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے زیادہ فاضل عالم فقیہ کسی کو نہیں چھوڑا)

آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ اور یمن وغیرہ کے علمی اسفار کئے[5]۔ خلق قرآن کا عقیدہ قبول نہ کرنے کی بنا پر کوڑے کھائے اور جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ ۲۱۸ھ سے ۲۳۳ھ تک مسلسل پندرہ برس قید خانے میں رہے، متوکل کے عہد میں رہائی ملی۔ عمران احسن خان نیازی نے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی تدوین سے متعلق لکھا :

Imam Ahmad Ibn-e-Hanbal, the founder of this, school, was involved more in the work on traditions, his views on the law as well as on legal theory were collected later by his pupils and transformed into a theory.❺

(حنبلی مذہب کے بانی امام احمد بن حنبل زیادہ تر احادیث رسول ﷺ میں مشغول رہے ان کی آراء ومذہب کو ان کے بعد ان کے شاگردوں نے مدون کیا اور اسی کی روشنی میں اصول منع کئے)

---

[1] دائرہ معارف الاسلامیہ ۲/ ۶۱۔۶۲، احمد بن حنبل الفاظ کے حذف واضافہ کے ساتھ تلخیص۔

[2] سیرت ائمہ اربعہ، سید رئیس احمد جعفری ص ۵۲۵، کراچی شیخ غلام علی اینڈ سنز سن ند

[3] التالیف بین الفرق، محمد حمزہ ص ۲۶۵، دمشق دار قتیبہ ۱۴۰۵۔۱۹۸۵ء

[4] حوالہ سابق ص ۲۶۵۔ بحوالہ وفیات الاعلان ۱/ ۴۹

[5] حوالہ سابق ص ۲۶۵

❺ Theories of Islamic Law, Imran Ahsan Khan Nyazee Pg186, Islamic Research Institute and International Institute of Islamic thought.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فلسطین (اور اُردن) کے لوگوں میں بھی آج کل مذہب شافعی زیادہ عروج پر ہے۔ اس مذہب کے مقلدین سوریا اور لبنان میں بھی بکثرت ہیں خصوصا بیروت کے شہر میں اور عراق، حجاز، پاکستان، ہند، چین جاوا، ایران اور یمن میں بھی ہیں)

آج کل یعنی پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں شافعی مذہب کے پیرو اکثر انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ، سری لنکا، مصر، سوڈان، اُردن، لیبیا، فلسطین اور لبنان میں آباد ہیں۔ جزوی طور پر یہ شمالی افریقہ کے دیگر ممالک، برصغیر ہند کے ساحلی علاقوں، سعودی عرب، عراق، شام اور یمن میں بھی آباد ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں شوافع کی دنیا میں تعداد کا اندازہ دس کروڑ لگایا گیا تھا۔[1]

☆☆☆

[1] المذاهب الفقهيه الاربعه کے مترجم معراج محمد بارق کا ص ۱۱۶ پر حاشیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

حنبلی مذہب اوراس کانشأ وارتقاء

امام احمد بن حنبلؒ :

امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہبی الشیبانی المروزی بغدادی ۱۶۴ھ ۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ۔۸۵۵ء کو بغداد ہی میں وفات پائی۔ وہ نسلاً عرب اور ربیعہ کی ایک شاخ بنوشیبان میں سے تھے جنہوں نے عراق وخراسان کی فتح میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بغداد میں قاضی ابویوسف (۱۸۲ھ۔۷۹۸ء) کے درس میں بھی شریک ہوئے ابراہیم النخعی کے شاگرد ھیثم بن بشیر کے درس میں ۱۷۹ھ تا ۱۸۳ھ باقاعدگی سے شریک رہے، امام شافعی سے بھی استفادہ علمی کیا[1]۔ امام شافعی "اعلم اھل الارض فی زمانہ" ہونے کے باوجود حدیث کی مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں[2]۔ اوران کی علمی عظمت کے اعتراف میں اُنہیں " انتم اعلم بالحدیث وبالرجال "[3]۔ فرماتے ہیں امام شافعی بغداد سے چلے جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے :

" خرجت من بغداد وما خلفت فیھا اتقی ولا افقہ مثل ابن حنبل ".[4]

(میں نے اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے زیادہ فاضل عالم فقیہ کسی کو نہیں چھوڑا)

آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ اور یمن وغیرہ کے علمی اسفار کئے[5]۔ خلق قرآن کا عقیدہ قبول نہ کرنے کی بناپر کوڑے کھائے اور جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ ۲۱۸ھ سے ۲۳۳ھ تک مسلسل پندرہ برس قید خانے میں رہے، متوکل کے عہد میں رہائی ملی۔ عمران احسن خان نیازی نے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی تدوین سے متعلق لکھا :

Imam Ahmad Ibn-e-Hanbal, the founder of this, school, was involved more in the work on traditions, his views on the law as well as on legal theory were collected later by his pupils and transformed into a theory.❶

(حنبلی مذہب کے بانی امام احمد بن حنبل زیادہ تر احادیث رسول ﷺ میں مشغول رہے ان کی آراء و مذہب کو ان کے بعد ان کے شاگردوں نے مدون کیا اور اسی کی روشنی میں اصول وضع کئے)

---

[1] دائرہ معارف الاسلامیہ ۲/ ۶۱۔۶۲، احمد بن حنبل الفاظ کے حذف واضافہ کے ساتھ تلخیص۔

[2] سیرت ائمہ اربعہ، سید رئیس احمد جعفری ص ۵۲۵، کراچی شیخ غلام علی اینڈ سنز سن ند

[3] التالیف بین الفرق، محمد حمزہ ص ۲۶۵، دمشق دار قتیبہ ۱۴۰۵۔۱۹۸۵ء

[4] حوالہ سابق ص ۲۶۵۔ بحوالہ وفیات الاعلان ۱/ ۴۹

[5] حوالہ سابق ص ۲۶۵

❶ Theories of Islamic Law, Imran Ahsan Khan Nyazee Pg186, Islamic Research Institute and International Institute of Islamic thought.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبداللہ بن محمد الخلیفی نے حنبلی مذہب کی تدوین کے خدوخال کو اس طرح بیان کیا :

" قد ذكر الاصحاب ان الامام احمد لم يؤلف كتابا ، وانما اخذوا مذهبه من اقواله وافعاله واجوبته ، وغير ذلك مما لا يخفى ، فان الاصحاب كانوا اذا وجدوا عن الامام فى مسائلة قولين يعدلون اولا الى الجمع بينهما بطريقة من طرق الاصول ، اما بحمل عام على خاص او مطلق على مقيد ، فاذا امكن ذلك كان القولان مذهبه ، وان قدر الجمع بينهما وعلم التاريخ ، فاختلف الاصحاب فقال قوم : الثانى مذهبه ، وقال اخرون : الثانى والاول ، وقالت طائفة : الاول ، ولو رجع عنه ، وصحح القول الاول الشيخ علاء الدين المرداوى فى كتابه " تصحيح الفروع " فان جهل التاريخ فمذهبه اقرب الاقوال من الادلة ، او قواعد مذهبه "[1]

(اصحاب امام احمد نے بیان کیا کہ انہوں نے (امام احمد) نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی اور ان کا مذہب ان کے اقوال افعال اور جوابات سے ماخوذ ہے اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ان کے اصحاب کسی مسئلہ میں ان کے دو قول پاتے تھے تو ان کے درمیان اصولی طریقہ پر تطبیق کی کوشش کرتے۔ کبھی عام کو خاص اور کبھی مطلق کو مقید پر محمول کرتے اور وہ تطبیق دینے میں کامیاب ہو جاتے تو دونوں اقوال کو ان کا مذہب قرار دیتے۔ اور اگر ان دونوں اقوال میں تطبیق ممکن ہوتی اور ان کی تاریخ کا بھی علم ہوتا تو اس صورت میں ان کے اصحاب میں اختلاف ہوا۔ کچھ نے کہا کہ دوسرا قول ان کا مذہب اور کچھ نے پہلے اور دوسرے دونوں اقوال کو ان کا مذہب بتایا اور کچھ نے کہا کہ صرف پہلا قول ہی ان کا مذہب ہے چاہے اس سے رجوع ہی کر لیا ہو۔ شیخ علاؤ الدین المرداوی نے اپنی کتاب تصحیح الفروع میں پہلے قول کے صحیح مذہب ہونے کا قول کیا ہے اور اگر دونوں اقوال کی تاریخ کا علم نہ ہو سکا تو ان میں سے ادلہ اور ان کے مذہب کے قواعد سے قریب ترین قول کو ان کا مذہب قرار دیا)

ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کے مطابق امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے :

۱۔ آیاتِ قرآنی واحادیثِ نبوی ﷺ۔

۲۔ صحابہ کے فتاویٰ بشرطیکہ ان کے خلاف دوسرے اقوال نہ ہوں۔

۳۔ بعض کا قول بشرطیکہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو۔

۴۔ مرسل اور ضعیف احادیث۔

۵۔ ضرورت کے وقت قیاس۔[2]

---

[1] كتاب المسترشد الى المقدم فى مذهب احمد ،عبداللہ بن محمد الخلیفی راجعہ وصححہ محمد زہری النجار ص ۸۔۹، العالميه مع اجازة القضاء والتدريس ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

[2] اعلام الموقعين عن رب العالمين ،ابن قیم جوزی حنبلی متوفی ۷۵۱ھ ص ؟ بیروت دارالفکر طبع اول ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبحی محمصانی حنبلی مذہب کو ایک مستقل مذہب کی حیثیت سے تسلیم نہ کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" وقد اشتهر ابن حنبل بالا بتعاد عن الرای وبتمسكه بنصوص الكتاب والحديث، حتى عدّه بعضهم في فئة المحدثين اكثر منه في فئة المجتهدين ومن هو لاء ابن النديم ، الذى وضع ابن حنبل مع البخارى ومسلم و باقي المحدثين في باب فقهاء الحديث، ومنهم ايضاً ابن عبدالبر الذى لم يذكر ترجمة هذا الامام في كتابه ، " الانتفاء في فضائل الائمة الفقهاء " وكذلك الطبرى في كتابه " اختلاف الفقهاء" وابن قتيبه في " كتاب المعارف " لم يذكرا شيئا عن ابن حنبل ولا عن مذهبه"۔[1]

(امام احمد بن حنبل اجتہاد بالرائے سے احتراز کرنے اور فقط قرآن و حدیث سے استدلال کرنے میں یہاں تک مشہور ہیں کہ بعض علماء نے آپ کو زمرۂ مجتہدین سے زیادہ زمرۂ محدثین میں شمار کیا ہے۔ مثلاً ابن ندیم نے فقہاء حدیث کے باب میں ابن حنبل کو امام بخاری، مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ رکھا ہے اور ابن عبدالبر نے اپنی کتاب " الانتفاء فی فضائل الائمة الفقهاء " میں، طبری نے اپنی کتاب " اختلاف الفقهاء " میں اور ابن قتیبہ نے اپنی تصنیف " کتاب المعارف " میں امام ابن حنبل کا اور ان کے مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا)

اس کے بعد وہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" ولاريب في ان هذا القول مردود ، اذ ان المذهب الحنبلي يعد من المذاهب الفقهيه السنية الاصلية ، التى لها اسلوبها المستقل ومبادئها الخاصه في علمى الاصول الفروع "۔[2]

(قول مذکورہ یقیناً قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ مذہب حنبلی اہلِ سنت کے بنیادی مذاہب فقہ میں شمار ہوتا ہے جس کا اپنا ایک مستقل اسلوب ہے اور علم اصول اور علم فروع میں اس کے اپنے خاص اصول ہیں)

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) حنبلی مذہب کے مقلدین کی کمی کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں :

" واما احمد بن حنبل فمقلده قليل لبعد مذهبه عن الاجتهاد ، واصالته في معاضدة الروايه ، وللاخبار بعضها ببعض "۔[3]

(امام احمد کے مذہب فقہی کی تقلید کرنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے کہ یہ مذہب اجتہاد سے بعید ہے اور اس کی اصل واساس احادیث وروایات کے توافق پر قائم ہے)

ابن خلدون نے حنبلی مذہب کی کم اشاعت کے سلسلہ میں جو وجہ بیان کی ہے اس پر ابوزہرہ نے سخت تنقید کی اور کہا کہ ابن خلدون کے لئے اس قسم کی بات کرنا مناسب نہیں تھی۔ ابوزہرہ کی تنقید کے اہم نکات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

☆ حقیقت یہ ہے کہ امام احمدؒ بہت بڑے فقیہ و مجتہد تھے۔ ان کا اجتہاد سنتِ نبوی ﷺ اور صحابہ و تابعین کے آثار ثابتہ پر مبنی تھا، ان کی رائے اور قیاس کی بنیاد حدیث پاک تھی۔ مسائل کے حل کے لئے وہ اسی بنیاد پر فتویٰ دیتے تھے

1۔ فلسفة التشريع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۴۹۔۵۰، بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔۱۹۴۶ء 2۔ حوالہ سابق ص ۵۰

3۔ مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ ص ۴۴۸۔ بغداد، مکتبۃ المثنیٰ سن ند۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو آثار صحابہ سے ماخوذ ہو۔ امام احمد کا اجتہاد عمدہ، مضبوط اور سر چشمہ اثر وحدیث سے مستفید تھا اور ان کا یہ مرتبہ صرف فقیہ و مجتہد سے کسی طرح کم نہیں تھا کیونکہ ان کی فقہ کے فتاویٰ آنحضرت ﷺ کے عملِ مبارک اور فعل صحابہ کی روشنی میں ترتیب پاتے تھے۔

☆ ابن خلدون نے جو امام احمد کے قلت اجتہاد و کثرت روایات کی طرف اشارہ کر کے ثابت کرنا چاہا کہ امام صاحب فقیہ سے زیادہ محدث تھے۔ بالفاظ دیگر ان کی فقہ درایت کے بجائے روایت پر مبنی تھی۔ ابن خلدون کی یہ بات انصاف پر مبنی نہیں ہے۔

☆ ابن خلدون کی یہ بات بھی بڑی کمزور ہے کہ امام صاحب کے متبعین کی قلت ان کے قلت اجتہاد کی بنا پر ہے کیونکہ لوگ جب کسی امام کی پیروی کرتے ہیں تو وہ موازنہ ادلہ اور معرفت فقہیہ پر مبنی نہیں ہوتی۔ شام ومصر میں شوافع کی اس لئے کثرت نہیں ہے کہ مصریوں اور شامیوں نے امام شافعی اور دوسرے ائمہ فقہ کے دلائل کا صحیح موازنہ کر کے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ بالکل یہی بات امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے مقلدین کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔

☆ مقلدین کی قلت و کثرت میں بھی وقت کی سیاست کارفرما ہوتی ہے اور کچھ اجتماعی مؤثرات ہوتے ہیں جو کسی مذہب کے پھیلنے میں آسانی یا دشواری پیدا کرتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ امام احمد کا مذہب دوسرے فقہی مذاہب کی طرح جو وسعت کے ساتھ نہ پھیل سکا تو اس کے اسباب و عوامل میں اجتہاد کی قلت و کثرت نہیں بلکہ کچھ دوسرے بواعث شامل ہیں [1]

ابن عقیل حنبلی (متوفی ۵۱۳ھ) اس مذہب کے کم شہرت پانے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں:

" هذا المذهب انما ظلمه اصحابه لان اصحاب ابى حنيفة والشافعى اذا برع احد منهم فى العلم تولى القضاء وغيره من الولايات فكانت الولاية سببا لتدريسه واشتغاله بالعلم، فاما اصحاب احمد فانه قل منهم من تعلق بطرف من العلم الايخرجه ذلك الى التعبد والزهد، لغلبة الخير على القوم فينقطون عن التشاغل بالعلم ". [2]

(اس مذہب (حنبلی) سے خود اس کے حاملین نے انصاف نہیں کیا۔ کیونکہ جس نے بھی علم میں کمال حاصل کیا وہی زہد و ورع کو اختیار کرتے ہوئے علمی شغل ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا بخلاف حنفیہ اور شافعیہ کے کہ وہ حصول علم کے بعد مناسب عہدوں پر فائز ہو گئے۔ اور اس طرح وہ عہدے ان کے درس و شغل علم اور شہرت کا سبب ہو گئے)

ابوزہرہ حنبلی مذہب کے قلت شیوع کا ایک سبب یہ بیان کرتے ہیں:

" ومن هذه الاسباب انه جاء آخر المذهب الاربعة وجودا ". [3]

(اور ان (عدم شیوع کے) اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ امام احمد کا مذہب دوسرے فقہی مذاہب کے بعد عالم وجود میں آیا)

---

[1] ابن حنبل حیاۃ وعصرہ وارادہ وفقہہ، ابوزہرہ ص ۳۹۲-۳۹۳۔ دار الفکر العربی سن ند

[2] حوالہ سابق ص ۳۹۴۔ بحوالہ المناقب لابن الجوزی ص ۵۵ [3] حوالہ سابق ص ۳۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ :

ابوزہرہ نے اس کے قلت شیوع کا جو یہ سبب بیان کیا کہ جب یہ مذہب اپنے ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا اس وقت تک تمام فقہی مذاہب لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے۔ حنفی مذہب عراق میں اور مذہب شافعی حجاز، مصر اور شام میں مالکی مذہب، مغرب اقصیٰ میں پھیل چکا تھا۔

ابوزہرہ کی اس بات سے مکمل اتفاق کرنا مشکل ہے کیونکہ یہی بات ہر بعد کے آنے والے مذہب کے بارے میں کہی جا سکتی ہے مگر بعد کے آنے والے بعض مذاہب نے سابق مذاہب کی موجودگی میں متبعین کی کثرت حاصل کی۔ مثلاً شافعی مذہب کے ماننے والے مالکی مذہب سے زیادہ ہیں حالانکہ مالکی مذہب کو شافعی مذہب پر تقدم حاصل تھا۔

حنبلی مذہب کا آغاز :

محمد عبدالحیٔ لکھنوی حنفی (متوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں :

" فشاع مذهب احمد في نواحي بغداد شيوعه دون شيوع باقي المذاهب في البلاد " [۱]

(اس کا ظہور سب سے پہلے بغداد میں ہوا اور پھر وہیں سے یہ دیگر علاقوں میں پھیلا۔ لیکن بقیہ تین مذاہب کے مقابلہ میں اس کو بہت کم فروغ حاصل ہو سکا)

ابن فرحون مالکی (متوفی ۷۹۹ھ) اس مذہب کے موطن سے متعلق لکھتے ہیں :

" واما مذهب احمد بن حنبل رحمه الله فظهر ببغداد، ثم انتشر بكثير من بلاد الشام، وغيرها، وضعف الان " [۲]

(امام احمد بن حنبل کے مذہب کا ظہور سب سے پہلے بغداد میں ہوا، پھر یہ شام کے بہت سے شہروں میں پھیلا، لیکن اب (یعنی آٹھویں صدی ہجری) میں یہ کمزور پڑ گیا ہے)

مصر میں حنبلی مذہب کی اشاعت :

مصر میں یہ مذہب بہت مدت کے بعد پھیلا اور واضح طور پر ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوا۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) اس تاخیر کی توجیہ کرتے ہوئے "حسن المحاضرہ" میں لکھتے ہیں :

" هم بالديار المصرية قليل جدا ولم اسمع يخبر هم فيها الا في القرن السابع وما بعده وذلك ان الامام احمد رضي الله عنه كان في القرن الثالث ولم يبرز مذهبه خارج العراق الا في القرن الرابع وفي هذا القرن ملكت العبيديون مصر وافنوا من كان بها من ائمة المذاهب

۱۔ الفوائد البهيه في طبقات الحنفيه، محمد عبدالحیٔ لکھنوی حنفی ۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ۔ ص ۶۔ کراچی مکتبہ خیر کثیر سن ند

۲۔ الديباج المذهب، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ، ص ۳۸۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الثلاثة قتلا ونفيا وتشريد او اقاموا مذهب الرفض والشيعة ولم يزولوا منها الى اواخر القرن السادس فتراجعت اليها الائمة من سائر المذاهب واول امام من الحنابلة علمت حلوله بمصر الحافظ عبد الغني المقدسي صاحب العمدة " [1]

(حنابلہ دیار مصر میں بہت کم ہیں۔ مصر میں ان کا کوئی نشان ساتویں صدی ہجری سے پہلے نہیں ملتا۔ عراق سے باہر بھی چوتھی صدی ہجری سے پہلے یہ مذہب ظاہر نہیں ہوا۔ اس زمانہ میں مصر پر عبیدیوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے آئمہ مذاہب ثلاثہ کے پیرووں کو قتل، جلاوطن اور تباہ کرنا شروع کیا اور مذہب رفض وشیعیت کو فروغ دیا۔ یہ کیفیت چھٹی صدی ہجری کے اواخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد پھر دوسرے مذاہب کے لوگ آنے لگے۔ حنابلہ میں سے جو بزرگ سب سے پہلے پہنچے وہ عمدۃ الاحکام کے مصنف حافظ عبدالغنی مقدسی تھے)

محمود بن محمد بن عرنوس نے اپنی کتاب " تاریخ القضاء فی الاسلام " میں امام سیوطی کے بیان کو نقل کیا اور اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ :

" سیوطی کی مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں حنبلی مذہب صرف عراق تک محدود رہا۔ بیرونی ممالک میں اس کی اشاعت چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اندلس میں یہ مذہب اس سے بہت پہلے پہنچ چکا تھا۔ اس علاقے میں حنبلی مذہب کا آغاز ۲۰۱ھ میں بقی بن مخلد متوفی ۲۷۶ھ کے ہاتھوں ہوا۔ وہ اندلس سے بغداد آئے اور یہیں حنبلی مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ اندلس واپس جا کر انہوں نے جامع قرطبہ میں درس دینا شروع کیا۔ مالکی فقہاء کو یہ بات گوارا نہ تھے کہ کوئی شخص ان کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کا درس دے۔ انہوں عامۃ الناس کو بھڑکا کر ان کا درس بند کرا دیا۔

جب اس کی خبر امیر محمد بن عبدالرحمٰن کو پہنچی تو اس نے بقی بن مخلد اور ان کے مخالف علماء کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ابن مخلد سے پوچھا کہ تم بغداد سے اپنے ساتھ کیا کتاب لائے ہو؟ انہوں نے کتاب پیش کر دی جو "مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ " تھی۔ امیر نے اسے پڑھا اور کتب خانے کے منتظم کو بلا کر کہا کہ ہمارا کتب خانہ اس بے نظیر کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے۔ تم اس کی نقل کر کے کتب خانے میں رکھو، ساتھ ہی ابن مخلد کو کہا کہ آپ اپنا درس جاری رکھیے اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مالکی مذہب کی اشاعت کیجیے۔ ان کے مخالف علماء کو اس نے حکماً مخالفت کرنے سے روک دیا۔ مقدسی لکھتا ہے کہ اہل ندلس کے نزدیک قابل عمل صرف دو کتابیں تھیں۔ ایک قرآن دوسری مؤطا۔ اگر انہیں کسی شخص کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ وہ حنفی یا شافعی مذہب کا پیرو ہے تو اسے اندلس سے نکال دیتے۔ معتزلیوں اور شیعوں کے تو وہ جانی دشمن تھے [2]

---

[1] حسن المحاضرہ ، امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، ۱/ ۲۲۷۔۲۲۸۔ ذکر من كان بمصر من ائمة الفقهاء الحنابلة ، مصر مطبعہ موسوعات سن ندر۔

[2] تاریخ القضاء فی الاسلام ، محمود بن محمد بن عرنوس، انہوں نے ۱۹۳۴ء میں یہ کتاب لکھی تھی۔ ص ۱۲۳۔۱۲۴۔ ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۹۶۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاد ابوزہرہ نے امام سیوطی کے بیان کی تائید کرتے ہوئے جو تبصرہ کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

''سیوطی کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق کے حدود سے چوتھی صدی ہجری سے پہلے حنبلی مذہب نے قدم باہر نہیں نکالا تھا۔ پھر یہ مذہب جب مصر میں آیا تو یہاں دولتِ فاطمیہ کا عروج تھا۔ پھر ایوبی تخت حکومت پر متمکن ہوئے۔ ایوبی بادشاہ بڑے متعصب قسم کے شافعی تھے۔ انہوں نے دوسرے مذاہب سے پیکار کا سلسلہ شروع کر دیا اور شافعی مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو پنپنے کی اجازت نہیں دی۔ بجز اس صورت کے کہ وہ عوام کے دلوں میں جڑ پکڑ چکا ہو۔ جیسے مالکی مذہب کہ اسے وہ برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حنبلی مذہب کو یہ نفوذ نہیں حاصل تھا اور چوتھی صدی ہجری میں حنابلہ اور شوافع کے مابین بغداد میں معرکہ آرائیاں ہو چکی تھیں۔ لہٰذا اب مصر میں شافعی مذہب کے سامنے حنابلہ کا چراغ جلنا کسی طرح ممکن نہیں تھا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ مصر میں حنابلہ سے پہلے، ان کے تشدد اور تعصب کی داستانیں پہنچ چکی تھیں۔ پھر جب دولت ایوبیہ زوال پذیر ہوئی تو حنبلی مذہب کو مصر میں پنپنے کا موقع ملا'' ، خطط مقریزیہ میں ہے :

" انه لم يكن له وللمنهب الحنفى كبير ذكر بمصر فى دولة الايوبية ،ولم يشتهر الا فى اخرها" ۔

(حنبلی اور حنفی مذہب کے لئے مصر میں گنجائش اس وقت نکلی جب دولتِ ایوبیہ زوال پذیر ہونے لگی)

دوسرے اقالیم میں مذہب حنبلی جو پہنچا اور پھیلا تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہاں کے اربابِ اقتدار بھی اس کے حلقہ بگوش ہو گئے یا وہاں بڑی تعداد میں یہ پھیل گیا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس کے اتباع ہمیشہ قلیل رہے، البتہ تیسری صدی ہجری کے شروع میں اس مذہب کو بغداد میں پھیلنے اور ترقی کا خوب موقع ملا۔ لیکن بعد کی فتنہ جوئیوں اور ہنگامہ آرائیوں نے وہاں بھی اسے شدتِ تعصب کے باعث زوال آشنا بنا دیا۔ علماء حنابلہ میں بہت سے لوگ دمشق میں پناہ گزیں ہو گئے کچھ دوسرے دیار و امصار میں پہنچ گئے ان لوگوں نے مذہب کو قائم کیا۔ اس کی خدمت کی، نقل و تفسیر اور تخریج مسائل کا کام کیا''۔[1]

www.kitabosunnat.com

خلافت کی مذہبی وسیاسی تاریخ میں حنابلہ کا کردار

خلافت کی مذہبی وسیاسی تاریخ میں حنابلہ نے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہیں۔ اس سلسلے میں البربہاری (متوفی ۳۲۹ھ/۹۴۰۔۹۴۱ء) کی سرگرمیاں قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے معتزلہ اور دوسرے فرقوں کے اثر سے مرکز خلافت کو محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور اس معاملے میں اتنا جوش دکھایا کہ ۳۲۳ھ۔۹۳۵ء میں خلیفہ الراضی کو حنبلی مسلک کے خلاف ایک فرمان جاری کرنا پڑا۔

البربہاری کے ایک نامور ہمعصر ابوالقاسم الخرقی (متوفی ۳۳۴ھ۔۹۴۵۔۹۴۶ء) مصنف " کتاب المختصر " نے آل بویہ کی آمد پر بغداد کو خیر باد کہہ کر دمشق میں پناہ لی۔ بغداد میں بنو بویہ کی حکومت کے قیام کے وقت حنبلی مسلک اس شہر میں خاصا مضبوط تھا، حنبلیوں نے بیک وقت امامیہ مسلک کے فروغ (جو بنو بویہ کے مدنظر تھا) فاطمین مصر کے نفوذ اور اسمٰعیلیت کی ترقی کا بڑی مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیا۔[2]

---

[1] ابن حنبل حياة وعصره ،ابوزہرہ ص ۳۹۹۔۴۰۰
[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۶۷۵/۸ حنابلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب حنبلی کی تجدید ونشاۃ ثانیہ :

عمران احسن خان نیازی لکھتے ہیں :

"The Hanbali School also faced total extinction and was to be revived later by ❶ Ibn-e-Taymiyah and Ibn-e-Qayyim al-Jawziyah".

(حنبلی مذہب بھی ایک زمانے میں معدوم ہوگیا تھا اور بعد میں ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزیہ نے اس کا احیاء کیا)

مندرجہ ذیل مقلدین امام احمدؒ کے مذہب کی روایت کرنے میں مشہور ہیں :

☆ ابوبکر بن ھانی عرف اثرم مؤلف کتاب "السنن فی الفقه"۔

☆ ابوالقاسم خرقی (متوفی ۳۳۴ھ) یہ " المختصر " کے مصنف ہیں۔

☆ عبدالعزیز بن جعفر (متوفی ۳۶۳ھ)

☆ موفق الدین بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ)، فقہ اسلامی کی جلیل القدر کتاب "المغنی" کے مصنف ہیں۔

☆ شمس الدین قدامہ مقدسی (متوفی ۶۸۲ھ) یہ "الشرح الكبير على متن المقنع" کے مؤلف ہیں۔

☆ تقی الدین احمد بن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) یہ فتاویٰ مشہور "مجموعه الرسائل الكبرىٰ ، منهاج السنه" اور "رساله معارج الاصول" وغیرہ کے مصنف ہیں۔

☆ عبداللہ بن زرعی دمشقی معروف بہ ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) یہ "اعلام الموقعين عن رب العالمين"، "الطرق الحكميه فى السياسه الشرعيه" اور "زاد المعاد فى هدى خير العباد" وغیرہ کے مؤلف ہیں۔ ❷

دائرہ معارف اسلامیہ میں حنبلی مسلک کی اشاعت میں حصہ لینے والے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"زنگیوں اور ایوبیوں کے عہد حکومت میں حنبلی علماء کے دو اور خاندان مشہور تھے : بنو منجا اور بالخصوص بنو قدامہ۔ دوسری قصبہ حران بھی قدیم زمانے سے حنبلی مذہب کا ایک اہم مرکز تھا جس کی نمائندگی...... ابن تیمیہ (م ۶۵۲ھ/۱۲۵۴ھ-۱۲۵۵ء) نے کی۔ بحری ممالیک اور عثمانیوں کے دور میں بھی حنبلی مسلک کا خاصا اثر نظر آتا تھا۔ اس زمانے کے عظیم ترین نمائندے احمد بن تیمیہ (م ۷۲۸ھ-۱۳۲۸ء) تھے۔ ان کا خاندان منگولوں کے حملے کے خطرے کے پیش نظر ۶۶۶ھ/۱۲۶۷ھ-۱۲۱۸ء میں دمشق آ گیا تھا...... ان کے بڑے شاگرد ابن قیم الجوزیہ (۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء-۱۳۵۱ء) اپنے گرامی قدر اُستاد کے قدم بہ قدم چلے اور معتوب ہوتے رہے...... ان کے شاگرد عبدالرحمٰن بن رجب (۷۹۵ھ-۱۳۹۳ء) حنبلی مسلک کی تاریخ ذیل علی طبقات الحنابلہ کی بدولت مشہور ہوئے۔ ان کی کتاب "فوائد" بھی اہمیت رکھتی ہے"۔

---

❶ Theories of Islamic Law, Imran Ahsan Khan Nyazee Page 188

❷ فلسفه التشريع فى الاسلام ، صبحی محمصانی ص ۵۱-۵۲۔ بیروت مکتبہ الکشاف ۱۳۶۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممالیک کے دور میں آگے چل کر حنبلی مسلک شام اور فلسطین میں زوال پذیر ہوتا گیا، جس کی ایک وجہ ابن عربی کے خیالات کی اشاعت تھی، لیکن حنبلی خاندان جو سرکاری مناصب پر فائز چلے آئے تھے، خاصے بااثر تھے، ان کا اثر پھر بھی باقی رہا۔ قاضی القضاۃ برہان الدین ابن المفلح (م ۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ھ۔۱۴۸۰ء) ایک ایسے ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں کئی بلند پایہ علماء پیدا ہوئے۔[1]

عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعۃ الازہر میں حنبلی طلبہ واساتذہ:

اس صدی کے اوائل میں جامعہ الازہر میں حنبلی اساتذہ وطلبہ کی تعداد کو شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مؤلف یوں بیان کرتا ہے:

"In the Azhar Mosque it is, of couse in a relatively small number represented by teachers and students (riwak al-Hanabila) in 1906 there were 3 Hanbalite teachers and 28 pupils (out of a total of 312 teachers and 9,069 students").[2]

(یہ ایک حقیقت ہے کہ مسجد الازہر میں حنبلی اساتذہ وطلبہ کی نسبتاً بڑی قلیل تعداد تھی۔ حتی کہ ۱۹۰۶ء میں (۳۱۲ اساتذہ کی مجموعی تعداد میں سے) صرف تین حنبلی اساتذہ اور (۹۰۶۹ طلبہ کی مجموعی تعداد میں سے صرف) ۲۸ حنبلی طلبہ تھے)

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مصر میں ۱۱۳۷ھ سے ۱۲۸۷ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا۔ اس کے بعد یہ عہدہ ۱۱۳۷ھ تک مالکیوں کے لئے مخصوص رہا، پھر یہ شافعیوں کے منتقل ہوگیا۔ ۱۲۸۷ھ میں یہ عہدہ حنفی عالم کو منتقل ہوگیا پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس منصب پر کوئی حنبلی عالم فائز نہیں ہوسکا ہے۔[3]

حنبلی مذہب کی تجدید ونشاۃ ثانیہ اور اس صدی میں ان کی تعداد:

اس مذہب کی تجدید ونشاۃ ثانیہ پہلے آٹھویں صدی ہجری میں امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعہ ہوئی۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ۔۱۷۹۲ء) کے ذریعہ حنبلی مذہب کی تجدید واشاعت ہوئی۔ ان کو حکومت سعودی عرب کے بانی جلالت الملک عبدالعزیز ال سعود کی پشت پناہی حاصل ہوئی اور ان کے عہد میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی سرکاری مذہب ہے۔ سعود ریاست ۱۱۹۷ھ۔۱۷۴۴ء میں وجود میں آئی تھی اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں کے علاوہ فلسطین، شام اور عراق وغیرہ میں بھی اس مذہب کے پیروپائے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اس مذہب کے متبعین کی تعداد کا اندازہ تیس چالیس لاکھ کے درمیان لگایا جاسکتا تھا۔[4]

---

[1] دائرہ معارف الاسلامیہ ۸/ ۶۷۷۔۶۷۸، حنابلہ

[2] Shorter Encylopaedia of Islam Page 21.

[3] المذاهب الفقهيه الاربعة، احمد تیمور پاشا ص ۷۰ متن وحاشیہ سے الفاظ کی تغیر کے ساتھ تلخیص کراچی قدیمی کتب خانہ

[4] حوالہ سابق ص ۱۲۱ مترجم محمد بارق کا حاشیہ کچھ تبدیلی الفاظ کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصراً یہ کہ ان چاروں مذاہب کو وقت کے ساتھ ساتھ فروغ حاصل ہوتا گیا اور اہل سنت کے بقیہ مذاہب جن میں سے بعض کا ہم اشارۃً ذکر کریں گے۔ سکڑتے چلے گئے اور سوائے ظاہری مذہب کے تمام مذاہب ساتویں صدی ہجری تک تقریباً ختم ہو گئے کیونکہ اسلام نے بھی انہی مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

فقہی مذاہب کی موجودہ صورتحال پر ایک سرسری نظر:

آج مذاہب اربعہ بلاد اسلامی کے کن کن علاقوں میں کس تناسب سے موجود ہیں؟ اس بارے میں جدید دور کے جائزہ کا ماخذ زیادہ تر یورپی مستشرقین کی کتابیں اور ان کی تحقیقات ہیں۔ مثلاً فرانسیسی مستشرق لوئی ماسینیون کی کتاب Louis Massignono : Annuarire Lu monde musolman Paris 1930, 1929 وغیرہ

موجودہ زمانے میں فقہی مذاہب کے ماننے والوں کے علاقوں کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ آج کل مغرب اقصیٰ (مراکش وغیرہ) میں مذہب مالکی کو غلبہ حاصل ہے۔ اسی طرح الجزیرہ، تونس اور طرابلس (لیبیا) میں بھی وہی چھایا ہوا ہے ان تمام ممالک میں مالکیوں کے سوا کسی دوسرے مذہب کا مقلد نظر نہیں آتے، البتہ صرف حنفی بہت تھوڑی تعداد میں ملتے ہیں جو درحقیقت عثمانی ترک خاندانوں کے آثار باقیہ ہیں۔ یہ بھی زیادہ تر تونس میں ہیں جن میں سے چند افراد شاہی خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کے دارالحکومت میں مالکی قاضی کے ساتھ ساتھ حنفی قاضی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ملک کے بقیہ تمام حصوں کے قضاۃ مالکی المذہب ہیں۔ دارالحکومت میں دو قاضیوں (ججوں) کی طرح دو بڑے مفتی بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حنفی ہے جن کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا ہوا ہے اور دونوں میں اس کا پہلا درجہ ہے اور معنوی طور پر تمام مفتیانِ ملک کا وہ سربراہ اور رئیس ہے۔ دوسرا مفتی مالکی ہے اور دوسرا درجہ ہے۔ لیکن اب کچھ دنوں سے اس کو بھی شیخ الاسلام کا لقب مل گیا ہے۔

اگرچہ پورے ملک (تونس) میں مذہب حنفی کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے لیکن قدیم دستور کے مطابق وہاں کی مشہور جامع الزیتونیہ کے اساتذہ کی نصف تعداد احناف میں سے ہوتی ہے اور نصف مالکیوں میں سے۔ دراصل تونس میں احناف کو یہ امتیاز صرف اس لئے حاصل ہے کہ وہ شاہی خاندان کا مذہب ہے۔ (واضح رہے کہ ۱۹۵۷ء میں تونس کے شاہی خاندان کی حکومت ختم کردی گئی تھی اور اس کی جگہ جمہوریہ قائم ہوگئی ظاہر ہے اس سیاسی انقلاب کے اثرات ان عدالتی انتظامات پر پڑے ہوں گے اور موجودہ دور کی تبدیلی ہوئی ہوگی)۔

آج کل مصر میں شافعی اور مالکی مذہب غالب ہے۔ شافعی ریف (شمالی مصر) میں، اور مالکی صعید (جنوبی مصر) اور سوڈان میں۔ ان کے بعد حنفی بھی بڑی تعداد میں ہیں اور حکومت کا یہی مذہب ہے اور اسی کے مطابق (سرکاری طور پر) فتوے دیئے جاتے ہیں اور عدالتوں میں مقدمے فیصل کئے جاتے ہیں۔ باقی رہے حنابلہ تو وہاں ان کی تعداد نہایت قلیل ہے بلکہ وہ شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔

ملک شام میں حنفی مذہب کو غلبہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہاں سنیوں میں سے نصف احناف ہیں اور ایک چوتھائی شوافع ہیں اور ایک چوتھائی حنابلہ ہیں۔ فلسطین میں شوافع اکثریت میں ہیں اس کے بعد حنبلی اور پھر مالکی۔ عراق میں احناف کی اکثریت ہے اس کے بعد شافعی ہیں پھر مالکی اور سب سے کم حنبلی۔ عثمانی ترکوں کی بھاری اکثریت حنفی المذہب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح البانی اور باشندگانِ بلقان اکثر حنفی ہیں۔ کُردوں کی اکثریت شافعی ہے، کُردوں کی آبادی پہاڑی علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے جو کُردستان کہلاتا ہے اور یہ سیاسی اعتبار سے کئی ملکوں میں بٹا ہوا ہے یعنی ترکی، عراق، ایران، آرمینیا اور آذربائیجان میں۔ یہی حال آرمینیہ کے مسلمانوں کا ہے کیونکہ وہ نسلی اعتبار سے ترکمانی ہیں یا کُردی ہیں۔

ایران کے سنّیوں کی اکثریت شافعی مذہب کی پیرو ہے اور باقی جو تھوڑے بچ جاتے ہیں وہ حنفی المذہب ہیں۔ (ایران میں سنّیوں کی اکثریت جنوب میں ایرانی بلوچستان میں ہے اور شمال میں اس کے صوبہ آذربائیجان اور کردستان میں ہے جو ترکی سے متصل ہے)۔ افغانستان میں اکثریت احناف کی ہے، شافعی اور حنبلی بہت ہی کم ہیں۔ مغربی ترکستان جس میں بخارا اور خیوہ (قازقستان، ترکمانستان، ازبکستان، تاجکستان) وغیرہ ہیں، وہاں کے باشندے حنفی ہیں۔ اور مشرقی ترکستان جس کو چینی ترکستان بھی کہتے ہیں وہاں کی اکثریت پہلے شافعی تھی لیکن پھر بخارا سے آنے والے علماء کی کوششوں سے وہاں بھی احناف کی اکثریت ہوگئی۔

بلادِقو قاز اور اس کے گردونواح میں اکثر مسلمان حنفی ہیں اگرچہ شافعی بھی آباد ہیں۔ بلادقو قاز یا قفقاس سے مراد کاکیشیا ہے۔ جو بحرِ اسود اور بحیرہ کیسپین کے درمیانی علاقہ پر مشتمل ہے، داغستان بھی یہیں واقع ہے۔

برصغیر ہند میں احناف کی اکثریت ہے اور وہاں ان کی تعداد تقریباً چار کروڑ اسی لاکھ ہے (یہ اعداد وشمار ظاہر ہے کہ ۱۹۳۰ء یا اس سے قبل کے ہیں، جبکہ برصغیر ہند (بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش) کی کل آبادی تقریباً چالیس کروڑ یا اس سے کچھ کم تھی۔ لیکن اب ۱۹۹۴ء میں اس برصغیر کی کل آبادی تقریباً ایک ارب ساڑھے چونتیس کروڑ ہے۔ اس میں سے صرف بھارت کی آبادی تقریباً ساڑھے چوراسی کروڑ ہے اور اس کا آٹھواں حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے یعنی وہاں تقریباً ساڑھے دس کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ (ان میں حنفی مسلمان تقریباً دس کروڑ ہوں گے)

اب ۱۹۹۴ء میں پاکستان کی آبادی تقریباً ساڑھے بارہ کروڑ ہے اور بنگلہ دیش کی آبادی بھی تقریباً اتنی ہی ہے۔ گویا ان دونوں ملکوں کی کل آبادی ۲۵ کروڑ ہے۔ اور ان میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۲۲ کروڑ ۷۵ لاکھ ہے جن میں حنفی مسلک کے مسلمان تقریباً ساڑھے اکیس کروڑ ہیں۔ اس حساب سے پورے برصغیر ہند میں آج کل احناف کی تعداد دس + ساڑھے اکیس = ساڑھے اکتیس کروڑ کے قریب ہے۔

رُوئے زمین پر آج کل تقریباً ایک ارب تیس کروڑ مسلمان آباد ہیں اور ماہرین کے اندازے کے مطابق حنفی مذہب کے پیرو تمام مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔ اس لحاظ سے آج کل پوری دنیا میں حنفی مسلمانوں کی تعداد تقریباً ساڑھے چھیاسی کروڑ ہے۔

وہاں شوافع بھی تقریباً دس لاکھ کی تعداد میں ہوں گے۔ اہلِ حدیث بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ بعض دیگر مذاہب (اثنا عشریہ وغیرہ) کے متبعین بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ جزیرۂ سیلون (سری لنکا)، فلپائن، ملائیشیا، جاوہ اور اس کے قرب وجوار کے دوسرے جزیروں (انڈونیشیا) کے باشندے شافعی المذہب ہیں۔ اسی طرح سیام (تھائی لینڈ) کے مسلمان بھی شافعی ہیں لیکن تھوڑی تعداد میں حنفی بھی ہیں جو ہندوستان سے آکر یہاں آبسے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہند چینی (یعنی ویت نام، لاؤس اور کمبوڈیا) اور آسٹریلیا کے مسلمان بھی شافعی المذہب ہیں۔ جنوبی امریکہ کے ملک برازیل میں تقریباً پچیس ہزار حنفی مسلمان آباد ہیں جبکہ امریکہ کے دیگر ممالک اور ریاستوں میں آباد مسلمان مختلف فقہی مذاہب کے مقلد ہیں اور ان کی مجموعی تعداد تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار ہے۔

حجاز میں شافعی اور حنبلی غالب اکثریت میں ہیں لیکن وہاں کے شہروں میں حنفی اور مالکی بھی پائے جاتے ہیں۔ نجد کے باشندے سب حنابلہ ہیں اور اہلِ عسیر (غیر سعودی عرب میں حجاز اور یمن کے مابین ساحلی اور پہاڑی علاقہ کا نام ہے، گویا مکہ اور طائف اس کے شمال میں واقع ہیں اور نجران اس کے جنوب میں) شوافع ہیں۔ یمن، عدن اور حضر موت کے سنی لوگ شوافع ہیں، البتہ عدن کے گردونواح میں حنفی بھی پائے جاتے ہیں۔

عمان میں مذہب اباضیہ کا غلبہ ہے (بلکہ وہاں انہی کی حکومت ہے) البتہ وہاں حنابلہ اور شوافع بھی ملتے ہیں اور قطر اور بحرین میں مالکیوں کی اکثریت ہے اور جو لوگ حنابلہ ہیں وہ نجد سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ اور احساء (سعودی عرب کے مشرقی ساحل کا علاقہ جو کویت اور قطر کے درمیان ہے اس کا قدیم نام ''ہجر'' و بحرین ہے) کے اہلِ سنت کی اکثریت حنبلی اور مالکی مذہب کی پیرو ہے اور کویت میں مالکیوں کی اکثریت ہے۔[1] واللہ اعلم

شیعہ مصنف محمد تیجانی سماوی اپنی کتاب شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں میں مذہب اربعہ کی مجموعی تعداد سے متعلق لکھتے ہیں:

> مسلمان کا وہ بڑا فرقہ جو پوری دنیا میں مسلمانوں کا ۳/۱ حصہ ہے اور ائمہ اربعہ ابو حنیفہ، مالکی، شافعی اور احمد بن حنبل کی تقلید کرتا ہے اور انہی کے فتوؤں کے مطابق عمل کرتا ہے...... اور یہ سب ہی اپنے آپ کو اہلِ سنت کہتے ہیں۔[2]

☆☆☆

---

[1] المذاہب الفقہیہ الاربعۃ، احمد تیمور باشا ص ۱۲۸۔۱۳۲، مفہوم، الفاظ کے حذف و اضافہ و تغیر کے ساتھ۔ اور مترجم کا حاشیہ کراچی قدیمی کتب خانہ

[2] شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں۔ محمد تیجانی سماوی ترجمہ نثار احمد زین پوری ص ۲۸۔ انتشارات انصاریان ۱۹۹۴ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

اہلِ سنت کے متروک مذاہب اور ان کا نشأ وارتقاء

حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسالک کو وقت کے ساتھ فروغ حاصل ہوتا گیا اور دوسری طرف اہلِ سنت کے بقیہ مذاہب تقریباً ساتویں صدی ہجری تک اور ظاہری مذہب آٹھویں صدی ہجری تک ختم ہو گئے تھے۔ ان متروک مذاہب میں سے چند قابلِ ذکر مسالک کا ان کے بانیان کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے ساتھ مختصراً تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۱۷ھ)	۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۴۸ھ)[1]
۳۔ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۴ھ)[2]	۴۔ امام اوزاعی (۸۸ھ/۱۵۷ھ)
۵۔ سفیان الثوری (۹۷ھ۔۱۶۱ھ)	۶۔ لیث بن سعد (۹۳ھ۔۱۷۵ء)
۷۔ اسحاق بن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ)	۸۔ ابوثور البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ)
۹۔ داؤد ظاہری (۲۰۲ھ۔۲۷۰ھ)	۱۰۔ ابن جریر الطبری (۲۲۴۔۲۲۵ھ۔۳۱۰ھ)

۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۱۷ھ):

ان کے مذہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۴۸ھ):

ان کے مذہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۳۔ عبداللہ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۴ھ):

وہ امام ابوحنیفہ کے معاصر، کوفہ کی مشہور شخصیت، فقیہ اور یمن کے والی تھے۔ ابن الاثیر الجزری نے اپنی مشہور تاریخ ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ اہلِ ہمدان حضرت علیؓ کے حامی تھے۔ منصور نے موصل پر لشکر کشی اور شب خون مارنے کا ارادہ کیا لیکن اس سے قبل اس نے مشہور فقہاء کرام سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ ابن اثیر کے الفاظ یہ ہیں:

" فاحضر ابا حنيفة وا بن ابی ليلی وابن شبرمة وقال لهم ان اهل الموصول شرطو الی انهم لا يخرجون علی فان فعلوا حلت دمائهم واموالهم وقد خرجوا فسكت ابو حنيفة وتكلم الرجلان وقالا رعيتک فان عنوت فاهل ذلک انت وان عاقبت فبما يستحقون : فقال لا بی

---

[1] طبقات الفقہاء، ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ۔ ص ۶۴۔ بغداد المکتبہ العربیہ ۱۳۵۶ھ۔ دائرہ معارف الاسلامیہ ۱۵/۴۱۳۔۴۱۴

[2] کتاب الطبقات الکبیر، ابن اسعد ۶/۲۴۱۔ لندن مطبعہ بریل ۱۳۲۵ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنیفۃ اراک سکت یاشیخ! فقال یا امیر المؤمنین! ابا حوک مالا یملکون ارایت لوان امراۃ اباحت فرجھا بغیر عقد نکاح وملک یمین اکان یجوز ان توطا؟ قال لا ، وکف عن اھل الموصل وامر ابا حنیفۃ وصاحبیہ بالعود الی الکوفۃ "۔[1]

(پس منصور نے ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کو بلوایا اور کہا: اہل موصل نے میرے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ میرے خلاف بغاوت نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے اس کا ارتکاب کیا تو ان کا مال و جان مباح ہو جائے گا اور اب وہ بغاوت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ خاموش رہے، دوسرے دو حضرات بولے اہل موصل آپ کی رعیت ہیں اگر آپ معاف کر دیں تو آپ اس کے اہل ہیں اور اگر سزا دیں تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ منصور نے امام ابوحنیفہ کو مخاطب ہو کر کہا، "حضرت آپ کیوں خاموش ہیں؟" آپ نے فرمایا، امیر المؤمنین! جس چیز کو ان لوگوں نے آپ کے لئے مباح قرار دیا ہے، انہیں اس کا حق حاصل نہیں (کیونکہ مومن صرف تین صورتوں میں مباح الدم ہوتا ہے اور یہاں ان میں سے کوئی ایک صورت بھی نہیں)۔ بھلا فرمایئے اگر کوئی عورت منکوحہ یا باندی ہونے کے بغیر اپنے جسم کو کسی شخص کے لئے مباح کر دے تو کیا اس سے مقاربت کرنا درست ہوگا؟ (یعنی عورت نے ایسے طریق سے از خود اپنے جسم کو مباح کیا ہے جسے شریعت روا نہیں رکھتی)۔ منصور بولا نہیں، اور اہل موصل سے ہاتھ روک لیا اور ابوحنیفہ اور ان کے دونوں رفقاء کو کوفہ لوٹ جانے کا حکم دیا)

اس واقعہ سے ابن شبرمہ کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اب ان کے مذہب اور کتابوں کا نام و نشان باقی نہیں ہے دیگر مذاہب خصوصاً حنفی مذہب کے علماء نے ان کے بیان کردہ بعض مسائل اور آراء کو اپنی کتابوں میں جگہ دی اور جا بجا ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

۱۲۸۶ھ میں حکومت ترکیہ نے سلطنت کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو اکٹھا کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ اُمور شہریت کے بارے میں ضابطہ قانون وضع کریں جس کا ماخذ تو حنفی فقہ ہے البتہ بوقتِ ضرورت دوسرے مذاہب سے بھی استفادہ کر لیا جائے بشرطیکہ ان کے بیان کردہ احکام موجودہ زمانے کے حالات اور اس کی رُوح کے عین مطابق ہوں۔ چنانچہ ان علماء نے مل کر ایک ضابطہ قانون وضع کیا جس کا نام مجلۃ الاحکام العدلیہ رکھا گیا، ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ء میں اس کو نافذ کر دیا۔ اس ضابطہ قانون میں خرید و فروخت کے احکام ابن شبرمہ کی بیان کردہ شرائط کے مطابق مندرج کئے گئے ہیں جس کی باقاعدہ صراحت ضابطہ مذکور میں کر دی گئی ہے۔

اسی طرح حکومت مصر نے بھی کمسن بچوں کی شادی کے متعلق ابن شبرمہ کا مسلک اختیار کیا اور ۱۱ دسمبر ۱۹۲۳ء بمطابق ۳ جمادی الاولی ۱۳۴۲ھ کو ایک قانون کے ذریعہ لڑکوں کے لئے شادی کی ابتدائی حد اٹھارہ سال اور لڑکی کے لئے سولہ سال مقرر کر دی۔ اس طرح مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ان کے بیان کردہ بعض مسائل کو اپنا کر اور حکومت مصر نے بعض مسائل نافذ کروا کر ابن شبرمہ کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے اور انہیں تاریخی حیثیت دی ہے۔

---

[1] تاریخ الکامل، ابن اثیر الجزری ۵/۲۱۷۔ اس میں انہوں نے ۱۴۸ھ کے واقعات میں تحریر کیا، شیخ احمد الحلبی و محمد آفندی مصطفیٰ نے مطبعہ قرات التحریر سے ۱۳۰۳ھ میں چھپوایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ امام اوزاعی (۸۸ھ۔۱۵۷ھ):

ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو بعلبک (دمشق) میں پیدا ہوئے اور بیروت میں بعمر تقریباً ستر برس وفات پائی۔ بیروت کے جنوبی حصہ میں جہاں آپ مدفون ہیں آج کل محلہ اوزاعی کے نام سے مشہور ہے[1]۔ امام اوزاعی کی تصنیفات جنہیں وہ اپنے شاگردوں کو لکھوا دیتے تھے اور جن میں سے کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب المسائل فی الفقہ کا تذکرہ "الفہرست" میں آیا ہے وہ اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں رہیں[2]۔ تاہم ان کی آراء حسب ذیل کتب میں بکثرت منقول ہیں۔

(۱) الرد علی سیرۃ الاوزاعی لابی یوسف۔ یہ کتاب ان خیالات کے رد میں ہے جو امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ کی بعض آراء کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ امام اوزاعی کی "کتاب السیر" کا ایک اصلی نسخہ جو ان کے ایک شاگرد نے تیار کیا تھا، گیارہویں/ سترہویں صدی عیسوی میں بھی موجود تھا۔

(۲) کتاب اختلاف الفقہاء للطبری: الاوزاعی کی آراء میں بالعموم (فقہی مسائل کے) وہ قدیم ترین حل ملتے ہیں جو آگے چل کر فقہاء نے اختیار کر لئے تھے، ان کے مذہب کی قدیم نوعیت ہے۔ اگرچہ وہ امام ابوحنیفہ کے ہم عصر تھے۔ یہ گمان گزرتا ہے کہ نہ انہوں نے اپنے سے ایک پشت پہلے کے ان پیشرؤوں کی تعلیمات کو محفوظ رکھا ہے جن کے ہم محض ناموں سے واقف ہیں ان کا منظم طریق استدلال بہت واضح ہے، ان کے استدلال پر "تواترِ سنت" کے اصول کا غلبہ نظر آتا ہے۔ "تواترِ سنت" سے ان کی مراد وہ تعامل ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے وقت سے شروع ہوا اور جسے خلفائے راشدین نے قائم رکھا اور ان کے بعد بھی قائم رہا۔ یہی سنتِ رسول ﷺ ہے، خواہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مروی باقاعدہ احادیث میں مذکورہ ہو یا نہ ہو۔ الاوزاعی سارے اموی عہد کو "خیر القرون" میں شمار کرتے ہیں۔ سنت کے اس تصور اور بعض دوسرے پہلوؤں کے لحاظ سے الاوزاعی کا مذہب قدیم عراقی فقہاء کے مسلک کے بہت قریب آ جاتا ہے[3]۔

مذہب اوزاعی کی اشاعت:

جس طرح فقہ اسلامی کے دوسرے دبستان ائمہ سے منسوب ہوئے اسی طرح قدیم شامی فقہ کا دبستان امام اوزاعی کے نام سے منسوب ہوا۔ امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

"...... کان اهل الشام ثم اهل الاندلس علی مذهب الاوزاعی مدة من الدهر ثم فنی العارفون به وبقی منه مایوجد فی کتب الخلاف"[4]۔

(اہل شام اور پھر اہل اندلس ایک زمانے تک اوزاعی مذہب کے پیروکار رہے پھر اس مذہب کے علماء ختم ہو گئے اور اب صرف ان کا ذکر ان سے اختلاف کرنے والوں کی کتابوں میں باقی رہ گیا ہے)

---

[1] فلسفۃ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۵۴۔۵۵۔ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵۔۱۹۴۶
[2] دائرہ معارف الاسلامیہ ۳/۵۳۵ [3] حوالہ سابق ملخص
[4] تذکرۃ الحفاظ، ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ۔۱۳۴۷ء) ۱/۱۸۲۔ بیروت دار احیاء التراث العربی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز سید الاھل اپنی کتاب "الامام الا اوزاعی فقیه اهل الشام" میں لکھتے ہیں:

"فان الاوزاعی کان له مذهب قد انتشر فی الشام و افریقیة والمغرب والاندلس" [1]

(امام اوزاعی ایک دبستان فقہ رکھتے تھے۔ ان کا مذہب شام، افریقہ، مغرب اور اندلس میں پھیلا)

وہ مزید لکھتے ہیں:

"قیل ان مذهبه ساد سوریة فترة من الزمان ثم طغی علیه مذهب مالک ولم یکد هذا المذهب ینتشر حتی تقدم الیه مذهب الشافعی" [2]

(بعض نے کہا کہ ان کا مذہب ایک زمانے تک شام میں رائج رہا پھر اس کی جگہ مذہب مالکی نے لے لی اور وہ (مالکی مذہب) شافعی مذہب کے آنے تک باقی رہا)۔

امام اوزاعی کے تلامذہ:

امام اوزاعی کے بعض ممتاز شاگرد جنہوں نے ان کے مذہب کی کتب لکھیں اور مختلف علاقوں میں اس کی اشاعت کی

☆ ابوسعید البیروتی، دمشقی الاصل، بیروت میں رہتے تھے۔ امام اوزاعی کے ثقہ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

☆ الھقل بن زیاد دمشقی (متوفی ۱۷۹ھ) بیروت میں وارد ہوئے تھے۔ طویل زمانے تک امام اوزاعی کے ساتھ رہے۔ جب وہ شام آئے تو ان سے بڑا عالم کوئی نہ تھا۔ اور امام اوزاعی کے بعد بیس برس سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے۔

☆ سعید بن عبدالعزیم، ابومحمد التنوحی دمشقی، سعید بن عبدالعزیز کی موجودگی میں امام اوزاعی سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ فرماتے: "سلوا أبامحمد" (ابومحمد سے پوچھو)۔

عقبہ بن علقمہ، ابن حدتج المعافری، طرابلسِ غرب سے افریقی تھے۔ شام اور بیروت میں امام اوزاعی کے معاصر اور کاتب رہے۔

ان کے علاوہ صدقتہ بن الفضل، بشر بن بکر اور ولید بن مزید بھی ہیں، جنہوں نے امام اوزاعی کے رسائل و فتاویٰ کو پھیلانے میں مدد کی۔ [3]

عبدالعزیز سید الاھل میں لکھتے ہیں:

"وبتتبع هؤلاء وغیر هم ممن کتب عن الاوزاعی أن روایات الاوزاعی قد جاوزت الشام وفلسطین الی حران والی عراق والی طرابلس الغرب، ومع أن من ذکرنا من الکتاب لم تجاوز مواطن اکثر هم بلاد الشام وحران فانهم تجاوز وها فیما یکتبون ویتر اسلون" [4]

(مذہب اوزاعی کا بنظر غائر مطالعہ کرنے والوں اور دیگر جنہوں نے اس مذہب سے متعلق لکھا اچھی طرح علم ہے کہ امام اوزاعی کی روایات شام، فلسطین اور پھر حران اور عراق تک اور پھر وہاں سے طرابلس غرب تک پہنچیں۔ ان تمام مذکورہ باتوں کے باوجود حقیقت حال یہ ہے کہ ان کا مذہب بلاد شام وحران سے آگے نہیں پھیل سکا)

---

[1] الامام الاوزاعی فقیه اهل الشام، عبدالعزیز دسید الاهل ص ۶۵، قاهره المجلس الاعلی للشئون الاسلامیه، الکتاب التاسع والعشرون ۱۳۸۶ھ۔ ۱۹۶۶ء [2] حوالہ سابق ص ۱۲۲ [3] حوالہ سابق ص ۶۶۔ ۶۹ [4] حوالہ سابق ص ۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل شام میں اوزاعی مذہب پھیلا، پھر وہاں سے شامی فوجیں سواحل افریقہ پھر اندلس کی طرف گئیں جس سے رابطہ استوار ہو گیا۔ اہل اندلس میں سے "ساشاط بن سلمہ" نے امام اوزاعی کے پاس آ کر ان کے مذہب کی تعلیم حاصل کی اور پھر واپس اندلس جا کر اس مذہب کی ترویج میں حصہ لیا۔ امام اوزاعی کے فتوے اندلس میں حکم بن ہشام کے زمانے تک چلتے رہے۔ اندلس میں ان کا نام امالہ کے ساتھ اوزیعی (Auzu یا Aowzei) لیا جاتا تھا[1] مالکی مذہب نے مغرب میں تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی کے وسط میں اور شام میں چوتھی/دسویں صدی کے آخر میں اس کی جگہ لے لی[2]۔

۵۔ سفیان الثوری (۹۷ھ۔۱۶۱ھ):

ابو عبداللہ سفیان بن سعید (سعد) بن مسروق الثوری الکوفی، دوسری صدی ہجری کے مشہور فقیہ، محدث وصوفی تھے۔ یہ ان کبار ممتاز فقہاء وعلماء میں سے تھے جنہوں نے سرکاری عہدے قبول کرنے سے انکار کیا اور ارباب حکومت سے علیحدگی اور کنارہ کشی کی وجہ سے معتوب ہو گئے۔ امام ثوری ۱۵۰ھ میں کوفے سے رخصت ہو گئے اور بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح منصب قضاۃ پر تقرر سے بچنے کے لئے عراق کی حدود سے نکل کر یمن چلے گئے اور وہاں ایک تاجر کی حیثیت سے آباد ہو گئے مگر جب سرکاری لوگوں نے انہیں شناخت کر لیا تو آپ وہاں سے مکۃ المکرمہ چلے گئے، مگر جب وہاں بھی ان کا رہنا دشوار ہو گیا تو بصرہ آ گئے اور وہیں عبدالرحمن بن مہدی کے گھر پردہ پوشی کی حالت میں انتقال فرما گئے[3]۔

۶۔ لیث بن سعد (۹۳ھ۔۱۷۵ء)[4]

ابوالحارث اللیث بن سعد مولی قیس، فسطاط سے کچھ فاصلے پر واقع ایک گاؤں قرقشندہ میں پیدا ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی نے "الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ" میں آپ کی فقہی عظمت سے متعلق ممتاز علماء وفقہاء کے اقوال نقل کئے ہیں۔ چند یہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"ما فی ھؤلاء المصریین اثبت من اللیث لا عمرو بن الحرث ولا غیرہ ما اصح حدیثہ وجعل یثنی علیہ"[5]

امام شافعی نے فرمایا:

"اللیث افقہ من مالک الا أن اصحابہ لم یقوموا بہ"۔[6]

(لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔ لیکن ان کے اصحاب نے ان کے مذہب کی تدوین نہیں کی)

امام نووی نے "التھذیب" میں فرمایا:

"اجمعوا علی جلالتہ وامانتہ وعلو مرتبتہ فی الفقہ والحدیث"۔[7]

(لوگوں کا ان کی فقہ وحدیث میں جلالت، امانت اور بلند مرتبہ ہونے پر اتفاق ہے)

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۵۳۵ [2] حوالہ سابق [3] حوالہ سابق اور ۱۱/ ۷۸۔۸۲۔ ملخص الفاظ کی تبدیلی وحذف واضافہ کے ساتھ، حاشیہ مناقب الامام مالک بن انس [4] قاضی عیسیٰ بن مسعود الزواوی متوفی ۷۴۲ھ، تحقیق طاہر محمد الدردیری ص ۵۲۔۵۳، مدینۃ المنورہ مکتبہ طیبہ طبع اول ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء [5] لیث بن سعد کی تاریخ ولادت ۹۲ھ اور ۹۴ھ بھی بتائی جاتی ہے۔ کتاب الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ فی مناقب الامام اللیث بن سعد، ابوالفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی ص ۳ مطبعہ المیریہ بولاق مصر المحمیہ ۱۳۰۱ھ اور حاشیہ مناقب الامام مالک للزواوی ص ۵۶ [6] الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ ابن حجر ص ۶ [7] حوالہ سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ نے "مناقب" میں امام شافعی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا :

" واما اھل مصر ، فانتھی العلم الی اللیث بن سعد فاخذہ الشافعی من جماعۃ من اصحابہ " [1]

(اہل مصر کے علم کی انتہا لیث بن سعد پر ہوتی ہے۔ امام شافعی نے اصحاب لیث کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا)

ابن حجر نے امام لیث کا مذہب مدون نہ ہونے کے اسباب بتاتے ہوئے لکھا :

" قال عبداللہ بن وھب لولا مالک واللیث لضللنا (قلت) واخذ عنہ الفقہ ایضامع ابن وھب عبدالرحمٰن بن قاسم واشھب ویحیی بن بکیر وابو صالح وغیر ھم لکنہ ما صنف شیئا من الکتب ولا دون اصحابہ المسائل عنہ ولذلک قال الشافعی ضیعہ اصحابہ یعنی لم یدونوا فقھہ کما دونوا فقہ مالک وغیرہ وان کان بعضھم قد جمع منھا شیئا .... ولقد تتبعت کتب الخلاف کثیرا فلم اقف منھا علی مسئلہ واحدۃ انفرد بھا اللیث عن الائمہ من الصحابۃ والتابعین الا فی مسئلۃ واحدۃ وھی انہ کان یری تحریم اکل الجراد المیت وقد نقل ذلک ایضا عن بعض المالکیۃ " [2]

(عبداللہ بن وہب نے فرمایا کہ اگر امام مالک اور امام لیث نہ ہوتے تو ہم ضرور گمراہ ہو جاتے۔ میں نے کہا، امام لیث سے ابن وہب عبدالرحمٰن بن قاسم کے ساتھ ساتھ اشہب، یحییٰ بن بکیر اور ابو صالح وغیرہ نے بھی فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، لیکن امام لیث نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور نہ ہی تلامذہ نے ان کے مسائل کو مدون کیا۔ اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام لیث کے اصحاب نے ان کا مذہب ضائع کر دیا، یعنی ان کی فقہ کی تدوین نہیں کی۔ جس طرح مالکی فقہ وغیرہ کو ان کے اصحاب نے مدون کیا۔ اگرچہ بعض نے انکے مذہب کو تھوڑا بہت جمع کیا .... میں نے بہت سی خلافی کتب کا بغور مطالعہ کیا، لیکن میں نے سوائے ایک مسئلے کے کہ مُردار ٹڈی کا کھانا حرام ہے کسی مسئلے میں ان کا آئمہ صحابہ اور تابعین سے اختلاف نہیں پایا اور بعض مالکیوں سے بھی اس بارے میں یہی منقول ہے)

۷۔ اسحاق بن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ) :

ان سے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔

۸۔ ابوثور البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ)

ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی ایک ممتاز مفتی دین اور ایک مذہب فقہ کے بانی تھے۔ عراق میں ان کی وفات ہوئی۔ ابوثور عراق میں امام شافعی سے ایک پشت بعد آئے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام شافعی کے تمسک بالحدیث پر منظم اصرار سے متاثر ہوئے۔ لیکن انہوں نے رائے کے استعمال کو ترک نہیں کیا جیسا کہ قدیم مذاہب فقہ کا دستور تھا۔ مؤرخ سوانح نگاروں نے اس بات کو اس امر پر محمول کیا ہے کہ ابوثور نے قدیم فقہائے عراق کے مذہب استخراج بالرائے کو چھوڑ کر مذہب شافعی اختیار کر لیا تھا اور درحقیقت بسا اوقات وہ اسی مذہب کے پیروکاروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

---

[1] مناقب الامام شافعی ، ابن الاثیر الجزری (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) ص ۸۳ بیروت موسسہ علوم القرآن طبع اول ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰ء

[2] الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ ص ۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان کی آراء کو جو اکثر شوافع کے مسلک سے مختلف ہیں مذہب شافعی ہی کی متبادل آراء (وجوہ) نہیں سمجھا جاتا اور نہ محدث کی حیثیت سے ان کی کوئی خاص شہرت ہی ہے۔ مفتی کی حیثیت سے بعض محتاط تعریفی کلمات ان کے زمانے کے زیادہ معمر ہم عصر امام احمد حنبل کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اختلاف کے موضوع پر بحث کرنے والی کتابوں میں خاص طور پر الطبری کی کتاب "اختلاف الفقهاء" کے دو اجزاء میں احکام شرعیہ پر ابوثور کی چند آراء نقل کی گئی ہیں۔

ابوثور کا فقہی مذہب چوتھی صدی ہجری/دسویں صدی میلادی تک بھی بالخصوص آرمینیہ اور آذربائیجان میں وسیع پیمانے پر رائج تھا[1]

۹۔ داؤد ظاہری (۲۰۲ھ۔ ۲۷۰ھ) :

ابوسلیمان داؤد بن علی بن خلف کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ اور ابوثور وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ وہ امام شافعی کے بھی شاگرد تھے اور ان کے مذہب کی تائید میں کتابیں بھی لکھی۔ حتیٰ کہ تمام شافعی فقہاء، انہیں اپنا امام تسلیم کرنے لگے۔ لیکن بعد میں انہوں نے خود ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ صرف کتاب وسنت کے ظاہری احکام پر عمل لازمی ہے اور کسی شخص کے اقوال نہ ہمارے لئے حجت بن سکتے ہیں اور نہ ہم ان پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے فقہی مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے داؤد ظاہری اور ظاہریہ مذہب کے متعلق بھی چند الفاظ لکھے، جو مندرجہ ذیل ہیں :

" انکر القياس طائفة من العماء وابطلوا العمل به وهم الظاهرية وجعلوا المدارک کلها منحصرة فى النصوص والاجماع وردّوا القياس اجلّى والعلة المنصوصة الى النص لانّ النص على العلة على الحكم فى جميع محالها وكان امام هذا المذهب داؤد ابن علی وابنه واصحابهما .... ثم درس مذهب اهل الظاهر اليوم بدروس ائمته وانكار الجمهور على منتحله ولم يبق الا فى الكتب المجلدة وربما يعكف كثير من الطالبين ممن تكلف بانتحال مذهبهم على تلک الكتب يروم اخذ فقههم منها ومنهبهم فلايخلو بطائل ويصير الى مخالفة الجمهور وانكار هم عليه وربما عد بهذه النحلة من اهل البدع بنقله العلم من الكتب من غير مفتاح المعلمين وقد فعل ذلک ابن حزم بالاندلس على علو رتبته فى حفظ الحديث وصار الى مذهب اهل الظاهر ومهر فيه باجتهاد زعمه فى اقوالهم وخالف امامهم داؤد وتعرض للكثير من ائمة المسلمين فنقم الناس ذلک عليه واوسعوا مذهبه استهجانا وانكارًا وتلقوا كتبه بالاغفال والترک حتى انها ليحصر بيعها بالاسواق وربما تمزق فى بعض الاحيان "۔[2]

(اس کے بعد منکرین قیاس کا گروہ پیدا ہوا، جنہوں نے قیاس پر عمل کرنے کو سراسر لغو بتایا۔ ان منکرین قیاس کو ظاہریہ کے نام سے پکارا گیا۔ انہوں نے تمام احکام شرعیہ کو نصوص واجماع میں منحصر کر دیا، حتیٰ کہ قیاس جلی اور علت منصوصہ کو بھی انہوں نے نص ہی میں شمار کرلیا۔ اس مذہب ظاہریہ کے امام داؤد بن علی اور ان کی اولاد واصحاب ہیں.......... پھر آئمہ ظاہریہ کے ختم ہوتے ہی ان کا مذہب بھی مٹ گیا اور آج تک اسی حالت میں ہے اور محض کتابوں میں باقی ہے اور اگر آج بھی

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۷۶۵/۱ ملخص

[2] مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ ص ۴۴۶۔ ۴۴۷ بغداد، مکتبۃ المثنی سن ند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی طالب علم ان کی کتابوں سے ان کی فقہ اور ان کا مذہب سیکھنے بیٹھتا ہے تو در حقیقت وہ وقت کا ضیاع کرتا ہے اور جمہور اُمت کو مخالفت کے لئے چیلنج کرتا ہے اور اُمت کی طرف سے بدعتی ہونے کی بدنامی مول لیتا ہے۔ چنانچہ ابن حزم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ اگر چہ وہ حفظ حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے مگر وہ ظاہریہ مذہب کے پیرو بن گئے اور اس میں انہوں نے وہ مہارت وحذاقت حاصل کی کہ اس فرقہ کے امام (بانی) داؤد سے بھی جا بجا اختلاف کیا اور دوسری طرف آئمہ مسلمین سے بھی جنگ وجدل جاری رہتی۔ آئمہ اسلام نے ان کو بری نظر سے دیکھا اور ان کے مذہب کو لغو ثابت کر کے تہس نہس کر دیا۔ ان کی کتابوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا اور چھوتا تک نہیں۔ بازار بکنے آتیں تو کوئی خریداری پر راضی نہیں ہوتا اور کبھی ان کتابوں کو پھاڑ دیا جاتا)

ابن خلدون کی رائے کا تجزیہ :

ابن خلدون نے ابن حزم سے متعلق یہ الفاظ اپنے ماحول سے متاثر ہو کر لکھے۔ اس زمانے میں اہل افریقہ مالکی مذہب رکھتے تھے اور وہ مالکی مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ابن حزم کے عقائد کے اختلاف سے قطع نظر ان کے علم وفضل کے تقریباً سب معترف ہیں اور ان کی کتابوں کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور وہ ہر عظیم لائبریری کی زینت ہیں۔ ان کی خرید وفروخت بھی ہمارے زمانے میں عام ہے۔ فقہ پر طالب علم جو کسی مسلک سے بھی تعلق رکھتا ہو ان کی کتب سے استفادہ کرتا ہے اور اب ان کی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں اور ان پر ہر سطح پر تحقیق کا کام جاری ہے، لوگ ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں۔

ظاہری مذہب کے اثرات کا جائزہ :

عراق میں مذہب ظاہریہ جو اپنے بانی (داؤد بن خلف) کے نام پر داؤدی بھی کہلاتا ہے ایک باقاعدہ فقہی مسلک بن گیا اور اس کا اثر رفتہ رفتہ ایران وخراسان تک پھیل گیا۔ لیکن اندلس میں ابن حزم ہی اس مسلک کے علمبردار تھے .... المنصور (۵۸۰ھ۔۱۱۸۴ء تا ۵۹۴ھ/۱۱۹۷ء۔۱۱۹۸ء) کے عہد میں ظاہری مسلک سرکاری قانون کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ ۷۸۸ھ۔۱۳۸۶ء میں شام میں ظاہریوں کی ایک بغاوت کا ذکر ملتا ہے۔ حالانکہ یہ مسلک وہاں بھی زیادہ مقبول نہیں ہوا اور مصر میں بھی ہم المقریزی کو ظاہریہ کے رنگ میں لکھتا ہوا پاتے ہیں۔ امام شعرانی جو ایک صوفی بھی تھے، انہوں نے ظاہریہ کی بہت سی آراء کو محفوظ کر دیا۔ یہ درست ہے کہ مفسرین قرآن بالخصوص فخر الدین رازی اور شارحین کتب حدیث، ظاہریہ کی مخصوص تفاسیر کا بکثرت ذکر کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف متاخر فقہاء ظاہریہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ علامہ شعرانی اپنی کتاب "میزان" میں داؤد ظاہری کو ابن حنبل اور سفیان عیینہ کے درمیان ایک نمایاں مقام دے رہے ہیں اور جنت کے دروازے کی طرف جانے والی متوازی سڑکوں پر اسے ابن حنبل اور ابو لیث بن سعد کے درمیان دکھا رہے ہیں[1]

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۱۲۳۔۱۲۴ ملخص الفاظ کی تغیر کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ ابن جریر الطبری (۲۲۴ھ۔۲۲۵ھ/۳۱۰ھ)[1]

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری، آپ صوبہ طبرستان میں بمقام امل پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ مزید علم کی تلاش میں رلے، بغداد، بصرہ، کوفہ، مصر اور شام وغیرہ گئے۔ طبری عالمانہ مزاج اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ اپنی عمر کے ابتدائی ایام میں انہوں نے عرب اور اسلام کی روایات کے سلسلے میں مواد جمع کرنے کی انتہائی کوشش کی اور عمر کا باقی حصہ تعلیم و تعلّم اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ اپنے خاص مضامین مثلاً علم تاریخ، علم فقہ، علم قرأۃ اور علم تفسیر القرآن کے علاوہ انہوں نے علم عروض، علم اللغۃ، صرف و نحو، علم الاخلاق بلکہ ریاضیات اور علم طب کی طرف بھی گہری توجہ کی۔ مصر سے واپس آنے کے بعد دس برس تک وہ شافعی مذہب کے پیرو رہے۔ اپنا ایک الگ دبستان قائم کیا، جس کے پیرو جریریہ کہلائے۔ چونکہ اعتقادات میں شافعی مذہب سے اختلاف اتنا نہ تھا جتنا کہ عمل میں۔ اس لئے یہ تحریک نسبۃً جلد فراموش ہوگی۔ البتہ امام احمد بن حنبل کے مذہب سے ان کا اختلاف زیادہ بنیادی تھا۔ وہ امام احمد بن حنبل کو حدیث کا امام تو مانتے تھے لیکن فقہ کے متعلق وہ ان کے خیالات کے چنداں قائل نہ تھے۔[2] یہی وجہ ہے کہ ابن جریر طبری اپنی کتاب "اختلاف الفقہاء" میں امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کرتے۔

احمد محمد الحوفی نے لکھا:

" فلما الف کتابه (اختلاف الفقهاء) اغفل ذکر احمد بن حنبل، علی حین انه ذکر کثیرا من الفقهاء مثل ابی حنیفة، والشافعی، ومالک، والاوزاعی، وغیرهم من الصحابة والتابعین وتابعیهم. وقیل انه سئل فی ذلک فقال: لم یکن ابن حنبل فقیها، انما کان محدثا "۔[3]

(جب انہوں نے اپنی کتاب (اختلاف الفقہاء) تالیف کی تو امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ دوسرے بہت سے فقہاء مثلاً امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام اوزاعی وغیرہ کا ذکر کیا، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سے لوگوں کا ذکر کیا۔ جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن حنبل فقیہ نہیں تھے بلکہ وہ محدث تھے۔

ابن ندیم نے لکھا:

" وله مذهب فی الفقه اختار لنفسه وله فی ذلک عدة کتب "۔[4]

(ان کا فقہ میں الگ مذہب ہے اور اس مذہب پر ان کی کئی کتابیں ہیں)

اس کے بعد ان کی کتابوں کا تذکرہ کیا اور ان کے مذہب کے فقہاء اور ان کی کتب کا تذکرہ کیا۔ طبری مذہب کے فقیہ ابوالفرج المعافی بن زکریا النہروانی کی کتابوں میں سے " کتاب التحریر والنقر (المنقر) فی اصول الفقه "

1۔ الطبری، احمد محمد الحوفی ص ۲۷۔۲۸، المجلس الاعلی للشئون الاسلامیہ کتاب الثالث والستون ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔ اس میں تاریخ ولادت ۲۲۴ھ کے آخر یا ۲۲۵ھ کے اول میں مذکور ہے اور تاریخ وفات ۳۱۱ھ اور ۳۱۶ھ کا قول بھی نقل کیا ہے۔

2۔ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۲/۲۰۲۔۲۰۳ ملخص

3۔ الطبری، احمد محمد الحوفی ص ۲۴۶ المجلس الاعلی للشئون الاسلامیہ کتاب الثالث والستون ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء

4۔ کتاب الفہرست لابن الندیم ص ۲۹۱۔ کراچی نور محمد کتب خانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور "کتاب الحدود و العقود فی اصول الفقه" بھی ہیں[1]۔ ایک اور فقیہ ابوالحسن علی بن یحییٰ کے تذکرہ میں ان کی کتب میں "کتاب الاجماع فی الفقه علی مذهب الطبری"، "کتاب المدخل الی مذهب الطبری و نصرة مذهبه"[2] کا بھی ذکر کیا۔ احمد محمد الحوفی نے اپنی کتاب میں امام طبری کی علمی و فقہی عظمت کے معترفین کے اقوال نقل کئے ہیں[3] اور ان کی ۲۸ کتابوں کی فہرست دی ہے[4] انہوں نے اس مذہب کی کتابوں کی عدم دستیابی سے متعلق لکھا :

" لکن کتبه التی الفها فی مذهبه فقدت ، فلانعرف من آرائه الا ماذکره فی کتابه (اختلاف الفقهاء) أو فی تفسیره للقرآن الکریم أو ماحکاه عنه الفقهاء و المؤرخون "۔[5]

(لیکن ان کی وہ کتب جن میں ان کے مذہب کو مدون کیا گیا تھا مفقود ہوگئیں۔ ہم ان کی آراء سے واقف نہیں ہو سکتے ماسوائے ان کی کتب (اختلاف الفقہاء) یا ان کی قرآن کریم کی تفسیر کے یا جو کہ فقہاء اور مؤرخین نے ان سے متعلق بیان کیا)

وہ مزید لکھتے ہیں :

" انقطع اتباع مذهبه بعد القرن الرابع "۔[6]

(چوتھی صدی ہجری کے بعد اس مذہب کے متبعین ختم ہو گئے)

صبحی محمصانی لکھتے ہیں :

" ان مذهب الطبری اندرس فی منتصف القرن الخامس للهجرة و اصبح مدفونا فی بطون التاریخ "۔[7]

(مذہب طبری پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ختم ہو گیا تھا اور اب اس کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں کے سینوں میں دفن ہے)

☆☆☆

---

1 حوالہ سابق ص ۲۹۲ 2 حوالہ سابق ص ۱۶۱۔۱۹۱

3 الطبری، احمد محمد الحوفی ص ۶۰۔۶۱ 4 حوالہ سابق ص ۶۷۔۷۴ 5 حوالہ سابق ص ۲۲۶ 6 حوالہ سابق

7 فلسفه التشریع فی الاسلام ، صبحی محمصانی ص ۵۸۔ بیروت مکتبہ الکشاف ۱۳۶۵۔۱۹۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ششم

مذاہب شیعہ اوران کا نشأ وارتقاء

جن مذاہب کا ہم نے ذکر کیا وہ سنی مذہب کہلاتے ہیں۔مگر ایک جماعت ہے جو حضرت علیؓ کو خلافت کا پہلا مستحق مانتی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ،حضرت عمر فاروقؓ،اور حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔
محمد تیجانی سماوی اپنی کتاب میں شیعی مذہب کا یوں تعارف پیش کرتے ہیں :

''شیعہ اہلِ بیت میں سے بارہ اماموں کی امامت کے قائل ہیں اوران میں سے اول علیؓ ابن ابی طالب پھران کے بیٹے حسنؓ اوران کے بعد حسینؓ اور پھر امام حسینؓ کی نسل سے نو معصوم امام ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار ائمہ کی امامت پر واضح اشارے اور کنایہ میں نص فرمائی ہے۔بعض روایات میں ناموں کے ساتھ ائمہ کا تذکرہ ہے''۔[1]

مسئلہ امامت میں اہلِ شیعہ کے بھی کئی فرقہ ہوگئے جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ امامیہ ۲۔ زیدیہ ۳۔ اسماعیلیہ

یہ تینوں فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ امامت صرف اہلِ بیت کا حق ہے۔وہ پہلے چار اماموں (حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ،حضرت حسینؓ،زین العابدینؒ) کے بارے میں متفق الرائے ہیں۔

بعض فرقوں کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ شیعہ امامیہ :

مذہب جعفریہ جو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سے معروف ہے۔امامیہ کے فرقوں میں سب سے زیادہ شہرت اثنا عشری فرقہ کی ہے۔[2]

استاذ محمد حمزہ لکھتے ہیں :

" والامامیه لیست فرقة واحدة کما یتبادر للذهن، بل هی فرق کثیرة کالباقرية والجعفرية والموسوية والاسماعيلية ، وجميع هذه الفرق تتفرع عن الائمة الاثنا عشر الذين تنسب اليهم اشهر الفرق الامامية وهی الاثنا عشريه ".[3]

(اورامامیہ کوئی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ لگتا ہے، بلکہ وہ بہت سے فرقوں مثلاً باقریہ،جعفریہ،موسویہ،اسماعیلیہ کا نام ہے۔اور یہ تمام فرقے بارہ اماموں سے نکلتے ہیں اوران (ائمہ) کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔امامیہ کے مشہور فرقوں میں سے فرقہ اثنا عشریہ ہے)

---

[1] شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں۔محمد تیجانی سماوی ص ۹۱۔ترجمہ نثار احمد زین پوری انتشاران انصاریان ۱۹۹۴ء

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/ ۲۲۷

[3] التالیف بین الفرق الاسلامیہ، استاذ محمد حمزہ ص ۸۴۔دمشق دار قتیبہ طبع اول ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ امامت کو زیادہ اہمیت دینے، آئمہ کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنے اور امام مہدی کے منتظر کے قائل ہونے کی بنا پر امامی کہلاتے ہیں۔ اور محمد تیجانی سماوی کے مطابق آج پوری دنیا میں شیعہ جعفری کی تعداد ۲۵۰ ملین ہے اور سب آئمہ اثناعشری کی تقلید کرتے ہیں۔[1]

فقہ جعفری کا پہلا دور :

اعیان الشیعہ کے مطابق فقہ کا پہلا مدرسہ مدینۃ المنورہ میں قائم ہوا اور شیعی فقہاء اپنے آئمہ کرام علیہم السلام سے رجوع کرتے اور اختلافات میں ان کے حکم کو حکم رسول کا شارح یا ترجمان سمجھتے رہے۔ بقول السیوطی حضرت علیؓ کی طرح امام حسن بھی کتابت حدیث و سنن کے قائل تھے۔[2]

امام حسنؓ، امام حسینؓ کا دور فقہ امامیہ کا عہد وسعت ہے۔ امام زین العابدین بھی اپنے خاندانی علم کے وارث تھے اور تمام اہلِ مدینہ ان کو اعظم جانتے اور مانتے تھے[3]۔ مدینہ منورہ میں دوسری صدی کا آغاز علمی نہضت سے ہوا جس میں آئمہ اہلِ بیت اور شیعی فقہاء پیش پیش تھے۔ حضرت امام باقر کا درس فقہ و تفسیر و حدیث و عقائد خاص اہمیت رکھتا تھا۔ فقہ کی تدوین جدید اور حدیث سے استخراج احکام کا سلسلہ اسی عہد میں شروع ہوا۔ اکابر مجتہدین اسی دور میں پیدا ہوئے اور ربع صدی کے اندر اندر اکابر کے خاص نظریات و افکار کی بنا پر فقہ کے الگ الگ دبستان اُبھرنے لگے۔ شیعوں نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں[4]۔

امام باقر کے بعد ان کے فرزند امام ششم حضرت جعفر صادقؒ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ اس وقت کم و بیش ان کی عمر چونتیس سال تھی کیونکہ ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور امام محمد باقرؒ کا سنہ رحلت ۱۱۴ھ ہے۔ امام جعفر صادقؒ تقریباً بارہ سال اپنے جد بزرگوار امام زین العابدین اور ان کے بعد انیس سال اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے[5]۔

امام جعفر صادقؒ (۸۰ یا ۸۳ھ۔۱۴۸ھ) اکابر مجتہدین میں سے تھے اور حق گوئی بزرگی اور فضیلت علمی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ فرقہ امامیہ کی فقہ کو احیاناً آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے مذہب جعفری کہتے ہیں۔ فرقہ امامیہ میں زرارہ بن اعین (متوفی تقریباً ۱۵۰ھ) اور آپ کے دو صاحبزادے حسین و حسن اور دوسرے بہت سے لوگوں نے شہرت حاصل کی[6]۔

صبحی محمصانی نے فرقہ امامیہ کے معتقدین کی تعداد کے متعلق لکھا کہ وہ ایران میں تقریباً ستر اسّی لاکھ، ہند میں پچاس لاکھ، عراق میں پندرہ لاکھ، لبنان میں ایک لاکھ پچپن ہزار اسے کچھ زیادہ[7] اور شام میں تقریباً گیارہ ہزار ہیں۔[8] استاد صبحی محمصانی نے جو اعداد و شمار بتائے ہیں ان کا زمانہ نہیں بتایا۔ شاید یہ ماضی کے اعداد و شمار ہوں۔

---

1. شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں۔ محمد تیجانی سماوی ص ۱۳۵
2. اعیان الشیعہ ۱/ ۲۹۔ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/ ۴۲۵
3. دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/ ۴۲۵
4. الذریعہ الی تصانیف الشیعہ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/ ۴۲۵
5. اعیان الشیعہ ۴/ ۲: ۲۹۔ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/ ۴۲۶
6. فلسفہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۶۲۔ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء
7. حوالہ سابق ص ۶۲۔ ۶۳
8. حوالہ سابق ص ۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب امامی اثنا عشری کی مختلف علاقوں میں نشر واشاعت :

ابو زہرہ فرماتے ہیں :

" قد انتشر المنهب الامامی فی اماکن مختلفة ، ولکن لم یکن فی بلد من البلدان التی دخلها له غالبیة کبیرة فی کل البلاد التی دخلها واستقر فیها، ولکن بعضها له فیه کثیرة ، وبعضها له فیه قلة ، وهم فی قلتهم وکثرتهم یتلاقون علی العمل فی الفروع بالمذهب الجعفری ، فهو المنهب السائد فی الفرع ، ذلک ان الامامیة یتلاقون متفقین عند الامام الصادق رضی الله تبارک و تعالیٰ عنه ، ثم یکون التفرق من بعده ، فالاسماعیلیة اعتبروا الامام من بعده اسماعیل ، والاثنا عشریة اعتبروا الامام من بعده موسی الکاظم ، ثم ارسلوا سلسلتهم الی محمد بن الحسن العسکری الذی غیب، ولا یزال ینتظر ولذلک نقول ان کل ارض دخلها المنهب الامامی دخلها معه المنهب الجعفری والاثنا عشریة علی ای حال هم الکثرة من الشیعة ، الامامیة فی الجملة وان المنهب الاثنا عشری فی ایران یستغرق الکثرة ، والمذاهب السنیه فیه عدد متبعها اقل من عدد الاثنا عشریة ، والا کثرون منهم من الشافعیة ، ذلک لأن المنهب الشافعی من قدیم الزمان کان له شان فی تلک البقاع "[1]

(مذہب امامی اثنا عشریہ مختلف اماکن میں پھیلا اور پھلا پھولا لیکن یہ جہاں جہاں بھی گیا اور بہت سی جگہوں پر گیا کہیں بھی اس نے غالب ترین اکثریت کی صورت اور حیثیت اختیار نہیں کی۔ یہ مذہب جملہ بلاد امصار میں پہنچا، کہیں اس نے کچھ اکثریت حاصل کر لی، کہیں اقلیت میں رہا لیکن کثرت وقلت ہر حالت میں اس مذہب کے متبعین نے مذہب جعفری کے فروغ تک اس پر عملدرآمد کا سلسلہ قائم رکھا۔ امام صادق رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی تک امامیہ پورے طور پر متفق نظر آتے ہیں۔ ان کے بعد ان میں تفرقہ پیدا ہوا۔ اسماعیلیہ نے امام جعفر صادق کے بعد اسماعیل کو امام مانا اور اثنا عشریہ نے موسیٰ کاظم کے سر پر تاج امامت رکھا۔ پھر اس کا سلسلہ امامت محمد بن حسن العسکری تک برابر جاری رہا۔ امام حسن عسکری عالم ظاہر سے پردہ غیب میں چلے گئے اور انہوں نے امام منتظر کی حیثیت اختیار کر لی۔ حقائق بالا کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر اس خطہ ارض میں جہاں مذہب امامی داخل ہوا، مذہب جعفری بھی پہنچا لیکن مذہب امامیہ میں کثرت ہمیشہ اثنا عشریہ جعفریہ ہی کی رہی)

مزید لکھتے ہیں :

- ☆ ایران میں مذہب اثنا عشری کو اکثریت حاصل ہے۔ وہاں سنی بھی ہیں لیکن ان کی تعداد شیعوں سے کم ہے جو سنی مسلمان وہاں ہیں۔ ان میں اکثریت شافعیوں کی ہے۔
- ☆ عراق میں بھی مذہب اثنا عشری کا غیر معمولی اثر ورسوخ اور مرتبہ حاصل تھا۔ وہاں اگر چہ مذہب اثنا عشری کے متبعین کی اکثریت نہیں لیکن ان کی تعداد کم بھی نہیں ہے۔

[1] الامام الصادق، حیاته و عصره ، آرائه و فقهه ، محمد ابو زہرہ ص ۵۴۳۔ مطبعہ احمد علی مخمیر سن ند۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ نجف بلاد عراق کے شہر نجف میں اثنا عشری کی کثیر تعداد موجود ہے۔ وہاں امام علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے جو راس الائمہ اور ابوالائمہ ہیں۔

☆ عراق کے شہر کربلا میں سبط رسول ﷺ کا واقعہ شہادت پیش آیا۔ امام حسینؓ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے رُوحانی تاجدار مانے جاتے ہیں۔ کربلا میں شیعہ بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں، بلکہ وہاں کے تقریباً تمام کے تمام باشندے شیعہ ہیں۔

☆ کاظمیہ امام جعفر صادق کے صاحبزادے جوان کے بعد اثنا عشریہ کے امام بھی ہوئے، کی نسبت رکھنے والا مدائن عراق کے ایک شہر کاظمیہ میں بھی شیعوں کی اکثریت ہے اور یہیں ائمہ اثنا عشریہ کے ایک اور امام جو موسیٰ کاظم کے پوتے ہیں، آرام فرما ہیں۔

☆ بغداد کی بستیوں میں سے ایک بستی سامرا میں بھی شیعہ حضرات کی اکثریت ہے۔ ائمہ اثنا عشری کے آخری امام محمد حسن العسکری یہیں سے پردۂ غیب میں چلے گئے۔

☆ لبنان اور شام کے دوسرے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔

☆ پاکستان و ہند کے بہت سے شہروں میں امامی مذہب اب بھی موجود ہے۔

☆ بلاد انڈونیشیا میں خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بلاد وسط افریقہ میں بھی شیعہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً نائیجیریا، صومالیہ، بلاد سنغال اور دوسرے افریقی شہروں میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ان مقامات کے شیعوں کی کثیر تعداد اثنا عشریوں پر نہیں بلکہ اسماعیلیوں پر مشتمل ہے جو آراء منحرفہ کے حامل ہیں۔

☆ ملک یمن کی اکثریت زیدیہ فرقہ کی ہے۔ اثنا عشری بہت کم تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بحرین میں بھی شیعہ بہت زیادہ ہیں۔

☆ ایک اور عرب شہر "قطیف" کے رہنے والے تقریباً سب شیعہ ہیں۔[1]

شیعہ زیدیہ :

شیعوں کی ایک شاخ جسے زید بن علی کو امام تسلیم کرنے کی بناء پر اثنا عشریہ اور سبعیہ سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ زید بن علی کی وفات کے بعد زیدیہ نے علویوں کی بہت سی بغاوتوں میں حصہ لیا لیکن ان کی کوئی متحدہ جماعت نہیں تھی[2]۔ دائرہ معارف الاسلامیہ میں مذکور ہے۔ دو جگہ زیدیوں کے سیاسی ارمان پورے ہوئے۔ الحسن بن زید سے لے کر ۲۵۰ھ۔ ۱۱۲۶ء تک بحر خزر کے علاقے میں بے قاعدہ وقفوں سے اور بعض اوقات ایک دوسرے کے مخالف تقریباً بیس امام اور داعی ظاہر ہونے کے بعد میں

1. حوالہ سابق ص ۵۴۳۔ ۵۵۰ ملخص
2. دائرہ معارف اسلامیہ ۵۵۲/۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں کے زیدی نکتویہ میں جو ایک چھوٹا سا فرقہ تھا، مدغم ہو گئے۔ یمن میں زیدی حکومت کا بانی القاسم الرسی کا پوتا الہادی الی الحق یحییٰ بن الحسین تھا۔ یمن کی تمام سلطنتوں میں سے صرف یہی اب تک باقی ہے۔[1]

زمانۂ حال میں امام کو معزول کر کے یمن میں جمہوری حکومت قائم کر دی گئی ہے۔ زیدیہ کا تشیع اس بنا پر ثابت ہے کہ وہ امامت کو حضرت علیؓ اور ان کے فرزند حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؓ پھر ان کی اولاد میں مختص مانتے ہیں۔ زیدیہ کے نزدیک امام کے لئے جہاد کرنا اور فقیہ ہونا لازمی ہے۔ وہ زید بن علی کو اصول و فروع کا سرچشمہ مانتے ہیں توحید میں ان کے بیشتر عقائد شیعہ اثنا عشریہ و معتزلہ کے مطابق ہیں۔[2]

ابو زہرہ نے شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا:

" اکثرهم فی زماننا مقلدون ، لایرجعون الی رای اجتهاد ، اما فی الاصول فیرون رای المعتزلة حذو القذه بالقذة ، ویعظمون ائمة الاعزال اکثر من تعظیمهم ائمة ال البیت واما فی الفروع فهم علی مذهب ابی حنیفة الا فی مسائل یوافقون فیها الشافعی رحمة الله ".

(ان میں سے اکثر ہمارے زمانے میں ملقد ہیں۔ اجتہاد کی طرف رجوع نہیں رکھتے۔ وہ اصول میں معتزلہ کی رائے کی مکمل پیروی کرتے ہیں و معتزلی ائمہ کی ائمہ آل بیت سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ اور فروع میں وہ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتے ہیں۔ ہاں البتہ بعض مسائل میں وہ امام شافعی کی موافقت کرتے ہیں)

چھٹی صدی میں زیدیوں کی اکثریت اور معتزلہ کے عقائد میں بال برابر بھی اختلاف نہیں تھا اور زیدی فقہ میں عموماً امام ابوحنیفہ سے اور بعض مسائل میں امام شافعی سے متفق ہیں۔[3] شیعہ زیدیہ حضرت علی سے پہلے خلفائے راشدین پر حکم لگانے میں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت کے قائل ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت جائز ہے۔ شیعہ کا یہ فرقہ اہل سنت کے مذاہب سے کچھ قریب ہے اور مقبول ہے۔ صبحی محمصانی لکھتے ہیں کہ شیعہ زیدیہ کا مرکز یمن ہے جہاں ان کی تعداد تیس لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔[4]

شیعہ زیدیہ کی سب سے قدیم کتاب "المجموع" ہے جو ان احادیث اور فتاویٰ پر مشتمل ہے جو امام زید بن علی سے روایت کئے گئے ہیں اور جن کی ترتیب مضامین کے لحاظ سے ہے۔ آج کل ان کے علم فقہ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "الروض التفسیر شرح مجموع الفقه الکبیر" ہے جو شرف الدین حسین بن علی احمد حیمی (متوفی ۱۲۲۱ھ) کی تالیف ہے۔[5] کتب تاریخ و فرق میں ہر مذہب کی طرح زیدیوں کے بھی بہت سے فرقے بتائے گئے ہیں مثلاً الجارودیہ، السلیمانیہ، القاسمیہ وغیرہ۔[6]

---

1. حوالہ سابق ص ۱۰/۵۵۴ 2. حوالہ سابق ص ۱۰/ ۵۵۷-۵۵۸
3. الامام زید، محمد ابو زہرہ ص ۲۰۱- بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۰/ ۵۵۸ ملخص
4. فلسفه التشريع فی الاسلام ، صبحی محمصانی ص ۶۴
5. حوالہ سابق ص ۶۳-۶۴ 6. دائرہ معارف اسلامیہ ۱۰/ ۵۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ اسماعیلیہ :

یہ فرقہ موسیٰ کاظم کی امامت کا قائل نہیں بلکہ وہ ان کے بڑے بھائی اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں۔
اسماعیلیہ کے مختلف نام ہیں مثلاً باطنیہ، سبعیہ، محمرہ، تعلیمیہ، میمونیہ۔

اسماعیلیہ اقتدار کے مختلف ادوار :

۱۔ مغربی افریقہ، مصر، شام وحجاز ۲۹۷ھ/ ۹۰۹ء تا ۵۶۷ھ/ ۱۱۷۲ء اس دور کو فاطمی دور خلافت کہا جاتا ہے۔ اسماعیلیوں نے سیاسی اقتدار کے حصول کے بعد اپنے امام کو خلیفہ بھی کہا اور عباسی خلفاء کے بالمقابل فاطمی خلفاء کہلوایا، کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ صحیح النسب فاطمی ہیں۔ انہوں نے اپنے القاب بھی عباسیوں کے طرز پر رکھے۔

۲۔ شمالی ایران اور ملحقہ علاقہ ۴۸۳ھ/ ۱۰۹۰ء تا ۶۵۴ھ/ ۱۲۵۶ء

۳۔ محدود علاقوں میں مختصر مدتوں تک بالخصوص یمن میں غربی پہاڑیوں اور شام کے ساحلی علاقہ میں۔

۴۔ ۴۵۰ھ۔ ۱۰۵۸ء میں بغداد پر ایک سال تک اسماعیلی (فاطمی) کا قبضہ رہا۔[1]

اسماعیلی فقہ :

اسماعیلی فقہ میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں ہے۔ ہر حکم نص قطعی کا محتاج ہے۔ جس کے لئے ان کے یہاں ہمہ وقت امام/ نائب امام موجود ہے۔ ان کے ارکان دین سات ہیں :

(۱) ولایت (امام سے محبت اور اس کی اطاعت)

(۲) طہارت (اتقا) (۳) صلوٰۃ (۴) زکوٰۃ

(۵) حج (۶) روزہ (۷) جہاد

ان سب میں ولایت سب سے افضل ہے، جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان میں توحید ورسالت نہیں ہے۔ اس علم میں سب سے زیادہ نامور شخصیت قاضی نعمان بن محمد کی ہے۔[2]

وہ علاقے جہاں اسماعیلیہ کو فروغ ملا :

۱۔ فاطمی دعوت کی ابتداء دوسری صدی ہجری کے آخر میں ہوئی۔ قریباً ڈیڑھ سو سال کی خفیہ جدوجہد کے بعد ان کو شمالی افریقہ میں ۲۹۷ھ۔ ۹۰۹ء میں اقتدار ملا۔ پھر مغرب ادنیٰ پر ان کا قبضہ ہوا اور ۳۵۸ھ۔ ۹۶۹ء میں مصر بھی ان کی قلمرو میں آ گیا اور اس کے بعد محدود مدت کے لئے بلاد شام وعرب ویمن پر بھی ان کی حکومت رہی۔ لیکن یہ اقتدار بہت جلد زوال پذیر ہوا۔ ان کے مقبوضات آزاد ہوتے گئے حتیٰ کہ ۵۶۷ھ۔ ۱۱۷۲ء میں اسماعیلیہ کو مصر

---

[1] اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت کا تعارف، تاریخی نقطہ نظر سے، سید تنظیم حسین ص ۳۴۔ ۳۶ کراچی سواد اعظم اہلسنت سن ند

[2] حوالہ سابق ص ۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح چھوڑنا پڑا کہ وہاں ایک اسماعیلی بھی نہ رہا۔ جبکہ ۴۴۲ھ۔ ۱۰۵۰ء میں شمالی افریقہ کے باشندوں نے شیعی مذہب کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور ۴۷۳ھ میں بلادِ عرب میں فاطمی حکومت کا نشان نہ رہا[1] یہ وہ علاقے تھے جن میں فاطمی دعوت کی کامیابی کے لئے ان کے چھٹے امام حضرت جعفر الصادق'' نے بشارت دی تھی۔

۲۔ مصر میں زوال سے قبل ہی اسماعیلیہ (طیّبی) نے اپنا مرکز یمن منتقل کر لیا تھا۔ مگر یمن میں محدود علاقوں پر ان کا قبضہ رہا اور وہ بھی بہت مختصر مدت کے لئے۔ یمن کو اسماعیلیہ مبارک[2] بقعہ (مقدس علاقہ) کہتے تھے۔ کیونکہ یمن میں ہی ان کی دعوت کو ابتدائی کامیابی ہوئی تھی، لیکن یہ مبارک بقعہ بھی ان کو راس نہ آیا اور قریباً پانچ صدیاں خاموشی کے ساتھ گزارنے کے بعد اسماعیلیہ (طیّبی) کو ہندوستان منتقل ہونا پڑا۔ یمن کا اب یہ حال ہے کہ وہاں اسماعیلیہ (طیّبی) یعنی سلیمانی بوہرے چند ہزار[3] کی تعداد میں ہیں۔

ہندوستان میں بھی اسماعیلیہ (طیّبی) کو جو بوہرے کے نام سے معروف ہیں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ اب کچھ عرصے سے ان کی دعوت کا سلسلہ بھی بند ہے[4]۔ قبل از پاکستان ان کی کل تعداد کا اندازہ سوا چار لاکھ تھا۔[5]

۳۔ اسماعیلیہ کی ایک شاخ نزاریہ کو چھٹی/ ساتویں ہجری میں شمالی ایران، عراق، کوہستانی علاقے اور شام کے سواحل پر اقتدار ملا۔ یہ اقتدار کوئی ڈیڑھ سو سال رہا۔ اس کا خاتمہ تاتاریوں نے ۶۵۶ھ۔ ۱۲۵۸ء میں کیا، ان کا مرکز الموت تھا۔ اس کے بعد نزاری ایران میں کئی جگہ منتقل ہوئے۔ آخر کار ان کو بھی ہندستان میں ہی پناہ ملی اور نزاریوں کے امام حسن علی شاہ آغا خاں اول ۱۲۵۸ھ۔ ۱۸۴۲ء میں سندھ آ گئے۔ یہ لوگ آغا خانی کہلاتے ہیں۔ حکومت برطانیہ کی سرپرستی کے باوجود ہندوستان میں ان کی دعوت کو فروغ نہ ہو سکا۔ مختصراً اسماعلیہ کو حکومت بھی ملی، دولت بھی۔

موجودہ صورت حال :

ڈاکٹر زاہد علی نے کتاب تاریخ فاطمین میں لکھا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق قبل از پاکستان دنیا کے تمام ممالک میں اسماعیلیوں (نزاریہ، مستعلویہ، دروز اور ان کے تمام فرقوں) کی تعداد پانچ لاکھ تھی[6]۔ جواب بڑھ کر زیادہ سے زیادہ آٹھ لاکھ ہو گئی ہو گی۔ یہ صحیح ہے کہ اسماعیلیوں میں بڑی تعداد تعلیم یافتہ افراد کی ہے۔ یہ لوگ تجارت کرتے ہیں۔ سیاست میں بالواسطہ حصہ لیتے ہیں۔ Unity in Adversity (مصیبت میں اتفاق و اتحاد) کے اصول کے تحت متحد و منظم ہیں اور یہودیوں کی طرح تعداد کے تناسب سے زیادہ معروف ہیں۔ لیکن ان کی آبادی منتشر ہے۔ نیز نزاریہ (آغا خانیوں) اور طیّبی مستعلویہ (بوہروں) میں شدید اختلاف ہے۔ لہٰذا اپنے پھیلاؤ سے زیادہ عوامی رفاہی امور میں دلچسپی لیتے نظر آتے ہیں، تاکہ عامۃ الناس ان کے متعلق نیک خیال قائم کریں، مگر حقیقت یہی ہے کہ وہ دنیا میں مسلمانوں کی کل تعداد کے اعتبار سے ایک ہزار میں ایک ہیں۔[7]

---

1. تاریخ فاطمین مصر، زاہد علی ۹۸/۲، اور ۶۳/۲ ملخص، نفیس اکیڈمی کراچی طبع دوم ۱۹۶۳ء
2. حوالہ سابق ۶۸/۲
3. حوالہ سابق ۸۳/۲۔۸۴
4. آب کوثر ص، بحوالہ اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت ۱۶۹
5. تاریخ فاطمین مصر، زاہد علی ۸۳/۲۔۸۴ نفیس اکیڈمی کراچی طبع دوم ۱۹۶۳ء
6. حوالہ سابق ۲۹۱/۲
7. اسماعیلیہ اور عقیدت امامت کا تعارف، سید تنظیم حسین ص ۱۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبحی محمصانی نے اسماعیلیہ کی موجودہ حالات کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ آج کل شیعہ اسماعیلیہ کے دو فرقے ہیں : ایک اسماعیلیہ شرقیہ اور دوسرا اسماعیلیہ غربیہ۔

اسماعیلیہ شرقیہ کا مرکز ہندوستان ہے اور اس کے پیرو ایران اور وسط ایشیاء میں بھی ہیں۔ اس فرقہ کے قائد سلطان محمد شاہ عرف آغا خان ہیں جو ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اڑتالیسویں امام ہیں۔ اس فرقے کے لوگ اپنے مال کا عشر یعنی دسواں حصہ انہی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد برطانوی ہند میں تقریباً دس لاکھ ہے۔

اسماعیلیہ غربیہ جنوبی عرب کے علاقے میں، خلیج فارس کے قریب و جوار میں شام میں حماۃ اور لاذقیہ کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں۔ شام میں اسماعیلیوں اور علویوں کی تعداد تقریباً ساڑھے بیس ہزار ہے۔ فقہ اسماعیلیہ مشہور نہیں فقہی مسائل میں اسماعیلی لوگ "دعائم الاسلام" پر اعتماد کرتے ہیں۔ جس کے مؤلف قاضی نعمان بن محمد تمیمی مغربی (متوفی ۳۶۳ھ) ہیں اس کتاب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں مگر پوری کتاب تا حال شائع نہیں ہوئی۔ اس میں سے کتاب الوصیہ، کتاب الجہاد اور المقدمات کو جناب آصف بن علی اصغر فیضی نے ۱۹۵۱ء میں مصر سے چھپوا کر شائع کیا۔[1]

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب سے متعلق کتابوں کا حصول ایک مسئلہ رہا ہے جس کا اعتراف مغربی مستشرقین نے بھی کیا۔ مثلاً Shorter Encylopaedia of Islam میں "ISMA'ILIAY A" (اسماعیلیہ) کے عنوان کے تحت مقالہ نگار W. Ivanw لکھتے ہیں :

"Apparently very Few pre-Fatimid works are now preserved, and as little authentic informaion about early Ismailli doctrine is availlable as generally about the early shi'a.[2]

(ظاہری طور پر دیگر امامیہ (شیعہ) کی طرح اسماعیلیوں کے متعلق بھی معلومات محدود ہیں)

☆☆☆

---

[1] فلسفۃ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۶۳۔۶۵ م بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔۱۹۴۶ء

[2] Shorter Encylopaedia of Islam, Edited by H.A.R. Gibb and j.H. Karmers page 181 Leiden E.j. Brill 1953.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الائمۃ الاثناعشر (شجرہ طیّبہ)

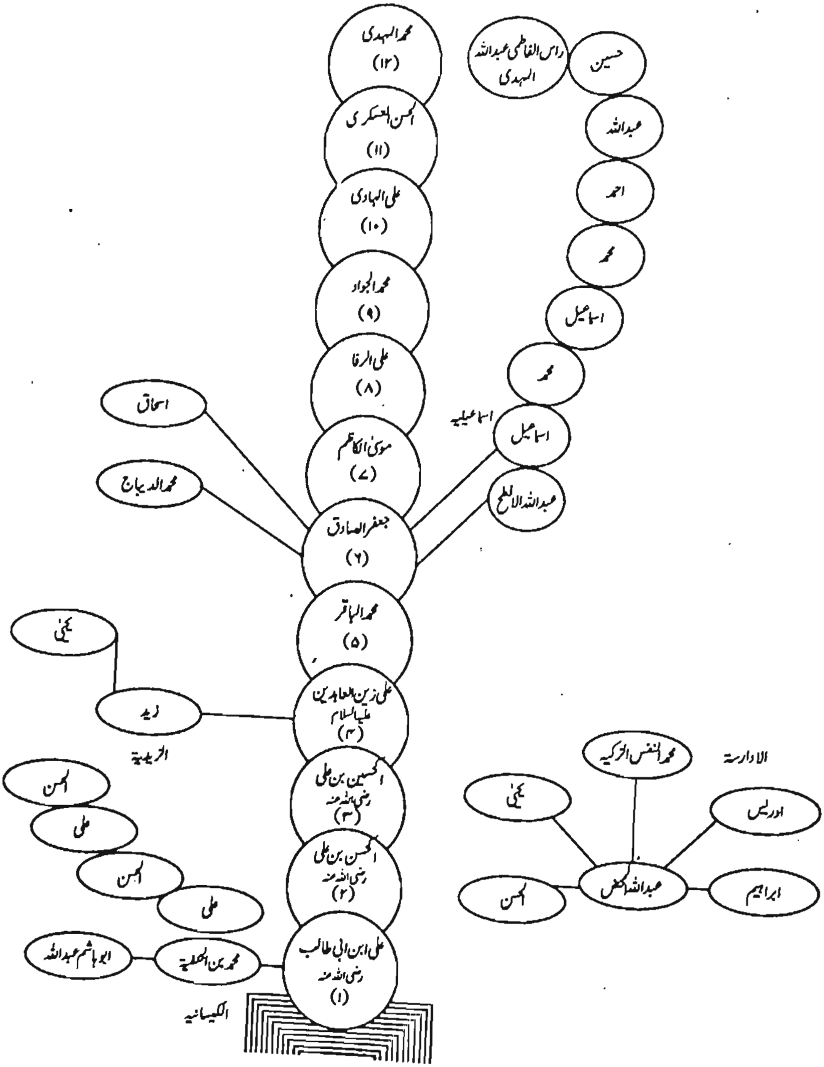

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

احکام شریعت کے ماخذ

فصل اوّل : احکام شریعت کے متفق علیہ ماخذ

☆ الکتاب

☆ السنۃ

☆ الاجماع

☆ القیاس

فصل دوم : احکام شریعت کے مختلف فیہ ماخذ 773-814

☆ استحسان

☆ مصالح مرسلہ / استصلاح

☆ سدالذرائع

☆ استصحاب

☆ عرف وعادت

☆ مذہب صحابی

☆ شرع من قبلنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

احکامِ شریعت کے ماخذ

اس باب میں ہم شرعی احکام کے ماخذ پر گفتگو کریں گے۔ماخذ اسم مکان کے وزن پر ہے جیسے مصدر وہ جگہ جہاں سے کوئی چیز صادر ہو۔مخرج وہ مقام ہے جہاں سے کوئی چیز خارج ہو اسی طرح ماخذ وہ جگہ ہے جہاں سے کچھ اخذ (حاصل) کیا جائے۔ماخذ کی جمع ماخذ ہے،شرعی احکام ان ماخذ سے معلوم ہوتے ہیں جو شارع نے دیئے ہوں یا قائم کئے ہوں تاکہ وہ احکام کے مکلف لوگوں کی طرف رہنمائی کریں ان ماخذ کو اصول الاحکام، مصادر تشریع الاحکام اور ادلۃ الاحکام کہتے ہیں۔یہ سب مترادفات ہیں اور سب کے ایک معنی ہیں۔

دلیل کے لغوی و اصطلاحی معنی :

دلیل کے لغوی معنی

"مافیه دلالة وارشاد الی ای امر من الامور".

(جو کسی چیز یا کام کی طرف رہنمائی کرے یا بتلائے)۔

علمائے اصول کی اصطلاح میں دلیل کی تعریف یہ ہے :

"انه الذی یمکن یتوصل بصحیح النظرفیه الی مطلوب خبری".[1]

(دلیل وہ ہے جس کے ذریعے صحیح غور وفکر کے بعد حکم شرعی تک پہنچنا ممکن ہو)۔

اسی سیاق میں "المسودہ" میں مذکور ہے :

"وحکی عن بعض المتکلمین انه خص الدلیل بما اوجب القطع، فاما ما افادالظن فهو امارة عندهم".[2]

(دلیل کی تعریف میں بعض متکلمین نے یہ شرط لگائی ہے کہ دلیل وہ ہے جو یقینی طور پر حکم شرعی تک پہنچادے اگر حکم شرعی تک پہنچانا ظنی ہو تو اس کو امارت (علامت) کہتے ہیں (دلیل نہیں)۔

لیکن علماء اصول کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ اس کے لئے ایسی کوئی شرط ضروری نہیں ان کے نزدیک دلیل شرعی کا ماخذ وہ ہے جس سے عملی حکم شرعی معلوم ہو، خواہ وہ قطعی طور پر معلوم ہوں یا ظنی طور پر۔[3]

---

1. الاحکام فی اصول الاحکام سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی محمد الامدی متوفی ۶۳۱ھ، بیروت دارالفکر ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء الامدی ۱/۱۳، الوجیز۔عبدالکریم زیدان، ص ۱۴۷۔لاہور فاران اکیڈمی سن ند
2. المسودہ، فی اصول الفقه، مجد الدین عبدالسلام، شہاب الدین عبدالحلیم، شیخ الاسلام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ ص ۵۷۳، جمع وتبییض شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد حنبلی متوفی ۷۴۵ھ بیروت دارالکتاب العربی لبنان سن ند۔
3. الوجیز، بعدالکریم زیدان ص ۱۴۷، لاہور، فاران اکیڈمی سن ند۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی احکام کے ماخذ کی تعداد و وسعت کے بارے میں فقہاء کے نقطہ ہائے نظر اپنے دور کے اعتبار سے مختلف رہے ہیں انہوں نے جس نظر سے دیکھا اسی لحاظ سے انہیں مختلف درجوں میں تقسیم کیا، تمام فقہاء و مجتہدین کا قرآن و سنت کے مصادر تشریعی ہونے پر مکمل اتفاق ہے اور فقہائے و مجتہدین کی اکثریت کا اجماع و قیاس کے مصدر تشریعی ہونے میں اتفاق ہے لیکن خوارج اور معتزلہ میں سے نظام نے اجماع کو مصدر تشریعی تسلیم نہیں کیا[1]۔ اسی طرح شیعہ[2] اور اہل ظاہر قیاس[3]، کی مشروعیت کے قائل نہیں۔ شرعی احکام کے ماخذ کی تیسری قسم وہ ہے جن میں جمہور علماء جو قیاس کے قائل ہیں ان تک کا بھی اس کے دائرہ کی وسعت میں اختلاف ہے اور وہ اختلافی ماخذ یہ ہیں استحسان، مصالحہ مرسلہ، عرف، الاستصحاب، شرع من قبلنا، مذہب صحابی، وغیرہ۔ بعض علماء نے ان کو تشریعی احکام کا مستقل ماخذ مانا، بعض نے نہیں۔

☆☆☆

1۔ جامع الاصول، ڈاکٹر احمد حسن ص ۲۱۷، لاہور مطبع مجتبائی۔

2۔ اصول الاستنباط، سید علی تقی حیدری ۲/ ۲۵۸، بحوالہ الوجیز لذیدان ص ۱۲۹۔ لاہور، فاران اکیڈمی سنہ ند

3۔ الاحکام فی اصول الاحکام، ابو محمد علی بن حزم الاندلسی الظاہری متوفی ۴۵۶ھ، ۷/ ۵۳، تحقیق احمد محمد شاکر، کراچی جامعہ ابی بکر الاسلامیہ طبع ثانی ۱۴۰۸ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

احکامِ شریعت کے متفق علیہ ماخذ

احکام شریعت کا پہلا ماخذ الکتاب (قرآن کریم)

باب چہارم کی پہلی فصل میں متفق علیہ، بنیادی ماخذ قرآن وسنت اور ان کے ذیلی ماخذ اجماع وقیاس کو بیان کیا جائے گا اور اس باب کی دوسری فصل میں مختلف فیہ ماخذ پر گفتگو کی جائے گی۔

قرآن کا تعارف :

خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ۲۲/ اپریل ۵۷۱ھ بروز پیر صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی تیرہ سال مکی اور دس سال مدنی زندگی میں ضرورت وحالت کی مناسبت سے اللہ کی جانب سے آپ ﷺ پر تدریجاً نازل ہونے والی کتاب "قرآن" ہے۔ مکی دور میں نازل ہونے والا حصہ زیادہ تر توحید کی دعوت اور رسالت، حیات بعد الموت اور قیامت کے عقیدہ کو ذہنوں اور دلوں میں بٹھانے سے متعلق ہے یا اس میں قانون سازی کی عام بنیادوں کا ذکر ہے، یا اس میں فضائل اخلاق، آداب یا گزشتہ انبیاء واقوام کے متعلق بیان ہوئے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ کیونکہ یہاں مسلمان انفرادی طور پر جدوجہد میں مصروف تھے، مگر جب ۱ہجری میں مدینۃ المنورہ کو پہلی باقاعدہ اسلامی ریاست بننے کا شرف حاصل ہو گیا تو اجتماعی معاملات سے سابقہ پڑنا ایک لازمی امر تھا، تو اس ضرورت کے پیش نظر یہاں جو حصہ نازل ہوا وہ عبادات، معاملات، خاندانی نظام، وراثت، جہاد، اجتماعی وبین الاقوامی تعلقات اور اُمور مملکت وغیرہ سے متعلق تھا۔ اس لئے قانون سازی کے نقطہ نظر سے مدنی دور زیادہ اہم ہے۔

سب سے پہلی اور آخری وحی :

صحیح ترین قول کے مطابق قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یہ ہے : "اقرا باسم ربک الذی خلق" (ابتدائی پانچ آیات)[1]۔ اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت سے متعلق صحیح بخاری میں باب قولہ واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ ہیں[2]، حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ : "اخر اية نزلت علی النبی ﷺ اية الربوا (سب سے آخر میں آپ پر آیت ربو نازل ہوئی)۔[3]

اس کے تیئس (۲۳) برس میں تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی بھی متعدد حکمتیں ہیں مثلاً دعوتی مہم کے دوران رسول اکرم ﷺ کی رہنمائی فرمانا، ان کی ہمت افزائی اور دلجوئی کرنا وغیرہ اور اس مقدس کتاب قرآن کریم کے اعجاز کے بھی مختلف پہلو ہیں، مثلاً الفاظ واسلوب کی بلاغت، اخبار اقوام سابقہ، علمی حقائق پر مشتمل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

---

1. العلق : ۱-۵۔ 2. البقرۃ : ۲۸۱۔

3. صحیح البخاری کتاب التفسیر، باب قوله اتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی تعریف :

علماء اصول سے اس کی مختلف تعریفیں منقول ہیں ان میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ اس کی تعریف جامع ومانع ہو، کتاب اصول بزدوی میں یہ تعریف منقول ہے :

" القرآن هو الكتاب المنزل على رسول الله (ﷺ) المكتوب في المصاحف المنقول عن النبي عليه السلام نقلا متواترا بلاشبهة "[1]

(قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول حضرت محمد پر نازل ہوئی جو مصحفوں میں لکھی ہوئی ہے اور جو ہم تک بغیر کسی شک وشبہ کے تواتر کے ساتھ نقل در نقل ہو کر پہنچی ہے۔)

اس تعریف میں القرآن کو علم قرار دیا جائے تو القرآن کے ذریعہ کتاب کی تعریف لفظی (یعنی کسی غیر معروف لفظ کو معروف کے ساتھ تعبیر کرنا جیسے لفظ غضنفر کو اسد سے) اور المنزل على الرسول سے تعریف حقیقی یعنی صورت غیر حاصلہ کو حاصل کرنے کے لئے جو تعریف کی جائے) سے اور المکتوب فی المصاحف کی قید سے وہ آیات خارج ہو گئیں جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر حکم باقی ہے۔ مثلاً " الشيخ و الشيخو والشيخوخة اذا زنيا فار جموهما البتة نكالا من الله " اور قضاء رمضان میں حضرت ابی کی قرأت فعدة من ايام اخر متتابعات اور کفارہ یمین میں عبداللہ بن مسعود کی قرآت : " فصيام ثلثه ايام متتابعات " جو کہ مصحف میں مکتوب نہیں اس لئے قرآن کی تعریف سے خارج ہو جائیں گے۔[2]

قرآن کس چیز کا نام ہے؟

اس بارے میں ملا جیون (متوفی ۱۱۳۰ھ نے تین اقوال ذکر کئے ہیں۔

پہلا قول : قرآن فقط نظم (لفظ) کا نام ہے دلیل یہ ہے کہ انزال، کتابت نقل کے ساتھ نظم ولفظ تو متصف ہو سکتا ہے معنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :"انا انزلناه قرانا عربيا"[3] (ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا)۔ عربیت اور غیر عربیت کا تعلق الفاظ کے ساتھ کے ہوتا ہے نہ کہ معنی کے ساتھ۔

دوسرا قول : قرآن فقط معنی کا نام ہے اس کی دلیل یہ ہے امام ابوحنیفہ نے نماز میں فارسی زبان میں تلاوت کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :" وانه لفي زبر الاولين "[4] پچھلی تمام کتب سماوی غیر عربی میں تھیں اس لئے قرآن کا ان میں موجود ہونا معناً ہو سکتا ہے لفظاً نہیں۔

تیسرا قول : تیسرا اور مختار قول یہ ہے کہ : " القرآن هو اسم للنظم والمعنى جميعا "[5] (قرآن نظم ومعنی کے مجموعے کا نام ہے۔) علامہ النسفی نے المنار کے متن میں لفظ کے بجائے ادباً " نظم " کا لفظ استعمال کیا۔

---

[1] اصول بزدوی اور کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام بزدوی للبخاری ۱/۲۱، ۲۳، کراچی الصدف پبلیشرز سند
[2] کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام بزدوی ۱/۱۱ ملخص۔
[3] یوسف : ۲۔ [4] الشعراء : ۱۹۶۔
[5] نورالانوار علی المنار، حافظ شیخ احمد ملا جیون حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۱۳ مصر مطبعۃ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ آیات جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں ان کی تعداد سے متعلق صاحب نور الانوار نے فرمایا : " والمراد من الکتاب بعض الکتاب وھی خمس مائۃ ایۃ "[1] (کتاب سے مراد بعض الکتاب ہے جو ۵۰۰ آیات ہیں) پانچ سو احکامی آیات کے علاوہ دیگر آیات اخبار قصص وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

قرآن کے اوامر ونواھی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں بے شمار حکمتوں اور مصالح کے ساتھ تشکیل قانون میں انسانی طبعیت وفطرت کے پیش نظر اصول اربعہ تدریج بعدم حرج اور یسر وسہولت کی بطور خاص رعایت رکھی گئی ہے۔ تشکیل اور ارتقاء قانون کے تدریجی طریقہ کار سے یہ فکر پیدا کرنا مقصود ہے کہ کامیاب قانون وہی ہے جو انسان کی فطرت سے ہم آہنگ اور اس کی تربیت یافتہ رجحانات کے موافق ہو۔ علامہ قرطبی نے بعض مفسرین کے حوالے سے لکھا :

"ان اللہ لم یدع شیئا من الکرامۃ ولبر الاعطاء ھذہ الامۃ ومن کرامتہ واحسانہ انہ لم یوجب علیھم الشرائع دفعۃ واحدۃ ولکن اوجب علیھم مرۃ بعد مرۃ "[2]

(فضیلت وکرامت کی کوئی بات ایسی نہیں رہی جسے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطانہ فرمایا ہو یہ بھی اس کا فضل واحسان ہے کہ شرائع (احکام) کو اس نے ایک ہی دفعہ میں نہیں اُتارا بلکہ یکے بعد دیگرے رفتہ رفتہ واجب کیا۔)

اس سلسلے میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی درج ذیل توضیح سے بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے وہ فرماتی ہیں :

" انما اول مانزل منہ سورۃ من المفصل فیھا ذکر الجنۃ والنار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام ثم نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شئی لاتشربوا الخمر لقاموا لاندع الخمرا بداً ولو نزل لاتزنوا لقالوا لاندع الزنا ابد"۔[3]

(پہلے مفصل (سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک) کی وہ سورتیں نازل ہوئیں جس میں جنت و دوزخ (ترغیب و ترہیب) کا ذکر ہے۔ پھر جب لوگ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے تو پھر حلال وحرام کے احکام نازل ہوئے مثلاً اگر شراب پینے کا حکم اول ہی نازل ہوتا تو لوگ یہ کہتے کہ ہم کبھی شراب نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح ابتداء میں ہی زنا چھوڑنے کا حکم ہوتا تو لوگ کہہ اُٹھتے کہ ہم ہرگز باز نہ آئیں گے۔)

احکامی آیات کے فہم کے لئے چند ضروری باتیں :

احکامی آیات میں واقع احکام اور ان کے متعلقات کو سمجھنے کے لئے بعض قرآنی علوم میں گہرائی ضروری ہے جن کے بغیر آیات الاحکام کو سمجھا نہیں جاسکتا مثلاً تاریخ کے بارے میں ضروری علم، عربوں کی اس وقت کی معاشرتی حالت وغیرہ، اور قرآن کریم کی آیات کی مختلف تقسیمات مثلاً ظاھر و نص ، مفسر ، محکم ، خفی ، مشکل ، مجمل ، متشابہ وغیرہ۔ قرآن کریم کے الفاظ کی خاص وعام پر مبنی تقسیم اور خاص کی اقسام اور امر و نہی کا علم وغیرہ۔

---

[1] نورالانوار ملاجیون ص ۸۔

[2] الجامع لاحکام القرآن ، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ۳/۵۲، سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۱۹ کی تشریح کے تحت تحریر کیا، بیروت، دارالفکر ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۷ء۔

[3] صحیح البخاری ، کتاب فضائل القرآن ، باب تالیف القرآن ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنی احکام کی تقسیم :

قرآن کریم مختلف قسم کے احکام پر مشتمل ہے عبدالوہاب خلاف نے لکھا :

"انواع الاحکام التی جاء بھا القرآن الکریم ثلاثۃ".

الاول : احکام اعتقادیۃ، تتعلق بمایجب علی المکلف اعتقادہ فی اللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر .

والثانی : احکام خلقیۃ تتعلق بمایجب علی المکلف ان یتحلی بہ من الفضائل و ان یتخلی عنہ من الرذائل .

والثالث : احکام عملیۃ تتعلق بما یصدر عن المکلف من اقوال وافعال وعقود و تصرفات وھذا النوع الثالث ھو فقہ القرآن، وھو المقصود الوصول الیہ بعلم اصول الفقہ"[1]

(قرآن کریم میں احکام کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں) :

اول : اعتقادی احکام، جو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان کے مکلف پر واجب ہونے سے متعلق ہیں۔

دوم : اخلاقی احکام، جو مکلف کے اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے اور رذائل اخلاق سے چھٹکارا دلانے کے وجوب سے متعلق ہیں۔

سوم : احکام عملیہ، جو مکلف کے اقوال وافعال اور عقود و تصرفات سے متعلق ہیں۔ اور فقہ میں یہ ہی مقصود ہیں، اور فقہ واصول فقہ کا مقصد بھی ان سے واقفیت اور ان تک رسائی ہے۔

اس کے بعد موصوف نے احکام عملیہ کو دو قسموں اول عبادات جیسے نماز و روزہ وغیرہ جن کا مقصد فرد کا رب سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ دوم معاملات جو زاتی (Private Law) کی صورت میں ہوتے ہیں اور پھر انہوں نے معاملات کو مزید سات قسموں میں تقسیم کیا۔

مضامین کے لحاظ سے قرآنی احکام کی تقسیم :

مضامین کے لحاظ سے قرآن میں احکام کی اقسام کو عبدالکریم زیدان نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے :

(ا) "الاحکام المتعلقۃ بالاسرۃ، وھی تدخل فی نطاق مایسمی : بقانون الاسرۃ، اوبمسائل الاحوال الشخصیۃ : کالنکاح والطلاق والبنوۃ والنسب والولایۃ، ونحو ذلک، ویقصد بھابناء الاسرۃ علی اسس قویمۃ، وبیان حقوق و واجبات افرادھا، و آیات ھذہ الاحکام نحو (۷۰) آیۃ .

(ب) الاحکام المتعلقۃ بمعاملات الافراد المالیۃ : کالبیع والرھن وسائر العقود، وھی تدخل فی نطاق مایسمی : بالقانون المدنی، وآیاتھا نحو (۷۰) ایۃ .

[1] علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف ص ۳۲ کویت دارالقلم بیسویں طبع ۱۴۰۶ھ ۔ ۱۹۸۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) الاحكام المتعلقة بالقضاء والشهادة واليمين، ويقصد بها : تنظيم اجراء ات التقاضيي لتحقيق العدالة بين الناس، وهى تدخل فيما يسمى اليوم : بقانون المرافعات، وآياتها نحو (١٣) آية.

(د) الاحكام المتعلقة بالجرائم والعقوبات، وهى تكون القانون الجنائى الاسلامى وآياتها نحو (٣٠) آية، ويقصد بها : حفظ الناس واعراضهم واموالهم، واشاعة الطمانينة والاستقرار فى المجتمع.

(ه) الاحكام المتعلقة بنظام الحكم، ومدى علاقة الحاكم بالمحكوم وبيان حقوق و واجبات كل من الحاكم والمحكومين، وهى تدخل فيما يسمى، بالقانون الدستورى، وآياتها نحو (١٠) آيات.

(و) الاحكام المتعلقة بمعاملة الدولة الاسلامية للدول الاخرى، ومدى علاقتها بها، ونوع هذه العلاقة فى السلم والحرب، ومايترتب على ذلك من احكام، وكذلك بيان علاقة المستامنين (الاجانب) مع الدولة الاسلامية وهذه الاحكام منهاما يدخل فى نطاق القانون الدولى العام، ومنها ما يدخل فى نطاق القانون الدولى الخاص، وآياتها نحو من (٢٥) آية.

(ز) الاحكام الاقتصادية : وهى المتعلقة بموارد الدولة ومصارفها، وبحقوق الافراد فى اموال الاغنياء وآياتها نحو من (١٠) آيات.[1]

(الف) خاندان احکام یعنی عائلی قوانین : یہ وہ احکام ہیں جو اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو جدید اصطلاح میں عائلی قانون یا شخصی قوانین کہا جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق، اولاد، نسب، ولایت، وغیرہ ان احکام کا مقصد خاندان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا اور اس کے افراد کے حقوق و فرائض کو بیان کرنا ہے۔ ان احکام سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔

(ب) وہ احکام جن کا لوگوں کے مالی معاملات سے تعلق ہے جیسے بیع، رہن، اور عقود یہ احکام اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو موجودہ اصطلاح میں دیوانی قوانین کہا جاتا ہے ان آیات سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔

(ج) قضاء شہادت اور قسم کے بارے میں احکام : ان کا مقصد عدالتی کارروائیوں کو منظم کرنا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا جا سکے۔ یہ احکام دور حاضر کے قانون عدل میں داخل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً تیرہ ہے۔

(د) جرم و سزا سے متعلق احکام : یہ اسلام کا فوجداری قانون ہے ان آیات کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے ان کا مقصد لوگوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے، نیز معاشرہ میں اطمینان و سکون قائم کرنا ہے۔

(ہ) نظام حکومت، حاکم و محکوم کے درمیان تعلق کی وسعت، اور حاکم و محکوم کے حقوق و فرائض سے متعلق احکام، یہ احکام دور حاضر کے دستوری قانون میں داخل ہیں ان اُمور سے متعلق آیات کی تعداد ۱۰ ہے۔

[1] کتاب الوجیز، عبد الکریم زیدان ص ۱۵۷۔۱۵۶، لاہور، فاران اکیڈمی سن ندارد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(و) اسلامی سلطنت کا دوسری سلطنتوں کے ساتھ معاملہ، ان کے تعلقات کی حدود، زمانہ جنگ و امن میں ان تعلقات کی نوعیت اور ان تعلقات کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے نتائج سے متعلق احکام، اسی طرح ان میں وہ احکام بھی شامل ہیں جو اسلامی سلطنت میں دوسرے ملکوں کے پناہ لینے والے یا آنے والے لوگوں سے متعلق ہیں ان میں سے بعض احکام تو عام بین الاقوامی قوانین کے دائرہ میں داخل ہیں اور بعض خصوصی (پرائیوٹ) بین الاقوامی قانون شامل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۲۵ ہے۔

(ز) اقتصادی احکام، یہ احکام اسلامی سلطنت کے آمدنی، خرچ اور مالداروں کی دولت میں دوسرے افراد کے حقوق سے متعلق ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۱۰ ہے۔

اس طرح عبدالکریم زیدان کے مطابق ان آیات کی تعداد ۲۲۸ ہوئی جن کے مضامین احکامی نوعیت کے ہیں۔

تجزیہ : منصوص احکام کی تعداد کتنی ہے؟ اس کو دو طرح سے دیکھنا چاہیے۔

۱۔ قرآن کریم کے منصوص احکام۔

۲۔ احادیث کے منصوص احکام۔

دونوں قسم کے منصوص احکام کی تعداد میں علماء کی مختلف تحقیقی آراء ہیں۔ مثلاً قرآنی احکام کے متعلق شیخ عزالدین عبدالسلام لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ایسی آیات ڈیڑھ سو ہیں۔ امام غزالیؒ کے نزدیک ایسی آیات پانچ سو ہے۔ نواب صدیق حسن نے نیل المرام میں تقریباً دوسو آیاتِ احکام درج کی ہیں۔ احکام فی احادیث کی تعداد سے متعلق امیر یمانی اپنی کتاب "توضیح الافکار" میں لکھتے ہیں کہ امام یحییٰ بن سعید القطان اور امام عبدالرحمٰن مہدی کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک کے نزدیک نوسو اور امام ابو یوسف کے نزدیک گیارہ سو ہیں۔

قرآن و احادیث کے منصوص احکام پر کتابیں :

اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً احکام القرآن پر امام شافعی کے مباحث ایک جلد میں، امام ابوبکر جصاص کی احکام القرآن تین ضخیم جلدوں میں، قاضی جلدوں میں۔ قاضی ابوبکر بن العربی مالکی کی کتاب چار ضخیم جلدوں میں، امام قرطبی کی "الجامع لاحکام القرآن" تقریباً دس جلدوں میں ہے اور مختصر کتابوں میں امام سیوطی کی "الاکلیل"، ملاجیون کی "تفسیرات الاحمدیہ" اور صدیق حسن کی "نیل المرام" قابلِ ذکر ہیں۔ عصر حاضر کے شیخ محمد دروزہ شامی کی "الدستور القرآنی" دو ضخیم جلدوں میں بہترین کتاب ہے۔

احکام فی احادیث پر بھی عمدہ کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً چوتھی صدی ہجری کے امام جعفر طحاوی کی شرح معانی الاثار، پانچویں صدی ہجری کے امام ابن حزم کی المحلی اور علامہ بن حجر عسقلانی کی بلوغ المرام وغیرہ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں احکام بیان کرنے کا اسلوب :

قرآن کریم میں احکام کا تذکرہ کبھی امر کے صیغہ کے ساتھ ہوتا ہے : "واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" [1] (جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو) اور کبھی نہی کے صیغہ سے جیسے اس آیت میں ہے : " ولا تنکحوا ما نکح اباء کم " [2] (اور جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو)۔ کبھی یہ کہہ کر حکم ہوتا ہے کہ فعل مکتوب (فرض) ہے جیسے " کتب علیکم الصیام " [3] (تم پر روزے مکتوب (فرض) کئے گئے)، کبھی جب اس سے منع کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ کہہ کر منع کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی خیر نہیں جیسے اس آیت میں ہے : " لا خیر فی کثیر من نجو اھم " [4] (ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں)، اور کبھی جب فعل کی فرضیت پر زور دینا مقصود ہوتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ جیسے میراث کے احکام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں ہے :" تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا وذلک الفوز الکبیر ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالداً فیھا ولہ عذاب مھین" [5] (یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے دریا بہہ رہے ہوں گے اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اللہ اسے آگ میں ڈالے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسواء کن عذاب ہے)۔

اسی طرح وہ فعل جس کے کرنے پر قرآن نے تعریف کی ہو یا اس کے کرنے پر ثواب کا وعدہ کیا ہو وہ فرض یا مندوب ہے ، ہر وہ فعل جس کی قرآن مذمت کرتا ہو یا اس کے کرنے پر کسی سزا کا ذکر کرے وہ حرام ہے یا مکروہ اور ہر وہ فعل جس کے ساتھ "احل لکم " [6] (تمہارے لئے حلال ہے) یا " لا جناح علیکم " [7] (تم پر کوئی گناہ نہیں) ہو، یا اس کے ساتھ مذمت، تعریف، سزا و ثواب میں سے کچھ بھی ذکر نہ کیا ہو تو وہ مباح ہے۔

قرآن کریم کی حجیت :

قرآن سے قرآن کی حجیت پر کئی آیات پیش کی جاتی ہیں مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے بھی قرآن کریم اور اس کے ساتھ سنت و اجماع کے دلائل شریعت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"یایھا الذین آمنو اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیرو احسن تاویلا" ۔ [8]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہ ہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے)

1. النساء : ۵۸۔ 2. النساء : ۲۲۔ 3. البقرہ : ۱۸۳۔ 4. النساء : ۱۱۴۔
5. النساء : ۱۳۔ 6. البقرہ : ۱۸۷ 7. البقرہ : ۲۳۶ 8. النساء : ۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم مطلق آیا ہے یعنی ہر حال میں اطاعت ضروری ہے اور جبکہ " اولی الامر " کی اطاعت کا حکم مطلق نہیں آیا اور اس کے ساتھ اطیعوا کا لفظ الگ سے نہیں آیا تو اس کی حکمت یہ ہے کہ " اطاعت اولی الامر " اس بات سے مشروط ہے اگر وہ اللہ اور رسول کی مرضی و منشاء کے مطابق کسی کام کو کہیں تو اطاعت ضروری ہے ورنہ ترک ضروری ہوگا۔

ابن حزم ظاہری نے اس آیت سے قرآن، سنت و اجماع پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت سے مراد قرآن میں بیان کردہ احکام پر عمل کرنا ہے اور رسول کی اطاعت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ اللہ نے ہر دو اطاعت کو مستقل بیان کیا ہے اس لئے اللہ کی اطاعت اور رسول کی پیروی دونوں لازم ہیں اور اس اعتبار سے دونوں مصادر شریعت ہیں اور اولی الامر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے منقول کسی حکم پر اجماع ہے۔[1] رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا منصب قضاء سپرد کرتے وقت جو کچھ تعلیما ارشاد فرمایا تھا اور ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود کو جو تعلیما "اقض بالکتاب و السنة ......"[2] ارشاد فرمایا تھا ان سے بھی قرآن و سنت وغیرہ کی حجیت کی نشاندہی اور قرآن کی سب پر تقدیم کا اظہار ہوتا ہے۔

☆☆☆

---

1. الاحکام فی اصول الاحکام ابو محمد علی حزم الاندلسی الظاہری متوفی ۴۵۶ھ تحقیق احمد محمد شاکر ۱/ ۹۷، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی طبع ثانی ۱۳۹۸ھ۔
2. اصول الفقہ محمد ابو زہرہ ص ۲۷ قاہرہ دار الفکر العربی ۱۹۹۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکامِ شریعت کا دوسرا ماخذ ''سنت''

سنت کی تعریف :

لغت میں سنت کے معانی ''الطریقة والعادة والسیرة '' کے آئے ہیں[1]۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے : '' فلن تجد لسنة الله تبدیلاً '' [2] (پس تم اللہ کے طریقہ میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے) سنت کے یہ معنی عام ہیں لیکن دعاۃ ،محدثین، فقہاء واصولیین کے یہاں اس کے اصطلاحی معنی الگ الگ ہیں علامہ امدی نے فرمایا : '' واما فی الشرع ، فقد تطلق علی ما کان من العبادات نافلة منقولة عن النبی ﷺ [3] (فقہاء کی اصطلاح کے مطابق)،(شرع اسلام میں سنت کے لفظ کا اطلاق ان عبادات نافلہ پر کیا جائے گا جو نبی علیہ السلام سے منقول ہیں)۔

اصطلاح اصولیین میں سنت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ امدی نے فرمایا :

'' وقد تطلق علی ما صدر عن الرسول من الادلة الشرعیه مما لیس بمتلو، ولا هو معجز، ولا داخل فی المعجز...... ویدخل فی ذلک اقوال النبی علیه السلام، وافعاله وتقاریره .[4]

(اور سنت کے لفظ کا اطلاق ان دلائل شرعیہ پر بھی ہوگا جو حتی متلو(قرآن کی مثل) نہیں ہیں...... اور سنت میں آپ ﷺ کے تمام اقوال ،افعال اور تقریرات شامل ہوں گے۔)

سنت وحدیث میں فرق :

سنت کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کی جا چکی ہے۔حدث۔یحدث کے لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن منظور افریقی لکھتے ہیں : حدث : الحدیث نقیض القدیم والحدوث نقیض القدمة''۔[5] (حدیث قدیم کی اور حدوث قدامت کی ضد ہے)۔اس دعوے کی دلیل میں انہوں نے ایک حدیث پیش کی : '' کل محدثه بدعة وکل بدعة ضلالة '' [6] (ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے)۔الیاس انطون نے حدث کے معنی ''رُوی '' بتایا ہے[7]۔ اگر حدث کو مجرد سے نکال کر باب تفعیل میں لے جایا جائے اور حدث بنایا جائے تو اس کا معنی بیان وگفتگو ہوگا جیسے ارشاد ربانی ہے : '' فمال هؤلا القوم لایکادون یفقهون حدیثا'' [8] (آخر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)۔لیکن اصطلاح میں حدیث سے مراد ہر وہ بیان یا بات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی قول،فعل یا طرز عمل کی نسبت کی گئی ہو حدیث میں مستند اور قابل اعتماد بیانات بھی شامل ہیں اور غیر مستند اور نا قابل

1۔ لسان العرب مادہ سنن، ابن منظور افریقی ،مطبوعہ قاہرہ ،دار المعارف ابن منظور افریقی ،مطبوعہ قاہرہ ،دار المعارف کتاب التعریفات ،سید الشریف علی بن محمد الجرجانی ص ۴۵ باب السنن طہران ایران انتشارات ناصر خسرو طبع سوم ۱۳۶۸۔ 2۔ فاطر : ۴۳۔

3۔ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد الامدی متوفی ۶۳۱ھ ۱/۱۱۹ بیروت دار الفکر ۱۴۱۷ھ ،۱۹۹۶ء ۔

4۔ حوالہ سابق 5۔ لسان العرب ابن منظور ۲/ ۷۹۶، دار المعارف قاہرہ۔

6۔ مرقات شرح مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ/ ۲۴۳ ملتان۔

7۔ قاموس العصری ،الیاس انطون ص ۱۳۸ بیروت ۱۹۷۲ء۔ 8۔ النساء : ۷۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعتماد بیانات بھی لہٰذا صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع حدیث کی قسمیں تو ہو سکتی ہیں لیکن سنت کی نہیں سنت صرف مستند اور قابلِ اعتماد احادیث ہی کو کہا جاتا ہے، موضوع احادیث کو سنت نہیں کہا جا سکتا۔ ان دونوں اصطلاحات کے مابین یوں بھی فرق کیا جا سکتا ہے کہ سنت شرعی حکم کو کہتے ہیں اور جس روایت میں یہ حکم بیان کیا گیا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ مثلاً اس حدیث میں چار سنتیں ہیں کا مطلب ہوگا کہ چار حکم ہیں جمہور اصولیین ان کے مابین فرق رکھتے ہیں محدثین کی طرح ان کو مترادف نہیں سمجھتے۔

سنت بحیثیت مستقل بالذات قابل استناد ماخذ شریعت :

قرآن کریم کی طرح سنت بھی مستقل بالذات قابل استناد دین کا ماخذ شریعت کا مصدر ہے چنانچہ علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

" اعلم انه قد اتفق من يعتد به من اهل العلم على ان السنة المطهرة مستقلة بتشريع الاحكام وانها كالقران فى تحليل الحلال وتحريم الحرام". [1]

(معلوم ہونا چاہیے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریعی احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔)

پھر وہ آگے چل کر لکھتے ہیں :

" ان ثبوت حجية السنة المطهرة واستقلالها بتشريع الاحكام ضرورة دينية ولايخالف فى ذلك الامن لاحظ له فى دين الاسلام". [2]

(سنت مطہرہ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں)

سنت کے مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب :

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لئے قابل اطاعت ہے چاہے اس کی صراحت قرآن کریم میں ہو یا نہ ہو۔ آپ ﷺ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آگئی ہو۔ امام شوکانی نے عبدالرحمٰن ابن مہدی بن حسان متو (فی ۱۹۸ھ) کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے کہا :

" الزنادقة والخوارج وضعوا الحديث "ما اتاكم عنى فاعرضوه على كتاب الله فان وافق كتاب الله فانا قلته وان خالف فلم اقله". [3]

(زنادقہ اور خوارج نے یہ حدیث گھڑلی کہ میری بات کو قرآن پر پیش کرو اور جو اس کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رَد کر دو۔)

---

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ا/۱۵۶، قاہرہ، دار الکتاب سن ندارد۔ [2] ارشاد الفحول، الشوکانی ا/۱۵۸۔ قاہرہ، دار الکتاب سن ندارد

[3] ارشاد الفحول، الشوکانی ا/۱۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی نے مزید فرمایا :

"واما ما یروی من طریق ثوبان فی الامر بعرض الاحادیث علی القران فقال یحی بن معین : انه موضوع وضعته الزنادقه "[1]

(جو قرآن پر حدیث کو پیش کرنے کے بارے میں (آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) ثوبان (بن بجد دیا ابن جحد رالھاشی متوفی ۴۵ھ) سے جو روایت بیان کی گئی ہے یحیٰی بن معین (بن عون الغطیفانی متوفی ۲۳۳ھ) نے کہا یہ روایت موضوع ہے جسے زنادقہ (بے دینوں) نے گھڑا ہے۔)

سنت کی بطور ماخذ قرآن کریم سے توثیق :

توثیق کرنے والے چند قرآنی دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : " لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة "[2] (تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک بہت اچھا نمونہ ہے)۔ اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے : " قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله "[3] (اے نبی) کہو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "وانزل الله علیک الکتاب والحکمة وعلمک مالم تکن تعلم "[4] (اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اور جو آپ نہیں جانتے تھے اس کی تعلیم فرمائی) سے متعلق فرمایا : " فذکر الله الکتاب، وھو القرآن ، وذکر الحکمة ......الحکمة سنت رسول الله "[5] (اللہ نے (اس آیت میں جو) الکتاب ذکر کیا وہ القرآن ہے اور جو حکمت کا ذکر کیا...... حکمت سنت رسول اللہ ہے)۔

سنت اور حدیث کے بارے میں صحابہ کا طرز عمل :

امام دارمی نے اپنی مسند میں اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا کہ جب ان کے سامنے کوئی قانونی مسئلہ زیر غور آتا تو وہ پہلے قرآن کریم سے اس کا حل تلاش کرتے وہاں نہ پاتے تو پھر اعلان کر دیتے کہ اس بارے میں کسی کو رسول اللہ کے کسی قول کا علم ہو تو آ کر بتائے اگر کوئی شخص اس بارے میں آپ ﷺ کے طرز عمل کی خبر دیتا تو آپ اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے اور فرماتے : " الحمدلله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا "[6] (اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے اندر ایسے لوگوں کو باقی رکھا جو ہمارے نبی کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں)۔ حضرت عمر فاروق اپنے دور میں مختلف علاقوں کے عامل مقرر کرتے وقت سنت کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ضروری سمجھتے ، فرماتے کہ میں اعمال و حکام بھیجتا ہوں تا کہ وہ دین اور نبی کی سنتیں سکھائیں۔ سنت کے بارے میں حضرت عمر کا موقف اس خط سے بھی واضح ہو جاتا ہے، جوانہوں نے قاضی شریح کے نام لکھا[7] حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کا طرز عمل بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی طرح ہوتا تھا۔

---

[1] ارشاد الفحول ، الشوکانی ۱/۱۵۷   [2] الاحزاب : ۲۱۔   [3] ال عمران : ۳۱۔   [4] النساء : ۱۱۳۔

[5] الرسالہ ، امام محمد بن ادریس شافعی ص ۷۷، ۷۸، رقم ۲۵۰، ۲۵۲ تحقیق و شرح احمد محمد شاکر، دار الفکر ۱۳۰۹ھ۔

[6] حجۃ اللہ البالغہ ، شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ۔ ۱۱۷۶ھ) ۱/۳۶۴۔۳۶۵، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرای، کراچی شیخ غلام علی اینڈ سنز سنہ ند۔

[7] اعلام الموقعین ، ابن قیم جوزی ۱/۱۰۲، شرح کتاب عمر فی القضاء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت کے بارے میں فقہاء کا موقف :

صحابہ کرام کے بعد جب مسلمانوں کو نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے حل کے لئے علمائے اُمت نے قرآن وسنت کی روشنی میں غور وفکر کرنے کے لئے کچھ کلیات (اصول) وضع کئے اس علم کو اصول فقہ کا نام دیا گیا۔ ان کی بنیاد قرآن وسنت دونوں تھی اس لئے کسی بھی امام نے سنت کو چھوڑ کر صرف قرآن کو شریعت اسلامی کا ماخذ قرار نہیں دیا۔

امام شافعی کی سنت کے بارے میں رائے :

امام شافعی فرماتے ہیں :

"فرض الله على الناس اتباع وحيه وسنن رسوله"[1]

(اللہ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنت کی اتباع فرض کردی۔)

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی کا یہ قول جس میں ان سے منسوب فقہی قواعد کا خلاصہ دیکھا جاسکتا ہے قرآن کریم کے الفاظ ہی کو ذرا مختلف انداز میں بیان کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے : "وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى"[2] (وہ (نبی) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے)۔

قرآن وسنت کی حجیت کے بارے میں امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے :

شیخ شہاب الدین مکی (متوفی ۹۷۳ھ) نے کہا کہ متعدد طرق سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ :

"انه اولا ياخذ بما في القرآن فان لم يجد فبالسنة فان لم تجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الى القرآن اوالسنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم".[3]

(بلاشبہ وہ اولا کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں اگر اس میں وہ مسئلہ نہ ملے تو سنت رسول ﷺ میں تلاش کرتے ہیں اگر دونوں میں ہی اس کا حل نہ پاتے اور صحابہ کرام کے اس مسئلے کے بارے میں ایک سے زائد اقوال ہونے کی صورت میں جو قول اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنہ سمجھتے اسے لے لیتے ہیں اور وہ اس سے باہر نہیں جاتے۔)

امام مالک کی سنت نبوی کے بارے میں رائے :

معن بن عیسی القزاز کہتے ہیں کہ انہوں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا :

"انما انا بشر اخطئ واصيب، فانظروا في قولي، فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوا به، ومالم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه".[4]

(میں تمہارے طرح بشر ہوں غلطی بھی کرتا ہوں اور صحیح بھی، ہر وہ چیز جو کتاب وسنت کے موافق ہو اسے قبول کرلو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ دو)

---

[1] الرسالہ، امام شافعی ص ۷۶، رقم ۲۳۳۔ [2] النجم : ۳۔

[3] کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان شہاب الدین احمد حجر الہیتمی المکی (متوفی ۹۷۳ھ) ص ۲۹، گیارہویں فصل فما بنی علیہ ملحبہ کے تحت لکھا، مصر مطبعہ الخیریہ ۱۳۱۱ھ۔

[4] اعلام الموقعین عن رب العالمین محمد بن ابوبکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ ۱/۷۵ بیروت دار الفکر ۱۳۷۴ھ۔ ۱۹۵۵ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام مالک کے اس قول کو اگر قرآن وسنت کی تعلیمات کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی اسی قرآنی آیت کے الفاظ سے ذرا مختلف انداز میں بیان ہے : "وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھا کم عنه فانتھوا"[1]

امام احمد بن حنبل کے فتاویٰ کی پانچ بنیادیں ہیں جن میں اولین بنیاد نصوص یعنی قرآن وسنت پر عمل ہے۔ نص کے مقابلہ میں انہیں جو بھی چیز ملتی ہے اسے رد کر دیتے ہیں[2]۔ امام صاحب کا قول قرآن وسنت کی اس آیت کی روشنی میں ہے : "قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکافرین"[3] (کہو کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر وہ اگر منہ موڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا)۔

یہ تمام اقوال ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن کریم کے بعد سنت رسول شریعت اسلامی کا دوسرا ماخذ ہے اور قرآن کریم میں واضح رہنمائی نہ ملنے کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی وہی اہمیت ہے جو قرآنی آیات کی ہے اس نظریے سے نہ تو کبھی صحابہ کرام بے نیاز ہوئے اور نہ کسی بھی دور کے علماء اُمت نے اس سے صرف نظر کیا۔

سنت کا بطور ماخذ شریعت دائرہ کار :

ماخذ اول قرآن مجید کے بعد سنت نبوی کا درجہ ہے۔ سنت کا دائرہ کار کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی مدد کے بغیر قرآن کے حکم پر عمل کرنا متعذر و مشکل ہو جاتا ہے، اس بات کی وضاحت میں چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں جہاں بغیر سنت کی مدد کے حکم قرآنی پر عمل مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔

عبادات : اللہ نے حکم فرمایا : "اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ"[4] اس نماز کی ہیئت وکیفیت کیا ہونی چاہئے جسے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا۔ اس کے اوقات وتعداد اور رکعات، اور کس پر واجب ہے اور روزانہ یا زندگی میں کتنی مرتبہ فرض ہے۔ ماہیئت زکوٰۃ کیا ہے؟ کس پر اور کس مال کی کتنی مقدار پر کن شرائط کے ساتھ زکوٰۃ فرض ہے؟ .... "واتموا الحج والعمرۃ للہ"[5] حج وعمرہ سے کیا مراد ہے؟ ان کی حقیقت وطریقہ وغیرہ کیا ہیں؟

مالی معاملات : بیع و رہن کی مشروع صورتیں؟ بیع سلم کی مشروعیت کیا ہے؟ شرعی بیع کے جواز وانعقاد کی شروط کیا ہوں؟

خاندانی نظام (احوال شخصیہ) صحت عقد نکاح کے لئے شروط کیا ہیں؟ طلاق کب اور کیسے واقع ہو جاتی ہے؟ کتنی عمر تک رضاعت سے حرمت ہوتی ہے؟ خلع کا طریقہ کار کیا ہے؟

کھانے پینے میں : حلت والی اشیاء کی تفصیلات کیسے معلوم ہوں؟

اعمال طیبہ : کن اشیاء سے اعمال طیبہ کی انجام دہی جائز ہے اور کس سے نہیں؟

قسم اور منت : ان کی مشروعیت اور انعقاد کی شروط، اور کفارہ کا وجوب اور ادائیگی کا طریقہ۔

احکام مابعد الموت : کتنی مقدار میں وصیت کا نفاذ ہو سکتا ہے؟ اور کس کے حق میں وصیت ہے اور کس کے حق میں نہیں؟

سزائیں : دیت کی مقدار کتنی ہے؟ شرابی کی حد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ .... ایسے سوالات ہیں جن پر

---

[1] الحشر : ۷۔ [2] اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۲۹۔ [3] آل عمران : ۳۲۔
[4] البقرہ : ۴۳، ۱۱۰، النور : ۵۶ [5] البقرہ : ۱۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر سنت عمل نہیں ہوسکتا، اس سے مندرجہ ذیل باتیں سنت ہی کے دائرہ کار کے تحت آتی ہیں۔ مجمل کو مفصل کرنا۔ مثلاً آپ نے فرمایا: "صلوا کما رایتمونی اصلی"[1] (نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو) مطلق کو مقید کرنا جیسے: "وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً"[2] (لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے)۔ زندگی میں کتنی بار حج کرے؟ حکم مطلق ہے ظاہراً لگتا ہے کہ ہر سال کرے، مگر صحابی رسول "اقرع بن حابس" کے سوال پر آپ ﷺ نے اس مطلق قرآنی حکم کو مقید فرمادیا کہ ایک شخص پر ساری زندگی میں ایک ہی حج فرض ہے[3]۔ عام کو خاص کرنا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم"[4] (جو لوگ سونا اور چاندی (دولت) جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو)۔ اس میں واضح نہیں کہ کتنی مقدار میں سونا چاندی کی مقدار جمع کرکے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر عذاب الیم ہے اور اس میں خرچ کا نصاب بھی نہیں ہے۔ سنت نبوی نے سونے چاندی پر حیوانی اور زرعی اموال وغیرہ پر اس کا الگ الگ نصاب بتایا اور خرچ کا طریقہ اور زکوٰۃ کے وجوب کے لئے مال پر خاص زمانے کی مقدار کا تعین کیا۔ مشکل کو مفسر کرنا، مثلاً اللہ نے فرمادیا: "وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر"[5] (اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ سے الگ نظر آنے لگے) جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ غلط فہمی میں پڑ گئے پھر اس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور سحری کے لئے باقاعدہ وقت بتایا کہ اس وقت تک کھانے پینے کی اجازت ہے اور اس وقت کے بعد کھانا پینا منع ہے۔

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال واقوال تشریعی احکام کا ماخذ ہیں؟

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال واقوال سے شرعی حکم پر استدلال ہوسکتا ہے اور کیا ان کے مراتب میں کوئی فرق ہے؟ ان کے جوابات کے لئے سنت کی ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے قسموں کا جاننا ضروری ہے اور پھر اس کے بعد ہم سند کے اعتبار سے سنت کی اقسام پر کلام کریں گے۔ سنت کی ماہیت کے اعتبار سے تقسیم میں سنت قولی، سنت فعلی اور سنت تقریری کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان تین اقسام میں سنت کی بہت سی ذیلی اقسام ہیں جو علم حدیث سے متعلق ہیں اس لئے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا جائے گا۔

سنت کی اقسام:

ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے سنت کی اقسام:

ماہیت کے اعتبار سے سنت کی تین اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک کا قانون سازی میں الگ الگ مقام ہے، یہ اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) قولی سنت: اس سے مراد حضور ﷺ کی زبان مبارکہ سے نکلنے والے وہ الفاظ ہیں جو احکام الٰہی کی تشریح کے لئے ہوں۔ آپ کے ایسے تمام اقوال واجب الاتباع ہیں اور مصادر شریعہ کا متفق علیہ ماخذ ہیں۔

---

1. المنار ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، حافظ الدین النسفی متوفی ۷۱۰ھ ۱/۳۶ مصر مطبعہ الکبری الامیریہ بولاق ۱۳۱۶ھ
2. ال عمران: ۹۷ 3. سنن نسائی، کتاب الحج باب وجوب الحج 4. التوبہ: ۳۴ 5. البقرہ: ۱۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) **فعلی سنت** : آپ ﷺ نے اپنے افعال کے ذریعے جو تعلیم دی وہ بھی سنت میں داخل ہیں اس کی ایک قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی ذاتی زندگی مثلاً کھانے ، پینے ، اُٹھنے ، بیٹھنے سے متعلق ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان باتوں میں بھی آپ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرے گا تو اس کا عمل حُب رسول پر دلالت کرے گا اور یہ ایک اچھی بات ہوگی۔ لیکن اس کے مطابق نہ چلنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ فعلی سنت کی دوسری قسم وہ ہے جو صرف آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع نہیں۔ مثلاً چار سے زائد شادیاں ، صوم وصال وغیرہ اس قسم کی فعلی سنت ماخذ و مصادر شریعت نہیں ہے۔ فعلی سنت کی تیسری قسم وہ ہے جس میں آپ نے قرآن مجید کے مجمل احکام کی تفصیل بتائی یا اس کی تشریح و توضیح کی۔ مثلاً "اقیموا الصلوۃ" قرآنی حکم کی تشریح (طریقہ و تعداد رکعت وغیرہ کی تعلیم) کے لئے آپ کا یہ فرمانا کہ "صلوا کما رایتمونی اصلی"[1] فعلی سنت کی یہ قسم ماخذ قانون ہے۔

(ج) **سنت تقریری (یا سکوتی)** : یہ وہ سنت ہے جس میں رسالت مآب ﷺ نے کسی کام کو ہوتے دیکھ کر خاموشی اختیار کی مثلاً عید کے دن آپ نے مسجد نبوی کے سامنے حبشیوں کا ایک کھیل دیکھا اور خاموشی اختیار کی[2]۔ جس سے ثابت ہوا کہ خوشی کے مواقع پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے مناسب کھیل تماشے جائز ہیں۔ سنت کی اس قسم کے بارے میں قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ قانون سازی میں اس کا مقام ہے۔

روایت/سند کے اعتبار سے سنت کی اقسام :

روایت کے اعتبار سے سنت کی اولاً دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ سنت جس کی سند متصل ہو جس کو حدیث متصل کہتے ہیں اور دوسری وہ جس کی سند متصل نہ ہو جس کو حدیث غیر متصل کہتے ہیں۔ حدیث متصل کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) متواتر۔ (۲) مشہور۔ (۳) خبر واحد۔

(۱) متواتر وہ حدیث ہے جسے صحابہ کرام کے زمانے سے روایت کرنے والے ہر دور میں اس قدر تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ حدیث متواتر قطعی الثبوت ہوتی ہے اور علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے، اس پر عمل لازم ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ متعدد سنت فعلیہ سنت متواتر کا درجہ رکھتی ہیں، مثلاً وضو، نماز اور حج کی کیفیات سنت متواتر ہیں۔ متواتر حدیث قولی کی مثال یہ فرمان نبوت ہے کہ :

"ان کذبا علی لیس ککذب علی احد من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار"[3]

(میری ذات کے بارے میں جھوٹ بولنے کا گناہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی اور شخص کے بارے میں جھوٹ بولنا۔ سن لو جو شخص میرے بارے میں عمداً جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے گا)

(۲) حدیث مشہور وہ ہے جسے صحابۂ کرام کی اتنی تعداد روایت کرے جو تواتر کو نہ پہنچتی ہو مگر عصر صحابہ کے بعد اس کی روایت کرنے والے ہر دور میں بکثرت ہوں۔ حضرت عمر بن الخطاب سے مروی یہ روایت، حدیث مشہور کی مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے :

1۔ نور الانوار علی المنار، شیخ احمد ملا جیون بن ابی سعید عبید اللہ الحنفی الصدیقی متوفی ۱۱۳۰ھ ا/۳۶ مصر مطبعہ الکبری الامیریہ بولاق ۱۳۱۶ھ۔

2۔ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ، باب اصحاب الحراب فی المسجد۔

3۔ صحیح البخاری۔ کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی"[1]

(اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کا اجر و ثواب اس کی نیت کے مطابق ہے)

حنفی فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور قطعی الثبوت ہے اور اس پر عمل لازم ہے اور اس سے قرآن کے عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید کرنا درست ہے، مثلاً قرآن کریم میں، وصیت کا حکم مطلق ہے، وصیت کی مقدار کا ذکر نہیں ہے لیکن حدیث مشہور "الثلث و الثلث کثیر" سے قرآن کے مذکور حکم کی تقیید بیان ہوئی اور وصیت پر ثلث کی قید لازم ہوگئی۔ اسی طرح قرآن کریم میں محرمات کے بیان کے بعد فرمایا گیا: "واحل لکم ماوراء ذالکم" جو عام ہے مگر حسب ذیل حدیث مشہور سے اس حکم عام کی تخصیص ہوگئی:

"لا تنکح المراۃ علی عمتھا و لا علی خالتھا"[2]

(کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ کے اُوپر نکاح نہ کیا جائے)

(۳) خبرِ واحد وہ حدیث ہے جس میں صحابہ یا تابعین کے کسی بھی دور میں راویوں کی تعداد حدِ تواتر کو نہ پہنچے اور نہ اس میں مشہور کی شرط پائی جائے۔

امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد کی رائے یہ ہے کہ اگر خبرِ واحد صحیح روایت کی شرائط پر پوری اترتی ہو تو وہ قابلِ استناد ہے اور اس پر عمل لازم ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ نے راوی کے ثقہ اور عادل ہونے کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ راوی کا عمل اس کی روایت کے برخلاف نہ ہو۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ ؒ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث کو قابلِ استناد نہیں سمجھتے:

"اذا ولغ الکلب فی انا احد کم فلیغسله سبعا احداهن بالتراب الطاهر"[3]

(اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے جن میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے ہو)

امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ خود حضرت ابوہریرہؓ کا عمل اس کے برخلاف تھا، یعنی وہ تین مرتبہ غسل کو کافی سمجھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل اس روایت کے لئے ضعف اور اس روایت کے لئے ان کی جانب انتساب کو محل نظر ٹھہراتا ہے۔

امام مالک ؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسی خبرِ واحد قابلِ استناد ہے جو عمل اہلِ مدینہ کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ جس حدیث پر اہلِ مدینہ کا عمل ہو تو گویا اس پر ہزاروں صحابہ کا عمل ہوا اور ایسے عمل کا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہونا اس عمل کے برخلاف روایت کی جانے والی خبرِ واحد پر فوقیت رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ خبرِ واحد کی روایت کی صحت کی صورت میں آئمہ اربعہ کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ مروی خبرِ واحد حجت ہے۔[4]

☆☆☆

---

1. صحیح بخاری۔ باب الوحی۔ 2. صحیح البخاری۔ باب النکاح، صحیح مسلم، باب النکاح، جامع ترمذی، باب النکاح۔
3. سنن نسائی، کتاب المیاہ من المجتبی۔ ص ۶۳۔ نور محمد کتب خانہ کراچی 4. اصول الفقہ۔ ابوزہرہ ص ۸۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام شریعت کا تیسرا ماخذ ''اجماع''

''اجماع'' کی تعریف :

لغت میں : " العزم والتصمیم علی الشئی، والاتفاق " کو کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "فاجمعوا امرکم وشرکاء کم " [1] (سو تم اپنی کوئی تدبیر اپنے شرکاء سے مل کر پختہ طور پر طے کرلو) اسی طرح حدیث کے الفاظ ہیں : " اذلم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلایصم " [2] (جب آدمی نے روزے کو رات میں جمع نہیں کیا تو (گویا) اس نے روزے نہیں رکھا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے رات میں روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ نہیں کیا اس کا روزہ متصور نہیں ہوگا۔

اس لغوی مماثلت کی وجہ سے اُمت مسلمہ کے مجتہدین کسی رائے پر مجتمع ہوجائیں تو اس کیفیت کو اجماع کہتے ہیں اصطلاح اصولیین میں اس کی متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں :

☆ امام الشوکانی نے ان الفاظ کے ساتھ اجماع کی تعریف بیان کی :

" فھو اتفاق مجتھدی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ فی عصر من الاعصار علی امر من الامور ". [3]

(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی دور کے مجتہدین اُمت کا کسی معاملہ میں (اتفاق)۔

☆ امام غزالی نے ان کلمات کے ساتھ تعریف بیان کی :

"اتفاق امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ علی امر من الامور الدینیۃ ". [4]

(اُمت محمد ﷺ کا دینی اُمور میں سے کسی اَمر پر اتفاق)

امام غزالی کی تعریف پر اعتراضات :

اس تعریف پر علامہ الآمدی نے تین پہلوؤں سے گرفت کی ہے :

(۱) اس تعریف میں اُمت محمد ﷺ کے اتفاق کو اجماع قرار دیا، اُمت محمد یہ قیامت تک باقی رہے گی اور قیامت تک معلوم نہ ہوسکے گا کہ اُمت نے کن اُمور پر اتفاق کیا۔

(۲) اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اُمت سے ایک دور کی اُمت مراد ہے تو محل نظر ہے کہ اگر کسی دور میں ارباب حل وعقد موجود نہ ہوں تو عام لوگوں کا کسی دینی امر پر اتفاق پر اجماع شرعی بن جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۳) دینی اُمور کی قید لگانے کا معنی یہ ہے کہ کوئی عقلی قضیہ یا عرفی قضیہ حجت شرعی نہ بن سکے گا اور عقلی ومعاشرتی معاملات پر اجماع خارج ہوگا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

---

[1] یونس : ۷۱۔ [2] النسائی، کتاب الصیام۔ [3] ارشاد الفحول، ۱/۲۸۶۔ قاہرہ، دارالکتاب سن ند

[4] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ان اعتراضات کے فوراً بعد علامہ آمدی نے ان کے نزدیک اجماع کی مناسب تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی :

"الاجماع عبارة عن اتفاق جملة اهل الحل والعقد من اُمة محمد فی عصر من الاعصار علی حكم واقعة من الوقائع"۔[1]

(اجماع کسی معاملہ کے بارے میں کسی دور کے اُمت محمد ﷺ کے جملہ ارباب حل وعقد کے اتفاق سے عبارت ہے)

امدی کی تعریف میں قیود کے فوائد :

لفظ "اتفاق، اقوال، افعال، سکوت وتقریر" سب کو عام ہے اور "جملة اهل الحل والعقد" کہنے سے بعض کا اتفاق یا عام لوگوں کا اتفاق خارج ہو گیا جب کہ "من امة محمد" کی قید سے شرائع سابقہ کے اہل حل وعقد خارج ہو گئے اور "علی حكم واقعة" کی قید سے اثبات، نفی اور احکام عقلیہ وشرعیہ سب کو شامل ہو جائیں گے۔

امام شوکانی کی تعریف علامہ امدی کی تعریف سے قریب تر ہے البتہ امدی کی تعریف میں ارباب حل وعقد میں تمام (جملہ) کی شرط زائد ہے۔

امام غزالی کی تعریف پر امدی کی گرفت کا جائزہ :

امام غزالی کی تعریف پر اور امدی نے جو گرفت کی ہے وہ تعریف کے الفاظ کی حد تک درست ہے لیکن جو توضیحات خود امام غزالی نے بعد میں کی ہیں ان سے بہت حد تک موضوع کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام غزالی کے نزدیک بھی ایک ہی دور کے ارباب حل وعقد کا اتفاق اجماع کہلاتا ہے۔[2]

اجماع کی حجیت پر آراء :

علامہ امدی نے فرمایا :

"اتفق اكثر المسلمين علی ان الاجماع حجة شرعيه يجب العمل به علی كل مسلم خلافا للشيعه والخوارج والنظام من المعتزله"۔[3]

(اکثر مسلمان اس پر متفق ہیں کہ اجماع حجت شرعیہ ہے اس کے ذریعہ جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے البتہ شیعہ، خوارج اور نظام معتزلی اس میں اختلاف کرتے ہیں)

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں اس طرح مذکور ہے :

"(الاجماع حجة قطعا) ويفيد العلم الجازم (عند الجمع) من اهل القبلة (ولا يعتد بشرذمة من) الحمقی (الخوارج والشيعة......)"۔[4]

(اجماع حجت قطعی ہے یہ یقینی علم کا فائدہ پہنچاتا ہے بھی اہل قبلہ کا موقف یہی ہے ہاں احمقوں کی ایک قلیل جماعت جو شیعہ اور خوارج پر مشتمل ہے وہ اس کا اعتبار نہیں کرتے)

1۔ الاحكام فی اصول الاحكام، امدی، ۱/ ۱۳۸۔ 2۔ المستصفی۔ امام غزالی/ ۱۱۹۔۱۲۰

3۔ الاحكام فی اصول الاحكام۔ سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد الامدی متوفی ۶۳۱ھ، ۱/ ۱۳، بیروت، دار الفکر ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء

4۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲/ ۲۱۳ محب اللہ بن عبدالشکور عبدالعلی محمد نظام الدین الانصاری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

اجماع کو حجت ماننے والے حضرات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال کرتے ہیں اور ساتھ ہی عقلی استدلال بھی پیش کرتے ہیں۔ قرآن وسنت سے بعض مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

قرآن کریم سے استدلال :

کتاب اللہ کی کم از کم پانچ آیات[1] ایسی ہیں جن سے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے :

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لاتفرقوا".[2]

(اور دیکھو سب مل جل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ)

اس آیت سے استدلال اس طرح ہوگا۔ علامہ امدی نے فرمایا :

"انه تعالیٰ نهی عن التفرق، ومخالفة الاجماع تفرق، فکان منهیا عنه ۔ ولامعنی لکون الاجماع حجة سوی النهی عن مخالفته".[3]

(اللہ تعالیٰ نے تفرق وانتشار سے روکا اور ظاہر ہے کہ اجماع کی مخالفت تفرق ہے پس وہ ایسی چیز ہوگی جس سے منع کیا گیا ہے اور اجماع کا اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں جس کی مخالفت سے روکا گیا ہے)

علامہ القرطبی نے فرمایا :

"وفیها دلیل علی صحة اجماع حسبما هو مذکور فی موضعه من اصول الفقه واللہ اعلم".[4]

(اس آیت میں اجماع کی صحت پر دلیل ہے جیسا کہ یہ بات اپنی جگہ اصول فقہ میں مذکور ہے)

علامہ ابوبکر جصاص نے فرمایا :

"قد حکم اللہ تعالیٰ بصحة اجماعهم وثبوت حجة فی مواضع کثیرة من کتابه".[5]

(اللہ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر اجماع کی صحت اور ان کے حجت ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے)

(جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے)

---

1. النساء : ۱۱۵، البقرۃ : ۱۴۳، آل عمران : ۱۱۰، ۱۱۳، النساء : ۵۹، ان سب سے وجہ استدلال کے لئے دیکھئے الاحکام للامدی ۱/۱۳۰، ۱۵۱، اور اصول الفقہ شیخ خضری ص ۳۳۹۔
2. النساء : ۱۱۵۔
3. الاحکام، امدی، ۱/۱۵۰۔
4. الجامع لاحکام القرآن ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ۴/۱۶۴ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۳ کی تشریح میں فرمایا بیروت دار الفکر ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء۔
5. الاحکام القرآن ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی متوفی ۳۷۰ھ ۲/۳۹، باب فرض الحج، بیروت دار الکتاب العربی سنہ ندارد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث و آثار سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرۃ اور حضرت حذیفہ بن الیمان اور دیگر صحابہ[1] رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے مروی ہے :

"ان أمتی لاتجتمع علی الضلالۃ".[2]

(میری اُمت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی)

الشیخ خضری نے حدیث "لاتجتمع علی الضلالۃ" بیان کر کے طویل تبصرہ میں اس حدیث سے وجہ استدلال کو بھی بیان کیا ہے۔[3]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ اثر مروی ہے :

"ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن وماراٰہ المسلمون قبیحا فھو عنداللہ قبیح".[4]

(جس امر کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہے اور جسے برا سمجھیں وہ برا ہے)

امام شوکانی نے فرمایا :

"لا اعتبار بقول العوام فی الاجماع لاوفاقاً ولاخلافاً عندالجمھور لانھم لیسوا من اھل النظر فی الشرعیات ولایفھمون الحجۃ ولا یعقلون البرھان".[5]

(جمہور علماء کے نزدیک عوام کی بات چاہے موافقت میں ہو یا مخالفت میں معتبر نہیں کیونکہ شرعی اُمور میں وہ (عوام) اہل نظر نہیں ہیں اور وہ دلیل و حجت کا فہم بھی نہیں رکھتے)

الغرض وہی اجماع معتبر کہلائے گا جو مسلمان مجتہدین کے ذریعے ہو اور یہ کہ وہ تمام مجتہدین متفق ہوں اگر ایک دو تین مجتہدین بھی اختلاف کریں تو بھی اجماع منعقد نہیں ہوگا۔

شیخ وھبہ زحیلی نے اس بارے میں بعض حضرات کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ وہ کہتے ہیں :

"ینعقد الاجماع مع مخالفتہ الواحد والاثنین".[6]

(ایک دو افراد کی رائے کی مخالفت کے باوجود اجماع منعقد ہو جاتا ہے۔)

اور اجماع میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجتہدین کا اتفاق کسی حکم شرعی پر ہو اور نبی کریم ﷺ کے بعد اس کا انعقاد ہوا ہو۔

---

1. المستصفی، امام غزالی ۱/۱۱۱۔
2. سنن ابن ماجہ ۔ باب الفتن۔
3. اصول الفقہ، شیخ محمد الخضری ص ۳۳۱۔
4. مؤطا امام محمد ، کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان۔
5. ارشاد الفحول ، الشوکانی ۱/۳۳۷۔ قاہرہ، دار الکتاب سنہ ندارد۔ قاہرہ، دار الکتاب سنہ ندارد
6. اصول الفقہ، وھبہ الزحیلی ۱/ ۵۱۸، دمشق، دار الفکر ۱۹۸۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماع صحابہ سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال :

اجماع سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال دادا کا بیٹے کے ساتھ میراث پانا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص مرا اور اس نے دادا اور بیٹا وارث چھوڑے تو باپ کی عدم موجودگی میں میراث میں دادا باپ کی جگہ لے لے گا اور متوفی (مرنے والے) کے بیٹے کی موجودگی کے باوجود باپ کی طرح سدس (۱/۶) میراث کا حقدار ہوگا اور یہ حکم اجماع صحابہ سے اسی طرح باپ کی موجودگی میں بنو الاعیان اور علات (مرد ہو یا عورتیں) کی میراث اور استھاع کی صحت پر اجماع ہے۔[1]

اجماع کی اقسام :

اس کی دو قسمیں ہیں : (۱) اجماع صریح / نطقی / قولی۔ (۲) اجماع سکوتی۔

اجماع صریح : یہ وہ اجماع ہے جس میں کسی حکم کے بارے میں مجتہدین سے متفق رائے منقول ہو، ضروری نہیں کہ مجتہد زبان سے بول کر ہی اپنی رائے کا اظہار کرے بلکہ وہ تمام ذرائع بھی جو کلام کی تعریف میں آتے ہیں نطق کہلاتے ہیں۔ جیسے مجتہدین کی کسی مجلس میں ایک مسئلہ زیر بحث آئے اور حتمی رائے کا اظہار کوئی ایک صاحب کریں باقی حاضرین ہاتھ اُٹھا کر کسی دوسرے ذریعے سے اپنی تائید کا اظہار کریں تو اصطلاح میں یہ اجماع صریح کہلاتا ہے۔

اجماع سکوتی : اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں کوئی مجتہد اپنی رائے کا اظہار کرے اور یہ مشہور ہو کہ دوسرے تمام مجتہدین تک پہنچ جائے وہ سب اس پر سکوت اختیار کریں۔ صراحت سے نہ انکار کریں اور نہ صراحت سے اس کی تائید کریں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اظہار رائے میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں مختلف مکاتبِ فکر کی آراء :

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں علماء اُمت میں اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں علماء کے پانچ مکاتب فکر ہیں۔[2]

پہلا مکتبہ فکر : امام شافعی، امام مالک، امام باقلانی، اور عیسیٰ بن ابان کے مطابق اجماع سکوتی نہ تو اجماع ہے اور نہ اسے حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔

دوسرا مکتبہ فکر : امام احمد اور اکثر فقہاء احناف کے مطابق اجماع سکوتی بھی اجماع صریح کی طرح نہ صرف اجماع ہے بلکہ یہ حجت بھی ہے۔

تیسرا مکتبہ فکر : ابوعلی الجبائی کے مطابق کسی رائے کے مشہور ہوجانے کے بعد دوسرے علماء کا سکوت ان کے زمانے میں اجماع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ان کی وفات کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان علماء نے اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا تھا اس لئے ان کی رائے اجماع سکوتی کے ضمن میں آتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ صراحتاً اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہوں

---

[1] اسلامی فقہ کے اصول و مبادی ساجد الرحمن صدیقی ص ۱۴۰، بنو الاعیان سے مراد باپ ماں شریک بھائی بہن اور بنو الاخیلاف ماں شریک بہن بھائی ہیں۔

[2] اصول الفقہ، وھبہ الزحیلی ۱/۵۵۲، دمشق دار الفکر ۱۹۸۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اس زیر بحث معاملے پر خوب مطالعہ و تحقیق کر چکے ہوتے ہیں۔ مسئلہ کی تمام جزئیات ان کے سامنے آ چکی ہوتی ہیں، لیکن جو لوگ خاموش ہیں ان کی خاموشی کو اجماع کی نسبت دینا درست نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی مطالعہ و تحقیق کے مرحلے سے گزر رہے ہوں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی کسی نتیجے پر نہ پہنچے ہوں یا متردد ہوں اور رائے کے اظہار کو فی الوقت مناسب خیال نہ کرتے ہوں اس لئے ان کا سکوت اجماع سکوتی نہیں کہلا سکتا۔

چوتھا مکتبہ فکر : ابن حاجب مالکی، امام کرخی حنفی، ابو ہاشم بن ابی علی اور علامہ آمدی کے مطابق اجماع کی یہ قسم اجماع قرار نہیں دی جا سکتی لیکن اسے بطور دلیل اختیار کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں مکتبہ فکر : ابن ابی ھریرہ کے مطابق اگر جن لوگوں سے اجماع صریح کا صدور ہوا ہو وہ حکومتی اختیارات اور مناصب رکھتے ہوں تو سکوت اختیار کرنے والوں سے اجماع سکوتی منسوب نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر اجماع صریح ان لوگوں کی طرف سے ہو جو حکومتی مناصب و اختیارات سے خالی ہوں تو پھر ایسا اجماع، اجماع بھی ہے اور اسے بطور دلیل حجت بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس رائے کے ضمن میں یہ بات ہے کہ اُمت کے اجتماعی فیصلے ہر طرح کے خوف، ڈر لالچ، ترغیب و تحریص اور ترہیب سے الگ رہ کر کئے جائیں۔

انعقاد اجماع کا امکان :

اجماع کے منعقد ہونے اور عملاً اس کے واقع ہونے کے امکان پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ بعض لوگوں مثلاً معتزلہ میں سے نظام کا خیال ہے کہ اس کا انعقاد اور عملی طور پر اس کا وقوع ممکن نہیں۔

اجماعی فیصلوں کی اجماع جدید کے ذریعے تنسیخ :

کیا کوئی مجتہدین کا نیا اجماع سابقہ اجماع کو منسوخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور دونوں کے بارے میں الگ الگ آراء ہیں۔

(۱) اجماعی فیصلوں میں اختلاف : اس کی ایک صورت تو یہ بن سکتی ہے کہ مجتہدین کسی مسئلہ پر اجماع منعقد کر لیں اور پھر وہی مجتہدین اپنا فیصلہ بدل کر اسی مسئلہ پر نیا اجماعی فیصلہ کر لیں اس بارے میں دو مکتب فکر ہیں۔

(الف) جمہور علماء کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اجماع ایک ہی دفعہ منعقد ہوتا ہے اور حجت شرعیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

(ب) دوسرے مکتبہ فکر کے کچھ علماء کا خیال ہے کہ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ نئے اجماع کی ضرورت پیش آئے تو وہی مجتہدین کوئی نیا فیصلہ بھی کرنے کے مجاز ہیں۔

(۲) نئے مجتہدین کے ذریعے اختلاف : اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ کسی اجماعی فیصلے کو دوسرے مجتہدین نے اس زمانے میں منسوخ کیا ہو اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) پہلی شکل یہ ہے کہ مجتہدین کا کسی مسئلہ پر اجماع ہو چکا ہو اور مجتہدین ہی کی ایک جماعت کسی مختلف رائے کا اعلان کرے یہ صورت جمہور علماء کے لئے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ایک وقت میں دو اجماع ممکن نہیں ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بات اجماع کے بنیادی تصور سے متصادم ہے، لہٰذا دوسرا اجماع باطل قرار پائے گا۔ بعض علماء نے ایک درمیانی راستہ نکالا کہ مؤخر الذکر مجتہدین کو کوئی ایسی دلیل ملی ہو جو اول الذکر مجتہدین کی نظروں میں آنے سے رہ گئی ہو تو اس کی روشنی میں نیا اجماع بھی ممکن ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اجماع کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

(ب) دوسری شکل یہ ہوسکتی ہے کہ مجتہدین کسی معاملہ پر اتفاق کرلیں بعد میں آنے والے مجتہدین اس مسئلہ پر کسی نئی رائے کا اظہار کریں اور سابقہ فیصلہ تبدیل ہوجائے تو یہ صورت حال اسی طرح ممکن ہے کہ سابقہ تاویلات کے مقابلہ میں نئی تاویلات کے ساتھ اجماع کیا جائے[1]

اجماع کے مراتب :

قوت وضعف اور یقین وظن کے اعتبار اجماع کے چار مراتب ہیں جو مختصراً مندرجہ ذیل ہے :

(۱) کسی مسئلہ وواقعہ کے بارے میں صحابہ کا یہ کہہ کر اتفاق کرنا کہ تمام صحابہ اس پر متفق ہوگئے یہ اجماع عزیمت کی اعلیٰ قسم ہے۔ یہ بمنزلہ قرآن مجید وحدیث کے ہے اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک ایسے اجماع کا رد کرنا کفر ہے جیسے حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت پر صحابہ کا متفق ہوجانا۔

(۲) کسی مسئلہ پر صحابہ کا اس طرح اتفاق کرنا کہ بعض زبان سے اس کی قبولیت کا اقرار کریں یا اس پر عمل کریں اور دوسرے خاموش رہیں اور اس قول یا عمل کو رد نہ کریں یہ اجماع رخصت (اجماع سکوتی) ہے۔ یہ حدیث متواتر کی طرح ہے بشرطیکہ یہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے یہ پہلے قسم کے اجماع سے درجہ میں کم ہے ایسا اجماع کا منکر کافر نہیں ہے، بلکہ گمراہ کہلائے گا اس اجماع کی بنیاد قطعی دلیل پر ہوتی ہے بعض علماء اصول کے نزدیک اگر اجماع سکوتی میں قرائن حال سے یہ ثابت ہوجائے کہ سکوت کرنے والوں نے کسی قول سے اتفاق کرتے ہوئے سکوت کیا ہے تو اس کا منکر کافر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں قبیلہ بنوتمیم اور غطفان نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا تو آپ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ابتداء میں لوگوں نے آپ کی مخالفت کی لیکن بعد میں سب کا اتفاق ہوگیا اور جن لوگوں نے سکوت اختیار کیا وہ آپ کے ساتھ متفق تھے کیونکہ جہاد میں صحابہ نے آپ کا ساتھ دیا۔

امام الحرمین اور امام غزالیؒ کی رائے یہ ہے کہ اجماع ایک ظنی حجت ہے اس لئے اس کا منکر کافر نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اجماع کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے کیونکہ اس کی حجیت کے دلائل ظنی ہیں۔

(۳) صحابہ کے بعد تابعین وتبع تابعین کا کسی ایسے مسئلہ میں اجماع جس میں سلف نے کچھ نہیں کہا یہ اجماع بمنزلہ حدیث مشہور کے ہے یعنی اس سے صرف طمانیت حاصل ہوتی ہے یقین حاصل نہیں ہوتا بشرطیکہ اس میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہ ہو۔ ایسے اجماع کا منکر گمراہ ہے نہ کہ کافر۔

---

[1] اصول البزدوی (کشف الاسرار) البزدوی ۳/۲۴۹ ملخص الفاظ کی زیادتی وتغیر کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) صحابہ یا تابعین کے اقوال میں سے کسی قول پر متاخرین کا اتفاق کر لینا اس کا حکم خبر واحد کی طرح ہے۔ یہ سب سے کم درجہ کا اجماع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کے دور میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور متاخرین ان اقوال میں سے کسی ایک قول پر متفق ہو جائیں ...... اس کی حجت ظنی ہے اور اس پر عمل واجب ہے یقین واجب نہیں، امام غزالی اور بعض احناف کے نزدیک اس پر عمل واجب نہیں۔ اہل اصول کے نزدیک ہر قسم کا اجماع رائے اور قیاس پر مقدم ہے کیونکہ یہ بمنزلہ خبر متواتر، مشہور یا احاد کے ہے اور حدیث کی ان تینوں قسموں کو رائے پر ترجیح ہے۔[1]

☆☆☆

[1] جامع الاصول ڈاکٹر احمد حسن ص ۲۳۹، ۲۴۰ مطبع مجتبائی پاکستان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام شریعت کا چوتھا ماخذ ’’قیاس‘‘

قیاس کی تعریف :

قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا، پیمائش کرنا۔ اس لفظ کا استعمال اس موقع پر کیا جاتا ہے جب ایک شئی کو دوسری شئی سے نسبت دے کر مماثلت بیان کرنا مقصود ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : ’’ فلان یقاس بفلان ‘‘[1] (فلاں شخص اس فلاں شخص کے مساوی یا برابر ہے)، اسی طرح گز یا میٹر کے ذریعے کپڑے کے پیمائش کے وقت اہل زبان یوں بولتے ہیں : ’’ قست الثوب بالذراع ‘‘[2] (میں نے کپڑے کی گز کے ذریعے پیمائش کی)۔

قیاس کی اصطلاحی تعریف :

اصول فقہ کی کتابوں میں قیاس کی مختلف تعریفیں ملتی ہیں جن میں سے چند کا ذکر علامہ آمدی نے بھی کیا ہے۔ پھر ان سب کا رَد کیا اور پھر علامہ آمدی نے ان الفاظ کے ساتھ قیاس کی تعریف بیان کی :

’’ الاستواء بین الفرع و الاصل فی العلة المستنبط من حکم الاصل ‘‘.[3]

(اصل کے حکم سے ماخوذ علت کا فرع اور اصل سے معادلہ کرنا۔)

ابوالحسین البصری نے فرمایا :

’’ تحصیل حکم الاصل فی الفرع لاشتباههما فی علة الحکم عندا لمجتهدین ‘‘.[4]

(مجتہد کے نزدیک فرع میں اصل اور فرع کی علت میں مشابہت کی بناء پر اصل کے حکم کا حصول (قیاس کہلاتا ہے)

علامہ النسفی نے یوں تعریف بیان کی :

’’ تقدیر الفرع بلاصل فی الحکم و العلة‘‘.[5]

(حکم اور علت میں فرع کا اصل سے موازنہ کرنا۔)

قیاس کی تعریفات کا ماحصل :

قیاس کی اصطلاحی تعریفات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے چار رکن ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

(اول) اصل : اس کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم جس نص سے ثابت ہو اس نص کو اصل کہتے ہیں۔

---

1. الاحکام، آمدی ۳/۱۲۴۔ 2. الاحکام، آمدی ۳/۱۲۳۔
3. الاحکام، آمدی ۳/۱۳۰۔ 4. الاحکام، آمدی ۳/۱۲۶۔
5. نورالانوار فی شرح المنار للنسفی ص ۲۲۳ محمد سعید اینڈ تاجران کراچی۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(دوم) حکم اصل : یہ شرعی حکم ہے جو قیاس کے رکن اصل میں نص سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو فرع یعنی نئے واقعہ کی طرف متعدی کیا جاتا ہے۔

(سوم) فرع : اس کو مقیس بھی کہتے ہیں یہ وہ مسئلہ یا واقعہ ہے جس کے بارے میں نص سے کوئی حکم ثابت نہیں ہے قیاس کے طریقہ کار پر عمل کر کے اصل میں جو حکم موجود ہو اس کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔

(چہارم) علت : یہ وہ وصف ہے جو اصل میں موجود ہو اور یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے حکم دیا گیا ہو اگر یہ ہی وصف اور یہ ہی غرض یا اس جیسا وصف اور اسی کے مشابہ غرض فرع یعنی نئے واقعہ میں موجود ہو تو اس کو اصل کے مساوی سمجھا جائے گا اس لئے اس پر بھی اس حکم کا اطلاق ہوگا جو اصل میں موجود ہے۔

قیاس کرنے کے بعد فرع کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے وہ قیاس کے طریقہ کار پر عمل کا نتیجہ یا ثمرہ ہے یہ ارکان قیاس میں سے نہیں ہوتا ارکان قیاس میں سے حکم اصل ہوتا ہے نہ کہ حکم فرع۔

قیاس کی مشروعیت اور اس کے دلائل :

قیاس کی مشروعیت کے قرآن و سنت سے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"یایھا الذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیرو احسن تاویلا "[1]

(اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں تنازع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔)

تجزیہ :

مذکورہ بالا آیت سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً اللہ اور رسول کا حکم دیا ہے اس کے بعد اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو اللہ و رسول کے احکام کے مطابق ہونے کی شرط سے مشروط ہے اور اگر قرآن و سنت میں صریح حکم (نص) موجود نہ ہونے کی صورت میں اولوالامر کے حکم کے نتیجے میں لوگوں اور اولوالامر کے مابین نزاع پیدا ہو جائے تو ایسے امر کو اللہ اور رسول کی جانب لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان اُمور پر قیاس کیا جائے جن میں نص موجود ہے اور زیر نزاع معاملے میں وہ علت موجود ہونے کی بنیاد پر جو منصوص حکم موجود ہے اس معاملے کا بھی وہی حکم تسلیم کیا جائے۔

---

[1] النساء : ۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں صراحت کے ساتھ لفظ استنباط آیا ہے، ارشاد ربانی ہے :

" ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم "۔[1]

(حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں۔)

امام شوکانی نے اس آیت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا :

" فاولوا الامر هم العلماء، والاستنباط هو القياس "۔[2]

(اولوالامر سے مراد علماء اور استنباط سے مراد قیاس ہے۔)

قیاس کی مشروعیت میں سنت سے استدلال :

حضرت معاذ بن جبل کی حدیث اس اَمر کی تائید فراہم کرتی ہے کہ قرآن وسنت میں واضح حکم نہ ملنے کی صورت میں حضرت معاذ بن جبل کا " اجتهد برائى " (میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا)۔ فرمانا اور حضور ﷺ کا آپ کے سینہ پر دست مبارک پھیرنا اور یہ فرمانا :" الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله لما يرضاه رسول الله "۔[3]

امام شوکانی فرماتے ہیں :

" استدلوا ايضا بماثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم، من القياسات، كقوله" ارأيت لو كان على ابيك دين فقضيته أكان يجزى عنه؟ قالت، نعم قال : "فدين الله احق ان يقضى "۔[4]

(علماء نے حضور ﷺ سے جو قیاسات میں ثابت ہے اس کا اس سے بھی استدلال کیا کہ آپ ﷺ کا اس (صحابی) سے یہ فرمانا کہ اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ضرور ادا کرتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے قرض کی ادائیگی زیادہ موزوں اور ضروری ہے۔)

قیاس کے دلیلِ شرعی ہونے پر صحابہ کا اجماع :

صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان کی امامت پر قیاس کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میراث جد (دادا) کو باپ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوتے پر قیاس کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مے نوشی کی حد کو قذف پر قیاس کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا : " اعرف الاشباه والنظائر ثم قس الامور عند ذلك "[5] (اشباہ ونظائر کو پہچانو پھر اُمور کو ان کے مطابق قیاس کرو)۔ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین کے پہلے حصہ میں کئی صحابہ کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جن کی بنیاد انہوں نے قیاس پر رکھی شارح بزدوی، عبدالعزیز بخاری نے کشف الاسرار میں علامہ بزدوی کے قول" وعمل اصحاب النبى فى هذا الباب " کے تحت لکھا :

1۔ النساء : ۸۳۔ 2۔ ارشاد الفحول۔ الشوکانی ۲/۱۳۸۔

3۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی البخاری ۳/۲۷۸، ۲۷۹، ارشاد الفحول الشوکانی ۲/۱۴۱ ملخص ومفہوم حدیث۔

4۔ ارشاد الفحول ۲/۱۴۳۔ 5۔ اعلام الموقعین ۱/۶۲، کشف الاسرار علی اصول البزدوی ۳/۲۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اشارة الى متمسك اخر عول عليه اكثر الاصوليين وهو الاجماع فانه قد ثبت بالتواتر ان الصحابه رضى الله عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع ذلك فيما بينهم من غير رد وانكار"۔[1]

اس کے بعد شارح بزدوی نے چاروں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے عمل سے قیاس کی متعدد مثالیں دیں احکام شریعہ کے اثبات میں قیاس کی حجیت اگر چہ کتاب، سنت اور اجماع کے بعد ہے لیکن دائرہ اثر کے لحاظ سے اس کی وسعت اور وقوع بہ نسبت اجماع کے زیادہ ہے کیونکہ احکام فقہیہ میں قیاس پر اعتماد زیادہ ہے جبکہ اجماع سے ثابت ہونے والے احکام محدود ہیں۔

مصطفیٰ احمد الزرقاء فرماتے ہیں:

"ولا يخفى ان نصوص الكتاب والسنة محدودة متناهية والحوادث الواقعة والمتعقة غير متناهية، فلا سبيل الى اعطاء الحوادث والمعاملات الجديدة منازلها واحكامها فى فقه الشريعة الاعن طريق الاجتهاد بالراى الذى راسه فالقياس اغزر المصادر الفقهية فى اثبات الاحكام الفرعية للحوادث".[2]

(یہ حقیقت واضح ہے کہ قرآن کریم اور سنت کی نصوص محدود ہیں جب کہ وقوع پذیر ہونے والے احوال وواقعات لامتناہی اور غیر محدود ہیں اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ رائے اور قیاس کے ذریعے اجتہاد کرکے نو بہ نو پیش آنے والے واقعات اور معاملات کے شرعی احکام معلوم کئے جائیں۔ غرض قیاس جملہ مصادر شریعت میں فرعی احکام کے استنباط کا سب سے زیادہ وسیع مصدر ہے۔)

صاحب الفکر السامی قیاس کے عقلی ونقلی دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں:

"فمن انكر القياس وزعم ان الشرع تعبدى كله فقد عطل الحكمة ولم يفهم الشريعة حق فهمها".[3]

(جس نے قیاس کا انکار کیا اور یہ سمجھا کہ شریعت مکمل طور سے تعبدی ہے تو اس نے شریعت کی حکمت کو معطل کر دیا اور اسے ایسا نہیں سمجھا جیسا کہ اس کا حق تھا۔)

قیاس کے شرائط[4]:

قیاس کا عمل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کے چاروں ارکان اصل، حکم اصل، فرع اور علت میں پائی جانے والی خاص شرائط پوری نہ ہوں اور وہ شرائط مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔

---

1. كشف الاسرار على اصول فخر الاسلام البزدوى ۳/۲۸۰۔
2. الفقه الاسلامى فى ثوبه الجديد، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۶۷، ۶۸ دمشق مطبعة الانشاء ۱۳۸۴ھ۔ ۱۹۶۵ء۔
3. الفكر السامى فى تاريخ الفقه الاسلامى، محمد بن الحسن الحجوی الثعالبی الفاسی متوفی ۱۳۹۱ھ، ص ۱/۱۴۰ تحقیق ایمن صالح شعبان بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۶ھ۔
4. فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، محب اللہ بن عبدالشکور، عبدالعلی محمد نظام الدین الانصاری بحر العلوم ۲/۲۵۱، المستصفی امام غزالی ۲/۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) اصل سے متعلق شرطیں :

قیاس کے پہلے رکن اصل کی دو شرطیں ہیں :

(الف) اس کا حکم کسی دوسری اصل کی فرع نہ ہو بلکہ یہ حکم مستقل بالذات ہو اور نص (قرآن وسنت) سے ثابت ہو کسی دوسری اصل کی فرع لے کر اس پر قیاس کیا جائے تو یہ قیاس نہیں ہے۔

(ب) اصل کے حکم کی دلیل میں فرع کا حکم شامل نہ ہو اگر ایسا کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکم ثابت کرنے کے لئے دلیل کو استعمال کیا جا رہا ہے قیاس کے ذریعے حکم ثابت نہیں کیا جا رہا۔

(۲) فرع اور اس کی شرطیں :

فرع کو مقیس بھی کہتے ہیں مقیس وہ شئے ہے جس پر قیاس کیا جائے، فرع سے متعلق تین شرطیں ہیں :

(الف) فرع کے لئے اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ قرآن وسنت میں اس کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ ہو بلکہ علت کے اشتراک کی وجہ سے قرآن مجید یا سنت نبوی سے اصل کا کوئی حکم لیا جا رہا ہو۔ فرع کے لئے قرآن و سنت میں کوئی حکم موجود ہو تو پھر قیاس یعنی اجتہاد کی سرے سے کوئی ضرورت نہیں رہتی اور اس طرح کیا گیا۔ اجتہاد باطل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کے صریح احکام کے ہوتے ہوئے کوئی حکم نہیں لایا جا سکتا فقہی قاعدہ ہے کہ : "الاجتهاد لایعارض النص" یعنی اجتہاد نص (قرآن وسنت کے حکم) میں تعارض پیدا نہیں کر سکتا)۔

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ فرع میں وہی علت ہو، جو اصل میں پائی جائے۔ جیسے خمر اور نبیذ میں نشے کی نوعیت یا کیفیت میں تو کمی بیشی کا فرق بے شک ہو، لیکن علت (نشہ) دونوں میں ایک ہو۔ اصل اور فرع میں علت کا اشتراک ایک جیسا نہ ہو، تو فرع پر اصل کے حکم کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح علت میں عدم مساوات کی وجہ سے حکم میں بھی عدم مساوات ضروری ہو جاتی ہے، جو نہ ممکن ہے اور نہ شرعا جائز۔ فرع میں یہ شرط نہ پائی جائے تو ایسے قیاس کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی مسلمان اپنی بیوی کو اپنی ماں کے برابر قرار دے، (شرع میں اسے ظہار کہتے ہیں) تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ وہ ایک خاص طرح کا کفارہ ادا کرے۔ امام شافعی نے اس قرآنی حکم پر قیاس کرتے ہوئے ذمی (وہ غیر مسلم باشندہ، جو اسلامی ریاست کے مفتوحہ حدود میں ایک مخصوص ٹیکس دے کر، یا خود کو فوجی خدمت کے لئے پیش کر کے، رہتا ہے) کے لئے بھی یہی حکم عائد کیا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے خیال میں یہ قیاس مع الفارق ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ظہار کی جو صورت اور اس کا کفارہ قرآن میں بیان ہوا ہے، اس کا ذمی کے لئے قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ امام صاحب کے خیال میں وہ اہلیت، جو اس نوعیت کے کفارے کے لئے ضروری ہے، ذمی اس سے خالی ہے اس لئے یہ قیاس مع الفارق ہے۔

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ فرع کا حکم اصل کے حکم پر مقدم نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) حکم اور اس کی شرطیں :

حکم سے مراد کسی معاملہ میں وہ شرعی فیصلہ ہے، جو قرآن مجید یا سنت مطہرہ سے ثابت ہو۔ جیسے "شراب شرعاً حرام ہے" اس جملہ میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے شراب کی اسی حرمت کو اصطلاح میں "حکم" کہتے ہیں۔ حکم کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شرعی ہو۔

تمام علمائے اُمت کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ قرآن وسنت کے کسی حکم کو ہم اسی صورت میں شرعی قرار دے سکتے ہیں، جب وہ شرعی اُمور سے تعلق رکھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حکم ایسا نہ ہو جو کسی خاص موقع کے لئے بطور استثناء ہو، جیسے بھول چوک کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورت میں روزے کی قضا یا کفارہ ادا نہ کرنے کے لئے اجازت دی ہے۔ یہ استثناء صرف روزے کے لئے ہے اسے دوسرے شرعی اُمور پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی خاص شخص کے بارے میں مخصوص نہ ہو جیسے شہادت کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا شہادت ہی دو افراد کے برابر ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ حکم منسوخ نہ ہو چکا ہو، قرآن وسنت میں کئی ایسے احکام ہیں جو کسی خاص صورت حال کے لئے ہیں۔ حالات بدل جانے پر ان احکام کو تبدیل کر دیا گیا، لہٰذا ان سابقہ منسوخ شدہ احکام پر نئے مسائل کو قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی پانچویں شرط یہ ہے کہ حکم کی علت ایسی نہ ہو جو انسانی عقل کے دائرے سے باہر ہو۔ حکم کی علت ماورائے عقل ہو، تو اس کا فہم حاصل کرنا انسانی بصیرت کے لئے ممکن نہیں ہوتا اس لئے بعید از عقل یا ماورائے عقل علت پر قیاس درست نہیں ہے۔

(۴) علت اور اس کی شرطیں :

قیاس کے ارکان میں سے علت سب سے اہم اور ضروری جزو ہے۔ قیاس کو سمجھنے کے لئے علت کی معرفت ضروری ہے۔ یہ ہی وہ مشترک چیز ہے، جو اصل اور فرع دونوں میں ہوتی ہے اسی پر حکم جاری ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اصل میں علت نہ پائی جائے تو حکم بھی کالعدم ہو جاتا ہے اور قیاس بھی اپنی شرعی حیثیت کھو بیٹھتا ہے۔

علت، قیاس کا بہت اہم رکن ہے۔ یہاں پر اس کے ضروری اصول ومبادی مندرجہ ذیل ہیں :

لغوی اعتبار سے علت سے مراد بیماری ہے۔ بیمار آدمی کے لئے علیل (جس میں کوئی علت پائی جائے) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ علت کی وجہ سے انسان کے اوصاف میں کوئی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اسے علیل کہتے ہیں۔ قیاس کا زیادہ دارومدار علت پر ہے، اس لئے اس کے متعلقہ مسائل بھی دوسرے ارکان سے زیادہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علت کو سمجھنے کے لئے حرمت شراب کی مثال دوسرے انداز میں دی جاتی ہے۔ شراب کا عام مائعات، جیسے دودھ، پانی اور پھلوں کے رس کی طرح تصور کیا جائے تو یہ ان ہی جیسا ایک مائع ہے لیکن شراب کا استعمال انسان کے لئے حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی مائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ عناصر اپنی فطری ترتیب کے ساتھ ہین جو انسان کے لئے حرام ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی مائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ عناصر اپنی فطری ترتیب کے ساتھ ہیں جو انسانوں کے لئے ضرر رساں نہیں ہے، لیکن شراب وہ مشروب ہے جس کے اوصاف میں تغیر پیدا ہو چکا ہے، یہ تغیر نشے کی صورت میں ہے۔ شراب میں نشے کی علت نہ ہوتی تو اس کے بارے میں بھی وہی حکم ہوتا جو دیگر حلال مشروبات کا ہے۔

علت کی پہلی شرط یہ ہے کہ علت کا وصف ظاہر ہو اس سے مراد یہ ہے کہ علت کی پہچان آسان ہو۔ جیسے خمر میں نشہ علت ہے، یہ علت نبیذ میں پائی جاتی ہے اس لئے نبیذ بھی حرام ہے۔

علت کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا وصف حکم کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو۔ علت کے وصف سے مراد وہ کیفیت ہے، جس کی وجہ سے شے کے بارے میں حکم نازل ہوا ہو۔ وصف ہی کا وصف اور حکم میں مناسبت نہ ہو تو قیاس جائز نہیں ہے، یہ بات ایک مثال سے مزید واضح ہو سکتی ہے۔

علت کی تیسری شرط یہ ہے کہ انسانی عقل آسانی سے اس تک پہنچ سکے۔ جیسے شراب کی حرمت قائم کرنے کے لئے نشہ علت ہے۔ یہ ایسی علت ہے جو تمام انسانوں کے لئے ایک جیسی اور معروف ہے۔ ہر انسان کے ذہن میں لفظ نشہ سننے پر وہ خاص مفہوم واضح آ جاتا ہے، جو اس کے معانی میں موجود ہے۔

علت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہو کسی شے میں علت موجود ہو، لیکن حکم نہ ہو تو وہی علت کی دوسری شے میں تلاش کر کے قیاس ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ حکم کے بغیر قیاس نہیں ہو سکتا۔

علت کی پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ معین اور غیر متبدل ہو۔ حالات واقعات، اشخاص اور زمانے کی تبدیلی، علت کی ماہیت پر کوئی اثر نہ ڈالے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے: "القاتل لا یرث"[1] (قاتل وارث نہیں ہوتا)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میراث میں سے کسی جائز وارث کی محرومی کی علت، فعل قتل ہے۔ قتل کرنے والا کوئی بھی ہو، کسی زمانے کا ہو حکم میں تبدیلی نہیں آئیگی۔

علت کی پہچان اور بعض احکام کی علتیں :

علت، قرآن وسنت کے احکام میں کہیں تو صراحتاً ملتی ہے اور کہیں فقیہ کو اپنی بصیرت اور گہرے غور وفکر کے بعد ملتی ہے۔ اس کی پہچان کے لئے گہرا مطالعہ اور فکری ارتکاز ضروری ہے۔ فقہاء نے علت کی تلاش کے لئے کچھ قواعد وضوابط

[1] الترمذی، ابواب الفرائض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضع کر رکھے ہیں، جن کے ذریعے کسی اصل میں علت کی تلاش کر لی جائے تو قیاس کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ علت کی پہچان کے کئی طریقے ہیں، یہاں پر چند ضروری اور اہم طریقوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا اور واضح طریقہ تو یہی ہے کہ علت نص میں مذکور ہو اور اس کا فہم حاصل کر لیا جائے۔ یہ بات ایک مثال سے بہتر طریقے سے سمجھی جاسکتی ہے۔

انسان کی نجی زندگی کے بعض پوشیدہ گوشے ہیں، جن کا تعلق شرم و حیا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوسروں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے، کسی کے گھر کے اندر بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ اس کے بعد گھر کے اندر خواب گاہ میں بھی دوسروں کے داخلے کے لئے مشروط اجازت ہے، بچوں اور گھر کے کئی دوسرے افراد مثلاً نوکر چاکر وغیرہ کو صبح نماز سے قبل، دوپہر کو آرام کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد اگر سربراہ خانہ کی خواب گاہ میں جانے کی ضرورت پیش آئے تو داخلے سے قبل اجازت درکار ہوتی ہے۔ ان اوقات کے علاوہ خواب گاہ میں اجازت لئے بغیر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ قرآن نے یہ اجازت ان الفاظ میں دی ہے:

"لیس علیکم ولا علیھم جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض"۔[1]

(ان وقتوں کے علاوہ اگر وہ تمہارے کمروں میں آئیں تو) تمہارے اُوپر اور ان پر کچھ گناہ نہیں ہے، (اس لئے کہ) تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی پڑتا ہے۔)

اس حکم میں تین اوقات کے علاوہ نوکروں اور بچوں کو جس "علت" کی بناء پر خواب گاہوں میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے جانے کا عمل ہے۔ اس حکم میں حاکم (اللہ تعالیٰ) نے حکم کی علت خود بیان کر دی ہے۔

الفاظ کے ذریعے علت کی پہچان:

حکم کے الفاظ بھی علت کی پہچان میں مدد دیتے ہیں۔ لفظ "کی" (جس کے معنیٰ "تا کہ" ہیں) سے علت کا پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر بغیر جنگ کئے متحارب کفار سے چھینے گئے مال کو تقسیم کرنے کی علت لفظ "کی" کے ذریعے بیان فرمائی:

"کی لایکون دولة بین الاغنیاء منکم"۔[2]

(تا کہ وہ (مال) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔)

"لاجل" اور "من اجل" کے معنیٰ بھی "تا کہ" ہی کے ہیں ایک جگہ پر رسول ﷺ کے الفاظ ہیں:

"انما نھیتکم من اجل الداخت التی دفت علیکم فکلوا و تصدقوا و ادخروا"۔[1]

(بے شک میں نے تمہیں (قربانی کا گوشت) جمع کرنے سے ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمہارے پاس آگئے تھے۔ پس (اب) تم کھاؤ، بانٹو، اور جمع کرلو۔)

حروف کے ذریعے علت کی پہچان:

قرآن و حدیث کے بعض حروف بھی علت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ حروف کے ذریعے علت کی پہچان کے لئے، البتہ ضروری ہے کہ موقع و محل اور قرائن بھی سامنے رکھے جائیں، کیونکہ حروف کے معانی ایک سے زائد اور مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ علت کا پتہ دینے والے حروف لام، با اور فا ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علت کے موانع :

موانع، مانع کی جمع ہے۔ مانع سے مراد وہ شے ہے جو علت کی تشکیل کے راستے میں رکاوٹ ہو، علت کی تشکیل میں کئی موانع رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کو والدین کی قدر و منزلت بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: " انت و مالک لابیک " (تم اور تمہارا مال تمہارے باپ ہی کے ہو)۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیٹا، باپ کی ملکیت ہے اور جو شے ملکیت ہو اس کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔ خرید و فروخت میں کسی شے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی قدر ہو اور بیٹے میں یہ قدر موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک انسان جو دوسرے کی ملک میں ہو، اپنی قدر کے باعث خریدا بیچا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ انسان کی خرید و فروخت کے راستے میں ایک رکاوٹ پائی جاتی ہے۔ یہ رکاوٹ اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ فطری آزادی ہے، جس کی وجہ سے انسان کو نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ اس کی تجارت کسی دوسری شکل میں جائز ہے۔ اس مثال میں انسان کی حریت، علت کی تشکیل میں مانع ہے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

احکام شریعت کے مختلف فیہ ماخذ

اس فصل میں اصول فقہ کے ان ماخذ کو بیان کیا جائے گا جن میں جمہور علماء کا اختلاف ہے اور وہ مختلف فیہ ماخذ یہ ہیں :

۱۔ استحسان　　۲۔ مصالح مرسلہ، استصلاح　　۳۔ استصحاب
۴۔ سدالذرائع　　۵۔ عرف وعادت　　۶ ملھب صحابی
۷۔ شرع من قبلنا

(۱) " استحسان "

احناف کے یہاں استحسان (قیاس خفی) کا پانچویں دلیل کے طور پر کثرت سے استعمال پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حنفی کتب فقہ میں بہت سی جگہ یہ عبارت درج ہوتی ہے : "الحکم فی هذه المسالة قیاسا کذا، واستحسانا کذا"[۱] (اس مسئلہ میں قیاسا یہ حکم ہے اور استحساناً یہ) مالکیہ وحنابلہ کے یہاں بھی اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔
امام مالک تو یہاں تک فرماتے تھے : "الاستحسان تسعة اعشار العلم"[۲] (دس میں سے نو حصہ علم استحسان ہے)
امام شافعی اس کو درست نہیں مانتے تھے بلکہ اس بارے میں ان کا مشہور قول ہے : "من استحسن فقد شرع"[۳] (جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی)۔

استحسان کی اس بحث میں اس کی تعریف، انواع، حجیت، منکرین ومثبتین کی آراء اور ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

استحسان کی تعریف :

لغوی معنی "عدالشی حسنا"[۴] (کسی چیز کو اچھا سمجھنا)، التوضیح میں ہے :" یطلق الاستحسان علی مایمیل الیه الانسان ویهواه من الصور والمعانی وان کان مستقبحا عند غیره"[۵] (استحسان کا اطلاق

۱۔ الهدایة الاولین، برهان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ۱/۴۱ کتاب الطهارات فصل فی البیر کراچی کلام کمپنی سن ند۔ الهدایه الاخرین، المرغینانی ۴/۴۲۲۔۴۲۳ کتاب القسمة فصل المهایاة کراچی قرآن محل سن ند حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ) ۱/۳۶۰ باب اسباب اختلاف مذاہب الفقہاء کراچی شیخ غلام علی اینڈ سنز

۲۔ مالک حیاتہ واثرہ وارائہ وفقہہ، ابوزھرہ ۳۵۲۔ ابوزھرہ نے بحوالہ حاشیہ بنانی باب الاستحسان اور بحوالہ الشاطبی ۴/۱۱۸ ذکر کیا

۳۔ المستصفی۔ امام غزالی ۱/۱۳۷　　۴۔ حاشیہ ابنانی ۲/ ۳۵۵

۵۔ التنقیح والتوضیح ۲/۳۰۵ بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس چیز پر ہوتا ہے جس کی طرف انسان مائل ہو اور اس کے صور و معانی چاہتا ہو اگر چہ دوسرا اس کو برا سمجھتا ہو) اور المستصفی میں ہے: "ومن هذا ما يستحسنه المجتهد بعقله"[1]

اصطلاحی تعریف:

علماء اصول سے اس کی مختلف اصطلاحی تعریفیں منقول ہیں ابوالحسن کرخی حنفی سے یہ تعریف منقول ہے:

"الاستحسان هو ان يعدل المجتهد عن ان يحكم المسئلة بمثل ماحكم به في نظائر ها لوجه اقوى يقتضى هذا العدول"۔[2]

(کسی صورت کے لئے اس کے نظائر کے حکم کے بجائے کوئی دوسرا حکم تجویز کرنا کسی ایسی دلیل کی بنا پر جو قوت کے ساتھ اس کا تقاضا کرتی ہو)

مصطفیٰ احمد زرقاء نے اس تعریف سے متعلق یوں تبصرہ کیا:

"ولعله افضل التعاريف الماثورة للاستحسان واشملها لانواعه"[3]

(اور شاید استحسان کی منقولہ تعریف میں سے یہ سب سے بہتر ہے اور وہ استحسان کی اقسام وتفصیلات پر مشتمل ہے)۔

ابیاری کہتے ہیں کہ امام مالک کے استحسان سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ:

"استعمال مصلحة جزئية في مقابلة قياس كلي فهو يقدم الاستدلال المرسل على القياس"[4]

قیاس کے مقابلہ میں مصلحت کو اختیار کرنا......اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجتہد جب کسی مسئلہ میں جزئیات پر بحث کرے تو اس چیز کا پابند نہ رہے کہ جس طرف قیاس لے جائے اس کو نافذ کرے بلکہ وہ کسی کی دلیل کے مقابلہ میں کسی جزئی مصلحت کو اختیار کر لے۔

علامہ باجی نے فرمایا:

"ان الاستحسان الذي ذهب اليه اصحاب مالك هو القول باقوى الدليلين"[5]

(اصحاب مالک جس استحسان کے قائل ہیں وہ دو قوی دلائل میں زیادہ قوی دلیل کو مدنظر رکھ کر حکم کا استنباط کرنا ہے)

بعض حنابلہ سے استحسان کی یہ تعریف منقول ہے:

"الاستحسان، هو العدول بحكم المسائلة عن نظائر ها الدليل شرعي خاص"[6]

(کسی مسئلہ میں کسی خاص شرعی دلیل کی بنا پر ایک حکم کا اطلاق کرنا اور اس جیسے دوسرے حکم سے عدول کرنا استحسان ہے)

---

1. المستصفی، امام غزالی ۱/۱۳۷
2. الفقه الاسلامي في ثوبه جديد، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۷۷ دمشق دار الفکر ۱۹۸۶ء، التنقیح والتوضیح ۲/۳۰۶۔ بیروت
3. الفقه الاسلامي في ثوبه جديد، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۷۷ — 4. ارشاد الفحول ۲/۲۶۲
5. ارشاد الفحول ۲/۲۶۲ اس میں بحوالہ احاكم الفصول في احكام الاصول، للباجی ص ۶۸۷ مذکور ہے۔ — 6. الوجیز ص ۲۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احناف، مالکیہ وحنابلہ کی تعریفات سے مستفاد :

ان مذکورہ بالا تعریفات سے یہ بات نکلتی ہے کہ استحسان سے مقصود قیاس جلی کا ترک اور قیاس خفی کا اختیار ہے یا کسی کلی حکم یا اصل کلی سے کسی ایک جزئیہ کا استثناء کرنا ہے اور یہ استثناء کسی ایسی دلیل کی بناء پر ہوتا ہے جس سے مجتہد کا دل اس بات پر مطمئن ہوتا ہے کہ یہ دلیل عمومی حکم کو چھوڑنے اور استثناء پر عمل کا تقاضا کرتی ہے۔

اس باب میں تین اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں اس لئے مزید کسی گفتگو سے قبل مختصر اًتعارف ضروری ہے :

استحسان : کسی دلیل کی بنا پر قیاس جلی سے عدول اور قیاس خفی کو ترجیح دینے کا عمل استحسان ہے۔

وجہ استحسان : اور جو دلیل اس عدول کی متقاضی ہوتی ہے وہ وجہ استحسان ہے۔

مستحسن : اور جو حکم استحسان سے ثابت ہوتا ہے وہ حکم مستحسن کہلاتا ہے۔

استحسان کی اقسام :

دو الگ الگ اعتبارات سے اس کی مختلف اقسام ہیں :

۱۔ ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے

۲۔ سند (دلیل) کے اعتبار سے

ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے استحسان کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کا ترک

۳۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم کلی کا ترک

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا.........اس کی مثال سے توضیح یہ ہے کہ جیسے زمین کے وقف میں راستے کا شامل ہونا کیونکہ فقہ حنفی میں یہ بات مسلم ہے کہ ارتفاقی حقوق مثلاً پانی دینے کا حق، پانی کی گزرگاہ کا حق، زرعی زمین تک گزرنے کا حق، وغیرہ عقد بیع میں خود بخود شامل نہیں ہوتے جب تک کہ معاہدہ میں خاص طور پر ان کا ذکر نہ ہو اس زمین کو وقف کرنے کی صورت میں بغیر ان باتوں کے تذکرہ کے یہ حقوق عقد میں شامل ہوں گے یا نہیں؟ احناف کہتے ہیں کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ سب وقف میں شامل نہ ہوں مگر استحسان ان کے شامل ہونے کا متقاضی ہے اس کی وضاحت یوں ہے کہ زرعی زمین کا وقف دو قیاسوں پر مشتمل ہوسکتا ہے :

(الف) زرعی زمین کے وقف کو اجارہ پر قیاس (جلی) کیا جائے اور بیع کی طرح وقف میں بھی مالک سے اس کی ملکیت کے اخراج کے بعد ارتفاقی حقوق زمین سے تابع ہو کر بغیر خصوصی ذکر کے وقف میں داخل نہ ہوں۔

(ب) اگر زرعی زمین کو اجارہ پر قیاس (خفی) کیا جائے کہ وقف واجارہ دونوں میں حصول منفعت مشترک ہے لہذا ارتفاقی حقوق وقف میں بغیر کسی شرط وذکر کے تبعاً داخل ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کو ترک کرنا .... اس کی مثال یہ ہے کہ قحط کے زمانہ میں چوری کرنے والوں کے ہاتھ نہ کاٹنا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا۔

۳۔ حکم کلی کا ترک .... اس کی مثال یہ ہے کہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو چیز معدوم ہو یا انسان کے ہاتھ و قبضہ میں موجود نہیں اس کی بیع نہیں ہو سکتی مگر اس ضابطہ کے خلاف ایک خاص قسم کی بیع "سلم" جائز ہے اور بوجہ استحسان لوگوں کی ضرورت اور اس قسم کا ان میں معروف ہونا ہے۔[1]

استحسان کی سند (دلیل) کے لحاظ سے اقسام :

استحسان کی اس کی سند (دلیل) کے لحاظ سے مندرجہ ذیل قسمیں ہیں کتب فقہ میں ان اقسام کو بوجہ استحسان کی اقسام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اقسام مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ استحسان بالاثر (بالنص) ۲۔ استحسان بالاجماع
۳۔ استحسان بالعرف والعادہ ۴۔ استحسان بالضرورۃ
۵۔ استحسان بالمصلحہ ۶۔ استحسان بالقیاس الخفی

کتب اصول فقہ میں مذکورہ چھ قسمیں بیان کی جاتی ہیں[2] لیکن بنظر غائر دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض بعض میں شامل ہیں اور ان کو الگ بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے وہ اس طرح کہ استحسان بالاجماع میں استحسان بالعرف والعادۃ داخل ہے اور استحسان بالقیاس الخفی میں استحسان بالضرورۃ شامل ہے۔ اس طرح کل چار اقسام بن جاتی ہیں اور یہی معظم علماء اصولیین سے منقول ہے[3] مگر بعض مثلاً احمد ازرقاء نے ان چار قسموں پر بھی تنقید کی اور "استحسان بالسنہ" اور "استحسان بالاجماع" سے متعلق لکھا :

"ولا یخفی ان هذا التعمیم والتنویع فی معنی الاستحصان الاصطلاحی غیر سدید، وهو اقحام للشئ فی غیر محله "[4]

(اور استحسان اصطلاحی کے معنی میں یہ تعمیم و تنویع درست نہیں ہے اور یہ کسی شے کو اس کے نامناسب جگہ میں داخل کرنا ہے)

استحسان بالاثر :

اس سے مراد وہ استحسان ہے جس کی سند نص ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں شارع کی طرف سے کوئی ایسی نص وارد ہو جو ایک ایسے حکم کی متقضی ہو جو اس مسئلہ کی دوسری نظیروں کے حکم کے خلاف ہو اور ان نظیروں کا حکم

۱۔ علم اصول الفقه، عبدالوہاب خلاف ص ۸۰۔۸۲ ملخص کویت دارالقلم بیسویں طبع ۱۴۰۶ھ ۔ ۱۹۸۶ء ، الوجیز زیدان ص ۲۳۱۔۲۳۲ ملخص لاہور، خاران اکیڈمی سن ند

۲۔ الوسیط فی الصول الفقه، وھبہ الزحیلی ص ۳۰۷۔۳۱۰ ملخص، الوجیز، زیدان ص ۲۳۳۔۲۳۴

۳۔ التنقیح والتوضیح ۳/۳۰۶ بیروت، نورالانوار ملاجیون ص؟

۴۔ الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید۔ مصطفیٰ احمد الزرقاء ۲/۸۵، دمشق، دارالفکر ۱۹۸۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام قواعد کے مطابق ہو۔ یہ نص اس جزئی مسئلہ کو اس عام حکم سے مستثنیٰ کرتی ہے جو اصل کلی کے اقتضاء کے مطابق اس جیسے دوسرے مسائل کے لئے ثابت ہو۔ مثلاً معدوم کی بیع جس کی ممانعت نقلاً حضور ﷺ کے فرمان سے ہے اور یہ عقلاً بھی درست نہیں کہ جو چیز موجود نہیں اس کی خرید وفروخت کا سودا ہو۔ مگر بیع سلم کی درستگی کا شرعاً جواز ہے۔ کیونکہ احادیث میں آپ ﷺ سے اس کا جواز ثابت ہے۔

استحسان بالاجماع (بالمعرف والعادۃ والتعامل):

کسی متفق علیہ معاملہ (برتاؤ) کی وجہ سے نظائر کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔ یہاں اجماع سے اجماع اصطلاحی مراد نہیں بلکہ اجماع لغوی یعنی کسی امر پر مطلقاً اتفاق مراد ہے۔ خواہ یہ مجتہدین کا اتفاق ہو جیسے اصطلاح میں اجماع کہتے ہیں یا عوام وخواص سب کا جسے عرف وعادت اور تعامل سے تعبیر کرتے ہیں اور اجماع اور عرف وعادت میں فرق یہ ہے کہ اجماع علماء مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے اور عرف وعادت کا ثبوت کسی علاقے کے عوام وخواص سب کے اتفاق پر موقوف ہے۔ البتہ اجماع میں اس زمانے کے تمام مجتہدین کا اتفاق ضروری ہے۔ جبکہ عرف وعادت میں ایک دو یا چند کا اختلاف اثر انداز نہیں ہوتا اس کا ثبوت اکثریت سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً الاستصناع (کوئی چیز بنوانے کا معاہدہ کرنا) جیسے جوتا، فرنیچر وغیرہ بنوانا یہ بھی معدوم کی بیع کی ایک صورت ہے مگر صحابہ، تابعین وفقہاء میں سے کسی کا انکار نہیں اور ہر زمانے میں یہ سلسلہ جاری رہا اس پر اجماع منعقد ہو گیا عام قاعدہ سے استثناء کرتے ہوئے استصناع کو جائز قرار دیا۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ ہر زمانے میں بغیر کسی رکاوٹ کے صحابہ تابعین وفقہاء سے آج تک یہ جاری وساری ہے۔

استحسان بالعقل / القیاس الخفی ...... کسی غیر ظاہر عقلی دلیل کی وجہ سے نظائر کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ جلی جس سے قیاس معروف مراد ہوتا ہے۔

۲۔ قیاس خفی اس کا مصداق استحسان بالعقل ہے اور عموماً کتب اصول میں استحسان سے یہی قسم مراد ہوتی ہے بلکہ ضابطہ بیان کیا گیا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی قید نہ لگی ہو تو یہی قسم مراد ہوگی مثلاً زمین کو وقف کرنے کی صورت میں سنچائی کے لئے پانی آنے اور کبھی کی ضرورت کو انجام دینے والوں کے لئے آنے جانے کا راستہ قیاساً وقف میں داخل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وقف کرنے والا تو صرف زمین وقف کرتا ہے مگر چونکہ زمین تک پہنچے بغیر اور پانی کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اس لئے استحساناً یہ دونوں راستے بھی وقف میں داخل مانے جائیں گے۔

اس قسم کا خاص حکم یہ ہے کہ چونکہ اس کی بنیاد نقل وقیاس ہے اس لئے یہی قسم متعدی ہوتی ہے یعنی اس قسم کے احکام دوسرے احکام کے لئے مقیس علیہ بنا سکتے ہیں۔ اسی لئے اس کو قیاس خفی کا عنوان دے کر قیاس مطلق کی دوسری قسم قرار دیتے ہیں اور پہلی قسم جس سے قیاس معروف کو مراد لیتے ہیں اس کو قیاس جلی کہتے ہیں چونکہ یہ قسم قیاس معروف کی معارض ہوتی ہے اس لئے [illegible] سے یا اصول کی رو سے قیاس جلی پر راجح قرار پائے تو اس پر عمل ہوتا ہے ورنہ قیاس جلی پر عمل ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیاس واستحسان کے باہمی تقابل اور ایک دوسرے پر رجحان کے سلسلہ میں مختصراً ترتیب اس طرح ہوتی ہے اگر دونوں قوی یا ضعیف ہوں تو اصول ترجیح کے مطابق کسی ایک کو راجح قرار دیا جائے گا اور اگر ایک قوی اور ایک ضعیف ہے تو قوی ضعیف پر راجح ہوگا اور قوت وضعف کے اعتبار سے ان کی مندرجہ ذیل قسمیں ہوں گی :

(الف) استحسان قوی الاثر اور ظاهر الصحة خفی الفساد

(ب) قیاس ضعیف الاثر اور ظاهر الفساد خفی الصحه[1]

استحسان کی قسم اول قیاس کی قسم اول پر راجح ہوگی اور قیاس کی قسم دوم استحسان کی قسم دوم پر راجح ہوگی۔

مثلاً مردہ خور پرندوں کا جھوٹا قیاساً نجس ہونا چاہئے کیونکہ ان کا گوشت حرام ہے مگر استحساناً ان کا جھوٹا پاک ہے اس لئے کہ پانی پینے میں برتن وغیرہ کے اندر ان کا لعاب نہیں گرتا وہ چونچ کے ذریعے پانی پیتے ہیں اور درندے منہ ڈال کر پیتے ہیں تو لعاب برتن میں چلا جاتا ہے۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے سجدہ تلاوت کو اگر رکوع کے ذریعے ادا کیا جائے تو استحسان کا تقاضا ہے کہ درست نہیں جیسے نماز کے سجدہ کی جگہ درست نہیں ہے مگر قیاس کا تقاضا ہے کہ رکوع وسجود دونوں عمل مستقلاً مطلوب ومقصود ہیں اور سجدہ تلاوت میں غرض اظہار تعظیم ہے جس کا حصول دونوں سے ہو جاتا ہے اس لئے سجدہ کی جگہ رکوع بھی کافی ہے۔[2]

استحسان بالضروره .... ضرورت (مجبوری) کے حالات کی وجہ سے نظائر کا حکم چھوڑ کر دوسرا حکم اختیار کرنا ضرورت سے مراد وہ حالت ہے جس میں عام حالات کے احکام پر عمل کی صورت میں جان کے ضائع ہونے کا یقین ہو یا جلد اس کی نوبت آ جانے کا گمان غالب ہو۔ فقہاء نے اس قسم کے حالات کے دو مراحل تجویز کئے ہیں ایک کو ضرورت اور دوسرے کو حاجت کا عنوان دیتے ہیں ضروریات کا مبنی موجودہ حالات ہوتے ہیں اور حاجت کا موجودہ حالات کے پیش نظر متوقع حالات جبکہ موجودہ حالات کے حق میں یہ گمان غالب ہو کہ مستقبل میں ضرورت کے مرحلہ میں داخل کر دیں گے شریعت ضرورت کی طرح حاجت میں بھی رخصت دیتی ہے اس تعریف میں رخصت کے دونوں مراحل یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ ضرورت کی مثال مجبور کے لئے مردار کا کھانا۔ حاجت کی مثال علاج کی غرض سے ستر کا دیکھنا اور دکھانا۔

استحسان کی حجیت :

احناف، حنابلہ اور مالکیہ استحسان کو شرعی حجت مانتے ہیں۔ شیخ ابن بدران نے اس بارے میں لکھا :

وقال ابن المعمار والبغدادی ومثال الاستحسان ماقاله احمد رضی الله عنه انه یتیمم لکل صلوة استحساناً والقیاس انه بمنزلة حتی یحدث.

1. فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲/۳۲۲، نورالانوار ملاجیون ۲۴۴۔ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔
2. فواتح الرحموت ۲/۳۲۲۔۳۲۳۔ نورالانوار ملاجیون ص ۲۴۵۔ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال یجوز شراء ارض السواد ولا یجوز بیعها. قیل له: فکیف یشتری ممن لا یملک البیع ، فقال: القیاس هکذا وانما هو استحسان ، ولذلک یمنع من بیع المصحف ویومر بشرائه استحساناً [1]

استحسان کے منکرین :

جمہور علماء نے اس کا انکار کیا ہے۔ منکرین میں امام شافعی، ظاہری، معتزلہ، علماء شیعہ شامل ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا: من استحسن فقد شرع (جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی)، امام شافعی نے کتاب ''الام'' میں ابطال الاستحسان، کے نام سے ایک باب باندھا اور اس میں فرمایا: '' الاستحسان باطل '' [2] (استحسان باطل ہے) اسی طرح انہوں نے ''الرسالہ'' میں فرمایا: '' وانما الاستحسان تلذذ، ولو جاز لاحد الاستحسان فی الدین لجاز ذلک لاهل العقول من غیر اهل العلم ، والجاز ان یشرع فی الدین فی کل باب، وان یخرج کل احد لنفسه شرعاً '' [3] (استحسان لذت لینے کا نام ہے اگر دین میں استحسان کو اختیار کرنا جائز ہوتا تو وہ (شریعت کا) علم نہ رکھنے والے اہل عقول کے لئے جائز ہوتا اور یہ جائز ہوتا کہ دین سے متعلق ہر باب میں ہر چیز کو شریعت بنالیا جائے اور ہر شخص اپنے لئے خود شریعت بنالے)۔

ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب ''الاحکام'' میں پینتیسویں (۳۵) باب کا عنوان ''فی استحسان والاستنباط فی الرای وابطال کل ذلک'' رکھا ہے جس کا نام ہے اس میں استحسان کی خوب مذمت کی اور کہا:

'' الحق حق وان استقبحه الناس ، والباطل باطل وان استحسنه الناس ، فصح ان الاستحسان شهوة واتباع للهوی وضلال. وبالله تعالی نعوذ من الخذلان '' [4]

(حق حق ہے اگرچہ لوگ اسے برا سمجھیں اور باطل باطل ہے چاہے لوگ اسے اچھا سمجھیں۔ تو ثابت ہوا کہ استحسان محض خواہش پرستی اور ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے)

اسی طرح وہ اپنی ایک اور کتاب ''ابطال القیاس والرای والاستحسان والتقلید والتعلیل'' میں قرآن وسنت سے دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں:

''بطل بهذا کل اختیار وکل استحسان '' [5]

(ان دلائل سے ہر طرح کے اختیار واستحسان کا بطلان ثابت ہو گیا)

---

[1] المدخل الی مذهب الامام احمد بن حنبل ،عبدالقادر بن احمد بن مصطفی ،ابن بدران ص ۱۳۶۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء، ص ۱۳۵ ومابعدھا۔ روضۃ الناظر ۱/ ۴۰۷ بحوالہ الوسیط فی اصول الفقه الاسلامی وهبه الزحیلی ص ۳۱۳۔

[2] کتاب الام، امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ ۔۲۰۴ھ) ۷/ ۳۱۳ بیروت لبنان دار الفکر ۱۴۱۰ھ ۔۱۹۹۰ء

[3] الرسالہ ص ۵۰۷ ومابعدھا کا مفہوم

[4] الاحکام فی اصول الاحکام، ابومحمد علی بن حزم الاندلسی الظاہری متوفی ۴۵۶ھ تحقیق وتصحیح احمد محمد شاکر ۶/ ۱۷، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی پاکستان طبع ثانی ۱۴۰۸ھ

[5] ملخص ابطال القیاس والرای والاستحسان والتقلید والتعلیل، ابن حزم ظاہری الاندلسی ص ۵۱ تحقیق سعید الافغانی مطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۷۹ھ ۱۹۶۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنی بات کی تائید میں مزید فرماتے ہیں: "فاصحاب القیاس مختلفون فی الاستحسان. خالف الشافعی والطحاوی من الحنیفة ینکرونه جملة"[1] (اصحاب قیاس استحسان میں اختلاف رکھتے ہیں امام شافعی اور حنفیوں میں سے امام طحاوی کلیۃً استحسان کا انکار کرتے ہیں)۔

منکرین استحسان کے دلائل:

منکرین کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) استحسان نہ نص ہے اور نہ ہی نص پر محمول کرنا ہے اور یہی دو چیزیں ہیں جن سے شریعت کے احکام پہچانے جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر استحسان نہ کتاب (قرآن) ہے نہ سنت اور نہ کتاب وسنت کی طرف رجوع اور اللہ کا ارشاد ہے: "وان احکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواء هم"[1] اور فرمان باری ہے۔ "فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول"[2] (اگر کسی چیز کے بارے میں تم باہم جھگڑ پڑو (اختلاف) کرو تو اسے اللہ ورسول کی طرف پھیرو)

(۲) حضور ﷺ خواہش اور ہوا پرستی کی بنا پر کوئی بات نہیں کرتے تھے اور استحسان کی بنیاد پر آپ ﷺ کوئی فتویٰ نہیں دیتے تھے بلکہ استفتاء کا جواب نہ ہونے کی صورت میں وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی سے "تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہو" کہہ دیا تھا آپ نے اس کا استحسان سے جواب نہ دیا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا یہاں تک کہ ظہار کی آیت نازل ہوگئی۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ پر سخت گرفت فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں استحسان کی بنیاد پر فتویٰ دیا جیسے وہ لوگ جنہوں نے ایک مشرک کو جس نے درخت کی پناہ لے لی تھی جانذ الا تھا۔

(۴) استحسان کا نہ کوئی ضابطہ ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر قیاس کرکے حق کو باطل سے پہچانا جاسکے جیسا کہ قیاس میں ہوتا ہے۔

استحسان کے قائلین کے دلائل:

دلائل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) استحسان عسر ترک کرکے یسر کی طرف جانے کا نام ہے اور اس پر عمل کا حکم دیا جاتا ہے اور یہی اصل دین ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"[3] اور "واتبعوا احسن ما انزل الیکم"[4] اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن"[5]

ٗ (ج) حوالہ سابق — [1] المائدہ:۴۹ — [2] النساء:۵۹ — [3] البقرہ:۱۸۵ — [4] الزمر:۵۵

[5] الاشباہ والنظائر میں ابن نجیم نے القاعدہ السادسہ العدۃ محکمۃ کے تحت العلائی کا قول نقل کیا کہ یہ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے اور شارح سید احمد بن محمد الحنفی الحموی نے اس بات کی تائید میں لکھا کہ یہی بات السخاوی نے المقاصد الحسنہ میں لکھی اور امام احمد نے کتاب السنہ میں روایت کیا۔ دیکھئے الاشباہ والنظائر و شرح حموی ص ۱۱۶ مطبعہ منشی نول کشور ملک التجار سنہ ند، ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ نے "الاحکام" ۶/۱۸ میں الباب الرابع والثلاثون میں اسے محقق احمد محمد شاکر نے حاشیہ میں کئی حوالوں سے بیان کیا کہ یہ قول صحابی ہے جبکہ علامہ آمدی نے "الاحکام" ۱/۱۴۸ میں الاصل الثالث فی الاجماع میں لکھا اور شارح بزدوی، عبدالعزیز بخاری نے کشف الاسرار ۳/۱۴ مطبوعہ کراچی صدف پبلشرز نے لکھا کہ یہ حضور ﷺ کا قول ہے۔ شاید ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہو واللہ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) اس کا ثبوت متفق علیہ ادلہ سے ہے اس لئے حجت ہے اور جواثر سے ثابت ہوتی ہے اس کی مثال سلم، اجارہ اور بھول کر روزہ میں کھا پی لینے سے عدم فساد وغیرہ ہیں اور اجماع سے اس کی مثال استصناع پر عمل ہے اور ضرورت سے اس کی مثال یہ ہے کہ کنوؤں اور حوض کو نجاست کے بعد پاک کرنا اور قیاس خفی یا عرف سے اس کی مثال عرف کی بناء پر قسموں کا رد کرنا اور مصلحت سے اس کی مثال تضمین الاجیر المشترک ہے۔

منکرین و مثبتین کے ادلہ کا تقابل اور نتائج:

استحسان کے منکرین و مثبتین کے ادلہ کے تقابل سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

ا۔ یہ عیاں ہوتا ہے کہ استحسان کے انکار کا سبب ایک غلط فہمی ہے۔ امام شافعی نے استحسان کو اس لئے رد کیا کہ اس کا مدار عقل، رائے اور خواہش اور بغیر دلیل شرعی اس پر اعتماد کیا جانا ہے اور احناف بھی اس قسم کے استحسان کے خلاف ہیں اور احناف نے کبھی بھی اس قسم کے استحسان پر عمل کا دعویٰ نہیں کیا۔ شارح بزدوی نے فرمایا:

" ابو حنیفة رحمة الله اجل قدرا واشد ورعا من ان يقول في الدين بالتشهي او عمل بما استحسنه من دليل قام عليه شرعا ".[1]

(امام ابوحنیفہ اس بات سے بلند تر اور زیادہ تقویٰ رکھنے والے تھے کہ وہ دین میں اپنی خواہش سے بات کہیں یا شریعت کے سامنے جس دلیل واضح طور پر اچھا سمجھیں اس پر عمل کریں)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی کے قول "جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی" کا لوگوں نے غلط مفہوم لے لیا ہو کیونکہ وہ ان کی مراد سمجھ نہ سکے ہوں جیسا کہ فواتح الرحموت کی عبارت ہے:

" (فمن انكر)الاستحسان وهو الامام الشافعي (حيث قال من استحسن فقد شرع لم يدر المراد به) عفا الله عنه وليس هذا الا كما يقول الشافعي عند تعارض الاقيسة هذا استحسنه قال الشيخ الاكبر خاتم الولاية المحمدية في الفتوحات المكية ان مقصود الشافعي من قوله هذا ورح المستحسن واراد ان من استحسن فقد صار بمنزلة بني ذي شريعة واتباع الشافعي لم يفهموا كلامه على وجه هذا والله تعالىٰ اعلم "[2]

(اور استحسان کا انکار کرنے والوں میں سے امام شافعی ہیں جو فرماتے ہیں کہ جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی اس بات کا مطلب معلوم نہیں ہے اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ امام شافعی تو خود قیاس میں تعارض کے وقت فرماتے تھے یہ استحسان ہے شیخ اکبر خاتم الولایۃ المحمدیہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا امام شافعی کے قول سے مقصود مستحسن کا [illegible] ان کا مقصد یہ ہے کہ جس نے استحسان کیا وہ گویا بمنزلہ اس کے ہو گیا جو شریعت والا ہے اور امام شافعی کے متبعین نے ان کے کلام کو اس اعتبار سے نہیں سمجھا واللہ اعلم)

---

[1] کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام البزدوی، عبد العزیز البخاری ۴/۳ باب تعیین القیاس والاستحسان کراچی الصدف پبلشرز سن ندارد

[2] فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ص ۲/۳۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) درحقیقت فقہاء کا یہ اختلاف لفظی ہے عمل میں کسی کا اختلاف نہیں مثلاً قفال شافعی نے فرمایا :

" ان كان المراد بالاستحسان مادلت الاصول بمعانيها فهو حسن لقيام الحجة به، قال : فهذا لاننكره ونقول به ، وان كان مايقع في الوهم من استقباح الشي واستحسانه من غير حجة دلت عليه من اصل ونظير فهو محظور والقول به سائغ"[1]

(اگر استحسان سے مراد اصول کی ان کے معنی پر دلالت ہے تو وہ دلیل قائم کرنے کے لئے اچھا ہے فرمایا: تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ اس کی تائید کرتے ہیں اور جو وہم میں اصلاً قبیح شے سے واقع ہو اور اصلاً قبیح پر دلالت کرے اور بغیر دلیل کے اس کو اچھا جانے اس کی مثیل ممنوع ہے اور وہ قول ایک معروف بات ہے)

علامہ ابن سمعانی نے فرمایا :

"ان كان الاستحسان هو العقول بما يستحسنه الانسان ويشتهيه من غير دليل فهو باطل، ولا احد يقول به"

(اگر استحسان یہ ہو جسے انسان کی عقل اچھا جانے اور بغیر دلیل کے اس کی خواہش کرے تو وہ باطل ہے اور کوئی بھی یہ نہیں کہتا)

اس کے بعد سمعانی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ منکرین وقائلین کا یہ خلاف لفظی ہے اور پھر کہا کہ :

"فان تفسير الاستحسان بما يشنع به عليهم لا يقولون به وان تفسير الاستحسان بالعدول عن دليل الى دليل اقوى منه فهذا ممالم ينكره احد عليه"[2]

(بلاشبہ استحسان کی وہ تشریح جو بری جانی گئی ہے قائلین اس کا جواز نہیں کرتے اور استحسان کی تفسیر دلیل سے قوی دلیل کی طرف عدول کرنا اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا)

(۳) استحسان صرف قیاس جلی کے مقابلہ میں قیاس خفی پر عمل میں مقید نہیں بلکہ وہ کبھی استحسان بالسنۃ، استحسان بالاجماع، استحسان بالضرورۃ بھی ہوتا ہے اور یہ کہ مسئلہ میں جلی وخفی دو قیاس نہ پائے جائیں بلکہ ایک ہی قیاس پایا جائے اور اس کے ساتھ ایک حدیث یا اجماع یا ضرورت بھی موجود ہو اور ہم اس حدیث یا اجماع یا ضرورت کو اس قیاس پر ترجیح دیں تو وہ استحسان ہوگا اور عمل اسی ضابطہ پر کیا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ علامہ باجی نے اصحاب امام مالک کے حوالہ سے تحریر کیا :

" ان الاستحسان الذى ذهب اليه اصحاب مالك هو القول باقوى الدليلين "[3]

(اصحاب امام مالک جس استحسان کے قائل ہیں وہ وہ قوی دلائل میں زیادہ قوی دلیل کو مدنظر رکھ کر حکم کا استنباط کرنا ہے)

واضح رہے کہ مالکی فقہاء کے یہاں استحسان مصالح مرسلہ ہی کی ایک ہی قسم ہے کیونکہ ان کے نزدیک استحسان کی ایک ہی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے معین مسئلہ میں جس میں مصلحت کی رعایت کا حکم قیاس سے معارض ہو قیاس کو ترک کر کے مصلحت کو اختیار کرنا استحسان ہے وہ قیاس خفی کو استحسان نہیں کہتے بلکہ قیاس خفی ان کے نزدیک قیاس ہی ہے۔

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ۲/۲۶۳ قاہرہ، دار الکتاب سن ند [2] حوالہ سابق ۲/۲۶۲-۲۶۳ [3] حوالہ سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی نے استحسان کی بحث کا اختتام ان کلمات سے کیا :

"ان ذكر الاستحسان فی بحث مستقل لا فائدة فيه اصلالانه ان كان راجعا الى الادلة المتقدمة فهو تكرار وان كان خارجا عنها فليس من الشرع فی شی ، بل هو من النقول على هذه الشريعة ممالم يكن فيها تارة، وبما يضادها اخرى "[1]

(بیشک استحسان کا ایک مستقل بحث میں ذکر کرنا اصلا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ ادلہ متقدمہ کی طرف راجع ہیں تو تکرار ہوگا اور اگر ان سے خارج ہیں تو ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اس شریعت کی نقول میں سے ہیں جو پہلے موجود نہیں تھے اور نہ ان میں تعارض ہوتا تھا)

(۲) "مصالح مرسلہ / استصلاح"

استصلاح کا لغوی معنی کسی چیز کو صلاح والا یعنی مصلحت پر مبنی سمجھنا اور مصلحت (جس کی جمع مصالح ہے) کے لفظی معنی فائدہ ومنفعت کے ہیں۔ خوارزمی نے مصلحت کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی :

" المراد بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع بدفع المفاسد عن الخلق ".[2]

(مصلحت سے مراد مخلوق سے مفاسد دور کرنے کے مقصود شرعی کی حفاظت ہے)

امام غزالیؒ نے مصلحت کی وضاحت میں فرمایا :

" اما المصلحة فهي عبارة فی الاصل عن جلب منفعة او دفع مضرة ولسنا نعنی به ذلك فان جلب المنفعة و دفع المضرة مقاصد الخلق وصلاح الخلق فی تحصيل مقاصدهم لكننا بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع و مقصود الشرع من الخلق خمسة وهو أن يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم فكل ما يتضمن حفظ هذ الاصول الخمسة فهو مصلحة وكل مايفوت هذه الاصول فهو مفسدة ودفعها مصلحة ".[3]

(مصلحت سے فی الاصل حصول منفعت اور دفع مضرت مراد ہوا کرتی ہے مگر شریعت میں یہ مطلب نہیں کیونکہ حصول منفعت اور دفع مضرت مخلوق کے مقاصد ہیں اور مخلوق کی صلاح ان مقاصد سے وابستہ ہے۔ مصلحت سے ہماری مراد مقاصد شریعت کی حفاظت ہے۔ مخلوقات کے اعتبار سے مقاصد شریعت پانچ ہیں، تحفظ دین، تحفظ نفس، تحفظ عقل، تحفظ نسل اور تحفظ مال۔ جو امر امور پنجگانہ کے تحفظ کا ضامن ہو وہ مصلحت ہے اور جس بات سے یہ امور خمسہ ضائع ہو جائیں وہ مفسدہ ہے اور اس کا دور کرنا مصلحت ہے)

---

[1] حوالہ سابق ۲/۲۶۳ [2] حوالہ سابق ۲/۲۶۴

[3] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۳۹۔۱۴۰

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام غزالیؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ عربی زبان اور عرف کے اعتبار سے مصلحت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ انسان کے مفاد کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کو پہنچنے والی مضرت کو دور کرنے کی تدبیر کی جائے۔ لیکن از روئے شریعت مصلحت کا مفہوم انسان کے حق میں ایسی منفعت کا حصول ہے اور ایسی مضرت کی مدافعت ہے جو شریعت کو مقصود ہو۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جسے لوگ مصلحت سمجھ رہے ہوں وہ شریعت کی نظر میں بھی مصلحت ہو۔ ایسے امور جنہیں لوگ اپنے حق میں مصلحت تصور کر رہے ہوں لیکن شریعت نے انہیں مصلحت قرار نہیں دیا ہے تو وہ فی الواقع مصالح نہیں ہیں بلکہ درحقیقت ایسی خواہشات ہیں جنہیں ہوائے نفس نے خوب صورت بنا کر انسان کو مغالطہ میں مبتلا کر دیا ہے۔[1]

مصلحت کی اقسام :

امام غزالیؒ نے دو اعتبارات سے اس کی تقسیم پیش کی۔ پہلے اعتبار کی تقسیم کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں :

" المصلحة بالاضافة الى شهادة الشرع ثلاثه اقسام قسم شهد الشرع لاعتبارها وقسم شهد لبطلانها، وقسم له يشهد الشرع لالبطلانها و لا لاعتبارها ".[2]

(شریعت میں مصلحت کی تین اقسام ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کا شریعت نے اعتبار کیا اور دوسری وہ ہے جس کا بطلان کیا اور تیسری وہ ہے جس کا نہ اعتبار کیا اور نہ بطلان)

مثالوں سے وضاحت کرنے کے بعد آگے چل کر امام غزالی دوسرے اعتبار سے تقسیم پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" فلنقدم على تمثيله تقسيما اخر أن المصلحة باعتبار قوتها فى ذاتها تنقسم الى ما هى فى رتبة الضرورات والى ماهى فى رتبة الحاجات، والى ما يتعلق بالتحسينات والتزيينات وتتقاعد ايضاعن رتبة الحاجات ، ويتعلق باذيال كل قسم من الاقسام مايجرى منها مجرى التكملة والتتمة لها ".[3]

(ہمیں چاہئے کہ ہم اس کے طریقے پر ایک دوسری تقسیم کریں کہ بیشک مصلحت اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے ضرورات، حاجات، تحسینات اور تزئینات کی طرف منقسم ہوتی ہیں اور حاجات کے مرتبے میں پہنچ کر رک جاتی ہیں اور ان اقسام کی ہر قسم دوسری کے لئے تکملہ اور تتمہ ہے)

مصلحت کی پہلی قسم :

یہ تقسیم اس اعتبار سے ہے کہ شارع نے کن مصالح کو معتبر سمجھا اور کن کو باطل قرار دیا اور کن پر سکوت اختیار کیا۔ یعنی یہ تقسیم شارع کی طرف مصالح کے معتبرہ، ملغاۃ اور ان پر سکوت کے اعتبار سے ہیں۔ اس اعتبار سے مصلحت کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہوئیں :

(۱) مصالح معتبرہ (۲) مصالح ملغاۃ (۳) مصالح مرسلہ

---

[1] نظریه المصلحة فى الفقه الاسلامى، حسین حامد حسان ص ۶۔ مصر، دار النهضه ۱۹۷۱ء

[2] المستصفى، امام غزالی ۱/۱۳۹ [3] المستصفى، امام غزالی ۱/۱۳۹۔۱۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصالح معتبرہ : ان سے مراد وہ مصالح ہیں جن کے معتبر یعنی حقیقی وصحیح ہونے کا پتہ شریعت سے چلتا ہے۔ان کے تحت وہ سب مصالح آتے ہیں جن کو بروئے کار لانے اور ان تک پہنچنے کے لئے شریعت نے احکام مقرر کئے۔جیسا کہ اس نے جہاد کا حکم دیا تا کہ دین کی حفاظت کی جائے، قصاص کا حکم دیا تا کہ نسل کی حفاظت کی جائے اور چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تا کہ مال کی حفاظت کی جائے۔

مصالح ملغاۃ : ان سے مراد وہ تمام مصالح ہیں جن کے غلط یا غیر حقیقی ہونے کا شریعت کے احکام سے پتہ چلتا ہے۔ایسے مصالح کا کوئی اعتبار نہیں۔جیسے یہ مصلحت کہ وراثت میں مرد وعورت کو برابر حصہ دیا جائے یا شراب کی تجارت سے مالی فائدہ اُٹھایا جائے یا جہاد سے کنارہ کشی اختیار کر کے گوشہ عافیت میں بیٹھا جائے۔

مصالح مرسلہ : یہ وہ ہیں جن کے معتبر یا لغو ہونے کا شرعی احکام سے پتہ نہ چلے۔اس کا معنی یہ نہیں کہ شریعت نے ان کے معتبر یا لغو ہونے کو نہیں بتایا کیونکہ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ معلوم کرنے میں دقت پیش آئے کہ انہیں معتبر مصالح کے دائرہ میں شامل کیا جائے یا لغو مصالح کے دائرہ میں۔جیسے یہ مصلحت کہ کاریگروں سے چیزوں کو ٹھیک رکھنے کی ضمانت لی جائے، ایک آدمی کو کئی لوگ مل کر قتل کر دیں تو اس کے بدلے میں ان سب کو قتل کیا جائے، انتظامی امور کے لئے دفاتر قائم کئے جائیں، جیلیں بنائی جائیں اور باہم خرید وفروخت کے لئے سکے جاری کئے جائیں وغیرہ۔انہیں معتبر یا لغو مصالح کے دائرہ میں شامل کرنا اجتہاد کے دائرہ میں آتا ہے۔[1]

مصلحت کی دوسری تقسیم :

مصلحت کی اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں :

(۱) ضروریات (۲) حاجیات (۳) تحسینیات / تزینیات

۱۔ **ضروریات** : اس سے مراد وہ امور ہیں جن سے انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ کی بقاء کے لئے کسی طرح صرف نظر ممکن نہ ہو۔اصولاً اس کے تحت پانچ چیزوں کی حفاظت آتی ہے۔دین، جان، نسل، عقل، مال، جان کی حفاظت کے لئے قصاص، نسل کی حفاظت کے لئے زنا پر حد، عقل کی حفاظت کے لئے شراب نوشی پر حد، مال کی حفاظت کے لئے چوری کی حد۔

۲۔ **حاجیات** : اس سے وہ امور مراد ہیں جن سے ایک درجہ مشقت کے ساتھ صرف نظر ممکن ہو اس کے تحت وہ امور آتے ہیں جن سے مالی تنگی دور ہوتی ہے فرائض کی ادائیگی میں مشقت میں کمی اور معاملات میں سہولت وآسانی پیدا ہوتی ہے۔مثلاً خرید وفروخت، نکاح وطلاق اور اس جیسے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں وضروریات سے متعلق معاملات۔

۳۔ **تحسینیات / تزینیات** : اس سے وہ امور مراد ہوتے ہیں جو انسانی زندگی کے ظاہر وباطن کی خوبصورتی کا ذریعہ بنیں اصولاً اس کے تحت وہ چیزیں آتی ہیں جو عمدہ اخلاق اور اچھی عادات وفضائل کے قبیل سے ہوں مثلاً طہارت، ستر پوشی، نماز کے لئے مناسب لباس زیب تن کرنا۔

---

[1] الوجیز، زیدان ص ۱/ ۱۳۶، ۱۳۷ ملخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تتمات : ان تینوں اقسام کے تتمات بھی ہوتے ہیں یعنی ایسے امور جن سے ان کو تقویت ہوتی ہے۔ مثلاً ضروریات کا تتمہ دو ایک قطرہ شراب پینا جس سے نشہ آتا ہے، حاجات کا تتمہ نکاح میں مہر مثل اور کفو کا اعتبار ہے۔ تحسینیات کا تتمہ طہارت کے مستحبات و آداب ہیں[1]

ان تینوں میں مراتب کی ترتیب و ربط : ان اقسام کے مراتب اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب پر ان کو بیان کیا گیا ہے یعنی اعلیٰ درجہ ضروریات کا اور اس سے کمتر حاجات کا اور ادنیٰ مرتبہ تحسینیات کا ہے اور ان کے تتمات میں بھی ترتیب ملحوظ رہے گی کہ ادنی کی رعایت میں اعلیٰ کا نقصان ہو تو ادنیٰ کو ترک کر دیں جیسے علاج کے لئے کشف ستر کی اجازت ہو کیونکہ علاج حاجات کے قبیل سے ہے یا یہ کہ وہ ضروریات کے قبیل سے ہے کیونکہ اس کے ذریعے نسل اور عقل کی بقاء ہوتی ہے اور ستر پوشی تحسینیات کے باب سے ہے علاج کے لئے اس کے ترک کو گوارا کر لیا گیا ہے اسی طرح ضروریات کے تحت مذکورہ پانچوں امور میں بھی یہی ترتیب رہے گی کہ جو پہلے مذکور ہے اس کی خاطر بعد والے کے نقصان و ضرر کو برداشت کیا جائے گا اور یہ سب اس طرح باہمی طور پر مربوط ہیں کہ حاجات، ضروریات کے لئے بمنزلہ تتمہ ہیں وہ اس طرح کہ حاجات سے ضروریات کی پیش بندی ہوتی ہے اور تحسینیات حاجات کے لئے، یہی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ تحسینیات سے حاجات کا انتظام و سدباب ہوتا ہے۔[2]

مصلحت کی اساس :

مصلحت خواہ جس قسم کی ہو اس کی بنیاد دو امر میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔

(الف) جلب منفعت (ب) دفع مضرت

نیز یہ کہ جلب منفعت کی صورت میں کبھی کسی منفعت کی تکمیل ہوتی ہے اور کبھی شروع سے اس کا حصول جیسا کہ دفع مضرت کی صورت میں کبھی ضرر کی تقلیل و تخفیف ہوتی ہے اور کبھی اس کا مکمل ازالہ۔

مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط :

(الف) جس مسئلہ کے بارے میں مصالح مرسلہ پر عمل کیا گیا اس کے بارے میں کوئی نص منقول نہ ہو۔

(ب) شریعت میں اس کی کوئی نظیر منقول نہ ہو جس پر اس کو قیاس کر لیا جائے۔

(ج) کسی نص و اجماع کے معارض نہ ہو۔

(د) مصلحت شخصی نہ ہو بلکہ اجتماعی ہو خواہ عالمی یا ملکی و علاقائی ہو۔

(ہ) شرعی دلائل سے اس کا مصلحت ہونا ثابت ہو اگرچہ کسی نص سے اثبات یا نفی کے ساتھ اس کی مصلحت کا ثبوت نہ ہو مگر شرعی اصول و قواعد سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ شریعت اس کو گوارہ کرتی ہے اور مصلحت کے درجہ میں رکھتی ہے۔

---

1. فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲/۳۲۶ ملخص، المستصفی امام غزالی ۱/۱۴۰، ۱۴۱ ملخص، الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی، وھبہ الزحیلی ص ۴۱۹، ۴۲۰ ملخص الفاظ کے حذف و اضافہ کے ساتھ، الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۹۳، ۹۴
2. الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۹۴-۹۵ ملخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصلحت کی بنیاد پر بعض اجتہادی احکام کی مثالیں :

حضرت ابو بکرؓ کا قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا، حضرت عثمانؓ کا اسی مجموعہ کی نقول کو تمام عالم اسلام میں بھیجنا حضرت عمرؓ کا بیت المال سے وظیفہ پانے والے کے لئے رجسٹر جاری کرنا، اسلامی سکے ڈھلوانا اور اس طرح کے بہت سے انتظامی امور جن کو مصالح کے پیش نظر اپنایا گیا حالانکہ ان مصالح کا تذکرہ کسی نص میں نہیں ہے۔

مختلف فقہی مکاتب سے مصلحت پر مبنی احکام کی مثالیں :

مالکی مکتب : مالکی فقہاء نے مجتہد کی عدم موجودگی میں غیر مجتہدین میں سے سب سے بہتر وافضل آدمی کو امام (حاکم وقت) مقرر کرنے کو جائز قرار دیا اور کسی افضل آدمی کے ہوتے ہوئے مفضول (اس سے کمتر) آدمی کی بیعت کی اجازت دی۔ بیت المال خالی ہو جانے پر دولت مندوں پر ٹیکس لگانے کی اجازت دی، زخمی کرنے کی صورت میں نابالغ بچوں کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کرنے کی مصلحت کی بناء پر اجازت دی۔ اگرچہ بلوغ کی شرط جو گواہ میں عدالت کے من جملہ شرائط میں سے ایک ہے ان میں پوری نہ ہوتی ہو۔

شافعی مکتب : شافعی فقہاء نے ان جانوروں (سواریوں) کو مارنے کی اجازت دی جن پر سوار ہو کر دشمن مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں، نیز ان کے درخت ضائع کرنے یا کاٹنے کی اجازت دی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے دوران درخت کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ تاہم اس وقت اجازت ہے۔ جب یہ جنگی ضرورت سے ہوں اور دشمنوں پر فتح وغلبہ حاصل کرنے کے لئے یہ چیزیں ضروری ہوں۔

مکتب احناف : فقہاء حنفیہ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر مسلمان کسی وجہ سے مال غنیمت کو اپنے ساتھ نہ بچا سکیں تو وہ سامان اور بھیڑ بکریوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت جلا دیں اسی طرح ان کا مال واسباب بھی جلا دیں تا کہ دشمن ان سے نفع نہ اٹھا سکے۔ ان کے نزدیک استحسان کی قسموں میں سے ایک قسم استحسان بالمصلحہ بھی ہوتی ہے۔

حنبلی مکتب : امام احمد بن حنبل نے مفسدین کو شہر بدر کرنے یا ملک بدر کرنے کی اجازت دی ہے تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہا جا سکے۔ نیز انہوں نے باپ کو اپنی اولاد میں کسی کو کسی خاص مصلحت کے سبب اپنی جائیداد یا دولت میں سے کچھ حصہ ہبہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً وہ بیمار محتاج، عیالدار یا طالب علم ہو۔ حنبلی فقہا نے اس کی بھی اجازت دی کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو مجبور کرے کہ جو اشیاء انہوں نے اپنے پاس روک رکھی تھیں وہ لوگوں کو ضرورت کے سبب اسی قیمت پر فروخت کریں جس پر انہوں نے اشیا کو خریدا تھا وغیرہ۔[1]

مصالح کی حجیت :

علماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عبادات میں مصلحت مرسلہ پر عمل نہیں ہوتا، معاملات میں مصالح مرسلہ کی حجیت اور ان کو ماخذ احکام میں سے ایک ماخذ سمجھنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اس بارے میں علماء کے تین فریق ہیں ان میں سے ایک منکرین کا دوسرا مثبتین کا اور تیسرا بعض شروط کے ساتھ ماننے والا فریق ہے۔

---

[1] الوجیز، زیدان ملخص الفاظ کے حذف، اضافہ وتغیر کے ساتھ ص ۲۴۳، ۲۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصالح مرسلہ کی حجیت کے منکرین :

منکرین میں سے ایک اہل ظاہر کا گروہ ہے وہ قیاس کا انکار کرتے ہیں اس لئے مصالح مرسلہ کا بدرجہ اولی انکار کرتے ہیں۔ شافعی و حنفی فقہاء کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ مصلحت مرسلہ کو نہیں مانتے لیکن ان کی فقہ میں ایسی اجتہادی باتیں ملتی ہیں جن کی بنیاد مصلحت پر قائم ہے۔

مصالحہ مرسلہ پر عمل کرنے والے :

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بارے مشہور ہے کہ وہ اس کو شرعی حجت مانتے ہیں اور اس کو تشریعی ماخذ میں سے ایک ماخذ تسلیم کرتے ہیں۔

مصالح مرسلہ کو بعض شرائط کے ساتھ ماننے والے :

یہ امام غزالی ہیں جو بعض شروط کی قید کے ساتھ اس پر عمل کو درست مانتے ہیں اور وہ اس کو ضروری کے قبیل سے سمجھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر عمل کے لئے مندرجہ ذیل تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) ضروری ہو (۲) قطعی ہو (۳) کلی ہو[۱]

امام غزالی نے ان کی مثال سے اس طرح توضیح پیش کی، وہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں اگر کافر ایک مسلمان کو اپنے سامنے کھڑا کر کے جنگ کریں اور اس کو وہ بطور ڈھال استعمال کریں۔ اس صورت میں مصلحت یہ ہے کہ ایک مسلمان کی جان کی پرواہ نہ کی جائے اور ان پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیا جاتا۔

اس مثال میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی یہ ضروری ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو کافر مسلمانوں پر حملہ کر کے ختم کر دیں گے یہ قطعی (یقینی) ہے۔ یعنی اگر مسلمان قیدی کی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اگر ان کو ختم کر دیا جائے تو بات یقینی ہے کہ مسلمان محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ کلی (عمومی) ہے اس کا تعلق ایک فرد سے نہیں بلکہ پوری جماعت یا ایک علاقہ کے تمام مسلمانوں سے ہے یا پوری اُمتِ مسلمہ سے ہے۔ اس مثال میں بالفرض وہ کسی مسلمان قیدی کو قلعہ کی دیوار پر سامنے کر دیں اور خود قلعہ میں روپوش ہوں تو اس صورت میں اس مسلمان قیدی پر تیر چلانا درست نہیں کیونکہ کافروں کی شکست اس صورت میں یقینی نہیں ہے۔[۲]

منکرین مصلحت مرسلہ کے دلائل اور ان کا تجزیہ :

(الف) شارع (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بندوں کو ایسے احکام دیئے ہیں جو ان کی مصلحتوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس نے ان کی کسی مصلحت سے چشم پوشی نہیں کی اور نہ ہی کسی مصلحت کو بغیر تشریع کے چھوڑا۔ اور اللہ کا فرمان ہے :

" ایحسب الانسان ان یترک سدی ".[۳]

(کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بے کار ومہمل چھوڑ دیا جائے گا)

---

[۱] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۴۱ ملخص واضافی کلمات کے ساتھ۔

[۲] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۴۱ [۳] القیامۃ : ۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دلیل کا تجزیہ :

غور سے دیکھنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ منکرین کی یہ دلیل کمزور ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بندوں کی تمام مصلحتوں کا خیال رکھا ہے اور ان کو ایسے احکام دیئے جن کے ذریعے انہیں ان مصلحتوں تک رسائی ہوتی ہے۔ لیکن شریعت نے قیامت تک آنے والی مصلحتوں کے تمام جزئیات کو صراحت سے بیان نہیں کیا اور یہ اس کے محاسن میں سے ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شریعت ہمیشہ باقی رہنے کے لئے آئی ہے اور عالمگیر ہے کیونکہ مصالح کے جزئیات وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں، تاہم اصل مصالح کی رعایت ہمیشہ قائم رہتی ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

(ب) مصالح مرسلہ، مصالح معتبرہ اور مصالح باطلہ کے درمیان دائر ہیں اس لئے ان کا مصالح معتبرہ (باطل مصالح) کے ساتھ الحاق، مصالح ملغات کے ساتھ الحاق سے اولیٰ وافضل نہیں ہے۔ جب ان کے اعتبار کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے تو ان سے استدلال بھی ممنوع ہوا۔ اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوئی کہ مصالح مرسلہ مصالح معتبرہ کے قبیل سے ہیں نہ کہ مصالح باطلہ کی۔

تجزیہ :

منکرین کی یہ دلیل بھی کمزور ہے کیونکہ اصل اصول جس پر شریعت کی بنیاد ہے وہ مصلحت کی رعایت ہے اور مصلحت کالغو قرار دینا ایک استثنائی شیٔ ہے۔ اس لئے جن مصالح کے بارے میں شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے اور جو ظاہر میں مناسب و درست ہیں ان کا مصالح معتبرہ کے ساتھ الحاق مصالح ملغاۃ کے ساتھ الحاق سے افضل واولیٰ ہے۔

(ج) مصالح مرسلہ پر عمل کی اجازت سے جاہلوں، نفس پرست حاکموں، قاضیوں اور ذی اقتدار لوگوں کے لئے اپنی خواہشات کے مطابق مصلحت کا لبادہ اوڑھ کر کام کرنے اور دین کو متہم کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

تجزیہ :

یہ اعتراض بھی کمزور ہے کیونکہ مصالح مرسلہ پر عمل کرنے کے لئے شریعت کے ان دلائل سے واقف ہونا لازمی ہے جن سے ان کا معتبر یا غیر معتبر ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ اہلِ علم اور اہلِ اختیار کے علاوہ دوسرے عام لوگوں کے لئے ان کا جاننا آسان نہیں۔ اگر جاہل مصالح مرسلہ کو ناجائز طریقہ سے استعمال کریں گے تو اہلِ علم ان کی جہالت کا پردہ چاک کر دیں گے۔ اور جہاں تک مفسد حاکم کا تعلق ہے تو اس کے لئے امتِ اسلامیہ اپنے شرعی فرضِ منصبی کو انجام دے اور ان کی یا تو اصلاح کر دے یا ان کو برطرف کر دے۔[1]

مصالح مرسلہ کے ماننے والوں کے دلائل :

(ا) شرعی نصوص اور مختلف احکام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت بندوں کی مصالح کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور مصالح مرسلہ پر عمل شریعت کے مزاج کے موافق ہے۔ متعدد علماء نے اس کی تصریح کی۔

---

[1] الوجیز، زیدان ۳۳۸۔۳۴۰ ملخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شاطبی نے فرمایا :

" والشریعة ما وضعت اِلّا لتحقیق مصالح العباد فی العاجل ولاجل، ودرء الفاسد عنهم ".[1]

(شریعت بنائی ہی اس مقصد کے لئے گئی ہے کہ دنیا وآخرت میں وہ بندوں کے مقاصد پورے کرے اور برائیوں و خرابیوں کو ان سے دور کرے)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہیں :

" الشریعة کلها مصالح : اما درء مفاسد اوجلب مصالح ".[2]

(شریعت پوری کی پوری مصالح پر مبنی ہے خواہ مفاسد کو دور کر کے ہو یا منفعت حاصل کر کے)

ابن قیم نے فرمایا :

"ان الشریعة مبناها واساسها علی الحکم ومصالح العباد فی المعاش والمعاد ، وهی عدل کلها ومصالح کلها ، وحکمة کلها ، فکل مسائلة خرجت عن العدل الی الجور، وعن الرحمة الی ضدها ،وعن المصلحة الی المفسدة ، وعن الحکمة الی العبث ، فلیست من الشریعة وان ادخلت فیها بالتاویل ، فالشریعة عدل الله بین عباده ، ورحمة بین خلقه ".[3]

(شریعت کی بنا اور اساس ہی دنیا وآخرت میں حکمتوں اور بندوں کی مصلحتوں پر ہے ۔ یہ سرتاپا عدل وانصاف ہے، رحمت ہے، خیر وبھلائی ومنفعت ہے اور حکمت ہے۔ ہر وہ مسئلہ جو عدل سے نکل کر ظلم میں شامل ہو، رحمت سے نکل کر اس کی ضد میں شامل ہو اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے چاہے اسے شریعت میں کسی تاویل کے ذریعہ داخل کیا گیا ہو۔ شریعت اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان عدل وانصاف قائم کرنے اور دینی مخلوق کے درمیان رحمت کو پھیلانے کا نام ہے)

(۲) لوگوں کی مصلحتیں اور ان مصلحتوں کے حصول کے وسائل وذرائع ظروف وحالات اور زمانے کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور پہلے سے ان کو محدود نہیں کیا جا سکتا۔ جب ہم مانتے ہیں کہ شارع نے مصلحتوں کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان مصلحتوں کا محدود کرنا لازمی نہیں ہے۔ اگر ان مصالح میں سے صرف انہی مصلحتوں کا اعتبار کریں جن کی تائید خاص دلیلوں سے ہوتی ہے تو ہم ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیں گے اور مخلوقِ خدا کی بے شمار مصلحتوں سے ہمیں ہاتھ دھونا پڑے گا۔ یہ بات شریعت کی عالمگیریت اور اس کے دوام کے موافق وہم آہنگ نہیں ہے اس لئے یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

(۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے مجتہدین نے اپنے اجتہادات میں مصلحت کا خیال رکھا اور احکام کی بنیاد ان پر رکھی۔ ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا جو اس کے درست ہونے کی دلیل ہے۔

---

[1] الموافقات، امام شاطبی ۲/۶-۳۷ بحوالہ الوجیز ص ۲۴۰

[2] قواعد الاحکام، عزبن عبدالسلام ۱/۹ بحوالہ الوجیز ص ۲۴۰

[3] الطریق الحکیمه، ابن قیم جوزی بحوالہ الوجیز ص ۲۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصالح مرسلہ کے منکرین و مثبتین کے دلائل کا تقابل اور نتائج :

جمہور علماء کا مصالح مرسلہ پر عمل ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض ظاہراً اس کی نفی بھی کرتے ہیں مگر عمل کرتے ہیں مثلاً احناف، اسی طرح شوافع۔ جیسا کہ امام غزالی سے منقول ہوا اور اس میں مصلحت پر عمل پر صریح اعتراف نظر آتا ہے اور جن شوافع نے انکار کیا ان سے مطلق انکار نہیں کیا بلکہ ان مصالح کا انکار کیا جن کا شارع نے اعتبار نہیں کیا اور وہ سب کے یہاں مذموم ہے یہی منکرین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ابن دقیق العید کا اس بارے میں قول ہے :

" لست انکر علی من اعتبر اصل المصالح ، لکن الاسترسال فیها وتحقیقها محتاج الی نظر سدید ، وربما یخرج عن الحد".[1]

(میں اصل مصالح کے اعتبار کا منکر نہیں ہوں لیکن میں مطلق مصالح مرسلہ کو نہیں مانتا۔ وہ اور اس کی تحقیق نظر صحیح کی محتاج ہے اور کبھی کبھار وہ حدود سے متجاوز ہو جاتا ہے۔)

اسی طرح ابن دقیق العید نے مزید کہا :

" الذی لاشک فیه ان لمالک ترجیحا علی غیره من الفقهاء فی هذا النوع ، ویلیه احمد بن حنبل ، ولایکاد یخلو غیرهما عن اعتباره فی الجملة ، ولکن لهذین ترجیح فی الاستعمال لها علی غیرهما ".[2]

(اس بارے میں شک نہیں کہ اس قسم میں امام مالک کو دوسرے فقہاء پر ترجیح حاصل ہے اور اس کے بعد امام احمد بن حنبل ہیں۔ ان کے علاوہ دوسروں کے ہاں اس کا اعتبار نہیں اور ان دونوں کا طریقہ ترجیح دوسروں سے مختلف ہے)

امام قرافی مالکی نے کہا :

" هی عند التحقیق فی جمیع المذاهب لانهم یقیسون ویفرقون بالمناسبات ، ولا یطلبون شاهدا بالاعتبار ، ولا نعنی بالمصلحة المرسله الاذلک ".[3]

(یہ تمام مذاہب میں ہے اس لئے وہ قیاس کرتے ہیں اور خاص مناسبات سے تفریق کرتے ہیں اور مادی دلیل طلب نہیں کرتے ، ہم اس کو مصلحت مرسلہ نہیں کہتے)

امام شاطبی نے فرمایا :

" الستدلال المرسل (ای المصالح مرسله) اعتمدهٗ مالک والشافعی ، فانه وان لم یشهد للفرع اصل معین فقد شهد له اصل کلی ".[4]

---

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ۲/۲۶۷ [2] حوالہ سابق ۲/۲۶۵ [3] حوالہ سابق ۲/۲۶۵

[4] الموافقات فی اصول الشریعه ابواسحٰق، ابراہیم بن موسیٰ اللخمی الغرناطی المالکی متوفی ۷۹۰ھ ۱/۳۹ تحقیق شیخ عبداللہ دراز۔ بیروت دار المعرفۃ سن ندارد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(امام مالک اور امام شافعی نے استدلال مرسل (یعنی مصالح مرسلہ) پر اعتماد کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر کوئی اصل معین کسی فرع کی تائید نہیں کرتی تو اصل معین کی قوت اور ضعف کے مطابق اس اصل کلی پر اضافہ کیا جاسکتا ہے)

خلاصہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر مصالح مرسلہ شریعت کے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں اور اس کے کسی حکم سے متصادم نہ ہوں تو انہیں معتبر صالح کے دائرہ میں شامل کرنا ضروری ہے۔ البتہ ان کے مابین اختلاف اس بارے میں ہے کہ انہیں کس حد تک اختیار کیا جائے اس کی مختصراً تفصیل یہ ہے کہ مصالح مرسلہ پر سب سے زیادہ امام مالک نے پھر امام احمد بن حنبل اور پھر حنفیہ اور پھر شافعیہ نے عمل کیا اور عاصم حداد کے مطابق ظاہریہ نے سب سے کم اس پر عمل کیا۔[1]

(۳) " استصحاب "

استصحاب کی تعریف : لغوی معنی صحبت (ساتھ) طلب کرنے یا صحبت کے باقی رہنے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف :

ابن قیم جوزی نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف بیان کی :

" استدامة اثبات ما کان ثابتا او نفی ما کان منفیا ".[2]

(ثابت شدہ امر کا ثابت رہنا اور غیر ثابت شدہ کا غیر ثابت شدہ رہنا)

تا آنکہ اس صورت حال کو بدلنے والی کوئی دلیل سامنے آجائے، استصحاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت حال کو برقرار رکھنے کے لئے کسی ایجابی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک کوئی اس کو تبدیل کرنے والا امر موجود نہ ہو۔

امام شوکانی یوں تعریف فرماتے ہیں :

" ما ثبت فی الزمن الماضی فالاصل بقاؤہ فی الزمن المستقبل مالم یوجد ما یغیرہ ".[3]

(جو امر زمانہ ماضی میں ثابت ہو اصول یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا اس کو بدلنے والا موجود نہ ہو مستقبل میں بھی اسی طرح برقرار رہے گا)

استصحاب کی اقسام :

اس کی کئی اقسام بیان کی جاتی ہیں[4]۔ مثلاً امام غزالی اور استاد ابوزہرہ نے چار، امام شوکانی نے پانچ اور عاصم حداد نے چھ قسمیں بتائی ہیں۔ عبدالکریم زیدان نے اس کی جو تقسیم بیان کی اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

---

1. اصول فقہ پر ایک نظر، عاصم حداد ص ۱۴۸۔۱۴۹
2. اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۶۰۔ مالک حیاۃ ابوزہرہ ۳۶۱
3. ارشاد الفحول، الشوکانی ۲/ ۲۴۸
4. المستصفی، امام غزالی ۱/ ۱۲۸، اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۶۱۔۲۶۲، الوجیز، زیدان ص ۲۶۸، ارشاد الفحول ۲/ ۲۵۰۔۲۵۱، اصول فقہ پر ایک نظر، عاصم حداد ص ۱۵۳۔۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) اصل میں تمام چیزوں کے حلال ہونے کے بارے میں استصحاب : (استحصاب حکم الاباحة الاصلية للاشياء)

تمام خرد ونوش کی اشیاء جانور، نباتات یا جمادات جن کے حرام ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو، حلال و مباح ہیں۔ کیونکہ کائنات میں موجود تمام چیزوں کا حکم اصلی اباحت (حلت) ہے۔ ان میں سے جو چیزیں حرام ہیں وہ شارع کی طرف سے بتائی ہوئی کسی دلیل کے سبب کسی نقصان کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس بات کی اصل کہ اشیاء کا حکم اصل اباحت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

" وسخر لكم مافي السمٰوٰت والارض جميعاً منه "۔[1]

(جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو اس نے اپنی جانب (اپنے حکم) سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے)

اس کی دوسری دلیل قرآن کریم کی آیت ہے : " هو الذی خلق لكم مافی الارض جميعاً "[2] (وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے پیدا کیا)۔ اگر مخلوق میں تمام چیزیں حلال و نفع کے قابل نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کو اپنا احسان بتلانا اور انہیں انسان کے لئے مسخر کرنے کے کوئی اور معنی نہیں۔

(۲) برات اصلیہ یا عدم اصلی سے متعلق استصحاب : (استصحاب براءة الاصليه او العدم الاصلی)

انسان بلحاظ اپنی اصلیت کے تمام حقوق سے بری و آزاد ہے جب تک کوئی دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا حق ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا حق ثابت کرے کیونکہ مدعیٰ علیہ پر جس حق کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اصلیت کے لحاظ سے وہ اس سے بری ہے۔ اگر مضارب یہ دعویٰ کرے کہ مضاربت میں اس کو کوئی نفع نہیں ہوا تو اس کا قول تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اصلیت کے لحاظ سے نفع کا معدوم ہونا ہے اس لئے اس کا معدوم ہونا جاری سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(۳) ایسے وصف سے متعلق استصحاب جو حکم شرعی کو ثابت کردے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو : (استصحاب الوصف المثبت للحكم الشرعی حتی يقوم الدليل علی خلافه)

کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد پر کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو تو اس کی یہ ملکیت اور اس کا حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک اس کی ملکیت زائل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ وہ اس کو فروخت کردے، وقف کردے یا ہبہ کردے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ذمہ کسی سبب کے موجود ہونے کی وجہ سے قرض ثابت ہو جیسے اس کے ذمہ مال تھا یا اس نے تلف کر دیا تھا تو وہ قرض قائم و ثابت رہے گا جب تک کہ اس کو کوئی بدلنے والا سبب موجود نہ ہو۔ یعنی کوئی ایسی دلیل قائم نہ ہو جو بتائے کہ اس نے یہ قرض ادا کر دیا ہے یا خود مدعی نے خود اس کو اس قرض سے بری کر دیا ہے۔[3]

---

[1] جاثیہ : ۱۳ [2] البقرہ : ۲۹ [3] الوجیز، زیدان ص ۲۶۸ ملخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استصحاب کی حجیت :

استصحاب فطری دلیل ہے۔ دستور چلا آرہا ہے کہ اگر کسی چیز کے وجود وثبوت کا کسی ذریعہ سے علم ہو تو جب تک کوئی دلیل اس کے خلاف نہ پائی جائے اس کو موجود ہی مانا جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کسی چیز کا عدم وجود طے ہو تو جب تک اس کے وجود پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل سامنے نہ آئے سے معدوم قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی اسی حیثیت کی بنا پر فقہاء بھی اسے استعمال کرتے ہیں جبکہ انہیں کسی چیز کا حکم کسی دوسری دلیل سے معلوم نہ ہو سکے۔ جیسا کہ بیان ہوتا ہے کہ اصولیین نے اسے افتاء کا آخری مدار وسہارا قرار دیا۔ فقہ کے بعض کلی قواعد کی بنیاد اسی استصحاب پر ہے۔ مثلاً "الاصل بقاء ما کان علی ما کان" اور "الاصل براء ۃ الذمہ" (انسان دوسروں کے حقوق ومطالبات سے بری الذمہ ہے)۔ "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ، الیقین لایزول بالشک" وغیرہ۔

استحاب کے شرعی حجت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اگرچہ انہیں کئی جماعتوں کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ امام شوکانی نے اس بارے میں چھ گروہ ذکر کئے ہیں [1]۔ تین قابلِ ذکر مندرجہ ذیل ہیں :

اوّل۔ جمہور متکلمین : یہ جماعت استصحاب کی شرعی حجت تسلیم نہیں کرتی۔

دوم۔ جمہور احناف : وہ کہتے ہیں کہ "ان الاستصحاب حجۃ للدفع لا لا ثبات" (استصحاب صرف دفع کے لئے حجت ہے اثبات کے لئے نہیں)۔

سوم۔ مالکیہ، جمہوریہ، شافعیہ، حنابلہ، ظاہریہ : اس کے شرعی حجت ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں :

"ان الاستصحاب حجۃ لتقریر الحکم الثابت حتی یقوم الدلیل علی تغییرہ، ای أن استصحاب الحال یثبت الحقین : الایجابی والسلبی"۔ [2]

(استصحاب حکم ثابت کے لئے حجت ہے تاوقتیکہ کوئی دلیل اس حکم کی تغییر پر قائم ہو جائے۔ یعنی استصحاب حال دو چیزیں ایجابی وسلبی کا ثابت کرتا ہے)

استصحاب کی تطبیق میں فقہاء کے اختلاف کی نوعیت :

استصحاب کی بعض اقسام مثلاً البراء ۃ الاصلیہ وغیرہ کے جزئی انطباق میں اختلاف کے باوجود فقہاء کے مابین الولی اتفاق پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض معاملات مثلاً استصحاب وقف میں فقہاء کا وسیع اختلاف پایا گیا ہے۔ جس کی کچھ تفصیل یہ ہے :

"حنفی و مالکی فقہاء کے نزدیک استصحاب وصف دفع کے لئے ہے، اثبات کے نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو حقوق اور ذمہ داریاں پہلے سے ثابت شدہ ہوں وہ زائل نہیں ہوتیں اور نئے حقوق وذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں۔ چنانچہ مفقود الخبر شوہر کی جب تک وفات ثابت نہ ہو جائے یا حالات وشواہد کی روشنی میں عدالت اس نتیجے پر نہ پہنچ جائے کہ وہ مر چکا ہے یا

---

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ۲/ ۲۴۹-۲۵۰ [2] الوسیط فی اصول الفقہ، وھبہ زحیلی ص ۴۷۳-۴۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مر چکا ہوگا، اس کی بیوی اس کے عقد میں رہے گی اور اس کی املاک اس کی ملکیت میں برقرار رہیں گی۔ لیکن اس استصحاب کے نتیجے میں وہ نئے حقوق کا مستحق نہیں بنے گا۔ چنانچہ اسے میراث میں حصہ نہیں ملے گا اور اپنی مفقودیت کے دوران کسی مورث کی وصیت کا حقدار بنا تھا تو اس کے واپس لوٹ آنے یا عدالت کے اس کی موت کا فیصلہ سنا دینے تک وہ وصیت موقوف رہے گی[1]

شافعی و حنبلی فقہاء کے نزدیک استصحاب دفع و اثبات دونوں صورتوں میں موثر ہے۔ چنانچہ مفقود الخبر بدستور اپنی املاک کا مالک رہے گا اور میراث و وصیت کے ذریعے جس حصہ کا مستحق ہوگا اس کا بھی مالک ہوگا[2]

استصحاب کے عمل کی مقدار میں فقہاء کے مراتب :

فقہاء کے نزدیک استصحاب کوئی مستقل فقہی دلیل یا ماخذ استنباط نہیں ہے بلکہ اس سے استدلال اس صورت میں کیا جاتا ہے جب کسی مسئلہ میں انتہائی تلاش کے باوجود کتاب و سنت اجماع و قیاس میں سے کوئی دلیل نہ ملے۔ اسی لئے خوارزمی نے کہا تھا : "وھو اخر مدار للفتویٰ" (استصحاب فقہی رائے کے بیان کا آخری مدار ہے)[3] اسے اختیار کرنے پر آئمہ اربعہ اور ظاہریہ سب اتفاق کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مابین اختلاف اس کی مقدار میں ہے۔ یعنی یہ کہ کس حد تک اختیار کیا جائے اور کس حد تک اختیار نہ کیا جائے۔

استصحاب پر سب سے زیادہ ظاہریہ پھر شافعیہ پھر حنبلیہ پھر حنفیہ اور مالکیہ نے عمل کیا اس پر عمل کا انحصار اس پر ہے کہ جن فقہاء نے قیاس اور استحسان پر عمل کم کیا اور اپنے آپ کو کتاب و سنت اور اجماع ہی کا پابند رکھا۔ جیسے ظاہریہ تو انہوں نے دوسروں کی بہ نسبت استصحاب پر زیادہ اعتماد کیا اور جن فقہاء نے قیاس و استحسان کو اختیار کرنے میں کثرت کی جیسے حنفیہ و مالکیہ تو ان کا استصحاب پر اعتماد کم رہا اور جنہوں نے قیاس و استحسان میں توسط اختیار کیا۔ جیسے شافعیہ و حنبلیہ تو استصحاب کے عمل میں بھی وہ متوسط رہے[4] اور اس طرح جن نتائج و استنباط تک مالکی اور حنفی فقہاء استحسان اور عرف و عادات کے ذریعے پہنچے ہیں۔ ان نتائج تک شافعی فقہاء کی رسائی استصحاب کے ذریعے ہوئی۔

(۴) "سد الذرائع"

سد الذرائع کی تعریف :

الذرائع : " ھی الوسائل ، والذریعة : ھی الوسیله والطریق الی شیء ، سواء اکان ھذا الشیء مفسدة أومصلحة قولاً أوفعلا . ولکن غلب اطلاق اسم "الذرائع" علی الوسائل المفضیة الی المفاسد ، فاذا قیل : ھذا من باب سد الذرائع ، فمعنی ذلک : انه من باب منع الوسائل المؤدیة الی المفاسد " ۔[5]

---

[1] اصول الفقہ ، ابوزہرہ ص ۲۶۳ ملخص
[2] اصول الفقہ ، ابوزہرہ ص ۲۶۳ ملخص
[3] ارشاد الفحول ، الشوکانی ۲/۲۶۸
[4] اصول الفقہ ، ابوزہرہ ص ۲۶۷ ملخص
[5] الوجیز ، زیدان ص ۲۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ذرائع کے معنی وسائل کے ہیں۔ ذریعہ کسی چیز تک پہنچنے کے لئے وسیلہ یا راستہ کو کہتے ہیں خواہ یہ چیز (خرابی کا باعث) ہو یا مصلحہ (فائدہ) کا، اور یہ قول کے ذریعہ ہو یا فعل کے ذریعہ۔ لیکن موجودہ سیاق وسباق میں لفظ ذرائع کا اطلاق ان وسائل پر ہوتا ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہوں۔ چنانچہ جب یہ کیا جاتا ہے کہ فلاں شئ سدالذرائع کے قبیل سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ان وسائل واسباب کو روکنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہوں)

ابوزہرہ نے فرمایا:

" أن موارد الاحكام قسمان : مقاصد ، وهى الأمور المكونه للمصالح والمفاسد فى انفسها ، أى التى هى فى ذاتها مصالح ، أو مفاسد ووسائل ، وهى الطرق المضية اليها ، وحكمها كحكم ما أفضت اليه من تحريم او تحليل ، غير أنها اخفض رتبة من المقاصد فى حكمها "[1]

(وارد ہونے والے احکام دو قسم پر ہیں: (ایک) مقاصد، یہ وہ امور ہیں جو مصالح اور مفاسد یعنی جو لذات خود مصالح یا مفاسد ہیں، ان کی تکوین کرتے ہیں اور (دوسرے) وسائل، جو وہ طریق ہیں جو ان کی طرف پہنچاتے ہیں۔ ان کے حلال وحرام ہونے میں ان کا وہی حکم ہے جس کی طرف یہ وسائل اور ذرائع لے جاتے ہیں۔ بس یہ کہ (وسائل) اپنے احکام سے مقاصد میں کم رتبہ ہیں)

امام قرافی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" الوسيله الى افضل المقاصد افضل الوسائل ، والى اقبح المقاصد اقبح الوسائل ، والى ماهو متوسط متوسط "[2]

(افضل مقاصد کا ذریعہ افضل وسائل اور زیادہ قبیح مقاصد کے لئے زیادہ قبیح وسائل اور متوسط کے لئے متوسط ہیں)

حرام ذرائع کی حرمت میں مصلحت :

ابن قیم جوزی نے حرام تک لے جانے والے وسائل وذرائع کی حرمت میں پوشیدہ مصلحت وحکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" ولو أباح الوسائل والذرائع المفضيه اليه لكان ذلك نقصاً للتحريم ، واغراء للنفوس به ، وحكمته تعالىٰ وعلمه يأبى ذلك كل الاباء .... الاطباء اذا ارادوا حسم الداء منعوا صاحبه من الطرق والذرائع الموصلة اليه ، والافسد عليهم مايرومون اصلاحه ، فما الظن بهذه الشريعة الكاملة التى هى فى اعلىٰ درجات الحكمة والمصلحة والكمال "[3]

(اگر حرام تک لے جانے والے وسائل وذرائع کو جائز کردیا جاتا تو حرام شئ کے حرام کرنے میں نقص ہوتا۔ لوگوں کے نفوس اس کی طرف جھکتے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کا علم ان سب کی روک تھام کا انتظام کرتا ہے......... اطباء جب کسی بیمار کا علاج کرتے ہیں تو مریض کو بڑھانے والے اسباب وذرائع اور وسائل سے روک دیتے ہیں، ورنہ جو اصلاح پیش نظر ہے وہ فوت ہوجائے گی اور صحت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ یہ شریعت تو حکمت ومصلحت اور کمال کے اعلیٰ درجات پر مبنی ہوتی ہے)

---

[1] مالک حیاۃ وآثرہ وآراء ہ وفقھہا ابوزہرہ ص ۴۰۵ [2] الفروق، امام قرافی ۲/۳۳ [3] اعلام الموقعین، ابن قیم جوزی ۳/۱۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقسام :

ذرائع کی دو اعتبارات سے تقسیم کی جاتی ہے :

(۱) نتائج کے اعتبار سے وسائل کی قسمیں۔

(۲) عمل کے مفسد و نقصان کا باعث ہونے کے اعتبار سے قسمیں۔

پہلی تقسیم ابن قیم جوزی کی ہے اور دوسری تقسیم امام شاطبی کی ہے۔

ابن قیم جوزی کی تقسیم :

ابن قیم نے نتائج کے اعتبار سے جو تقسیم پیش کی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ فعل یا قول جو مفسد کا ذریعہ بنتا ہے اولاً دو طرح پر ہے :

(۱) اس کی وضع ہی خرابی کی طرف لے جانے والی ہو۔ جیسے نشہ، تہمت، زنا۔ ان کا مفسد کی طرف جانا واضح ہے۔

(۲) اس کی وضع جائز و مستحب امر کا ذریعہ بننے کے لئے ہو پھر محرم کا ذریعہ بن جائے۔ تو اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں :

(الف) ارادی طور پر محرم کا وسیلہ بنے۔ جیسے طلاق کی غرض سے نکاح اور ربا کی غرض سے فروخت۔

(ب) غیر ارادی طور پر وسلیہ بن جائے۔ جیسے مشرکین کے باطل خداؤں کو بُرا کہنا۔ اس کی مزید دو قسمیں ہیں :

(i) اس میں مصلحت فعل اس کے فساد سے زیادہ ہو۔

(ii) اس میں فساد کا عنصر اس کی مصلحت پر غالب ہو تو اس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) ایسا ذریعہ جو اپنی طبیعت کے اعتبار سے مفسدہ اور شر کی طرف لے جانے والا ہو۔ جیسے مے نوشی، تہمت، زنا۔

(۲) ایسا ذریعہ جو کسی مباح کا وسیلہ ہو لیکن اس کو کسی شر اور مفسدہ کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ جیسے بیع کو ربا کا ذریعہ بنانا۔

(۳) ایسا ذریعہ جو طبعاً مفسدہ کا وسیلہ بھی نہ بنتا ہو اور نہ اس سے کوئی شر اور مفسدہ ہو، لیکن اکثر اوقات وہ مفسدہ کا وسیلہ بن جاتا ہو اور اس میں مفسدہ ہونے کا پہلو راجح ہو۔ مثلاً عدت کے دوران عورت کا تزئین کرنا کہ عورت کا سنگھار نہ تو طبعاً مفسدہ کا وسیلہ ہے اور نہ مفسدہ مقصود ہے مگر دوران عدت یہ مفسدہ کا وسیلہ بن سکتا ہے اور شریعت کی نظر میں اس کے مفسدہ ہونے کا پہلو راجح ہے۔

(۴) ایسا ذریعہ جو مباح کا وسیلہ ہو لیکن یہ مفسدہ کی جانب بھی لے جاتا ہو۔ لیکن اس میں مصلحت کا پہلو مفسدہ پر راجح ہے۔ جیسے اس عورت کو دیکھنا جسے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو۔ اصولاً یہ فعل مباح ہے۔ کیونکہ اس پر بعض مصالح مرتب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے کا کسی مفسدہ (برائی) کا ارادہ نہیں۔ البتہ بعض اوقات مخطوبہ کا دیکھنا مفسدہ تک پہنچنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ مگر اس میں مصلحت کا پہلو مفسدہ پر راجح ہے۔[1]

تجزیہ :

ابن قیم کی یہ تقسیم فرض عقلی کے اعتبار سے تو درست ہے لیکن اس کی پہلی قسم ذرائع کے باب میں شامل نہیں ہوتی بلکہ مقاصد میں شمار ہوتی ہے۔ قسم اول تو بذات خود مفسد ہے اس لئے شامل نہیں ہوتی البتہ باقی تین اقسام اس تقسیم میں داخل ہو جائیں گی۔

امام شاطبی کی تقسیم :

عمل کے مفسد اور باعث نقصان ہونے کے لحاظ سے امام شاطبی نے چار اقسام بیان کیں۔ ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

پہلی قسم : جو قطعی طور پر مفسد تک پہنچائے جیسے گھر کے دروازے کے پیچھے گڑھا کھودنا تاکہ داخل ہونے والا تاریکی میں بلاشبہ گر پڑے۔

دوسری قسم : مفسد تک اتفاقی طور پر پہنچائے مثلاً ایسی جگہ گڑھا کھودنا جہاں اکثر کوئی نہ جاتا ہو یا ان غذاؤں کا بیچنا جو کسی کو بھی اکثر نقصان نہیں دیتی ہوں۔

تیسری قسم : وہ ہے جو اکثر مفسد تک پہنچاتی ہے اور اس میں غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ مفسد تک لے جائے۔ جیسے فتنے کے زمانے میں ہتھیار بیچنا یا شراب بنانے کے لئے انگور بیچنا وغیرہ۔

چوتھی قسم : وہ ہے جو اکثر مفسد تک پہنچائے لیکن اکثر وہ ذریعہ اس حد تک نہیں پہنچا تاکہ عقل یہ مان لے کہ وہ ہمیشہ مفسد تک پہنچاتا ہے۔ جیسے بیع کو ربا کے حصول کا ذریعہ بنانا۔[2]

پہلی قسم میں فعل کا سد باب کرنے میں فقہاء کا اتفاق ہے جبکہ دوسری قسم میں عمل کی اصلاً اجازت ہے اور مصلحت کی سمت اس میں غالب ہے۔ اگر کبھی اتفاق سے نقصان ظاہر ہو گیا تو بھی جائز ہے کیونکہ ہر مصلحت میں کچھ نہ کچھ نقصان کا امکان ہوتا ہے لہٰذا عمل کی اجازت باقی رہے گی۔ تیسری قسم قابل سد ذرائع ہے جہاں تک ممکن ہو فساد کو روکنے کے لئے احتیاط واجب ہے۔ چوتھی قسم میں مفسدہ جانب کو فعل کی اصل اجازت پر ترجیح دی جائے گی مثلاً بیع تاخیر جو اکثر ربا تک پہنچا دیتی ہے اگرچہ غالب نہیں ہے۔

واضح رہے کہ تیسری اور چوتھی قسم میں شامل افعال۔ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ مفسدہ کا سبب بننے کی وجہ سے ان کی ممانعت ہے یا نہیں؟

---

[1] اعلام الموقعین ۲/۱۴۸ [2] الموافقات، امام شاطبی ۲/۳۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنبلی اور مالکی فقہاء تیسری اور چوتھی قسم کے افعال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ سد ذرائع منجملہ اصول تشریع میں ایک اصول ہے اور اس کی اپنی ذاتی حیثیت ہے ماخذ احکام میں سے اس کو بھی ایک ماخذ سمجھا جاتا ہے[1]۔ اور اس پر بہت سے احکام مبنی ہیں۔ جب ایک فعل کسی خرابی و مفسدہ کی طرف لے جاتا ہو اور اس بات کا گمان غالب ہو تو اس فعل کی ممانعت ہونی چاہیے۔ امام قرافی مالکی کی وضاحت بھی یہی ظاہر کرتی ہے[2] کیونکہ شریعت مفاسد کو روکنے اور خرابی کی طرف لے جانے والے وسائل، ذرائع اور راستوں کو بند کرنے کے لئے آئی ہے۔

شافعی وظاہری ودیگر فقہاء کی رائے :

یہ افعال ممنوع نہیں ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ یہ افعال مباح ہیں اس لئے اگر یہ خرابی کی طرف بھی لے جاتے ہیں تو محض اس کا احتمال ہونے کی وجہ سے ان کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔[3]

دونوں فریق کی آراء کا تجزیہ اور قول راجح :

حنبلی اور مالکی فقہاء نے ان افعال کے مقاصد، غرض وغایت اور مرتب ہونے والے نتائج پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس کی ممانعت کا قول کیا۔ انہوں نے ان افعال کی اباحت اور جائز ہونے کے پہلو کا اعتبار نہیں کیا۔

جبکہ دوسری طرف شافعی وظاہری فقہاء نے ان افعال کی اباحت کو مدنظر رکھا اور ان کے افعال کی عام اجازت دی ہے۔ جن کے ضرر میں محض احتمال ہو، یقین نہ ہو۔ اس بناء پر وہ شریعت کی اس عام اجازت کو ترجیح دیتے ہیں۔

قول راجح : دونوں آراء کے حاملین کے پیش نظر رضائے الٰہی کا حصول ہے اس لئے دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پہلے فریق کی رائے زیادہ قوی ودرست معلوم ہوتی ہے، یہ ہماری رائے ہے۔

وجہ ترجیح : پہلی رائے کی دوسری پر فوقیت کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ وسائل اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہیں۔ امام شاطبی کی اقسام میں سے پہلی قسم کے حکم میں واضح ہوچکا ہے کہ خرابی (مفسدہ) کا احتمال نادر، قلیل یا مرجوح ہو تو اس فعل کے لئے سد ذرائع کے اصول کو استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ماننے والوں کی ساری گفتگو اس صورت میں ہے جب ذرائع خرابی کی طرف پوری طرح کھینچ کر لے جائیں اور غالب گمان یہ ہو کہ اس سے خرابی واقع ہوجائے گی اور عمل سے متعلق شرعی احکام میں ظن کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت کے لئے یقین کی شرط نہیں ہے مثلاً واضح مصلحتوں کو پورا کرنے کے لئے خبر واحد، شہادت، عدت کی مدت ختم ہونے میں عورت کے قول کو تسلیم کرلینے پر عمل کے احکام دیئے گئے ہیں، اگرچہ ان میں مرجوح مفاسد بھی موجود ہیں۔ بہرحال ان میں یہ احتمال تو موجود ہے کہ خبر دینے والے نے یا گواہوں نے یا عورت نے جھوٹ بولا ہو۔

---

1. مالک حیاۃ وآثرہ وآراءہ وفقہہ۔ ابوزہرہ ص ۴۰۵ 2. الفروق، امام قرافی ۲/۳۲

3. ھدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، ابن رشد ۲/ ۱۱۸۔۱۱۹۔ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۳۸ھ۔ المغنی، ابن قدامہ ۴/۱۷۴، وما بعدھا، المدونۃ الکبریٰ، امام مالک ۳/ ۳۹۹ باب فی اجارۃ الکنیسۃ مطبعہ سنہ لد مختصر الطحاوی ص ۱۸۹ وما بعدھا بحولہ الوجیز للزیدان ص ۲۳۶۔۲۳۷ ملخص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سد الذرائع بطور ماخذ اصول فقہ :

خاص طور پر امام مالک نے سد الذرائع کو ایک اصل مانا اور اس کو مشہور مسائل میں سے شمار کیا ہے۔ فقہاء نے دعویٰ کیا ہے کہ امام مالک کے علاوہ دوسرے فقہاء کے یہاں اس اصول کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ لیکن مالکی فقہاء بیان کرتے ہیں کہ بہت سے دوسرے فقہاء امام مالک کے مسلک میں شریک ہو گئے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا یہ نام نہیں رکھا۔[1]

ابوزہرہ نے فقہاء کے عمل پر جو رائے پیش کی وہ یہ ہے کہ :

" ونحن نميل الى أن العلماء جميعاً ياخذون باصل الذرائع وان لم يسموه بذلك الاسم ".[2]

(ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تمام علماء اصل ذرائع کو لیتے ہیں اگرچہ انہوں نے یہ نام نہیں رکھا)

امام قرافی نے الفروق میں ذرائع کی تیسری قسم کے تحت بیان کیا کہ :

" وقسم اختلف فيه العلماء هل يسد ام لا كبيوع الاجال عندنا ".[3]

(اور علماء نے (تیسری) قسم میں اختلاف کیا ہے جیسے تاخیر کی بیع میں ہم نے ذریعہ کا اعتبار کیا ہے اور دوسروں نے ہم سے اختلاف کیا ہے)

اس کے بعد قرافی نے امام مالک و شافعی کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف کی نوعیت پر بحث کرنے کے بعد نتیجتاً یہ بات کہی کہ :

" قلنا بسد هذه الذرائع ولم يقل بها الشافعي فليس سد الذرائع خاصا بمالك رحمه الله بل قال بها اكثر من غيره واصل سدها مجمع عليه ".[4]

(ہم کہتے ہیں یہ سد ذرائع ہیں، امام شافعی نے ان کا نام نہیں لیا۔ لہٰذا سد ذرائع (امام) مالک کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں بلکہ دوسروں نے بھی ان کا بہت ذکر کیا ہے۔ ان کے نزدیک وہ سد ذرائع اصل ہیں جن پر اتفاق ہوا ہے۔

امام شافعی و ابوحنیفہ نے بعض حالات میں اس پر عمل کیا اور بعض حالات میں اس کا انکار کیا، شیعہ نے بھی اس پر عمل کیا۔ ابن حزم ظاہری نے مطلقاً اس کا انکار کیا۔[5]

سد الذرائع کی حجیت : اس کی حجیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

قرآن سے دلائل :

(۱) " يايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا ".[6]

(اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور سنو)

---

1. مالک حیاۃ و آثرہ و اراءہ و فقھہ ابوزہرہ ص ۴۲۶ ملخص
2. مالک حیاۃ و آثرہ و اراءہ و فقھہ ابوزہرہ ص ۴۲۷
3. الفروق قرافی ۲/۳۲
4. الفروق قرافی ۲/۳۳
5. الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی، وھبہ زحیلی ص ۴۸۹
6. البقرہ : ۱۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ لفظ راعنا کو یہودیوں نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا ذریعہ بنالیا تھا تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا گیا حالانکہ اس میں بظاہر کوئی خرابی نہیں تھی۔

(۲) "ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم"[1]

(اور جن کو یہ (مشرک لوگ) اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں اُنہیں برا نہ کہو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی علم کے بغیر وہ اللہ کو برا کہنے لگیں)

یہاں مشرکین کے باطل معبودوں کو برا کہنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو برا کہنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

سنت سے دلائل :

حضور ﷺ نے فرمایا :

(۱) "من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ ھل یشتم الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ"[2]

(آپ ﷺ نے فرمایا : کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے الدین کو گالی بھی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایاہاں کوئی شخص کسی دوسرے کے باپ کو بُرا کہے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو بُرا کہے اور کسی کی ماں کو بُرا کہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو بُرا کہے)

(۲) شراب کے ایک قطرہ کے استعمال کو بھی حرام کہا تا کہ یہ گھونٹ گھونٹ پینے کا ذریعہ نہ بن جائے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پینا اس مقدار میں شراب پینے کا ذریعہ نہ بن جائے جو نشہ لاتی ہے اور پینے والا حرام کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر حدیث میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ : "ماأسکر کثیرہ فقلیلہ حرام"[3] (جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لاتی ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے)۔

(۳) شارع نے قاضی یا حاکم کو ہدیہ قبول کرنے سے منع کیا اور فرمایا : ھدایا الامراء غلول[4]۔ یہ ممانعت اس شخص سے قبول کرنے کی ہے جو اس عہدے پر مقرر ہونے سے پہلے ہدیہ نہ دیتا ہو۔ اس کی علت یہ ہے کہ یہ ہدایہ ناجائز تحفوں اور نذرانوں کا ذریعہ نہ بن جائے۔

ابن قیم جوزی نے اعلام الموقعین میں اس قسم کی تقریباً ۹۹ ممانعتیں بطور شہادت پیش کی ہیں جن میں احادیث سے ذرائع کو بند کرنے کا حکم موجود ہے۔[5]

---

[1] الانعام : ۱۰۸ [2] جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حقوق الوالدین

[3] مشکوۃ المصابیح، باب بیان الخمر و وعید شاربھا، جامع الترمذی ابواب الاشربہ عن رسول ﷺ باب ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔

[4] الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البغدادی الماوردی متوفی ۴۵۰ھ، ص ۷۵۔ فصل ولیس لمن تقلد القضاء ان یقبل ھدیۃ من خصم ولا من احد من اھل عملہ وان لم یکن لہ خصم...... مصر مطبعۃ البابی الحلبی ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء

[5] اعلام الموقعین، ابن قیم جوزی ج۳/۱۴۹ تا ۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سدالذرائع بحیثیت تکملہ مصالح مرسلہ :

سدذرائع کا اصول مصالح کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور اس کو تقویت پہنچاتا ہے کیونکہ یہ ایسے اسباب و وسائل کے اختیار کرنے کو منع کرتا ہے جو خرابیوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مصلحتوں کی بعض صورتوں میں سے یہ بھی ایک اہم صورت ہے اس لحاظ سے یہ اصول مصلحت کا تتمہ و تکملہ ہے۔ سدذرائع کی بعض صورتیں مصلحت مرسلہ کی بعض صورتوں میں معتبر ہیں۔[1]

(۵) "عرف و عادت"

عرف و عادت کی تعریف :

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں :

"العادة ماخوذة من المعاودة فهي بتكررها ومعاودتها مرة بعد اخرى صارت معروفة مستقرة في النفوس والعقول متلقاة بالقبول من غير علاقة و لا قرينة حتى صارت حقيقة عرفية فالعادة والعرف بمعنى واحد من حيث لما صدق وان اختلفا من حيث المفهوم".[2]

(عادت معاودت سے ماخوذ ہے کہ تکرار سے اور بار بار کرنے سے ایک فعل جانا پہچانا ہو جاتا ہے اور بغیر علاقہ اور قرینہ کے عقل کے لئے قابلِ قبول ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حقیقت عرفیہ ہو جاتا ہے اس لحاظ سے باعتبار مصداق کے عادت اور عرف ہم معنی ہیں اگرچہ مفہوم میں مختلف ہیں)

استاد ابوزہرہ نے فرمایا :

"العرف مااعتاده الناس من معاملات واستقامت عليه امورهم".[3]

(عرف وہ طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے لوگ عادی ہو چکے ہوں اور اس پر ان کے امور قائم ہو چکے ہوں)

شیخ عبدالوہاب خلاف نے فرمایا :

"العرف هو ما تعارفه الناس وساروا عليه ، من قول ، او فعل او ترك ويسمى العادة ، وفي لسان الشرعيين : لا فرق بين العرف والعادة ".[4]

(عرف وہ طریقہ ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہو لوگ قول، فعل یا ترک میں اس پر چلتے ہوں اور اسی کا نام عادت ہے۔ اہلِ قانون کے مابین عرف اور عادت کے مابین کوئی فرق نہیں ہے)

---

[1] الوجیز، عبدالکریم زیدان ص ۲۵۰ تلخیص لاہور، فاران اکیڈمی سن ندارد [2] مجموعہ رسائل ابن عابدین ۲/۱۱۳

[3] اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۳۶ [4] اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف ص ۸۹، کویت، دارالقلم بیسویں طبع ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرف اور اجماع میں فرق :

اجماع، امت کے تمام مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے۔ جبکہ عرف اکثریت کا راستہ ہوتا ہے اور اس میں عوام وخواص سب شامل ہوتے ہیں۔ یعنی عرف ایک طرح سے ان کی سیرت کا نام ہے۔

انواع :

استعمال اور وقوع کے لحاظ سے اولاً عرف کی دو قسمیں ہیں : (۱) قولی (۲) عملی۔

اور پھر ان میں سے ہر قسم مزید دو قسموں میں تقسیم ہو جاتی ہے : (۱) قولی عام (۲) قولی خاص۔ اور (۱) عملی عام اور (۲) عملی خاص۔ اسی طرح پھر ان میں سے ہر ایک قسم مزید دو قسموں صحیح اور فاسد کی طرف تقسیم ہو جاتی ہے۔

عرف قولی : از روئے زبان کسی لفظ کے ایک متعین معنی ہیں لیکن عام استعمال میں وہ لفظ کسی اور مفہوم میں مستعمل ہونے لگا ہو۔ مثلاً دابہ کا اطلاق صرف چوپایہ پر ہوتا ہے حالانکہ اس کے لغوی معنی میں ہر وہ چیز شامل ہے جو زمین پر رینگتی یا حرکت کرتی ہے اور لحم (گوشت) کا اطلاق مختلف جانوروں کے گوشت پر ہوتا ہے لیکن مچھلی کے گوشت پر نہیں ہوتا حالانکہ از روئے لغت وہ بھی تو گوشت ہے۔ اور قرآن نے اس کو "لحماً طریاً" کہا۔ اور ولد لڑکے کے لئے بولا جاتا ہے جبکہ لغت کی رُو سے دونوں صنفوں کے لئے عام تھا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان یوصیکم اللہ فی اولادکم میں دونوں شامل ہیں۔

عرف عملی : عرف عملی سے مراد وہ کام (اعمال) ہیں جن کے لوگ عادی ہوں۔ جیسے بغیر معاہدہ ایجاب وقبول کے خرید وفروخت کرنا، جس کو اصطلاح میں بیع تعاطی کہتے ہیں۔ یعنی بائع مشتری کے مانگنے پر ایک چیز دے دیتا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے دونوں کے مابین کوئی باہمی عقد نہیں ہوتا۔ اسی طرح مہر کے دو طریقوں مہر معجّل اور مہر مؤجل میں سے کسی ایک طریقہ پر ادا کرنا یا ایک حصہ ایک طریقہ پر اور دوسرا دوسرے طریقہ پر ادا کرنا۔

عرف عام : وہ عرف جس پر ممالک اسلامیہ کے عام لوگوں کا تعامل ہو خواہ وہ تعامل قدیم ہو یا جدید، عرف عام ہے اور ایک ملک کے تمام شہری جس پر متفق ہوں وہ وہاں کا عرف عام ہے۔ جیسے عقد استصناع (کوئی شئی آرڈر پر بنوانا) اس کا رواج عام ہے کہ شئی بعد میں بنائی جاتی ہے اور معاہدہ خرید وفروخت پہلے ہو جاتا ہے لیکن کثرت تعامل سے اس میں سے ضرر کا اندیشہ دور ہو گیا اس لئے جائز قرار دیا گیا۔ اسی طرح اس کی مثال میں دخول حمام کو پیش کیا جا سکتا ہے جس میں حمام میں جانے کی ایک مقررہ اجرت ہے لیکن کوئی شخص جا کر زیادہ صابن پانی استعمال کرتا ہے جبکہ دوسرا کم کرتا ہے، اس کو بھی عرف کی بنا پر درست قرار دیا۔

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ عرف عام کی بناء پر قیاس کو ترک کر دیا جائے گا اور اسے استحسان عرف کہتے ہیں اور اگر عام ظنی ہو تو اس کی تخصیص بھی عرف عام سے ہو جاتی ہے۔ نص ظنی کے عموم کو عرف سے ترک کر دینے کی مثال یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا لیکن جمہور فقہاء، احناف اور مالکی فقہاء کہتے ہیں کہ ہر وہ شرط جائز ہے جسے عرف معتبر قرار دیتا ہو۔[1]

عرف خاص : عرف خاص وہ ہے جو کسی خاص مقام اور طبقہ ہی میں مشہور ہو۔ جیسے تاجروں اور کسانوں کا عرف، یہ عرف خاص نص کے مقابلے میں تسلیم نہیں کیا جائے گا لیکن اسے قیاس کے مقابل تسلیم کیا جائے گا جس کی علت نص قطعی سے یا نص قطعی کے مشابہ نص سے ثابت ہو۔[2] عراق میں دابہ گھوڑے کو کہتے ہیں حالانکہ اس کے معنی زمین پر چلنے والے جانور ہیں اور اسی طرح تمام علوم وفنون کی اصطلاحات بھی عرف خاص میں شامل ہیں۔[3]

عرف صحیح : وہ ہے جو شریعت کی کسی نص کے مخالف نہ ہو اس کے سبب کوئی ایسی مصلحت جس کا شریعت نے اعتبار رکھا ہے، فوت نہ ہوتی ہو اور نہ یہ کسی ایسی خرابی کے حصول کا ذریعہ ہو جس کا گمان غالب ہو۔ مثلاً عام لوگوں کے درمیان یہ دستور معروف ہے کہ منگنی کے وقت لڑکی کو جو کپڑے یا دوسرا سامان دیا جاتا ہے وہ تحفہ ہوتا ہے وہ سامان مہر میں داخل نہیں ہوتا۔

عرف فاسد : وہ ہے جو شارع کی کسی نص کے مخالف ہو یا اس سے ضرر پہنچتا ہو یا کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو مثلاً بینک یا افراد سے سودی قرض لینا، جوئے، سٹے میں رقم لگانا۔[4]

عرف کی اہمیت اور فقہاء کا اس پر عمل :

تقریباً تمام ائمہ نے اس پر اپنے بہت سے احکام کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ امام مالک کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہلِ مدینہ کے عرف پر ہے اور امام شافعی نے اپنے مذہب جدید کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہلِ مصر کے عرف پر رکھی۔ امام ابن تیمیہ کی کتابیں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو ان کے مسائل میں فتویٰ دیتے وقت وسیع پیمانے پر اس کا استعمال کیا۔ البتہ حنفیہ اور مالکیہ نے اپنی کتابوں میں دوسروں سے بڑھ کر اس کا چرچا کیا اور اسے اپنی فقہ کا ایک مستقل ماخذ قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ سرخسی اپنی کتاب مبسوط میں لکھتے ہیں : ''جو چیز عرف سے ثابت ہے وہ نص سے ثابت ہے (الثابت بالعرف کالثابت بالنص)''۔ اور اس کے ہوتے ہوئے وہ بسا اوقات قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے حدیث کی تخصیص کر ڈالتے ہیں مگر صرف اس صورت میں جب وہ عام ہو۔ ان کے ہاں استحسان کی ایک قسم استحسان ضرورت ہے اور یہی استحسان عرف ہے جہاں وہ قیاس کو ترک کر کے لوگوں کی ضرورت یا عرف کو اختیار کرتے ہیں۔ یہی حال مالکیہ کا ہے بلکہ عرف معتبر ماننے میں شاید وہ حنفیہ سے آگے ہیں کیونکہ مصالح مرسلہ ان کی فقہ کا ایک مضبوط ستون ہے اور ان میں عرف کی رعایت کئے بغیر چارہ نہیں ہے وہ بھی اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو چھوڑتے، اس کے ذریعہ عام کی تخصیص کرتے اور مطلق کو مقید کرتے ہیں۔[5]

---

[1] الادلہ المختلف فیہا عند الاصولیین، خلیفہ با بکر الحسن ص ۲۰۔۲۲۳ مفہوم ۔ القاہرہ، مکتبہ وہبہ ۱۴۰۷ھ ۔ ۱۹۸۷ء ۔ اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۳۱۔۲۳۲ مفہوم۔

[2] اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۲۳۲

[3] الوجیز، عبدالکریم زیدان ص ۲۵۳ تلخیص

[4] الوجیز، عبدالکریم زیدان ص ۲۵۳ تلخیص

[5] اصول فقہ پر ایک نظر، عاصم حداد ص ۱۶۱۔۱۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرف کی حجیت اور اس کے شرعی دلیل ہونے پر استدلال :

قرآن سے ثبوت :

اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا :

(۱) " من اوسط ما تطعمون اهليكم "[۱]

(درمیانے قسم کا وہ کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو)

درمیانہ کھانا عرف سے معلوم ہوگا۔

(۲) " من كان فقيراً فليأكل بالمعروف "[۲]

(جو نادار ہو وہ معروف طریقہ پر (یتیم کا مال لے کر) کھا سکتا ہے)

سنت سے ثبوت :

(۱) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ :

" قالت دخلت هند بنت عتبه امراة ابى سفيان على رسول ﷺ فقالت يا رسول الله ان ابا سفيان رجل شحيح لا يعطيني من النفقة مايكفيني ويكفي بني الا ما اخذت من ماله بغير علمه فهل على فى ذلك من جناح فقال رسول ﷺ خذى من ماله بالمعروف مايكفيك ويكفي بنيك ".[۳]

(ہند بنت عتبہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان بے حد بخیل شخص ہے مجھے میری اور میرے بچے کی ضرورت کے مطابق نہیں دیتا الا یہ کہ میں اس کی لاعلمی میں از خود لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی اور بچے کی کفالت کے لئے بقدر معروف لے لیا کرو)

(۲) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک مستقل باب باندھا۔ جس کا عنوان ہے :

" باب من اجرى امر الامصار على مايتعار فون بينهم فى البيوع والاجارة والمكيال والميزان وسنتهم على نياتهم ومذاهبهم المشهورة"

(خرید و فروخت ٹھیکہ اور ناپ تول میں ہر شہر کے لوگوں کے عرف ان کے رسوم و رواج نیتوں اور مشہور طریقوں پر حکم جاری ہوگا)

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط :

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط مختصراً الفاظ میں مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) عرف نص کے مخالف نہ ہو۔

(۲) عرف مطرد اور غالب ہو۔

[۱] المائدہ : ۸۹ [۲] النساء : ۶ [۳] صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب قضیۃ ہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) عرف جس پر کسی معاملہ یا تصرف کو محمول کیا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کے وقت موجود ہو۔

(۴) کوئی ایسا فعل یا قول موجود نہ ہو جو عرف کے خلاف ہو۔[1]

(٦) "قول / مذهب صحابی"

جمہور اصولیین کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے :

"من شاهد النبی ﷺ وامن به ولا زمه مدة تكفي لاطلاق كلمة الصاحب عليه عرفاً، مثل الخلفاء الراشدين ، وعبد الله بن عباس ، وعبد الله بن مسعود ، وغيرهم ممن امن بالنبی ﷺ ، ونصره وسمع منه، واهتدى بهديه"[2]

(صحابی وہ شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور آپ پر ایمان لایا ہو اور آپ کے ساتھ اتنی مدت تک رہا ہو کہ عرف میں صاحب (ساتھی) کے لفظ کا اطلاق اس پر ہو سکے۔ جیسے خلفاء راشدین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور ایسے ہی دوسرے صحابہ کرام جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی اور آپ کی باتیں سنیں اور آپ کی سیرت سے رہنمائی حاصل کی)۔

قول صحابی کی حجیت :

کتاب وسنت و اجماع میں کوئی مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں کیا مجتہد، صحابہ کرام کے فتاویٰ اور فیصلوں کو ماخذ فقہ میں سے ایک ماخذ تسلیم کر کے ان پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ قول صحابی کی حجت کا یہ اختلاف مطلق نہیں ہے بلکہ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں :

۱۔ جن مسائل میں شرعی حکم رائے اور اجتہاد سے معلوم نہ ہو سکے ان میں قول صحابی حجت ہے کیونکہ یہ بات اس پر محمول متصور ہوگی کہ صحابی نے یہ حکم یقیناً حضور ﷺ سے سنا ہوگا اس لئے صحابی کا یہ قول سنت کے قبیل سے ہوگا جو کہ تشریع کا ماخذ ہے۔ احناف اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اسی طرح ان کے نزدیک بعض صحابہ کے قول سے یہ بات ثابت ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔

۲۔ جس قول صحابی پر اتفاق ہو چکا ہو اس کو شرعی حجت سمجھا جائے گا کیونکہ یہ اجماع ہے اسی طرح جس قول صحابی کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کی کسی نے مخالفت کی ہے تو وہ اجماع سکوتی کے قبیل سے ہے۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک حجت ہے جو اجماع سکوتی کے قائل ہیں۔

۳۔ ایک صحابی کا قول دوسرے صحابی پر ایسی حجت نہیں جس کا ان کو پابند ہونا ضروری ہے۔

۴۔ جو قول صحابی، رائے و اجتہاد پر مبنی ہو اس میں اختلاف ہے کہ بعد میں آنے والے لوگوں پر یہ حجت ہے یا نہیں۔[3]

۱۔ الادلہ المختلف فیہا عند الاصولیین، خلیفہ بابکر الحسن ص ۲۴۴ ملخص۔ القاہرہ، مکتبہ وہبہ ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۷ء

۲۔ حوالہ سابق ص ۲۶۰ ۳۔ حوالہ سابق ص ۲۶۰۔ ۲۶۱ ملخص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قول صحابی کی حجیت کے بارے میں مذاہب اربعہ :

اس بارے میں مذاہب اربعہ مندرجہ ذیل دو آراء پر منقسم ہے :

۱۔ احناف، مالکیہ اور حنابلہ قول صحابی کی حجیت کو معتبر مانتے ہیں، اگر چہ امام کرخی و بزدوی حنفی کا اختلاف ہے۔

۲۔ شافعیہ اس کی حجت تسلیم نہیں کرتے۔[1]

شافعیہ کے نقطہ نظر کا جائزہ : شافعی مسلک کی کتب اصول فقہ میں امام شافعی سے متعلق یہ بات منقول ہے کہ وہ اپنے قدیم مذہب میں تو صحابہ کے اقوال کو لیتے تھے لیکن اپنے مذہب جدید میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ ابن قیم جوزی نے اعلام الموقعین میں شافعی علماء کے اس دعوے کو غلط ثابت کرتے ہوئے کہا کہ امام شافعی کا قدیم وجدید ایک ہی مذہب تھا اور وہ صحابہ کرام کے قول کو اختیار کرنے کا تھا اور اسی پر امام شافعی کے وہ اقوال دلالت کرتے ہیں جو ہم نے ''الرسالہ'' اور ''الام'' سے نقل کئے ہیں اور یہ دونوں کتابیں امام شافعی کے بالکل آخری زمانہ کی تصنیف ہیں تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ صحابی کے قول کو حجت تسلیم کرنے کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتے تھے کہ قیاس سے اس کی تائید ہوتی ہو جیسا کہ ''الرسالہ'' میں ان کے قول سے اس کا پتہ چلتا ہے۔[2]

ابوالحسن کرخی حنفی کے قول کا تجزیہ :

اور جہاں تک احناف میں سے ابوالحسن کرخی کے مسلک کا تعلق ہے، وہ کہتے ہیں کہ صحابی کی تقلید اس وقت واجب نہیں ہے یعنی قول صحابی اس وقت حجت نہیں ہے۔ جب اس قول میں رائے اور اجتہاد کی گنجائش ہو انہوں نے یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انہوں نے بہت سے فروعی مسائل میں بعض صحابہ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا، امام کرخی کے اس مسلک کی تائید فخر الاسلام بزدوی نے بھی کی ہے۔ دوسری طرف کرخی کے ایک ہم عصر ابوسعید بردعی حنفی کا مسلک یہ ہے کہ صحابی کا قول حجت ہے کیونکہ اس کی تصریح خود امام نے کی ہے اس مسلک میں ابوسعید بردعی کی تائید علمائے احناف میں سے ابوبکر جصاص اور شمس الائمہ سرخسی نے کی ہے۔[3]

امام کرخی کی رائے پر ابوزہرہ کا تجزیہ :

ابوزہرہ نے کرخی کے مسلک کی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف کی گئی نسبت کو غلط ثابت کیا ہے کیونکہ اس نسبت کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ امام اور ان کے اصحاب نے جب بعض صحابہ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا تو انہیں ان صحابہ کے اقوال کا پتہ تھا اور اس کے باوجود انہوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا، اغلب یہ ہے کہ انہیں ان کا پتہ نہیں تھا اگر انہیں ان کا پتہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ

۱۔ الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی، وہبہ زحیلی ص ۲۶۰

۲۔ اعلام الموقعین، ابن قیم جوزی ۲/۴، ۱۲۳ـ۱۲۰ـ۱۲۱ تلخیص

۳۔ اصول السرخسی، علامہ سرخسی ۲/۱۰۵ـ۱۱۲ تلخیص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بہت سے دوسرے فقہی مسائل میں اپنی آراء کو اس وقت چھوڑ دیا جب انہیں ان مسائل میں کسی صحابی کے قول کا پتہ چلا۔[1]

اور امام ابوحنیفہ کے فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ صحابی کے قول کو حجت مانتے تھے وہ فرماتے ہیں :

" ان لم اجد فی کتاب اللہ تعالیٰ ، اخذت بقول اصحابه ، اخذ بقول من شئت ، وادع من شئت منهم ، ولا اخرج من قولهم الی قول غیرهم "[2]

(اگر مجھے کوئی امر کتاب اللہ میں نہ ملے تو میں اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ان سے باہر نہیں جاتا)

اسی طرح امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت کے مطابق قول صحابی کی مطلق حجیت کا انکار ثابت ہے جبکہ دوسری روایت میں اس کی قیاس پر تقدیم کے ساتھ حجیت ثابت ہے ابن قیم نے دونوں اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دی جس میں قول صحابی کو حجت مانا ہے اور ان کے مطابق اسی پر ان کا عمل بھی رہا۔[3]

حجیتِ اقوالِ صحابہ کے دلائل :

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

" والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه "[4]

(جن لوگوں نے مہاجرین وانصار میں سے سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے نیکوکاروں کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین وانصار صحابہ کی مدح فرمائی اور اس مدح اور اعلان رضا میں ان کی اتباع کرنے والوں کو بھی شامل فرمایا۔

۲۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا :

" علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ "[5]

(تمہارے اوپر میری سنت کی اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی پیروی لازم ہے اور اس سنت کو مضبوطی سے تھام لو)

علامہ ابن القیم نے اقوال صحابہ کے قبول کرنے کے لازم ہونے کے بارے میں چوالیس وجوہ سے استدلال کیا ہے۔[6]

---

[1] ابوحنیفہ حیاتہ وعصرہ، آراؤہ وفقہہ محمد ابوزہرہ ص ۳۰۶ دار الفکر العربی طبع ثالث ۱۹۶۰ء

[2] اصول الفقہ، ابوزہرہ ص ۱۹۱

[3] اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۳۰، ۴/۱۵۶، ابن حنبل حیاتہ وآثرہ وآراءہ وفقہہ، ابوزہرہ ص ۲۵۱ وما بعدها

[4] التوبہ : ۱۰۰

[5] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/۲۶۱۔ بیروت، الجامع الصحیح الترمذی باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ

[6] اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۴/۱۲۳۔۱۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) "شرائع من قبلنا"

پہلی شریعتوں سے متعلق احکام چار قسموں پر ہیں :

اول :

وہ احکام جن کا ہماری شریعت میں ذکر ہوا اور ہماری شریعت نے ان کے بارے میں بتایا کہ وہ ہم پر اسی طرح فرض ہیں جیسے پہلے لوگوں پر فرض تھے، اس کی مثال روزہ کی فرضیت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "یا یھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"[۱] (اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح وہ ان لوگوں پر فرض کیا گیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو)۔

اور اسی طرح قربانی کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا : ماھذا الاضاحی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : "سنة ابیکم ابراھیم"[۲] (قربانی کرو یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے)۔ صحابہ نے عرض کیا : فمالنا فیھا یا رسول اللہ ﷺ (کیا اس قربانی سے ہمیں ثواب ملے گا) تو آپ ﷺ نے فرمایا : "بکل شعرة حسنه" (ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے)۔

حکم : فقہاء کا اس کے عمل پر اتفاق ہے چونکہ ہمیں بھی حکم ملا ہے اس لئے ہم عمل کریں گے۔ لیکن ہمارا یہ عمل اپنی شریعت میں واردہ حکم کی بناء پر ہے نہ کہ کسی سابقہ شریعت کے حکم کی بناء پر۔

دوم :

وہ احکام جن کا ہماری شریعت میں ذکر ہوا اور ان کے بارے میں ہماری شریعت نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہمارے حق میں منسوخ ہیں، مثلاً سجدہ تعظیمی کرنا، مالِ غنیمت کو حرام سمجھنا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے : "احلت لی الغنائم، ولم تحل لاحد قبلی"[۳] (اموالِ غنیمت کو میرے لئے حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے انہیں کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا)۔ اسی طرح کپڑے کی نجاست سے تطہیر کے لئے اس حصہ کا کاٹنا۔

حکم : فقہاء کا اس قسم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان پر عمل کرنا ہمارے لئے جائز نہیں۔

سوم :

وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں نہیں ہوا بلکہ صرف توراۃ و انجیل وغیرہ میں ہوا۔

حکم : ان کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ یہ ہمارے حق میں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ قرآن نے پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا اس لئے ان کے احکام بھی منسوخ ہو گئے۔ اب یہ کتب سابقہ ہر طرح کی تبدیلی و تحریف شدہ ہیں۔

۱۔ البقرہ : ۱۸۳

۲۔ سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی القزوینی متوفی ۲۷۳ھ۔ ابواب الضاحی، باب ثواب الضحیه

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ باب قول النبی جعلت لی الارض مسجدا وطھورا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہارم :

وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا اور ہماری شریعت میں ان کے شرعی حیثیت رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملتی، مثلاً آیت قصاص میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

" و کتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس و العین بالعین و الانف بالانف و الاذن بالاذن و السن بالسن و الجروح قصاص "[1]

(اور ہم نے ان پر (تورات میں) یہ فرض کیا تھا کہ جان کا جان سے، آنکھ کا آنکھ سے، ناک کا ناک سے، دانت کا دانت سے اور زخموں کا (اس جیسا زخم کر کے) قصاص لیا جائے گا)

اور اسی طرح حضرت صالح اور ان کی قوم کے درمیان پانی کی تقسیم کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :
"ونبئھم ان الماء قسمة بینھم کل شرب محتضر "[2] (اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں)۔

حکم : احکام کی اس چوتھی قسم میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تین اقوال ملتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

قول اول :

یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں اور ہماری شریعت کا جز ہونے کی حیثیت سے ان کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ ہم تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطۂ رسول پہنچے ہیں نہ کہ یہود و نصریٰ کی محرفہ کتب کے واسطے سے۔

حکم : اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شریعت میں ان کا خلاف یا رد ظاہر نہ ہوا ہو تو ان پر عمل کرنا واجب ہے۔ جمہور احناف، مالکیہ بعض شوافع اور امام احمد (فی روایہ) اکثر حنابلہ کے نزدیک قول راجح یہی ہے)

قول ثانی :

یہ ہمارے لئے شرعی حجت نہیں ہے۔ اشاعرہ، معتزلہ، شیعہ، بعض شافعیہ اور امام احمد بن حنبل (فی روایۃ اخری) کا یہی موقف ہے اور امام غزالی، امدی، رازی اور ابن حزم ظاہری نے اس کو اختیار کیا ہے۔[3]

قول ثالث :

اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔ یہ ابن برہان اور ابن قشیری کا مسلک ہے کہ کسی صحیح دلیل کے ظاہر ہو جانے تک توقف کیا جائے گا۔ علامہ امدی نے تیسرے مسلک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا : " ومن الاصولیین من قال بالوقوف وھو بعید "[4] (اصولیین میں سے بعض وقوف کا قول کرتے ہیں اور وہ بعید ہے۔) اس لئے ہم بھی تیسرے مسلک کے ادلہ کو زیر بحث نہیں لائیں گے۔

---

[1] المائدہ : ۴۵ [2] القمر : ۲۸
[3] حاشیہ البنانی علی شرح الجلال شمس الدین المحلی علی متن جمع الجوامع ۲/۳۵۲-۳۵۳ الوسیط فی الاصول الفقہ۔ وہبہ زحیلی ص ۳۵۴۔ الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۴/۲۹۶
[4] اللمع، الشیرازی ص ۱۱۶ ، الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۴/۳۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریق اول کے دلائل :

جن لوگوں نے شرائع سابقہ کے احکام کو ہماری شریعت کا حصہ ہونے کی حیثیت سے حجت مانا ہے ان کے چار دلائل ہیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

(۱) کیونکہ وہ اللہ کی نازل کردہ شرائع میں سے کسی شرع کا حکم ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر کوئی شے بھی دلالت نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ نے تو ان سے متعلق ارشاد فرمایا ہے : " اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ " [۱] (یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی انہی کے طریقے کی پیروی کرو)۔ اور حضرت ابن عباس سے یہ ثابت ہے کہ جب انہوں نے سورۃ "ص" کی یہ آیت تلاوت کی تو سجدہ کیا۔ وہ آیت یہ ہے، " وظن داود انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب " [۲] (اور فوراً خیال آ گیا داؤد کو کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے اپنے رب سے اور گر پڑے رکوع میں)۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً " [۳] (پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم حنیفی کی اتباع کریں)۔

یہ آخری آیت اور پہلی آیت (اولئک الذین ھدی اللہ ......) دونوں سابقہ مذاہب کے صحیح ہونے پر صریح اور اوضح الدلالہ ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

" شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ، وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ " [۴]

یہ آیت شریعت نوح کی اتباع کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدیً ونور یحکم بھا النبیون " [۵] اس آیت میں نبی علیہ السلام سے جملہ انبیاء علیہم السلام مراد ہے۔

(۲) علماء نے آیت مبارکہ وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الخ سے وجوب قصاص کا استدلال کیا ہے۔ درحقیقت بنی اسرائیل پر قصاص واجب تھا اور اسی بناء پر ہماری شرع میں بھی قصاص کو واجب کیا گیا۔

(۳) رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا : "فاذا نسی احدکم صلوۃ اونام عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا " [۶] (جس کی نماز نیند یا بھول کی وجہ سے رہ گئی ہو تو اسے چاہئے کہ جب یاد آجائے ادا کر لے)۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : " واقم الصلوٰۃ لذکری " [۷]۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شرائع سابقہ پر عمل درست نہیں ہوتا تو حضور ﷺ یہ تلاوت نہ فرماتے کیونکہ یہ نہ ماننے کی صورت میں ان کی تلاوت بلا فائدہ ہوگی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہودی کے رجم کے سلسلے میں تورات کی طرف رجوع فرمایا تھا۔

۱۔ الانعام : ۹۱ ۲۔ ص : ۲۴ ۳۔ النحل : ۱۲۳ ۴۔ شوریٰ : ۱۳ ۵۔ المائدہ : ۴۴

۶۔ جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، ماجاء فی النوم عن الصلوۃ۔ ۷۔ طہٰ : ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) جب تک وحی کا نزول نہیں ہوا تھا اس وقت تک حضور ﷺ اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اگر ان کی شرائع پر عمل نہ کیا جائے تو محبت کا کیا مطلب ہوگا؟

ادلہ کا تجزیہ :

شرائع سابقہ کو حجت ماننے والوں نے جن چار وجوہ سے استدلال کیا ان کا تجزیہ مختصراً مندرجہ ذیل ہے :

مذکورہ ادلہ مطلوب کے اثبات میں قطعی الدلالہ نہیں ہیں۔ پہلی آیت مبارکہ جس کے کلمہ "الھدیٰ" سے استدلال کیا گیا تو کلمہ "الھدیٰ" تمام انبیاء کے لئے مشترک ہے اور وہ اشیاء ہیں جو اختلاف شرائع سے مختلف نہیں ہوتیں اور وہ اصول الدیانات اور کلیات خمسہ یعنی نفوس، اموال، انساب اور اعراض کی حفاظت ہیں۔ اور "شرع لکم من الدین" سے مراد توحید ہے۔ اور اتباع ملت ابراہیم کے حکم سے مراد وہ ہے جو اسی آیت کے آخر میں ہے ، " وما کان من المشرکین" اور شرک کا مقابل توحید ہوتا ہے یعنی وہ مشرک نہیں تھے بلکہ موحد تھے۔ اسی توحید کی پیروی کا حکم ہے اور اللہ رب العزت کے فرمان " یحکم بھا النبیون " میں اخبار کا صیغہ ہے، امر کا صیغہ نہیں جو وجوب اتباع پر دلالت کرے۔ جہاں تک آیت قصاص سے وجوب کا تعلق ہے تو وہ ہماری شریعت میں سورۃ بقرہ کی آیت " فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم "[1] (سو جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس زیادتی کی سزا دو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے) سے ثابت ہے۔ اور آیت قصاص میں صرف امت بنی اسرائیل سے مشابہت سے آگاہ کیا ہے اور جہاں تک یہودی کے رجم کے لئے تورات کی طرف رجوع کا تعلق ہے تو یہودی کے اس انکار اور جھوٹ پر اور آپ ﷺ کے سچے نبی ہونے کی صداقت کے اظہار کے لئے، آپ ﷺ نے خبر دی کہ رجم کی سزا تورات میں مذکور ہے، نہ کہ اس لئے کہ رجم کا حکم وہاں سے لے کر عمل کر سکیں۔ اس کے علاوہ کبھی بھی تورات کی طرف اس قسم کا رجوع آپ سے ثابت نہیں ہے۔

فریق ثانی کے دلائل :

جن لوگوں نے اس کے شرعی حجت ہونے کا انکار کیا انہوں نے بھی چار وجوہ سے استدلال کیا ہے۔ مختصراً مندرجہ ذیل ہے :

(۱) حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا منصب قضا سپرد کرتے وقت کتاب و سنت اور پھر اجتہاد کی تعلیم دی تھی۔ سابقہ شرائع سے حکم کے استنباط کی کوئی ہدایت نہیں کی اگر ایسا کرنا شرعی حجت ہوتا تو حضرت معاذ اس کا بھی ذکر کرتے یا حضور ﷺ ان کو اس کی تنبیہ کرتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا "[2] یہ آیت ہر فریق کے لئے الگ الگ پر دلالت کرتی ہے اور کسی فریق سے مطالبہ نہیں کرتی کہ وہ کسی دوسرے کی شریعت پر عمل پیرا ہو۔

(۳) اگر حضور ﷺ سابقہ شرائع پر عمل کرتے تو ان کی امت پر بھی ایسا کرنا ضروری ہوتا اور شرائع سابقہ کی تعلیم امت پر واجب ہوتی اور مجتہدین صحابہ پر بھی اس کی جستجو اور مختلف شرائع کے واقعات و حادثات کا علم واجب ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

---

[1] البقرہ : ۱۹۴ [2] المائدہ : ۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) سابقہ شرائع اقوام کی طرف بھیجے گئے رسل کے اصحاب کے ساتھ مخصوص تھیں اور شریعتِ اسلامیہ قیامت تک کے لئے عام ہے اور جمیع شرائع سابقہ کے منسوخ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ حضور کا فرمان ہے: "اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی" (مجھے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں)۔ ان میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس کافة"[1] (اور نبی کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔ اگر نبی شرائع سابقہ پر متعبد ہوتے تو وہ ان کا اقرار کرتے نسخ نہ فرماتے۔

منکرین کے دلائل کا تجزیہ:

حدیث معاذ میں شرائع سابقہ کے ذکر نہ ہونے کا جواب یہ ہے کہ اس کا حکم قرآن کے ذکر کر دینے میں شامل ہے کیونکہ قرآن جس کا رد نہ کرے ان شرائع سابقہ پر عمل کرنا درست ہے یا قرآن نے جس کی تائید کر دی وہ درست ہے۔ اسلئے اس کی الگ سے ہدایت یا ذکر کی ضرورت نہیں تھی یا اس کے ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہو کہ بہت کم مسائل میں ان کی طرف رجوع کی ضرورت پڑتی ہے اور دوسرے استدلال جس میں کہا گیا کہ صحابہؓ کرام نے ان کی طرف رجوع کیوں نہیں کیا تو اس کی وجہ کتب سابقہ کی صحیح حالت میں عدم دستیابی یا تحریف وتبدیلی ہو۔ اور مجتہدین کا رجوع ان اجتہادی مسائل میں ہوتا ہے جن کا قرآن وسنت میں ذکر نہ ہو تو ہوسکتا ہے کہ ان صحابہ مجتہدین کو اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو۔ اور جمیع سابقہ شرائع کے منسوخ ہونے پر مطلقاً اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ بھی دوسرے شرائع سے قطع نظر ہماری شریعت کی موافقت یا مخالفت کے وہ منسوخ متصور ہوگا بلکہ اجماع اس پر ہے کہ اس وقت منسوخ ہوگا جب اس کے خلاف دلیل ہو ورنہ قصاص، حد، زنا اور حد سرقہ میں ان کے مطابق عمل نہیں ہوتا مگر چونکہ اس کے خلاف دلیل موجود نہیں ہے۔

قائلین اور منکرین کے اقوال میں سے قول راجح:

دورِ حاضر کے اکثر اصولیین[2] نے سابقہ شرائع کے حجت ماننے کے قائلین کے مذہب کو ترجیح دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کو مسلمان، عادل ضابط نے صحیح صحت کے ساتھ نقل کیا ہو یا یہ کہ اس کا حکم قرآن میں آیا ہو یا یہ کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہو اور سابقہ شرائع بھی سماوی ہیں۔ قرآن تو "مصدق لما بین یدیه من التوراة والانجیل" کی تعلیم دیتا ہے اسی بنا پر فقہاء نے مال مشترک کی بطریق "المهایا" تقسیم کے جواز کا قول کیا ہے۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ، باب قول النبی جعلت لی الارض مسجد او طهورا۔

[2] اصول الفقہ، الخضری ص۳۱۰، اصول الفقہ عبدالوہاب الخلاف ص۹۳-۹۴، اصول الفقہ الاسلامی، زکی الدین شعبان ص۱۴۸، مصر مطبعہ دارالتالیف ۱۳۸۴ھ-۱۹۶۴ء

[3] کشف الاسرار، بلمز دوی ۳/۲۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور احناف نے ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کو اور عورت کے بدلے آدمی کے قتل کے جواز کا قول کیا ہے اور دلیل اس آیت کو بنایا جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " و کتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس "۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے جعالہ کے جواز کا قول کیا ہے اور سورۃ یوسف میں واقع اس آیت سے استدلال کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : " ولمن جاء به حمل بعیر وانه به زعیم " [1]

ہمارے نزدیک قول راجح :

ہماری نزدیک یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ شرائع سابقہ تشریعی ادلہ کی کوئی مستقل دلیل نہیں ہے بلکہ اس کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے گا اور اس کے بغیر اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول سے ان احکام کا بلا انکار بیان ہو اور ہماری شرع میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان کے نسخ پر دلالت کرے تو عمل ہوگا اور بہت سے علماء سے یہی منقول ہوا ہے کہ " ان شرع من قبلنا لیس شرعا لنا "۔ جیسا کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

☆☆☆

[1] یوسف : ۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ (نتائج)

مقالہ لکھنے کا مقصد یہ جاننا تھا کہ فن اصول فقہ کا آغاز کب ہوا، اس کی تدوین کب اور کس نے کی، یہ فن مختلف تاریخی ادوار سے گزر کر ہم تک کیسے پہنچا اور مختلف ممالک کے علمی، دینی وسیاسی حالات کے نشیب وفراز میں فن اصول فقہ کی تصنیف وتالیف میں کس قسم کے رجحانات فروغ پاتے رہے اور یہ کہ فن اصول فقہ پر کام کی رفتار کیا رہی؟ تاریخی مصادر ومراجع سے ثابت ہوا کہ تاریخ اسلام کے پہلے اصولی حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی[1] آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا[2] آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اجتہاد کی تعلیم واجازت عطا فرمائی[3] صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کیا۔ آپ ﷺ کو ان ﷺ کے اجتہاد کی اطلاع بھی ہوئی[4]۔ جب صحابہ کرام کا اجتہاد اصول پر مبنی ہوتا تو آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے اور تائید فرمادیتے[5]۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ناراضگی کا اظہار فرماتے[6]۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اجتہاد بغیر ادوات اجتہاد یعنی اصول کے نہیں ہوسکتا۔ یقیناً دور قدسی کے اجتہادات میں اصول کارفرما ہوتے تھے۔

صحابہ کرام ﷺ حضور اکرم ﷺ کے صحبت اور تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ اہل زبان بھی تھے۔ قرآن اور اس کے احکام کا نزول اور انطباق ان کے سامنے ہوا۔ اس لئے انہیں اس فن کو مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تابعین کے دور میں بھی یہی صورتحال رہی۔ مگر جب اسلام کی روشنی دُور دراز عجمی علاقوں میں پہنچی اور زمانہ قدسی سے دُوری بڑھنے لگی، شوق وذوق میں کمی آنے لگی تو دوسرے فنون کی تدوین کے ساتھ اصول فقہ کی تدوین بھی عمل میں آئی۔

دوسری صدی ہجری میں اصول فقہ کی تدوین میں امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے سبقت حاصل کی[7]۔ بعد میں امام شافعی نے اس فن کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ لفظ "اصول الفقہ" اور "علم الاصول" کا ابتدائی استعمال بالترتیب امام ابو یوسف اور امام شافعی کے یہاں نظر آتا ہے[8]۔ مگر اس سے کبھی قواعد اجتہاد اور کبھی کتاب وسنت کا علم مراد ہوتا تھا[9]۔ اصول فقہ کو وجود کے اعتبار سے فقہ پر تقدیم حاصل ہے۔ اگرچہ اس کی تدوین فقہ کے بعد ہوئی، مگر کسی فن کی تدوین اس کو وجود عطا نہیں کرتی بلکہ وہ مظہر اور کاشف ہوتی ہے۔ جس طرح آئمہ قرأت امام کسائی، حمزہ وعاصم وغیرہ کی تدوین قرأت سے قبل بھی لوگ قرآن کریم کو مختلف قرأت سے پڑھتے تھے اور بانی منطق ارسطو سے قبل بھی لوگ منطقیانہ گفتگو کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے بعد اصول فقہ کی تصنیف وتالیف میں اصولین کے دو مناہج بن گئے تیسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک مجموعی طور پر اصول فقہ پر ایک فکری وبنیادی کام نظر آتا ہے اور ساتویں صدی ہجری میں

---

1. تفصیلات کے لئے مقالہ کا صفحہ ۶۹/۱ دیکھئے
2. حوالہ سابق
3. حوالہ سابق ۷۲/۱
4. حوالہ سابق ۷۴/۱
5. حوالہ سابق
6. حوالہ سابق ۷۶/۱
7. حوالہ سابق ۳۷/۱۔۴۱
8. مقدمہ علی الاشارۃ للباجی، عادل احمد عبدالموجود ص ۵۸، الریاض مکتبہ نزار مصطفی الباز طبع ثانی ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷ء
9. حوالہ سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول فقہ میں تصنیف وتالیف کا تیسرا منہج متعارف ہوا۔ اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری سے چودہویں صدی ہجری تک تقلیدی رجحانات میں فروغ پیدا ہو جانے سے یہ فن بھی مجموعی طور پر جمود کا شکار ہو گیا۔ اگرچہ بعض عمدہ کتابیں بھی لکھی گئیں، تعداد کے اعتبار سے تو کثرت رہی مگر فکری اعتبار سے یہ فن تنزلی کا شکار رہا۔

اس دور کے اکثر اصولیین نے سابقین کی کتب کی تسہیل و تحقیق، اختصارات، شرح، شرح الشراح، حواشی، تعلیقات، نظم، تخریج، نکت وغیرہ تک آپ کو محدود رکھا۔ مثال کے طور پر التنقیح والتوضیح والتلویح پر تالیف کے بعد سے چھیالیس (۴۶) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ اس طرح تاج الدین سبکی کی جمع الجوامع پر مختلف ادوار میں ساٹھ (۶۰) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ موجودہ زمانے تک میں اصول فقہ پر کام میں نشاۃ ثانیہ نظر آتی ہے اور اب جدید اور سہل اسالیب پر اس فن میں کتب لکھنے کا رواج پڑتا جا رہا ہے۔

مختلف فقہی مذاہب کے نشاء و ارتقاء کے تحقیقی مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چار مشہور سنی مذاہب کے علاوہ بھی متعدد مذاہب پیدا ہوئے۔ ان میں سے کچھ زمانے کے ساتھ ساتھ ختم بھی ہو گئے، لیکن تمام مذاہب میں حنفی مذہب کو اپنی ذاتی خصوصیت کی بناء پر اپنے وجود سے آج تک ہر دور میں اکثریت حاصل رہی ہے۔

آخر میں توضیح کی غرض سے چند باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس مقالہ میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔

۲۔ اصول فقہ کی سو سے زائد اہم کتب کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے، جس میں مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات، اہمیت، محاسن و معائب اور اس پر لکھی جانے والی کتب (شروح حواشی وغیرہ) کو مؤلفین کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے تحریر کر دیا گیا ہے تاکہ قاری ایک نظر میں مختلف ادوار سے متعلق کیے جانے والے کام سے آگاہ ہو جائے۔

۳۔ ہر فصل کے آغاز میں اس زمانے کے سیاسی، دینی و علمی حالات پر ایک نظر طائرانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۴۔ آنے والے محققین کی رہنمائی کے لئے اصولیین کا مشہور نام، ان کا مسلک اور تاریخ ولادت (اگر دستیاب ہو) اور تاریخ وفات ہجری میں نام کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے اور ان کا مسلک بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح عیسوی تاریخ اور جائے ولادت و وفات حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس صدی میں کس فقہی مکتبہ فکر کے اصولیین کی تعداد اور ان کی اصول فقہ پر مؤلفات زیادہ رہیں۔ اسی طرح یہ کہ کن علاقوں میں اصولیین اور ان کی اصولی خدمات نمایاں رہیں۔

☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہارس

۱۔ فہرست آیات قرآنیہ

۲۔ فہرست احادیث مبارکہ

۳۔ فہرست شخصیات

۴۔ فہرست مصادر الکتاب

۵۔ فہرست فِرَق، امم وقبائل

۶۔ فہرست اماکن

۷۔ فہرست مراجع التحقیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۱)

(INDEX - 1)

فہرست آیاتِ قرآنیہ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست آیاتِ قرآنیہ

نمبر شمار	سورۃ کا نام	آیۃ مبارکہ	آیت نمبر	جلد	صفحہ
۱۔	البقرہ	استشهد واشهيدين من رجالكم ----------------	۲۸۲	۱	۶۵
۲۔		فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه ----------------	۱۹۴	۲	۷۸۸
۳۔		فولوا وجوهكم شطره ----------------	۱۵۰	۱	۱۴۲
۴۔		فيها اثم كبير ومنافع للناس ----------------	۲۱۹	۱	۶۴
۵۔		كتب عليكم الصيام ----------------	۱۸۳	۲	۷۲۹
۶۔		لها ما كسبت وعليها ما كتسبت ----------------	۲۸۶	۱	۹
۷۔		واتقوا يومًا ترجعون فيه الى الله ----------------	۲۸۱	۲	۷۲۴
۸۔		والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا ----------------	۲۳۴	۱	۸۹
۹۔		وكذلك جعنكم امة وسطا ----------------	۱۴۳	۱	۷۸
۱۰۔		وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم ----------------	۱۸۷	۲	۷۳۴
۱۱۔		وهو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا ----------------	۲۹	۲	۷۷۳
۱۲۔		واتموا الحج والعمرة لله ----------------	۱۹۶	۲	۷۳۴
۱۳۔		واقيموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة ----------------	۱۰،۴۳	۲	۷۳۴
۱۴۔		----------------		۱	۲۵
۱۵۔		----------------		۱	۲۷
۱۶۔		----------------		۱	۳۰
۱۷۔		----------------		۱	۲۰
۱۸۔		يا يهاالذين امنوا كتب عليكم الصيام ----------------	۱۸۳	۲	۷۸۶
۱۹۔		يا يهاالذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا ----------------	۱۰۴	۲	۷۷۹
۲۰۔		يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ----------------	۱۸۵	۲	۷۶۲
۲۱۔		يسئلونك عن الخمر ----------------	۲۱۹	۱	۶۹
۲۲۔		يسئلونك عن اليتامى قل اصلاح لهم ----------------	۲۲۰	۱	۶۹
۲۳۔		ان الناس قد جمعوا لكم ----------------	۱۷۳	۱	۱۲۰
۲۴۔	ال عمران	قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا ----------------	۳۲	۲	۷۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵ـ		قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله	۳۱	۲	۷۳۲
۲۶ـ		وشاورھم فی الامر	۱۵۹	۱	۶۹
۲۷ـ		ولله علی الناس حج البیت	۹۷	۱	۶۰
۲۸ـ				۲	۷۳۴
۲۹ـ		وما محمد الارسول	۱۴۴	۱	۷۸
۳۰ـ	المائدہ	انا انزلنا التورته فیها هدی ونور	۴۴	۲	۷۸۷
۳۱ـ		انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام	۹۰	۱	۶۳
۳۲ـ				۱	۶۴
۳۳ـ	النساء	ان الصلوٰة کانت علی المومنین کتابا	۱۰۳	۱	۶۵
۳۴ـ		این ماتکونوا یدرککم الموت	۷۸	۱	۷
۳۵ـ		تلک حدود الله ومن یطع الله ورسوله	۱۳	۲	۷۲۹
۳۶ـ		فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک	۶۵	۱	۶۰
۳۷ـ		فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلوٰة	۱۰۱	۱	۶۴
۳۸ـ		فمال ھولاء القوم لا یکادون یفقھون	۷۸	۲	۷۳۰
۳۹ـ		فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث	۳۳	۱	۶۵
۴۰ـ		فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله	۵۹	۲	۷۶۱
۴۱ـ		لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکری	۴۳	۱	۶۳
۴۲ـ				۱	۶۴
۴۳ـ		لا تکن من الخائنین خصیما	۱۰۵	۱	۱۵۰
۴۴ـ		لا تنکحوا مانکح اباؤ کم	۲۲	۲	۷۲۹
۴۵ـ		لا خیر فی کثیر من نجوا ھم	۱۱۴	۲	۷۲۹
۴۶ـ		من کان فقیرًا فلیا کل بالمعروف	۶	۲	۷۸۳
۴۷ـ		من یطع الرسول فقد اطاع الله	۸۰	۱	۷۳
۴۸ـ		واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا	۱۱۵	۲	۷۳۸
۴۹ـ		ولا تقتکوا انفسکم ان الله کان بکم رحیما	۲۹	۱	۷۶
۵۰ـ		ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منکم	۸۳	۲	۷۴۴
۵۱ـ		ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارًا	۱۴	۲	۷۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۲۔		واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ----------------	۵۸	۲	۷۲۹
۵۳۔		وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ --------------------	۱۱۳	۲	۷۳۲
۵۴۔		یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول --------------	۵۹	۲	۷۲۹
۵۵۔		--		۲	۷۴۴
۵۶۔		یوصیکم اللہ فی اولادکم --------------------------	۱۱	۲	۷۸۱
۵۷۔	المائدہ	الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم --------------	۳	۱	۷۳
۵۸۔		ان النفس بالنفس ---------------------------------	۴۵	۱	۶۸
۵۹۔		لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھا ----------------------	۴۸	۲	۷۸۸
۶۰۔		من اوسط ما تطعمون اھلیکم -----------------------	۸۹	۲	۷۸۲
۶۱۔		والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدھما -------------------	۳۸	۱	۶۴
۶۲۔		--		۱	۶۸
۶۳۔		--		۱	۱۴۷
۶۴۔		وامسحوا برؤسکم ---------------------------------	۶	۱	۱۶
۶۵۔		--		۱	۳۰
۶۶۔		وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس ------------------	۴۵	۲	۷۸۷
۶۷۔		--		۲	۷۸۹
۶۸۔		--		۲	۷۸۶
۶۹۔		وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم ----------	۴۹	۲	۷۶۱
۷۰۔		وایدیکم الی المرافق ------------------------------	۶	۱	۶۴
۷۱۔		یایھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا اشیاء --------------------	۱۰۱	۱	۶۰
۷۲۔		یایھا الذین اٰمنوا اذقمتم الی الصلوٰۃ ------------------	۶	۱	۶۵
۷۳۔		یحکم بھا النبیون ---------------------------------	۴۴	۲	۷۸۸
۷۴۔	الانعام	ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ -----------------	۱۰۸	۲	۷۷۹
۷۵۔		وھو الذی انشاکم من نفس واحدۃ -------------------	۹۹	۱	۶
۷۶۔		اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ -----------------	۹۱	۲	۷۸۷
۷۷۔	الانفال	فکلو مما غنمتم حلالاً طیبا -------------------------	۶۹	۱	۷۰
۷۸۔		لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیھا ------------------	۶۸	۱	۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۹۔		ما کان لنبی أن یکون له اسری	۶۷	۱	۷۰
۸۰۔	التوبه	خذ من اموالهم صدقة تطهر هم	۱۰۳	۱	۷۹
۸۱۔		عفا الله عنک لم اذنت لهم حتی یتبین	۴۴	۱	۶۹
۸۲۔		فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة	۱۱	۱	۷۹
۸۳۔		والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار	۱۰۰	۲	۷۸۵
۸۴۔		والذین یکنزون الذهب والفضة	۳۴	۲	۷۳۴
۸۵۔	یونس	فاجمعوا امرکم وشرکاء کم	۷۱	۲	۷۳۷
۸۶۔	هود	قالوا یشعیب مانفقه کثیرًا	۹۱	۱	۶
۸۷۔	یوسف	انا انزلناه قرآنا عربیا	۲	۲	۷۲۵
۸۸۔		وقطعن ایدیهن	۳۱	۱	۶۴
۸۹۔		ولمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم	۸۲	۲	۷۸۹
۹۰۔		ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراهیم حنیفا	۱۲۳	۲	۷۸۷
۹۱۔	النحل	لحمًا طریًا	۱۴	۲	۷۸۱
۹۲۔		والله اخرجکم من بطون امهاتکم	۷	۱	۱۶
۹۳۔		ومن ثمرات النخیل والا عناب	۶۷	۱	۶۳
۹۴۔	الاسراء	تسبح له السموٰت السبع والارض	۴۴	۱	۷
۹۵۔		ولا تقربوا الزنی	۳۲	۱	۲۷
۹۶۔				۱	۲۰
۹۷۔		وان من شیء الا یسبح بحمده	۲۴	۱	۶
۹۸۔		واحل لکم ماوراء ذلکم		۲	۷۳۶
۹۹۔	طه	واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی	۲۸،۲۷	۱	۷
۱۰۰۔		واقم الصلوٰة لذکری	۱۴	۲	۷۸۷
۱۰۱۔	الحج	وما جعل علیکم فی الدین من حرج	۷۸	۱	۲۳
۱۰۲۔	النور	لیس علیکم ولا علیهم جناح بعد هن طوافون	۵۸	۲	۷۴۹
۱۰۳۔	الشعراء	وانه لفی زبر اولین	۱۹۶	۲	۷۲۵
۱۰۴۔	لقمان	هذا خلق الله	۱۱	۱	۹
۱۰۵۔	الاحزاب	لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة	۲۱	۲	۷۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۶۔		وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله	۳۶	۱	۶۰
۱۰۷۔	فاطر	ولا تزر وازرة وزرا اخرى	۱۸	۱	۶۸
۱۰۸۔		فلن تجد لسنة الله تبديلا	۴۳	۲	۷۳۰
۱۰۹۔		وظن داودا انما فتنه فاستغفر ربه	۲۴	۲	۷۸۷
۱۱۰۔	الزمر	انک میت وانهم میتون	۱۳۰	۱	۷۸
۱۱۱۔		لئن اشرکت لیحبطن عملک	۶۵	۱	۱۵۰
۱۱۲۔		واتبعوا احسن ما انزل اليكم	۵۵	۲	۷۶۲
۱۱۳۔	شوریٰ	شرع لكم من الدين ماوصى به نوحا	۱۳	۲	۷۸۷
۱۱۴۔				۲	۷۸۸
۱۱۵۔		وما اختلفتم فيه من شيء فحكمه الى الله	۱۰	۱	۲۵۸
۱۱۶۔	جاثیه	وسخر لكم ما فى السمٰوٰت والارض	۱۳	۲	۷۷۳
۱۱۷۔	النجم	وما ينطق عن الهوى ان هوا لا وحى يوحى	۴	۲	۷۳۲
۱۱۸۔	القمر	ونبئهم أن الماء قسمة بينهم	۲۸	۲	۷۸۶
۱۱۹۔	الحشر	كى لا يكون دولة بين الاغنياء منكم	۷	۲	۷۵۰
۱۲۰۔		وللرسول ولذى القربى	۵۹	۱	۱۴۲
۱۲۱۔		وما اتكم الرسول فخذوه وما نها كم	۷	۲	۷۳۳
۱۲۲۔	الطلاق	واولات الاحمال اجلهن		۱	۹۰
۱۲۳۔				۱	۱۴۳
۱۲۴۔		يايها النبى اذا طلقتم النساء	۱	۱	۱۲۰
۱۲۵۔				۱	۱۵۰
۱۲۶۔	الملک	الا يعلم من خلق	۱۴	۱	۲۲
۱۲۷۔	القیامه	ايحسب الانسان أن يترک سُدًى	۳۶	۲	۷۶۹
۱۲۸۔	العلق	اقراء باسم ربک الذى خلق	۱۔۵	۲	۷۲۴

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۲)

(INDEX-2)

فہرستِ احادیث مبارکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست احادیث مبارکہ

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	جلد	صفحہ
۱۔	احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسل ----------	۱	۷۶
۲۔	احلت لی الغنائم ولم تحل لا حد قبلی ----------	۲	۷۸۶
۳۔	ادرأوا الحدود بالشبهات ----------	۱	۸۷
۴۔	اذا اجتهد الحاکم فاخطا فله اجر ----------	۱	۱۸۴
۵۔	اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران واذا حکم اجتهد ثم ----------	۱	۷۴
۶۔	اذا ولغ الکلب فی اناء احد کم فلیغسله سبعا احدا هن بالتراب ----------	۲	۷۳۶
۷۔	اذ لم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلا یصم ----------	۲	۷۳۷
۸۔	اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی ----------	۲	۷۸۹
۹۔	اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سال عن شی ----------	۱	۶۰
۱۰۔	اقض بالکتاب والسنة اذا وجدتهما فان لم تجد ----------	۱	۷۳
☆	----------	۲	۷۳۰
۱۱۔	اقطع ید غلامی هذا فانه سرق فقال له عمر : فاذا سرق ----------	۱	۸۷
۱۲۔	الحمد لله الذی وفق رسول الله برضاه ----------	۲	۷۴۴
۱۳۔	اللّٰهم علّمه الکتاب ----------	۱	۷
۱۴۔	امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا : لا اله الا الله ----------	۱	۷۹
۱۵۔	الامر ینزل بنالم ینزل فیه قران ولم تمض فیه منک سنة ----------	۱	۷۳
۱۶۔	ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من الارض یتفقهون ----------	۱	۷
۱۷۔	ان النبی ﷺ اباً بکر، عمر وعثمان کانوا یقطعون السارق ----------	۱	۶۷
۱۸۔	ان امتی لا تجتمع علی الضلالة ----------	۲	۷۳۹
۱۹۔	انتم اعلم بامور دینا کم ----------	۱	۸۲
۲۰۔	انت ومالک لابیک ----------	۲	۷۵۰
۲۱۔	ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال : یا رسول الله ولد لی غلام اسود ----------	۱	۷۲
۲۲۔	ان عمر کان حریصا علی تحریم الخمر فکان یقول اللهم ----------	۱	۶۳
۲۳۔	أن عمر بن الخطاب خرج فی رکب فیهم عمرو بن العاص ----------	۱	۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ ان کذبا علی لیس ککذب علی احد من کذب علی متعمدا	۲	۷۳۶
۲۵۔ انما الاعمال بالنیات	۲	۷۳۶
۲۶۔ انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوہ	۱	۸۲
۲۷۔ انہ کان یقطع السارق من المفصل	۱	۶۳
۲۸۔ انما نہیتکم من اجل الداخته التی دقت علیکم	۲	۷۵۰
۲۹۔ بعثنا رسول اللہ ﷺ الی الیمن ، فانتهینا الی قوم قد بنو زبیة	۱	۷۵
۳۰۔ بکل شعرة حسنة	۲	۷۸۶
۳۱۔ الثلث والثلث کثیر	۲	۷۳۶
۳۲۔ حرم اللہ مکة لم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد بعدی	۱	۷۰
۳۳۔ خرج رجلان فی سفر ، فحضرت الصلاة ولیس معهما ماء	۱	۷۵
۳۴۔ خرجنا فی سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه فی راسه	۱	۷۶
۳۵۔ سازید علی السبعین	۱	۳۱۱
☆	۱	۳۱۳
۳۶۔ سنة ابیکم ابراهیم	۲	۷۸۶
۳۷۔ صلوا کما رایتمونی اصلی	۲	۷۳۳
☆	۲	۷۳۵
۳۸۔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین	۲	۷۸۵
۳۹۔ فقهه فی الدین	۱	۷
۴۰۔ فاذا نسی احد کم صلوٰة اونام عنها فلیصلها اذا ذکرها	۲	۷۸۷
۴۱۔ القاتل لا یرث	۲	۷۳۹
۴۲۔ قال اتی رجل النبی ﷺ فقال له ان اختی نذرت أن تحج وانها ماتت	۱	۷۱
۴۳۔ قلت دخلت هند بنت عتبه امراة ابی سفیان علی رسول اللہ ﷺ	۲	۷۸۳
۴۴۔ کل محدثه بدعة وکل بدعة ضلالة	۲	۷۳۰
۴۵۔ کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی	۱	۷۳
۴۶۔ لا تنکح المراة علی عمتها ولا علی خالتها	۲	۷۳۶
۴۷۔ لا ضرر ولا ضرار	۱	۳
☆	۱	۷۳۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۴۸۔ لا نکاح الا بولی ----------	۱	۲۳
۴۹۔ لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظہ ----------	۱	۷۴
۵۰۔ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ----------	۲	۷۸۰
۵۱۔ ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض ----------	۱	۷۸
۵۲۔ ما نهیتکم عنه فا جتنبوا وما امرتکم به فاتوا منه ما استطعتم ----------	۱	۶۱
۵۳۔ من أحیا ارضا مواتا ----------	۱	۱۱۶
۵۴۔ من الکبائر شتم الرجل والدیه قالوا یا رسول الله هل ----------	۲	۷۷۹
۵۵۔ من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین ----------	۱	۷
۵۶۔ نزل اهل قریظة علی حکم سعد معاذ فارسل النبی ﷺ الی سعد ----------	۱	۷۴
۵۷۔ والله لا تجتمع بنت رسول الله ﷺ وبنت عدو الله مکانا واحدًا ابدًا ----------	۱	۶۵
۵۸۔ الناس معاون خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا ----------	۱	۷
۵۹۔ وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعث الی الناس کافه ----------	۲	۷۸۹
۶۰۔ یا رسول الله ذهب اهل الدثور بالاجور، یصلون کما نصلی ----------	۱	۷۱
۶۱۔ یا علی لا یحل لاحدان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک ----------	۱	۶۵
۶۲۔ هدایا الامراء غلول ----------	۲	۷۸۰
۶۳۔ هششت یوما فقبلت وانا صائم، فاتیت النبی ﷺ ----------	۱	۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۳)

(INDEX-3)

فہرست شخصیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے ان اصولیین کے اسماء جن کی کتب یا اصولی آراء کا اس مقالہ میں ذکر ہوا۔ جن اصولیین کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی ان کی جگہ (......) تحریر ہے۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	اسماء	تاریخ ولادت	جلد/صفحہ
۱۔	(۱۱ھ)	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم -------------	(......)	۱/۶۰۔۹۲
۲۔	(۱۳ھ)	حضرت ابو بکر صدیق ----------------	(......)	۱/۷۹۔۸۰
۳۔	(۲۴ھ)	حضرت عمر فاروق ------------------	(......)	۱/۸۱۔۸۲
۴۔				۸۴۔۸۵
۵۔				۸۷۔۸۹۔۹۲
۶۔		حضرت عبداللہ بن مسعود --------------	(......)	۱/۸۹۔۹۰۔۹۲
۷۔	(۴۰ھ)	حضرت علی ----------------------	(......)	۱/۸۹۔۹۲
۸۔		حضرت ابن عباس -------------------	(......)	۱/۹۱
۹۔	(۱۰۱ھ)	عمر بن عبدالعزیز -------------------	(۶۰ھ)	۱/۹۴۔۹۵
۱۰۔	(۱۲۴ھ)	ابن شہاب الزہری -------------------	(۵۱ھ)	۱/۹۵
۱۱۔	(۱۴۸ھ)	ابن ابی لیلیٰ ----------------------	(۷۴ھ)	۱/۱۰۶
۱۲۔	(۱۵۰ھ)	امام ابو حنیفہ ---------------------	(۸۰ھ)	۱/۱۰۶
۱۳۔	(۱۵۸ھ)	زفر بن ہذیل ---------------------	(۱۱۰ھ)	۱/۱۱۰
۱۴۔	(۱۷۹ھ)	امام مالک ------------------------	(۹۳ھ)	۱/۱۱۱
۱۵۔	(۱۸۲ھ)	امام ابو یوسف ----------------------	(۱۱۳ھ)	۱/۱۱۵
۱۶۔	(۱۸۹ھ)	محمد بن حسن الشیبانی حنفی ------------	(۱۳۱ھ)	۱/۱۱۸
۱۷۔	(۱۹۱ھ)	عبدالرحمٰن بن قاسم مالکی --------------	(۱۳۲ھ)	۱/۱۱۸
۱۸۔	(۱۹۷ھ)	عبداللہ بن وھب مالکی ---------------	(۱۲۵ھ)	۱/۱۱۸
۱۹۔	(۲۰۰ھ بعدہ)	الجوز جانی حنفی --------------------	(......)	۱/۱۱۹
۲۰۔	(۲۰۴ھ)	محمد بن ادریس شافعی -----------------	(۱۵۰ھ)	۱/۱۱۹
۲۱۔	(۲۱۱ھ)	معلّی بن منصور رازی ----------------	(......)	۱/۱۲۶
۲۲۔	(۲۱۵ھ)	ابن سعید الاصمعی ------------------	(۱۲۳ھ)	۱/۱۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔	(۲۱۸ھ)	بشر بن غیاث المریسی حنفی/معتزلی	(۱۳۸ھ)	۱/۱۲۶
۲۴۔	(۲۲۰ھ)	ابن صدقہ حنفی	(......)	۱/۱۲۶
۲۵۔	(۲۲۱ھ)	نظام معتزلی	(۱۸۵ھ)	۱/۱۲۶
۲۶۔	(۲۲۱ھ)	عبداللہ مسلمہ القعنبی	(......)	۱/۱۲۷
۲۷۔	(۲۲۵ھ)	اصبغ مالکی مصری	(......)	۱/۱۲۷
۲۸۔	(۲۳۱یا۲۳۲ھ)	البویطی شافعی	(......)	۱/۱۲۷
۲۹۔	(۲۳۳ھ)	ابن سماعہ تمیمی حنفی	(......)	۱/۱۲۷
۳۰۔	(۲۵۱ھ)	ابوثور شافعی	(۱۶۴ھ)	۱/۱۲۷
۳۱۔	(۲۴۱ھ)	احمد بن حنبل	(۱۶۴ھ)	۱/۱۲۸
۳۲۔	(۲۴۵ھ)	حسین الکرابیسی	(......)	۱/۱۳۰
۳۳۔	(۲۶۴ھ)	اسمٰعیل بن یحییٰ المزنی شافعی	(۱۷۵ھ)	۱/۱۳۰
۳۴۔	(۲۷۰ھ)	داؤد الظاہری	(۲۰۲ھ)	۱/۱۳۱
۳۵۔	(۲۸۱ھ)	ابن الجنید الشیعی	(......)	۱/۱۳۲
۳۶۔	(۲۸۲ھ)	اسمٰعیل بن اسحاق القاضی مالکی	(۲۰۰ھ)	۱/۱۳۲
۳۷۔	(۲۹۰ھ)	ابوصالح الجستانی	(......)	۱/۱۳۲
۳۸۔	(۲۹۷ھ)	ابوبکر الظاہری	(......)	۱/۱۳۲
۳۹۔	(۳۰۰ھ یا ۴۰۰ھ)	سعد القیروانی	(......)	۱/۱۳۲
۴۰۔	(۳۰۵ھ)	حسن بن قاسم الطبری	(......)	۱/۱۳۲
۴۱۔	(۳۰۵ھ)	ابن برہان فاری	(......)	۱/۱۳۲
۴۲۔	(۳۰۶ھ)	ابن سریج الشافعی	(۲۴۹ھ)	۱/۱۳۲
۴۳۔	(۳۰۷ھ)	زکریا بن یحییٰ الساجی الشافعی	(۲۲۰ھ)	۱/۱۳۳
۴۴۔	(۳۰۹ھ)	ابن المنذر شافعی	(......)	۱/۱۳۳
۴۵۔	(۳۱۱ھ)	اسمٰعیل النوبختی امامی	(۲۳۷ھ)	۱/۱۳۳
۴۶۔	(۳۱۹ھ)	ابوالقاسم الکعبی معتزلی	(......)	۱/۱۳۴
۴۷۔	(۳۲۱ھ)	ابوہاشم الجبائی المعتزلی	(۲۴۷ھ)	۱/۱۳۴
۴۸۔	(۳۲۴ھ)	ابوالحسن الاشعری	(۲۶۰ھ)	۱/۱۳۵
۴۹۔	(۳۲۵ھ)	اسحاق الشاشی حنفی	(۲۴۴ھ)	۱/۱۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۰-	(۳۲۶ھ)	ابن الاخشید معتزلی ----------------	(۲۷۰ھ)	۱/۱۳۸
۵۱-	(۲۳۱ھ تقریباً)	ابن الخلال قاضی معتزلی ----------------	(......)	۱/۱۳۸
۵۲-	(۳۲۸ھ)	الاصطخری الشافعی ----------------	(۲۴۴ھ)	۱/۱۳۸
۵۳-	(۳۳۰ھ)	ابوبکر الصیرفی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۳۸
۵۴-	(۳۳۱ھ)	قاضی ابوالفرج مالکی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۵۵-	(۳۳۱ھ)	محمد ابن البرمادی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۵۶-	(۳۳۳ھ)	ابومنصور ماتریدی حنفی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۵۷-	(۳۳۵ھ)	محمد بن جعفر الصیرفی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۵۸-	(۳۳۵ھ)	محمد بن احمد الاسوانی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۵۹-	(۳۴۴ھ)	نظام الدین الشاشی حنفی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۶۰-	(۳۳۵ھ)	ابن القاص الطبری الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۳۹
۶۱-	(۳۴۰ھ)	البردعی الخارجی ----------------	(......)	۱/۱۴۰
۶۲-	(۳۴۰ھ)	ابراہیم الخالدآبادی ----------------	(......)	۱/۱۴۰
۶۳	(۳۴۰ھ)	ابواسحاق المروزی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۰
۶۴-	(۳۴۰ھ)	ابوالحسن الکرخی حنفی ----------------	(۲۶۰ھ)	۱/۱۴۰
۶۵-	(۳۴۰ھ)	ابوبکر الصبغی الشافعی ----------------	(۲۵۸ھ)	۱/۱۴۴
۶۶-	(۳۴۰ھ یا ۳۵۰ھ تقریباً)	ابوبکر بردی الخارجی ----------------	(......)	۱/۱۴۴
۶۷-	(۳۴۴ھ)	محمد بن سعید القاضی الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۴
۶۸-	(۳۴۴ھ)	القشیری مالکی ----------------	(۲۶۴ھ تقریبا)	۱/۱۴۴
۶۹-	(۳۴۵ھ)	ابن ابی ہریرہ الشافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۴
۷۰-	(۳۴۹ھ)	ابوالولید القرشی الشافعی ----------------	(۲۷۷ھ)	۱/۱۴۵
۷۱-	(۳۵۰ھ)	حسین (حسن) بن قاسم شافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۵
۷۲-	(۳۵۰ھ)	محمد بن عبد البردعی الخارجی ----------------	(......)	۱/۱۴۵
۷۳-	(۳۵۰ھ)	احمد الفارسی شافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۵
۷۴-	(۳۵۰ھ)	علی بن موسیٰ القمی حنفی ----------------	(......)	۱/۱۴۵
۷۵-	(۳۵۹ھ)	ابن القطان شافعی ----------------	(......)	۱/۱۴۵
۷۶-	(۳۶۰ھ یا ۳۵۸ھ)	حسین النجار حنبلی ----------------	(......)	۱/۱۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۷۔	(۳۶۱ھ)	ابن بُرہان الشافعی ----------------	(......)	۱۴۵/۱
۷۸۔	(۳۶۲ھ)	ابوحامد المروزی شافعی ----------------	(......)	۱۴۵/۱
۷۹۔	(۳۶۵ھ)	ابوبکر القفال الکبیر الشافعی ----------------	(۲۹۱ھ)	۱۶۴/۱
۸۰۔	(۳۶۸ھ)	احمد الطوابیقی الشافعی ----------------	(......)	۱۴۶/۱
۸۱۔	(۳۷۰ھ)	ابراہیم بن احمد الظاہری ----------------	(......)	۱۴۶/۱
۸۲۔	(۳۷۰ھ)	ابوبکر الجصاص حنفی ----------------	(۳۰۵ھ)	۱۴۶/۱
۸۳۔	(۳۷۱ھ)	ابوعبداللہ الشیر ازی الشافعی ----------------	(......)	۱۵۱/۱
۸۴۔	(۳۷۱ھ)	ابوالحسن التمیمی الحنبلی ----------------	(۳۱۷ھ)	۱۵۲/۱
۸۵۔	(۳۷۵ھ)	ابوبکر الابہری المالکی ----------------	(۲۸۹ھ)	۱۵۲/۱
۸۶۔	(۳۷۷ھ)	الخلال بصری ----------------	(......)	۱۵۲/۱
۸۷۔	(۳۸۵ھ)	الصاحب بن عباد الشیعی ----------------	(۳۲۵ھ)	۱۵۲/۱
۸۸۔	(۳۸۶ھ)	ابوالقاسم الصمیر ی الشافعی ----------------	(......)	۱۵۲/۱
۸۹۔	(۳۸۶ھ)	ابن ابی زید القرانی المالکی ----------------	(۳۱۰ھ)	۱۵۲/۱
۹۰۔	(۳۹۰ھ)	المعافی النہروانی القاضی الجریری ----------------	(۳۰۵ھ)	۱۵۳/۱
۹۱۔	(۳۹۳ھ)	ابونصر الفارابی ----------------	(......)	۱۵۳/۱
۹۲۔	(۳۹۶ھ)	اسماعیل الاسماعیلی الشافعی ----------------	(۳۲۳ھ)	۱۵۳/۱
۹۳۔	(۴۰۰ھ تقریباً)	ابن مجاہد الطائی المتکلم مالکی ----------------	(......)	۱۵۳/۱
۹۴۔	(۴۰۰ھ تقریباً)	سعید القریوانی المالکی ----------------	(......)	۱۵۳/۱
۹۵۔	(۴۰۰ھ بعدہ)	ابوالحسنٗ القرشی ----------------	(......)	۱۵۳/۱
۹۶۔	(۴۰۲ھ)	ابوالقاسم اسماعیل البھیقی ----------------	(......)	۱۶۹/۱
۹۷۔	(۴۰۳ھ)	ابوعبداللہ الوراق حنبلی ----------------	(......)	۱۶۹/۱
۹۸۔	(۴۰۳ھ)	قاضی ابوبکر الباقلانی المالکی ----------------	(......)	۱۶۹/۱
۹۹۔	(۴۰۵ھ)	حسن نیشاپوری الشافعی ----------------	(......)	۱۷۰/۱
۱۰۰۔	(۴۰۶ھ)	ابن فورک الشافعی الاشعری ----------------	(......)	۱۷۰/۱
۱۰۱۔	(۴۰۶ھ)	ابوحامد الاسفرائینی الشافعی ----------------	(۳۴۴ھ)	۱۷۰/۱
۱۰۲۔	(۴۰۶ھ بعدہ)	احمد الخزائی الشیعی ----------------	(......)	۱۷۱/۱
۱۰۳۔	(۴۰۶ھ)	عبدالواحد بن محمد المقدسی حنبلی ----------------	(......)	۱۷۱/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۴ـ	(۴۰۷ھ)	احمد بن شاکر القطان الشافعی	(.....)	۱/۱۷۱
۱۰۵ـ	(۴۱۵ھ)	احمد بن المحاملی الشافعی	(۳۶۸ھ)	۱/۱۷۱
۱۰۶ـ	(۴۱۵ھ)	قاضی القضاۃ عبدالجبار المعتزلی	(۳۵۹ھ)	۱/۱۷۱
۱۰۷ـ	(۴۱۸ھ)	ابواسحٰق الاسفرائینی الشافعی	(.....)	۱/۱۷۳
۱۰۸ـ	(۴۲۱ھ)	قاضی ابوبکر الحیری الشافعی	(۳۲۵ھ)	۱/۱۷۳
۱۰۹ـ	(۴۲۲ھ)	قاضی عبدالوہاب بغدادی مالکی	(۳۶۲ھ)	۱/۱۷۴
۱۱۰ـ	(۴۳۳ھ)	حسین الاذری الاشعری	(.....)	۱/۱۷۴
۱۱۱ـ	(۴۲۹ھ)	ابومنصور الطلمنکی المالکی	(.....)	۱/۱۷۴
۱۱۲ـ	(۴۳۰ھ)	ابن رامین البغدادی الشافعی	(.....)	۱/۱۷۴
۱۱۳ـ	(۴۳۰ھ)	ابوزید دبوسی الحنفی	(.....)	۱/۱۷۴
۱۱۴ـ	(۴۳۶ھ)	ابوالحسن البصری المعتزلی	(.....)	۱/۱۷۶
۱۱۵ـ	(۴۳۶ھ)	الشریف مرتضٰی الشیعی	(۳۵۵)	۱/۱۸۱
۱۱۶ـ	(۴۳۶ھ)	حسین الصمیری	(۳۵۱ھ)	۱/۱۸۱
۱۱۷ـ	(۴۳۶ھ)	ابن المش القرطبی المالکی	(۳۵۸ھ)	۱/۱۸۲
۱۱۸ـ	(۴۳۸ھ)	ابومحمد جوینی	(.....)	۱/۱۸۲
۱۱۹ـ	(۴۳۹ھ)	ابوالولید حسان نیشاپوری	(.....)	۱/۱۸۲
۱۲۰ـ	(۴۴۳ھ)	ابراہیم التونسی القیروانی	(.....)	۱/۱۸۲
۱۲۱ـ	(۴۴۷ھ)	ابوالفتح الرازی الشافعی	(.....)	۱/۱۸۲
۱۲۲ـ	(۴۵۰ھ)	ابوالطیب الطبری الشافعی	(۳۴۸ھ)	۱/۱۸۲
۱۲۳ـ	(۴۵۲ھ)	عبدالجبار الاسکاف	(.....)	۱/۱۸۳
۱۲۴ـ	(۴۵۴ھ)	الماوردی الشافی	(۳۶۴ھ)	۱/۱۸۳
۱۲۵ـ	(۴۵۴ھ)	ابوالقاسم البکری المالکی	(.....)	۱/۱۸۳
۱۲۶ـ	(۴۵۶ھ)	ابن حزم ظاہری	(۳۸۴ھ)	۱/۱۸۳
۱۲۷ـ	(۴۵۸ھ)	احمد البیہقی شافعی	(۳۸۴ھ)	۱/۱۸۶
۱۲۸ـ	(۴۵۷ھ)	قاضی ابویعلی حنبلی	(۳۸۰ھ)	۱/۱۸۷
۱۲۹ـ	(۴۵۸ھ)	ابراہیم السروی	(۳۵۸ھ)	۱/۱۸۷
۱۳۰ـ	(۴۶۰ھ)	ابوحاتم القزوینی الشافعی	(.....)	۱/۱۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱۔	(۴۶۰ھ تقریباً)	ابو فضل ثابت الشیعی	(......)	۱/۱۸۸
۱۳۲۔	(۴۶۰ھ)	محمد بن حسن الطوسی الشیعی	(۳۵۸ھ)	۱/۱۸۸
۱۳۳۔	(۴۶۱ھ)	عبدالرحمٰن الفورانی	(۳۸۸ھ)	۱/۱۸۸
۱۳۴۔	(۴۶۲ھ)	حسین المروزی الشافعی	(......)	۱/۱۸۸
۱۳۵۔	(۴۴۳ھ)	حمزہ الدیلمی الشیعی	(......)	۱/۱۸۸
۱۳۶۔	(۴۶۳ھ)	الخطیب البغدادی	(۳۹۲ھ)	۱/۱۸۸
۱۳۷۔	(۴۶۵ھ)	عبدالکریم القشیری	(۳۷۶ھ)	۱/۱۸۹
۱۳۸۔	(۴۷۱ھ)	ابوالمظفر الاسفرائینی الشافعی	(......)	۱/۱۸۹
۱۳۹۔	(۴۷۴ھ)	ابوالولید الباجی المالکی	(۴۰۳ھ)	۱/۱۸۹
۱۴۰۔	(۴۷۶ھ)	ابواسحٰق الشیرازی الشافعی	(۳۹۳ھ)	۱/۱۸۹
۱۴۱۔	(۴۷۷ھ)	ابن الصباح الشافعی	(۴۰۰ھ)	۱/۱۹۳
۱۴۲۔	(۴۷۸ھ)	امام الحرمین الجوینی الشافعی	(۴۱۹ھ)	۱/۱۹۳
۱۴۳۔	(۴۷۸ھ)	عبدالرحمٰن المتولی الشافعی	(۴۲۶ھ)	۱/۲۰۱
۱۴۴۔	(۴۷۹ھ)	ابوالحسن القیروانی المالکی	(......)	۱/۲۰۲
۱۴۵۔	(۴۸۰ھ تقریباً)	احمد الخزاعی الشیعی	(......)	۱/۲۰۲
۱۴۶۔	(۴۸۰ھ)	شافعی بن صالح حنبلی	(......)	۱/۲۰۲
۱۴۷۔	(۴۸۲ھ)	فخر الاسلام البزدوی الحنفی	(۴۰۰ھ)	۱/۲۰۲
۱۴۸۔	(۴۸۲ھ)	ابوالعباس الجرجانی شافعی	(......)	۱/۲۰۴
۱۴۹۔	(۴۸۳ھ)	شمس الائمہ السرخسی حنفی	(......)	۱/۲۰۴
۱۵۰۔	(۴۸۳ھ بعدہ)	احمد الابیوردی	(......)	۱/۲۰۵
۱۵۱۔	(۴۸۶ھ)	یعقوب بن ابراہیم حنبلی	(......)	۱/۲۰۵
۱۵۲۔	(۴۸۶ھ)	ابوالفرج عبدالواحد بن محمد حنبلی	(......)	۱/۲۰۵
۱۵۳۔	(۴۸۸ھ)	قاضی ابوبکر الشاشی	(۴۰۰ھ)	۱/۲۰۵
۱۵۴۔	(۴۸۸ھ)	ابو یوسف القزوینی المعتزلی	(۳۹۲ھ)	۱/۲۰۵
۱۵۵۔	(۴۸۸ھ)	رزق اللہ التمیمی حنبلی	(۴۰۱)	۱/۲۰۵
۱۵۶۔	(۴۸۹ھ)	ابوالمظفر السمعانی الحنفی ثم الشافعی	(......)	۱/۲۰۵
۱۵۷۔	(۴۹۳ھ)	ابوالقاسم الباجی المالکی	(......)	۱/۲۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۸۔	(متوفی پانچویں صدی ہجری)	عبدالوہاب البغدادی الشافعی ----------	(......)	۲۰۶/۱
۱۵۹۔	(متوفی پانچویں صدی ہجری)	عبدالوہاب بن احمد حنبلی ----------	(......)	۲۰۶/۱
۱۶۰۔	(۵۰۴ھ)	الکیا الهراسی شافعی ----------	(۴۵۰ھ)	۲۰۶/۱
۱۶۱۔	(۵۰۵ھ)	حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی ----------	(۴۵۰ھ)	۲۰۶/۱
۱۶۲۔	(۵۱۰ھ)	ابوالخطاب الکلوذانی حنبلی ----------	(۴۳۲ھ)	۲۱۷/۱
۱۶۳۔	(۵۱۲ھ)	ابوبکر الارسابندی الحنفی ----------	(......)	۲۱۷/۱
۱۶۴۔	(۵۱۳ھ)	ابوالوفاء بن عقیل حنبلی ----------	(۴۳۱ھ)	۲۱۷/۱
۱۶۵۔	(۵۱۴ھ)	عبدالرحیم القشیری الشافعی ----------	(......)	۲۱۷/۱
۱۶۶۔	(۵۱۷ھ)	احمد بن عثمان الفیحی ----------	(......)	۲۱۸/۱
۱۶۷۔	(۵۲۰ھ)	ابن البرہان الشافعی ----------	(۴۷۹ھ)	۲۱۸/۱
۱۶۸۔	(۵۲۰ھ)	قاضی ابوالولید بن رشید مالکی ----------	(۴۵۵ھ)	۲۲۰/۱
۱۶۹۔	(۵۲۰ھ)	ابوبکر الطرطوشی مالکی ----------	(۴۵۱ھ)	۲۲۰/۱
۱۷۰۔	(۵۲۱ھ)	ابن السید البطلیوسی مالکی ----------	(۴۴۴ھ)	۲۲۰/۱
۱۷۱۔	(۵۲۲ھ)	حسین للامشی ----------	(۴۴۱ھ)	۲۲۰/۱
۱۷۲۔	(۵۲۳ھ)	الیابری المالکی ----------	(......)	۲۲۰/۱
۱۷۳۔	(۵۲۶ھ بعدہ)	ابوالطاہر التنوخی مالکی ----------	(......)	۲۲۱/۱
۱۷۴۔	(۵۲۷ھ)	الغراء محمد بن محمد الحنبلی ----------	(۴۷۵ھ)	۲۲۱/۱
۱۷۵۔	(۵۲۷ھ)	ابوالحسن بن الزاعونی حنبلی ----------	(۴۵۵ھ)	۲۲۱/۱
۱۷۶۔	(۵۲۹ھ)	امیر بن ابی الصلت الاندلسی ----------	(......)	۲۲۱/۱
۱۷۷۔	(۵۳۲ھ)	ابوالحسن الکرخی شافعی ----------	(۲۵۵)	۲۲۱/۱
۱۷۸۔	(۵۳۳ھ)	ابن الخشاب شافعی ----------	(......)	۲۲۲/۱
۱۷۹۔	(۵۳۳ھ)	عبدالعزیز النسفی حنفی ----------	(......)	۲۲۲/۱
۱۸۰۔	(۵۳۶ھ)	امام المازری مالکی ----------	(۴۵۳ھ)	۲۲۲/۱
۱۸۱۔	(۵۳۶ھ)	صدر الشہید حنفی ----------	(۴۸۳ھ)	۲۲۲/۱
۱۸۲۔	(۵۳۹ھ بعدہ)	محمود بن زید للامشی حنفی ماتریدی ----------	(......)	۲۲۲/۱
۱۸۳۔	(۵۳۶ھ)	ابن حنبلی الواعظ ----------	(......)	۲۲۴/۱
۱۸۴۔	(۵۳۸ھ)	جاراللہ الزمخشری شافعی ----------	(۴۶۷ھ)	۲۲۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٣٩۔	(٦٢٧ھ)	محمد بن ابوبکر الایکی ----------------------------	(......)	١/٢٧١
٢٤٠۔	(٦٣٠ھ)	قاضی احمد بن مقبل العدنی شافعی ----------------	(٥٥٦ھ)	١/٢٦١
٢٤١۔	(٦٣١ھ)	سیف الدین الامدی شافعی ----------------	(٥٥١ھ)	١/٢٧٢
٢٤٢۔	(٦٣٣ھ)	ابوالمؤید موفق بن محمد الحنفی ----------------	(٥٧٩ھ)	١/٢٧٤
٢٤٣۔	(٦٣٥ھ)	صدر الشریعہ الاکبر حنفی ----------------------------	(......)	١/٢٧١
٢٤٤۔	(٦٣٦ھ)	سید یحییٰ بن حسین الزیدی ----------------------	(......)	١/٢٧٤
٢٤٥۔	(٦٣٧ھ)	احمد الخوینی شافعی ----------------------------	(٥٨٣ھ)	١/٢٧٤
٢٤٦۔	(٦٣٧ھ)	ابوالحسن الحرالی مالکی ----------------------------	(......)	١/٢٧٤
٢٤٧۔	(٦٣٧ھ)	جمال الدین الحصیری حنفی ----------------	(٥٤٦ھ)	١/٢٧٥
٢٤٨۔	(٦٣٨ھ)	ابوالعباس المقدسی شافعی ----------------------	(......)	١/٢٧٥
٢٤٩۔	(٦٣٩ھ)	سہل الازدی مالکی ----------------------------	(٥٥٩ھ)	١/٢٧٥
٢٥٠۔	(٦٤٠ھ)	العریقی الزیدی ----------------------------	(......)	١/٢٧٦
٢٥١۔	(٦٤٣ھ)	ابن الصلاح شافعی ----------------------------	(٥٧٧ھ)	١/٢٧٦
٢٥٢۔	(٦٤٣ھ)	حسام الدین الاخسیکثی حنفی ----------------	(......)	١/٢٧٦
٢٥٣۔	(٦٤٦ھ)	ابن الحاجب مالکی ----------------------------	(٥٧٠ھ)	١/٢٧٨
٢٥٤۔	(٦٤٧ھ یا ٦٥١ھ)	ابن الحاج ابوالعباس الازدی مالکی ----------------	(......)	١/٢٨٧
٢٥٥۔	(٦٤٨ھ)	عبدالحمید الصدفی مالکی ----------------------	(٦٠٦ھ)	١/٢٨٧
٢٥٦۔	(٦٥٠ھ)	نقیب الاشرف وقاضی العسکر محمد بن حسین الارموری شافعی ----------------------------	(......)	١/٢٨٨
٢٥٧۔	(٦٥١ھ بعدہ)	عبدالرحیم المرغینانی حنفی ----------------------	(......)	١/٢٨٨
٢٥٨۔	(٦٥٢ھ)	عبدالسلام بن تیمیہ حنبلی ----------------------	(٥٩٠ھ)	١/٢٨٨
٢٥٩۔	(٦٥٥ھ)	شرف الدین ابوعبداللہ المرسی الشافعی --------	(٥٧٠ھ)	١/٢٩٠
٢٦٠۔	(٦٥٦ھ)	قاضی تاج الدین الارموی ----------------------	(٥٧٠ھ)	١/٢٩٠
٢٦١۔	(٦٥٦ھ)	شہاب الدین الزنجانی شافعی ----------------	(......)	١/٢٩٩
٢٦٢۔	(٦٥٦ھ)	احمد القرطبی مالکی ----------------------------	(٥٧٨ھ)	١/٣٠٢
٢٦٣۔	(٦٥٦ھ)	احمد بن محمد الرصاص زیدی ----------------------	(......)	١/٣٠٢
٢٦٤۔	(٦٥٦ھ)	عبدالحمید ابی الحدید المعتزلی شیعی ----------------	(٥٨٦ھ)	١/٣٠٢
٢٦٥۔	(٦٥٨ھ)	احمد بن عمیرہ ابوالمطرف ----------------------	(٥٨٢ھ)	١/٣٠٢

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۶۶۔	(۶۵۸ھ)	مختار الغزمینی حنفی ----------------	(......)	۱/۳۰۲
۲۶۷۔	(۶۶۰ھ)	عزالدین ابن عبدالسلام شافعی ------------	(۵۷۷ھ)	۱/۳۰۳
۲۶۸۔	(۶۶۰ھ)	ابن العدیم حنفی ------------------------	(۵۵۶ھ)	۱/۳۰۳
۲۶۹۔	(۶۶۵ھ)	شہاب الدین ابوشامہ شافعی --------------	(۵۹۶ھ)	۱/۳۰۳
۲۷۰۔	(۶۶۷ھ)	ظہیر الدین محمد بن عمر حنفی -----------	(......)	۱/۳۰۴
۲۷۱۔	(۶۶۷ھ)	عبدالرامشی حنفی ----------------------	(......)	۱/۳۰۴
۲۷۲۔	(۶۷۱ھ)	عبدالرحیم موصلی شافعی ----------------	(۵۹۸ھ)	۱/۳۰۴
۲۷۳۔	(۶۷۱ھ)	عمر بن محمد الخبازی حنفی --------------	(۶۱۰ھ)	۱/۳۰۴
۲۷۴۔	(۶۷۲ھ تقریباً)	سالم المازنی الشیعی ------------------	(......)	۱/۳۰۵
۲۷۵۔	(۶۷۳ھ)	احمد بن موسیٰ الطاووس امامی ------------	(......)	۱/۳۰۶
۲۷۶۔	(۶۷۴ھ)	ابوالقاسم شیعی -----------------------	(......)	۱/۳۰۶
۲۷۷۔	(۶۷۴ھ)	احمد بن محمد النابلسی -----------------	(......)	۱/۳۰۶
۲۷۸۔	(۶۷۵ھ)	ابوالفضل الخلاطی ---------------------	(......)	۱/۳۰۶
۲۷۹۔	(۶۷۶ھ)	جعفر الحلی امامی ----------------------	(۶۰۲ھ)	۱/۳۰۶
۲۸۰	(۶۷۶ھ)	محی الدین النووی شافعی ---------------	(۶۳۱ھ)	۱/۳۰۷
۲۸۱۔	(۶۷۷ھ)	احمد الدشناوی شافعی ------------------	(۶۱۵ھ)	۱/۳۰۷
۲۸۲۔	(۶۸۷ھ)	شمس الدین محمد بن (محمود) الاصفہانی -------	(......)	۱/۳۰۷
۲۸۳۔	(۶۷۹ھ)	حسین بن الناظر -----------------------	(۶۰۳ھ)	۱/۳۰۷
۲۸۴۔	(۶۸۰ھ)	ابن فلاح ----------------------------	(......)	۱/۳۰۸
۲۸۵۔	(۶۸۱ھ)	ابن ابی البدر حنبلی -------------------	(......)	۱/۳۰۸
۲۸۶۔	(۶۸۱ھ)	عبدالرالجبار العکبری حنبلی -------------	(۶۱۹ھ)	۱/۳۰۸
۲۸۷۔	(۶۸۲ھ)	شہاب الدین بن تیمیہ حنبلی -------------	(۶۲۷ھ)	۱/۳۰۸
۲۸۸۔	(۶۸۲ھ)	سراج الدین الارموی شافعی --------------	(۵۴۹ھ)	۱/۳۰۸
۲۸۹۔	(۶۸۳ھ)	ابن المنیر مالکی ----------------------	(۶۲۰ھ)	۱/۳۲۱
۲۹۰۔	(۶۸۴ھ)	شہاب الدین قرانی مالکی ----------------	(۶۲۶ھ)	۱/۳۲۲
۲۹۱۔	(۶۸۴ھ)	ابو اسحاق الوزیری --------------------	(......)	۱/۳۲۲
۲۹۲۔	(۶۸۵ھ)	محمد بن عبداللہ القفصی ---------------	(......)	۱/۳۲۶
۲۹۳۔	(۶۸۵ھ)	قاضی بیضاوی شافعی -------------------	(......)	۱/۳۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۹۴ـ	(۶۸۷ھ)	ابن النفیس شافعی	(.....)	۳۴۲/۱
۲۹۵ـ	(۶۸۸ھ)	شمس الدین الاصفہانی	(۶۱۶ھ)	۳۴۲/۱
۲۹۶ـ	(۶۸۹ھ)	ابن مثیم الحلی شیعی	(.....)	۳۴۳/۱
۲۹۷ـ	(۶۹۰ھ)	الفرکاح شافعی	(۶۲۴ھ)	۳۴۳/۱
۲۹۸ـ	(۶۹۰ھ تقریباً)	داؤد بن عبداللہ الجیلی حنبلی	(.....)	۳۴۳/۱
۲۹۹ـ	(۶۹۱ھ)	کمال الدین قلیوبی شافعی	(۶۲۷ھ)	۳۴۴/۱
۳۰۰ـ	(۶۹۴ھ)	جلال الدین الخبازی حنفی	(.....)	۳۴۴/۱
۳۰۱ـ	(۶۹۴ھ)	ابن الساعاتی حنفی	(.....)	۳۴۵/۱
۳۰۲ـ	(۶۹۴ھ)	احمد بن نعمہ شافعی	(۶۲۲ھ)	۳۴۶/۱
۳۰۳ـ	(۶۹۴ھ)	محمد بن محمد النووی حنفی	(.....)	۳۴۷/۱
۳۰۴ـ	(۶۹۵ھ)	زین الدین التنوخی حنبلی	(۶۳۱ھ)	۳۴۷/۱
۳۰۵ـ	(۶۹۵ھ)	احمد الحرانی حنبلی	(۶۳۱ھ)	۳۴۷/۱
۳۰۶ـ	(۶۹۷ھ)	شیخ مجد الدین الا یکی شیرازی	(.....)	۳۴۷/۱
۳۰۷ـ	(۷۰۱ھ)	رکن الدین سمرقندی حنفی	(.....)	۳۶۳/۱
۳۰۸ـ	(۷۰۲ھ)	ابن دقیق العید شافعی	(۶۲۵ھ)	۳۶۳/۱
۳۰۹ـ	(۷۰۵ھ)	مؤید الدین القانی حنفی	(.....)	۳۶۳/۱
۳۱۰ـ	(۷۰۵ھ)	ابن بہرام شافعی	(.....)	۳۶۳/۱
۳۱۱ـ	(۷۰۶ھ)	عبدالعزیز الطوسی شافعی	(.....)	۳۶۳/۱
۳۱۲ـ	(۷۰۷ھ)	عبدالصمد الفارابی	(.....)	۳۶۵/۱
۳۱۳ـ	(۷۰۷ھ)	ابو عبداللہ البقوری مالکی	(.....)	۳۶۵/۱
۳۱۴ـ	(۷۰۸ھ)	ابو جعفر الغرناطی مالکی	(۶۲۷ھ)	۳۶۵/۱
۳۱۵ـ	(۷۰۹ھ)	ابو اسحاق ابراہیم الانصاری	(.....)	۳۶۶/۱
۳۱۶ـ	(۷۱۰ھ)	ابو البرکات حافظ الدین النفسی حنفی	(.....)	۳۶۶/۱
۳۱۷ـ	(۷۱۰ھ)	ابو العباس احمد السروحی حنفی	(۶۳۷ھ)	۳۷۰/۱
۳۱۸ـ	(۷۱۰ھ)	قطب الدین شیرازی شافعی	(۶۳۴ھ)	۳۷۱/۱
۳۱۹ـ	(۷۱۰ھ)	نجم الدین الطوفی حنبلی	(.....)	۳۷۱/۱
۳۲۰ـ	(۷۱۱ھ)	محمد بن یوسف الجزری شافعی	(۶۳۷ھ)	۳۷۱/۱
۳۲۱ـ	(۷۱۱ھ)	حسین الصغناقی حنفی	(.....)	۳۷۱/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۲۲۔	(۷۱۲ھ)	عزالدین البغدادی العلبی مالکی ----------------	(......)	۱/۳۷۱
۳۲۳۔	(۷۱۴ھ)	علاء الدین الباجی شافعی ----------	(۶۳۱ھ)	۱/۳۷۱
۳۲۴۔	(۷۱۴ھ)	محمد بن احمد الترکمانی حنفی --------------------	(......)	۱/۳۷۲
۳۲۵۔	(۷۱۵ھ)	صفی الدین الہندی شافعی ----------------	(۶۴۴ھ)	۱/۳۷۲
۳۲۶۔	(۷۱۵ھ)	رکن الدین الاستر آبادی شافعی ------------	(۶۴۵ھ)	۱/۳۷۲
۳۲۷۔	(۷۱۶ھ)	نجم الدین الطوفی الصرصری حنبلی ------------	(۶۷۳ھ)	۱/۳۷۲
۳۲۸۔	(۷۱۶ھ)	صدر الدین بن الوکیل شافعی ----------------	(۶۶۵ھ)	۱/۳۷۳
۳۲۹۔	(۷۱۶ھ)	شمس الدین خطیب الجزری شافعی ------------	(۶۳۷ھ)	۱/۳۷۳
۳۳۰۔	(۷۱۷ھ بعدہ)	الخطاب القرہ صاری ----------------------------	(......)	۱/۳۷۴
۳۳۱۔	(۷۱۸ھ)	محمد بن محمد الواسطی شافعی --------------------	(......)	۱/۳۷۴
۳۳۲۔	(۷۲۱ھ)	ابراہیم بن ھبۃ اللہ شافعی --------------------	(......)	۱/۳۷۴
۳۳۳۔	(۷۲۱ھ)	ابن النباء المرکشی نالکی ----------------------	(......)	۱/۳۷۴
۳۳۴۔	(۷۲۳ھ)	ابن الشاط الانصاری السبتی مالکی ----------	(۶۴۳ھ)	۱/۳۷۴
۳۳۵۔	(۷۲۳ھ)	ابوعبداللہ محمد بن علی ----------------------------	(......)	۱/۳۷۵
۳۳۶۔	(۷۲۴ھ)	ابوالعباس بن النباء مالکی --------------------	(۶۵۴ھ)	۱/۳۷۵
۳۳۷۔	(۷۲۵ھ)	سراج الدین الارمتی شافعی ------------------	(......)	۱/۳۷۵
۳۳۸۔	(۷۲۶ھ)	ابوعبداللہ التونسی مالکی --------------------	(......)	۱/۳۷۵
۳۳۹۔	(۷۲۶ھ)	حسن (حسین) ابن المطہری الحلی الشیعی -----	(۶۴۸ھ)	۱/۳۷۵
۳۴۰۔	(۷۲۸ھ)	تقی الدین بن تیمیہ حنبلی ----------------------	(۶۶۱ھ)	۱/۳۷۶
۳۴۱۔	(۷۲۸ھ)	احمد المقدسی ابن جبارہ الحنبلی -------------	(۶۴۷ھ)	۱/۳۷۸
۳۴۲۔	(۷۲۹ھ)	ابن الزیات الکلاعی مالکی ----------------------	(۶۴۹ھ)	۱/۳۷۸
۳۴۳۔	(۷۳۰ھ)	علامہ القونوی الشافعی ----------------------	(۶۶۸ھ)	۱/۳۷۸
۳۴۴۔	(......)	برہان الدین (ابن الفرکاح) القراری شافعی ----	(......)	۱/۳۷۸
۳۴۵۔	(۷۳۰ھ)	عبدالعزیز بخاری حنفی ----------------------------	(......)	۱/۳۷۸
۳۴۶۔	(۷۳۰ھ)	القرہ حصاری حنفی ----------------------------	(......)	۱/۳۷۹
۳۴۷۔	(۷۳۲ھ)	بدر الدین التستری شافعی --------------------	(......)	۱/۳۷۹
۳۴۸۔	(۷۳۲ھ)	ابراہیم الجعبری شافعی ----------------------	(۶۴۰ھ)	۱/۳۷۹
۳۴۹۔	(۷۳۲ھ)	اسماعیل ابوالفداء ----------------------------	(۶۷۲ھ)	۱/۳۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۵۰ـ	(۷۳۳ھ)	ابوالبقاء محمد بن ابراہیم شافعی	(......)	۱/۳۸۰
۳۵۱ـ	(۷۳۳ھ)	شجاع الدین الطرازی حنفی	(۶۷۱ھ)	۱/۳۸۰
۳۵۲ـ	(۷۳۵ھ)	تاج الدین الرازی شیعی	(......)	۱/۳۸۰
۳۵۳ـ	(۷۳۶ھ)	ابوعبداللہ القفصی مالکی	(......)	۱/۳۸۰
۳۵۴ـ	(۷۳۶ھ)	مصلح الدین التبریزی حنفی	(۶۶۹ھ)	۱/۳۸۰
۳۵۵ـ	(۷۳۷ھ)	احمد بن نور	(......)	۱/۳۸۱
۳۵۶ـ	(۷۳۸ھ)	زین الدین بن المرحل	(۶۹۰ھ تقریباً)	۱/۳۸۱
۳۵۷ـ	(۷۳۹ھ)	صفی الدین البغدادی حنبلی	(۶۵۸ھ)	۱/۳۸۱
۳۵۸ـ	(۷۳۹ھ)	اسماعیل بن خلیل حنفی	(......)	۱/۳۸۲
۳۵۹ـ	(۷۳۹ھ)	ابن خطیب جبیرین	(۶۲۲ھ)	۱/۳۸۲
۳۶۰ـ	(۷۳۹ھ)	فخر الدین الطائی حلبی شافعی	(۶۶۲ھ)	۱/۳۸۲
۳۶۱ـ	(۷۳۹ھ)	جلال الدین القزوینی شافعی	(۶۶۶ھ)	۱/۳۸۲
۳۶۲ـ	(۷۴۰ھ)	اسماعیل الزنکلونی شافعی	(......)	۱/۳۸۳
۳۶۳ـ	(۷۴۱ھ)	التادلی الفاسی مالکی	(......)	۱/۳۸۳
۳۶۴ـ	(۷۴۱ھ)	ابن جزی الغرناطی مالکی	(۶۹۳ھ)	۱/۳۸۳
۳۶۵ـ	(۷۴۱ھ)	ابراہیم الزرعی حنبلی	(......)	۱/۳۸۳
۳۶۶ـ	(۷۴۱ھ)	مشائخ الحسبلی حنبلی	(......)	۱/۳۸۳
۳۶۷ـ	(۷۴۱ھ)	عبداللہ بن علی الکتابی الغرناطی مالکی	(۶۶۹ھ)	۱/۳۸۴
۳۶۸ـ	(۷۴۲ھ)	ابراہیم القافسی مالکی	(۶۹۷ھ تقریباً)	۱/۳۸۴
۳۶۹ـ	(۷۴۳ھ)	بُرہان الدین العبری شافعی	(......)	۱/۳۸۴
۳۷۰ـ	(۷۴۴ھ)	تاج الدین ابن الترکمانی	(۶۸۱ھ)	
۳۷۱ـ	(۷۴۵ھ)	الخلخالی شافعی	(......)	۱/۳۸۵
۳۷۲ـ	(۷۴۶ھ)	علاؤالدین القدسی حنفی	(......)	۱/۳۸۵
۳۷۳ـ	(۷۴۶ھ)	فخر الدین الجابری شافعی	(......)	۱/۳۸۵
۳۷۴ـ	(۷۴۶ھ)	تاج الدین الاردبیلی شافعی	(۶۶۷ھ)	۱/۳۸۵
۳۷۵ـ	(۷۴۷ھ)	صدر الشریعہ الاصغر حنفی	(......)	۱/۳۸۶
۳۷۶ـ	(۷۴۸ھ)	قوام الدین الکرمانی حنفی	(۶۶۲ھ)	۱/۳۹۲
۳۷۷ـ	(۷۴۹ھ)	نور الدین الاردبیلی	(......)	۱/۳۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۷۸ـ	(۷۴۹ھ)	قوام الدین الاکاکی حنفی ----------------	(......)	۱/۳۹۲
۳۷۹ـ	(۷۴۹ھ)	شمس الدین الاصفہانی شافعی ----------	(۶۷۴ھ)	۱/۳۹۲
۳۸۰ـ	(۷۴۹ھ)	یحییٰ بن حمزہ المؤید الزیدی ----------	(۶۶۹ھ)	۱/۳۹۲
۳۸۱ـ	(۷۵۰ھ)	محمد بن احمد الترکمانی حنفی ----------	(......)	۱/۳۹۳
۳۸۲ـ	(۷۵۰ھ)	علی بن عثمان ابن الترکمانی حنفی ----------	(۶۸۳ھ)	۱/۳۹۳
۳۸۳ـ	(۷۵۱ھ)	ابن قیم الجوزیہ حنبلی ----------	(۶۹۱ھ)	۱/۳۹۳
۳۸۴ـ	(۷۵۲ھ بعدہ)	احمد بن حمید الحارثی زیدہ ----------	(......)	۱/۳۹۳
۳۸۵ـ	(۷۵۳ھ)	زین الدین العجمی حنفی ----------	(......)	۱/۳۹۴
۳۸۶ـ	(۷۵۵ھ)	ابن الفصیح الہمدانی حنفی ----------	(۶۸۰ھ)	۱/۳۹۴
۳۸۷ـ	(۷۵۵ھ)	زین الدین الموصلی شافعی ----------	(۶۸۱ھ)	۱/۳۹۴
۳۸۸ـ	(۷۵۵ھ)	ابن حمید شافعی ----------	(......)	۱/۳۹۴
۳۸۹ـ	(۷۵۶ھ)	تقی الدین السبکی شافعی ----------	(۶۸۳ھ)	۱/۳۹۴
۳۹۰ـ	(۷۵۶ھ)	عضد الدین الایجی شافعی ----------	(۷۰۸ھ)	۱/۳۹۵
۳۹۱ـ	(۷۵۶ھ)	مجد الدین اسماعیل البانی شافعی ----------	(۶۶۲ھ)	۱/۳۹۵
۳۹۲ـ	(۷۵۷ھ)	ابراہیم بن اسحاق المنادی شافعی ----------	(......)	۱/۳۹۵
۳۹۳ـ	(۷۵۷ھ)	شرف الدین الارموی شافعی ----------	(۶۹۱ھ)	۱/۳۹۵
۳۹۴ـ	(۷۵۸ھ)	محب الدین القونوی شافعی ----------	(۷۱۹ھ)	۱/۳۹۶
۳۹۵ـ	(۷۵۸ھ)	امیر کاتب الاتقانی حنفی ----------	(۶۸۵ھ)	۱/۳۹۶
۳۹۶ـ	(۷۵۸ھ)	ابراہیم الطرسوسی حنفی ----------	(۷۲۰ھ)	۱/۳۹۶
۳۹۷ـ	(۷۶۰ھ)	ابو العباس النجائی مالکی ----------	(......)	۱/۳۹۶
۳۹۸ـ	(۷۶۱ھ)	صلاح الدین العلائی شافعی ----------	(۶۹۴ھ)	۱/۳۹۷
۳۹۹ـ	(۷۶۳ھ)	ابن المفلح حنبلی ----------	(۷۰۸ھ)	۱/۳۹۷
۴۰۰ـ	(۷۶۴ھ)	عماد الدین الاسنائی شافعی ----------	(......)	۱/۳۹۷
۴۰۱ـ	(۷۶۴ھ)	عبد الوہاب المراغی الاخمیمی شافعی ----------	(۷۰۰ھ)	۱/۳۹۷
۴۰۲ـ	(۷۶۴ھ)	ناصر الدین القونوی حنفی ----------	(۶۷۹ھ)	۱/۳۹۸
۴۰۳ـ	(۷۶۷ھ)	شہاب الدین العسیتانی حنفی ----------	(۷۰۵ھ)	۱/۳۹۸
۴۰۴ـ	(۷۶۷ھ)	ابن عسکری البغدادی مالکی ----------	(۷۰۱ھ)	۱/۳۹۸
۴۰۵ـ	(۷۶۷ھ)	الجندی ابو الضیاء مالکی ----------	(......)	۱/۳۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۰۶۔	(۷۶۷ھ)	جلال الدین الکرلانی حنفی ---------------	(......)	۱/۳۹۸
۳۰۷۔	(۷۶۹ھ)	احمد بن النقیب ---------------	(۷۰۲ھ)	۱/۳۹۹
۳۰۸۔	(۷۶۹ھ)	محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی ---------------	(۷۱۲ھ)	۱/۳۹۹
۳۰۹۔	(۷۷۱ھ)	محمود ابن احمد ابوالثناء القونوی ---------------	(......)	۱/۳۹۹
۳۱۰۔	(۷۷۱ھ)	تاج الدین السبکی شافعی ---------------	(۷۲۷ھ)	۱/۳۹۹
۳۱۱۔	(۷۷۱ھ)	محمد الشریف التلمسانی مالکی ---------------	(۷۱۰ھ)	۱/۴۰۶
۳۱۲۔	(۷۷۱ھ)	محمد بن حسن الساقی مالکی ---------------	(......)	۱/۴۰۸
۳۱۳۔	(۷۷۱ھ)	احمد بن قاضی الجبل حنبلی ---------------	(۶۹۳ھ)	۱/۴۰۸
۳۱۴۔	(۷۷۲ھ)	عبدالرحیم الاسنوی شافعی ---------------	(۷۰۴ھ)	۱/۴۰۹
۳۱۵۔	(۷۷۳ھ)	ابوحامد بہاؤالدین السبکی ---------------	(۷۱۹ھ)	۱/۴۱۵
۳۱۶۔	(۷۷۳ھ)	عمر بن اسحاق الغزنوی حنفی ---------------	(۷۰۴ھ)	۱/۴۱۵
۳۱۷۔	(۷۷۴ھ)	یحییٰ الرھونی مالکی ---------------	(......)	۱/۴۱۶
۳۱۸۔	(۷۷۵ھ)	منصور الخوارزمی حنفی ---------------	(......)	۱/۴۱۶
۳۱۹۔	(۷۷۶ھ)	شمس الدین الغماری مالکی ---------------	(......)	۱/۴۱۶
۳۲۰۔	(۷۷۶ھ)	عبداللہ الحسینی النیشاپوری حنفی ---------------	(......)	۱/۴۱۶
۳۲۱۔	(۷۷۶ھ)	لسان الدین التلمسانی مالکی ---------------	(۷۱۳ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۲۔	(۷۷۶ھ)	الحسینی الواسطی شافعی ---------------	(۷۱۷ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۳۔	(۷۷۶ھ)	عبداللہ بن محمد بقرکار ---------------	(......)	۱/۴۱۷
۳۲۴۔	(۷۷۶ھ)	لسان الدین ابن الخطیب ---------------	(۷۱۳ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۵۔	(۷۷۶ھ)	احمد الاربدی شافعی ---------------	(......)	۱/۴۱۷
۳۲۶۔	(۷۷۷ھ)	جمال الدین القونوی حنفی ---------------	(......)	۱/۴۱۷
۳۲۷۔	(۷۷۷ھ)	بہاؤالدین السبکی شافعی ---------------	(......)	۱/۴۱۸
۳۲۸۔	(۷۷۷ھ)	علی بن ابراہیم ابن الشاطر ---------------	(۷۰۴ھ)	۱/۴۱۸
۳۲۹۔	(۷۷۷ھ)	احمد الشارمساحی شافعی ---------------	(......)	۱/۴۱۸
۳۳۰۔	(۷۷۹ھ)	محمد بن عثمان الزرعی ---------------	(......)	۴۱۸
۳۳۱۔	(۷۷۹ھ)	احمد بن علی البلبیسی حنفی ---------------	(......)	۱/۴۱۸
۳۳۲۔	(۷۸۰ھ)	ضیاء القزوینی شافعی ---------------	(......)	۱/۴۱۸
۳۳۳۔	(۷۸۰ھ)	ابن الحرانیہ الماردینی حنفی ---------------	(۷۰۲ھ)	۱/۴۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۴۳۴۔	(۷۸۰ھ)	ابوجعفر الثقفی مالکی	(۷۲۷ھ)	۳۱۹/۱
۴۳۵۔	(۷۸۲ھ)	ابن منصور الدمشقی حنفی	(۷۱۷ھ)	۳۱۹/۱
۴۳۶۔	(۷۸۶ھ)	اکمل الدین البابرتی حنفی	(۷۱۴ھ)	۳۱۹/۱
۴۳۷۔	(۷۸۶ھ)	شمس الدین الکرمانی شافعی	(۷۱۷ھ)	۳۲۰/۱
۴۳۸۔	(۷۸۷ھ)	فضل اللہ الشامکانی شافعی	(......)	۳۲۰/۱
۴۳۹۔	(۷۸۸ھ)	سریجا الملطی شافعی	(۷۹۲ھ)	۳۲۰/۱
۴۴۰۔	(۷۹۰ھ)	ابواسحاق الشاطبی مالکی	(......)	۳۲۱/۱
۴۴۱۔	(۷۹۱ھ)	سعد الدین التفتازانی	(۷۱۲ھ)	۳۲۶/۱
۴۴۲۔	(۷۹۱ھ)	عمر بن ارسلان البلقینی شافعی	(۷۵۷ھ)	۳۲۷/۱
۴۴۳۔	(۷۹۲ھ)	محمد بن سلیمان الصرخدی شافعی	(۷۳۰ھ)	۳۲۷/۱
۴۴۴۔	(۷۹۲ھ بعدہ)	ابوعبداللہ الیسوری شیعی	(......)	۳۲۷/۱
۴۴۵۔	(۷۹۳ھ)	خواجہ زادہ حنفی	(......)	۳۲۷/۱
۴۴۶۔	(۷۹۳ھ)	جلال الدین التبانی	(......)	۳۲۷/۱
۴۴۷۔	(۷۹۴ھ)	بدر الدین الزرکشی شافعی	(۷۴۵ھ)	۳۲۸/۱
۴۴۸۔	(۷۹۵ھ)	ابوالعباس الربعی مالکی	(......)	۳۳۳/۱
۴۴۹۔	(۷۹۵ھ)	احمد البقاعی	(۷۲۲ھ)	۳۳۳/۱
۴۵۰۔	(۷۹۵ھ)	احمد السیرامی	(......)	۳۳۳/۱
۴۵۱۔	(۷۹۵ھ)	حافظ ابن رجب حنبلی	(۷۳۶ھ)	۳۳۵/۱
۴۵۲۔	(۷۹۷ھ)	احمد بن الجابی شافعی	(......)	۳۳۶/۱
۴۵۳۔	(۷۹۷ھ)	ابن العاقولی شافعی	(......)	۳۳۶/۱
۴۵۴۔	(۷۹۹ھ)	ابن فرحون مالکی	(۷۱۹ھ)	۳۳۶/۱
۴۵۵۔	(۸۰۰ھ)	احمد الارزنجانی	(......)	۳۳۷/۱
۴۵۶۔	(۸۰۰ھ)	احمد الیسواسی حنفی	(......)	۳۳۷/۱
۴۵۷۔	(۸۰۱ھ)	ابوالعباس ابن القنسی الزبیر مالکی	(۷۴۰)	۳۶۴/۱
۴۵۸۔	(۸۰۱ھ)	عبداللطیف بن ملک حنفی	(......)	۳۶۴/۱
۴۵۹۔	(۸۰۱ھ)	علاء الاسود رومی حنفی	(......)	۳۶۵/۱
۴۶۰۔	(۸۰۲ھ)	سعد الدین خیرآبادی	(......)	۳۶۵/۱
۴۶۱۔	(۸۰۲ھ)	ابراہیم الابناسی شافعی	(۷۲۵ھ)	۳۶۵/۱

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۶۲ـ	(۸۰۴ھ)	یوسف بن محمود التبریزی شافعی	(......)	۱/۴۶۵
۴۶۳ـ	(۸۰۴ھ)	عمر بن علی ابن الملقن شافعی	(۷۲۳ھ)	۱/۴۶۵
۴۶۴ـ	(۸۰۵ھ)	بہرام الامیری مالکی	(۷۳۴ھ)	۱/۴۶۵
۴۶۵ـ	(۸۰۶ھ)	عبدالرحیم العراقی شافعی	(۷۲۵ھ)	۱/۴۶۵
۴۶۶ـ	(۸۰۸ھ)	عبدالرحمٰن ابن خلدون الخضری مالکی	(۷۳۲ھ)	۱/۴۶۶
۴۶۷ـ	(۸۰۸ھ)	محمد بن الاسدی شافعی	(۷۲۴ھ)	۱/۴۶۶
۴۶۸ـ	(۸۰۸ھ)	ابن العماد الاقفھسی	(۷۵۰ھ)	۱/۴۶۷
۴۶۹ـ	(۸۰۸ھ)	طاہر بن حبیب الحلبی حنفی	(۷۴۰ھ)	۱/۴۶۷
۴۷۰ـ	(۸۰۸ھ)	اشرف السمنانی	(......)	۱/۴۶۸
۴۷۱ـ	(۸۰۹ھ)	بدرالدین الطنبذی شافعی	(......)	۱/۴۶۸
۴۷۲ـ	(۸۱۰ھ)	احمد الکورانی شافعی	(......)	۱/۴۶۸
۴۷۳ـ	(۸۱۰ھ)	ابوالعباس ابن خطیب القسنطینی	(۷۴۰ھ)	۱/۴۶۸
۴۷۴ـ	(۸۱۰ھ)	محمد بن عبدالرحمٰن الخضری شافعی	(......)	۱/۴۶۸
۴۷۵ـ	(۸۱۰ھ)	محمد بن عثمان السماتی مالکی	(......)	۱/۴۶۸
۴۷۶ـ	(۸۱۰ھ)	شرف الدین القریمی	(......)	۱/۴۶۹
۴۷۷ـ	(۸۱۱ھ)	سعید بن محمد العقبانی مالکی	(۷۲۰ھ)	۱/۴۶۹
۴۷۸ـ	(۸۱۱ھ)	سلمان بن عبدالناصر البشیطی شافعی	(......)	۱/۴۶۹
۴۷۹ـ	(۸۱۲ھ)	جلال الدین البغدادی حنفی	(۷۳۳ھ)	۱/۴۶۹
۴۸۰ـ	(۸۱۳ھ)	ابن القطان شافعی	(۷۳۷ھ)	۱/۴۷۰
۴۸۱ـ	(۸۱۶ھ)	سید شریف جرجانی حنفی	(۷۴۰ھ)	۱/۴۷۰
۴۸۲ـ	(۸۱۹ھ)	ابن جماعہ شافعی	(۷۵۹ھ)	۱/۴۷۰
۴۸۳ـ	(۸۲۰ھ)	عبدالقادر العبادی مالکی	(......)	۱/۴۷۰
۴۸۴ـ	(۸۲۲ھ)	احمد الغزی شافعی	(۷۷۰ھ)	۱/۴۷۰
۴۸۵ـ	(۸۲۲ھ)	خواجہ یار حنفی	(۷۵۶ھ)	۱/۴۷۱
۴۸۶ـ	(۸۲۴ھ)	عبدالرحمٰن البلقینی شافعی	(۷۶۳ھ)	۱/۴۷۱
۴۸۷ـ	(۸۲۴ھ)	محمد رضی الفاسی مالکی	(......)	۱/۴۷۱
۴۸۸ـ	(۸۲۵ھ)	ابراہیم البیجوری شافعی	(۷۵۰ھ تقریباً)	۱/۴۷۱
۴۸۹ـ	(۸۲۶ھ)	ابن العراقی شافعی	(۷۶۲ھ)	۱/۴۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۹۰۔	(۸۲۹ھ)	ابوبکر غرناطی مالکی ----------------	(۷۶۰ھ)	۱/۴۷۲
۴۹۱۔	(۸۳۱ھ)	محمد بن عبد الدائم البرماوی شافعی ----------	(۷۶۳ھ)	۱/۴۷۳
۴۹۲۔	(۸۳۳ھ)	محمد بن محمد الجزری شافعی ----------------	(۷۵۱ھ)	۱/۴۷۳
۴۹۳۔	(۸۳۳ھ)	احمد القسیری ابن العجمی حنفی ----------	(۷۷۷ھ)	۱/۴۷۳
۴۹۴۔	(۸۳۴ھ)	شمس الدین القاری حنفی ----------------	(۷۵۱ھ)	۱/۴۷۳
۴۹۵۔	(۸۳۸ھ)	محمد بن عبد القادر الواسطی شافعی ----------	(......)	۱/۴۷۴
۴۹۶۔	(۸۴۰ھ)	احمد المہدی الزیدی ----------------	(۷۷۵ھ)	۱/۴۷۴
۴۹۷۔	(۸۴۰ھ)	محمد شاہ الفناری حنفی ----------------	(......)	۱/۴۷۵
۴۹۸۔	(۸۴۱ھ)	علاؤ الدین رومی حنفی ----------------	(۷۵۶ھ)	۱/۴۷۵
۴۹۹۔	(۸۴۲ھ)	محمد بن احمد البساطی مالکی ----------------	(۷۵۶ھ)	۱/۴۷۵
۵۰۰۔	(۸۴۳ھ)	محمد بن عمر الخصوصی شافعی ----------------	(......)	۱/۴۷۵
۵۰۱۔	(۸۴۴ھ)	احمد بن حسین الرملی شافعی ----------------	(۷۷۳ھ)	۱/۴۷۵
۵۰۲۔	(۸۴۴ھ)	احمد المحلی شافعی ----------------	(......)	۱/۴۷۶
۵۰۳۔	(۸۴۴ھ)	ابن عمار مالکی ----------------	(۷۶۷ھ)	۱/۴۷۶
۵۰۴۔	(۸۴۴ھ)	ابن السیر فی شافعی ----------------	(......)	۱/۴۷۶
۵۰۵۔	(۸۴۵ھ)	ابن زاغو التلمسانی مالکی ----------------	(۷۸۲ھ)	۱/۴۷۶
۵۰۶۔	(۸۴۹ھ)	شہاب الدین دولت آبادی حنفی ----------------	(......)	۱/۴۷۷
۵۰۷۔	(۸۴۹ھ)	صلاح بن علی المہدی زیدی ----------------	(......)	۱/۴۷۷
۵۰۸۔	(۸۵۰ھ تقریباً)	ابراہیم القباقبی شافعی ----------------	(......)	۱/۴۷۷
۵۰۹۔	(۸۵۲ھ)	یوسف بن عبد الملک قرسنان حنفی ----------------	(......)	۱/۴۷۷
۵۱۰۔	(۸۵۲ھ)	احمد بن حجر العسقلانی ----------------	(۷۷۳ھ)	۱/۴۷۷
۵۱۱۔	(۸۵۲ھ)	اسماعیل المقدسی شافعی ----------------	(۷۸۲ھ)	۱/۴۷۸
۵۱۲۔	(۸۵۳ھ)	خضر شاہ المنتشوری ----------------	(......)	۱/۴۷۸
۵۱۳۔	(۸۵۴ھ)	محمد بن الضیاء حنفی ----------------	(۷۸۹ھ)	۱/۴۷۸
۵۱۴۔	(۸۵۵ھ)	حسین الاحدل شافعی ----------------	(۷۷۹ھ)	۱/۴۷۸
۵۱۵۔	(۸۵۵ھ)	ابوبکر السیوطی شافعی ----------------	(۸۰۴ھ)	۱/۴۷۸
۵۱۶۔	(۸۵۷ھ)	محب الدین النویری ----------------	(......)	۱/۴۷۹
۵۱۷۔	(۸۵۷ھ بعدہ)	محمد بن محمود الحسینی حنفی ----------------	(......)	۱/۴۷۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۵۱۸۔	(۸۵۹ھ)	مولانا زادہ حنفی	(......)	۱/۴۷۹
۵۱۹۔	(۸۶۰ھ)	علی بن یوسف الغزولی شافعی	(......)	۱/۴۷۹
۵۲۰۔	(۸۶۱ھ)	زین الدین ابن نجیم	(......)	۱/۴۷۹
۵۲۱۔	(۸۶۱ھ)	ابن الہمام حنفی	(۷۹۰ھ)	۱/۴۷۹
۵۲۲۔	(۸۶۳ھ)	احمد بن اسحاق الشیرازی	(......)	۱/۴۷۹
۵۲۳۔	(۸۶۴ھ)	جلال الدین المحلی شافعی	(۷۹۱ھ)	۱/۴۸۲
۵۲۴۔	(۸۶۶ھ)	ابراہیم القازی	(......)	۱/۴۸۲
۵۲۵۔	(۸۷۰ھ)	بدرالدین مالکی	(......)	۱/۴۸۲
۵۲۶۔	(۸۷۱ھ بعدہ)	اسماعیل ابن معلی شافعی	(۸۲۸ھ)	۱/۴۸۲
۵۲۷۔	(۸۷۱ھ بعدہ)	وجیہ الدین الازنجانی حنفی	(۸۷۱ھ)	۱/۴۸۳
۵۲۸۔	(۸۷۲ھ)	احمد الشمنی حنفی	(۸۰۱ھ)	۱/۴۸۳
۵۲۹۔	(۸۷۳ھ)	محمد بن عبدالوہاب المقدسی شافعی	(......)	۱/۴۸۳
۵۳۰۔	(۸۷۴ھ)	کمال الدین امام الکاملیہ شافعی	(......)	۱/۴۸۳
۵۳۱۔	(۸۷۴ھ)	عبدالکریم رومی حنفی	(......)	۱/۴۸۳
۵۳۲۔	(۸۷۵ھ)	ابوالعباس الیزلیطنی مالکی	(......)	۱/۴۸۴
۵۳۳۔	(۸۷۵ھ)	الشاہروردی مصنفک حنفی	(۸۰۳ھ)	۱/۴۹۰
۵۳۴۔	(۸۷۵ھ)	عبدالرحمن ابن مخلوف الثعالبی	(۷۸۶ھ)	۱/۴۹۰
۵۳۵۔	(۸۷۶ھ)	احمد بن ابراہیم العسقلانی حنبلی	(۸۰۰ھ)	۱/۴۹۰
۵۳۶۔	(۸۷۸ھ)	عمر بن احمد البلبیسی شافعی	(......)	۱/۴۹۱
۵۳۷۔	(۸۷۹ھ)	ابن قطلوبغا حنفی	(۸۰۲ھ)	۱/۴۹۱
۵۳۸۔	(۸۸۰ھ)	ابن عبدالہادی حنبلی	(......)	۱/۴۹۱
۵۳۹۔	(۸۸۰ھ)	عبدالقادر الانصاری مالکی	(۸۱۴ھ)	۱/۴۹۲
۵۴۰۔	(۸۸۱ھ	سیف الدین البکتمری حنفی	(۸۹۷ھ)	۱/۴۹۲
۵۴۱۔	(۸۸۲ھ)	سعدالدین خیرآبادی حنفی	(......)	۱/۴۹۲
۵۴۲۔	(۸۸۳ھ)	احمد الابشیطی حنبلی	(۸۰۲ھ)	۱/۴۹۲
۵۴۳۔	(۸۸۳ھ)	ابوبکر الجراعی حنبلی	(۸۲۵ھ)	۱/۴۹۲
۵۴۴۔	(۸۸۴ھ)	برہان الدین بن مفلح حنبلی	(۸۱۵ھ)	۱/۴۹۳
۵۴۵۔	(۸۸۵ھ)	علاء الدین المرداوی حنبلی	(۸۱۷ھ)	۱/۴۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۴۶۔	(۸۸۵ھ)	ملا خسرو محمد بن قراموز حنفی	(......)	۱/۴۹۳
۵۴۷۔	(۸۸۵ھ)	عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ	(۸۰۱ھ)	۱/۴۹۴
۵۴۸۔	(۸۸۵ھ)	ابراہیم القبائی شافعی	(۸۰۹ھ)	۱/۴۹۴
۵۴۹۔	(۸۸۶ھ)	حسن چلپی بن محمد الفناری حنفی	(۸۴۰ھ)	۱/۴۹۴
۵۵۰۔	(۸۸۶ھ تقریبا)	احمد بن موسیٰ الخیالی حنفی	(......)	۱/۴۹۵
۵۵۱۔	(۸۸۶ھ)	سلیمان الابشیطی شافعی	(......)	۱/۴۹۵
۵۵۲۔	(۸۸۹ھ)	محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی	(......)	۱/۴۹۵
۵۵۳۔	(۸۸۹ھ)	محمد بن خلیل البصروی شافعی	(......)	۱/۴۹۵
۵۵۴۔	(۸۸۹ھ)	ابن قاوان شافعی	(۸۴۳ھ)	۱/۴۹۶
۵۵۵۔	(۸۹۰ھ تقریبا)	شرف الدین العریطی شافعی	(......)	۱/۴۹۶
۵۵۶۔	(۸۹۱ھ)	حسن السامسوی حنفی	(......)	۱/۴۹۶
۵۵۷۔	(۸۹۱ھ)	عبداللہ الدہلوی	(......)	۱/۴۹۶
۵۵۸۔	(۸۹۲ھ)	محمد بن شہاب الدین احمد شروانی حنفی	(......)	۱/۴۹۷
۵۵۹۔	(۸۹۳ھ)	احمد بن اسماعیل الکورانی حنفی	(۸۱۳ھ)	۱/۴۹۷
۵۶۰۔	(۸۹۳ھ)	احمد الطوخی شافعی	(۸۴۷ھ)	۱/۴۹۷
۵۶۱۔	(۸۹۳ھ)	عبدالرحمن ابن العینی حنفی	(۸۳۷ھ)	۱/۴۹۷
۵۶۲۔	(۸۹۳ھ)	ابن خطیب الفخریہ شافعی	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۳۔	(۸۹۴ھ)	الترکی التونسی مالکی	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۴۔	(۸۹۵ھ)	ابوزید الادبیلی	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۵۔	(۸۹۵ھ)	تاج الدین ابن زہرہ	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۶۔	(۸۹۵ھ)	سنان الدین ابن یکان حنفی	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۷۔	(۸۹۸ھ)	احمد بن عبدالرحمن حلولو المغربی مالکی	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۸۔	(۸۹۹ھ)	ابوالعباس احمد بن زکریا	(......)	۱/۴۹۸
۵۶۹۔	(۸۹۹ھ)	یوسف بن حسین الکرماستی حنفی	(......)	۱/۴۹۹
۵۷۰۔	(۹۰۰ھ)	عزالدین الہادی الیمنی شیعی زیدی	(۸۴۵ھ)	۱/۴۹۹
۵۷۱۔	(نویں صدی ہجری)	حسن بن علی الرجراجی	(......)	۱/۴۹۹
۵۷۲۔	(۹۰۱ھ)	خطیب زادہ حنفی	(......)	۱/۵۱۴
۵۷۳۔	(۹۰۱ھ)	مولانا زادہ الخطائی حنفی	(......)	۱/۵۱۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۵۷۴۔	(۹۰۱ھ)	ابن جماعہ شافعی	(۸۳۳ھ)	۵۱۴/۱
۵۷۵۔	(۹۰۱ھ بعدہ)	ابراہیم بن محمد القباقی شافعی	(......)	۵۱۵/۱
۵۷۶۔	(۹۰۱ھ)	مصلح الدین کستلی حنفی	(......)	۵۱۵/۱
۵۷۷۔	(۹۰۲ھ)	داؤد القلقاوی مالکی	(......)	۵۱۵/۱
۵۷۸۔	(۹۰۳ھ)	صدر الدین الشیرازی حنفی	(۸۲۸ھ)	۵۱۵/۱
۵۷۹۔	(۹۰۵ھ)	ابو المعالی المقدسی شافعی	(۸۲۲ھ)	۵۱۵/۱
۵۸۰۔	(۹۰۵ھ)	احمد بن الصیرفی شافعی	(۸۲۹ھ)	۵۱۶/۱
۵۸۱۔	(۹۰۵ھ)	خالد الازہری شافعی	(۸۳۸ھ)	۵۱۶/۱
۵۸۲۔	(۹۰۶ھ)	محمد بن صفی الدین الایجی شافعی	(۸۳۲ھ)	۵۱۶/۱
۵۸۳۔	(۹۰۶ھ)	یوسف بن حسین الکرماستی رومی حنفی	(......)	۵۱۶/۱
۵۸۴۔	(۹۰۷ھ)	احمد اشعراوی	(......)	۵۱۶/۱
۵۸۵۔	(۹۰۷ھ)	الدوانی شافعی	(۸۳۰ھ)	۵۱۷/۱
۵۸۶۔	(۹۰۸ھ)	حمد (حمید) اللہ بن افضل حنفی	(......)	۵۱۷/۱
۵۸۷۔	(۹۱۱ھ)	جلال الدین السیوطی شافعی	(۸۴۹ھ)	۵۱۷/۱
۵۸۸۔	(۹۱۱ھ)	الیار حصار حنفی	(......)	۵۱۸/۱
۵۸۹۔	(۹۱۱ھ)	محمد بن مصلح الدین البالیکسری	(......)	۵۱۸/۱
۵۹۰۔	(۹۱۲ھ)	سلیمان الجیری مالکی	(۸۳۶ھ)	۵۱۸/۱
۵۹۱۔	(۹۱۴ھ)	ابراہیم الوزیری زیدی	(۸۳۴ھ)	۵۱۸/۱
۵۹۲۔	(۹۱۶ھ بعدہ)	علاء الدین الحجازی شافعی	(......)	۵۱۸/۱
۵۹۳۔	(۹۱۶ھ)	احمد الہروی حفید السعد	(......)	۵۱۹/۱
۵۹۴۔	(۹۲۱ھ)	عبد البر ابن الشحنہ حنفی	(۸۵۱ھ)	۵۱۹/۱
۵۹۵۔	(۹۲۲ھ)	قوام الدین شیرازی حنفی	(......)	۵۱۹/۱
۵۹۶۔	(۹۲۳ھ)	ابن ابی شریف المقدسی شافعی	(۶۳۸ھ)	۵۱۹/۱
۵۹۷۔	(۹۲۳ھ)	الہ داد الجونپوری حنفی	(......)	۵۱۹/۱
۵۹۸۔	(۹۲۵ھ)	عبد اللہ باکثیر الحضرمی شافعی	(......)	۵۲۰/۱
۵۹۹۔	(۹۲۶ھ)	شیخ الاسلام زکریا الانصاری ظاہری شافعی	(۸۲۶ھ)	۵۲۰/۱
۶۰۰۔	(۹۲۶ھ)	جلال الدین مصری مالکی	(......)	۵۲۰/۱
۶۰۱۔	(۹۲۶ھ)	محمد بن محمد البردعی حنفی	(......)	۵۶۱/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۰۲	(۹۲۷ھ)	حکیم شاہ القزوینی حنفی	(......)	۱/۵۲۱
۶۰۳	(۹۲۸ھ)	احمد الشماخی اباضی	(......)	۱/۵۲۱
۶۰۴	(۹۲۹ھ)	الیاس الرونی	(۸۳۹ھ)	۱/۵۲۱
۶۰۵	(۹۲۹ھ)	حسن الناصر المؤید الحسنی الیمنی	(۸۶۲ھ)	۱/۵۲۱
۶۰۶	(۹۳۲ھ)	عبدالعلی البرجندی حنفی	(......)	۱/۵۲۱
۶۰۷	(۹۳۳ھ)	بدرالدین حسن العاملی امامی	(......)	۱/۵۲۱
۶۰۸	(۹۴۰ھ)	ابن کمال پاشا	(......)	۱/۵۲۲
۶۰۹	(۹۴۲ھ)	محمد بن ابراہیم التتائی مالکی	(......)	۱/۵۲۲
۶۱۰	(۹۴۳ھ)	احمد القریمی	(......)	۱/۵۲۳
۶۱۱	(۹۴۴ھ)	عبدالرحیم شیخ زادہ امامی	(......)	۱/۵۲۳
۶۱۲	(۹۴۴ھ)	عبدالرحمٰن بن علی شافعی	(۸۶۴ھ)	۱/۵۲۳
۶۱۳	(۹۴۴ھ)	حبیب اللہ ملا میرزا جان شیرازی شافعی	(......)	۱/۵۲۳
۶۱۴	(۹۴۵ھ)	ابراہیم الاسفرائینی	(۸۷۳ھ)	۱/۵۲۴
۶۱۵	(۹۵۰ھ)	حسین الاردبیلی	(......)	۱/۵۲۴
۶۱۶	(۹۵۲ھ)	علی بن محمد البکری شافعی	(......)	۱/۵۲۵
۶۱۷	(۹۵۴ھ)	محمد بن محمد الحطاب مالکی	(۹۰۲ھ)	۱/۵۲۵
۶۱۸	(۹۵۵ھ)	عیسیٰ بن محمد الایجی شافعی	(۹۰۰ھ)	۱/۵۲۵
۶۱۹	(۹۵۶ھ)	شہاب الدین عمیرہ شافعی	(......)	۱/۵۲۵
۶۲۰	(۹۵۶ھ)	ابراہیم محمد بن الحلبی حنفی	(......)	۱/۵۲۵
۶۲۱	(۹۵۷ھ)	بہران الیمنی زیدی	(......)	۱/۵۲۵
۶۲۲	(۹۵۷ھ)	احمد الرملی شافعی	(......)	۱/۵۲۵
۶۲۳	(۹۵۸ھ)	ابوعبداللہ اللقانی مالکی	(۸۷۳ھ)	۱/۵۲۶
۶۲۴	(۹۶۰ھ)	ابوبکر تقی الدین المقدسی شافعی	(......)	۱/۵۲۶
۶۲۵	(۹۶۱ھ)	قوجہ حسام حنفی	(......)	۱/۵۲۶
۶۲۶	(۹۶۱ھ)	حسین الاسترابادی حنفی	(......)	۱/۵۲۶
۶۲۷	(۹۶۲ھ)	مصطفیٰ بن شعبان سروری حنفی	(......)	۱/۵۲۶
۶۲۸	(۹۶۴ھ)	عبدالعزیز المکناسی مالکی	(......)	۱/۵۲۶
۶۲۹	(۹۶۶ھ)	زین الدین العاملی الشہید امامی	(۹۱۱ھ)	۱/۵۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۳۰ـ	(۹۶۹ھ)	عرب زادہ حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۷
۶۳۱ـ	(۹۷۰ھ)	ابن نجیم حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۷
۶۳۲ـ	(۹۷۰ھ)	شہاب الدین عمیرہ شافعی ----------------------	(......)	۱/۵۲۸
۶۳۳ـ	(۹۷۱ھ)	ابن المعمار حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۸
۶۳۴ـ	(۹۷۱ھ)	محمد بن ابراہیم ابن الخیلی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۸
۶۳۵ـ	(۹۷۲ھ)	امیر بادشاہ النجاری حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۹
۶۳۶ـ	(۹۷۲ھ)	ابن النجار حنبلی ----------------------	(۸۹۸ھ)	۱/۵۲۹
۶۳۷ـ	(۹۷۳ھ)	ابن جلال التوقیعی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۹
۶۳۸ـ	(۹۷۴ھ)	ابو الثناء حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۲۹
۶۳۹ـ	(۹۷۴ھ)	احمد الهیتمی ابن حجر ----------------------	(۹۰۹ھ)	۱/۵۲۶
۶۴۰ـ	(۹۷۷ھ)	مصطفیٰ بن محمد بستان آفندی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۳۰
۶۴۱ـ	(۹۷۸ھ)	شرف الدین العثاوی شافعی ----------------------	(......)	۱/۵۳۰
۶۴۲ـ	(۹۸۲ھ)	ابو السعود العمادی ----------------------	(......)	۱/۵۳۰
۶۴۳ـ	(۹۸۳ھ)	احمد بن محمد الغزی شافعی ----------------------	(۹۳۱ھ)	۱/۵۳۰
۶۴۴ـ	(۹۸۷ھ)	عبدالرحمٰن علمشاہ ----------------------	(......)	۱/۵۳۰
۶۴۵ـ	(۹۸۸ھ)	احمد الرومی قاضی زادہ شافعی ----------------------	(......)	۱/۵۳۰
۶۴۶ـ	(۹۹۰ھ)	احمد بن احمد السنباطی شافعی ----------------------	(......)	۱/۵۳۱
۶۴۷ـ	(۹۹۱ھ)	فضیل بن علاء الدین الجمالی حنفی ----------------------	(۹۲۰ھ)	۱/۵۳۱
۶۴۸ـ	(۹۹۱ھ)	احمد بن احمد التنبکتی ----------------------	(۹۲۹ھ)	۱/۵۳۱
۶۴۹ـ	(۹۹۳ھ)	احمد الاردبیلی امامی ----------------------	(......)	۱/۵۳۱
۶۵۰ـ	(۹۹۴ھ)	احمد بن قاسم شافعی ----------------------	(......)	۱/۵۳۲
۶۵۱ـ	(۹۹۴ھ)	عوض بن عبداللہ العلائیہ دی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۳۲
۶۵۲ـ	(۹۹۴ھ)	حبیب اللہ الشیرازی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۳۲
۶۵۳ـ	(۹۹۵ھ)	احمد المکناسی المجور ----------------------	(۹۲۶ھ)	۱/۵۳۳
۶۵۴ـ	(۱۰۰۰ھ)	محمد بن مصطفیٰ الوانی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۳۳
۶۵۵ـ	(دسویں صدی ہجری)	ابو الخیر الطبری ----------------------	(......)	۱/۵۳۳
۶۵۶ـ	(۱۰۰۴ھ)	محمد بن عبداللہ خطیب التمرتاشی حنفی ----------------------	(......)	۱/۵۴۲
۶۵۷ـ	(۱۰۰۴ھ)	شمس الدین الرملی شافعی ----------------------	(۹۱۹ھ)	۱/۵۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۵۸۔	(۱۰۰۶ھ)	احمد بن محمد السیواسی حنفی	(......)	۵۴۲/۱
۶۵۹۔	(۱۰۰۸ھ)	ابن ابی السعود حنفی	(......)	۵۴۳/۱
۶۶۰۔	(۱۰۰۸ھ)	محمد بن یحییٰ القرافی مالکی	(۹۳۹ھ)	۵۴۳/۱
۶۶۱۔	(۱۰۰۸ھ)	احمد الجابری	(......)	۵۴۳/۱
۶۶۲۔	(۱۰۰۹ھ)	احمد قرہ باغی	(......)	۵۴۳/۱
۶۶۳۔	(۱۰۱۰ھ)	علی بن جار اللہ المکی حنفی	(......)	۵۴۳/۱
۶۶۴۔	(۱۰۱۰ھ)	امام الکاملیہ شافعی	(......)	۵۴۳/۱
۶۶۵۔	(۱۰۱۱ھ)	حسن بن زین الدین شامی امامی	(۹۵۹ھ)	۵۴۳/۱
۶۶۶۔	(۱۰۱۴ھ)	ملا علی قاری حنفی	(......)	۵۴۴/۱
۶۶۷۔	(۱۰۱۴ھ)	حسین الخلخالی	(......)	۵۴۴/۱
۶۶۸۔	(۱۰۱۴ھ)	نسیمی زادہ	(......)	۵۴۴/۱
۶۶۹۔	(۱۰۱۶ھ)	محمد بن مصطفیٰ العینی حنفی	(......)	۵۴۴/۱
۶۷۰۔	(۱۰۱۷ھ)	مصطفیٰ چلبی حنفی	(......)	۵۴۴/۱
۶۷۱۔	(۱۰۱۸ھ)	عمر بن محمد الفارسکوری شافعی	(......)	۵۴۴/۱
۶۷۲۔	(۱۰۲۳ھ)	محمد بن عبد الجبار القرہ باغی	(......)	۵۴۴/۱
۶۷۳۔	(۱۰۲۴ھ)	احمد الحمیدی الرومی	(......)	۵۴۵/۱
۶۷۴۔	(۱۰۲۵ھ)	حسین بن طورخان القصاری حنفی	(۹۵۱ھ)	۵۴۵/۱
۶۷۵۔	(۱۰۲۷ھ)	احمد بن علی الاردیبی مالکی	(۹۷۱ھ)	۵۴۵/۱
۶۷۶۔	(۱۰۲۹ھ)	قاسم بن محمد زیدی	(......)	۵۴۵/۱
۶۷۷۔	(۱۰۳۱ھ)	بہاء الدین العاملی امامی	(......)	۵۴۶/۱
۶۷۸۔	(۱۰۳۲ھ)	ابراہیم الحصکفی ابن الملا شافعی	(......)	۵۴۶/۱
۶۷۹۔	(۱۰۳۳ھ)	عبد القادر الطبری شافعی	(۹۷۶ھ)	۵۴۶/۱
۶۸۰۔	(۱۰۳۵ھ)	حسام زادہ حنفی	(......)	۵۴۶/۱
۶۸۱۔	(۱۰۳۵ھ)	ابن الاھدل حنفی	(۹۸۴ھ)	۵۴۷/۱
۶۸۲۔	(۱۰۳۶ھ)	عبد الرحمٰن بن محمد القصری مالکی	(۹۷۲ھ)	۵۴۷/۱
۶۸۳۔	(۱۰۳۶ھ)	مولی عثمان بن عبد اللہ الرومی حنفی	(......)	۵۴۷/۱
۶۸۴۔	(۱۰۳۹ھ)	ہدایۃ اللہ العلائی	(......)	۵۴۷/۱
۶۸۵۔	(۱۰۳۹ھ)	ابن لقمان الیمنی الزیدی	(......)	۵۴۷/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۸۶ـ	(۱۰۴۰ھ)	عزمی زادہ حنفی	(۹۷۷ھ)	۵۴۸/۱
۶۸۷ـ	(۱۰۴۱ھ)	ابراہیم بن ابراہیم اللقانی مالکی	(......)	۵۴۸/۱
۶۸۸ـ	(۱۰۴۴ھ)	احمد الغنیمی الانصاری حنفی	(۹۶۴ھ)	۵۴۸/۱
۶۸۹ـ	(۱۰۴۸ھ)	صلاح بن احمد المؤید الزیدی	(......)	۵۴۹/۱
۶۹۰ـ	(۱۰۵۰ھ)	الحسین الیمنی الزیدی	(۹۹۹ھ)	۵۴۹/۱
۶۹۱ـ	(۱۰۵۱ھ)	ابوالعباس الدلائی	(......)	۵۵۰/۱
۶۹۲ـ	(۱۰۵۱ھ)	عبدالحلیم الرومی	(......)	۵۵۰/۱
۶۹۳ـ	(۱۰۵۲ھ)	محمد بن عبدالعظیم الموروی حنفی	(......)	۵۵۰/۱
۶۹۴ـ	(۱۰۵۳ھ)	سید عبدالرحمٰن الحجانی	(......)	۵۵۱/۱
۶۹۵ـ	(۱۰۵۵ھ)	محمد بن علی الوارداری حنفی	(......)	۵۵۱/۱
۶۹۶ـ	(۱۰۵۶ھ)	ابن النقیب الحلبی حنفی	(......)	۵۵۱/۱
۶۹۷ـ	(۱۰۵۷ھ)	ابوالحسن السجلماسی	(......)	۵۵۱/۱
۶۹۸ـ	(۱۰۵۷ھ)	ابن علان الصدیقی شافعی	(۹۹۶ھ)	۵۵۱/۱
۶۹۹ـ	(۱۰۵۹ھ)	محمد بن علی الحرفوشی الشیعی	(......)	۵۵۱/۱
۷۰۰ـ	(۱۰۶۱ھ)	یاسین بن زین الدین العلیمی شافعی	(......)	۵۵۲/۱
۷۰۱ـ	(۱۰۶۱ھ)	احمد بن یحییٰ الصعدی زیدی	(......)	۵۵۲/۱
۷۰۲ـ	(۱۰۶۴ھ)	محمد بن النقیب البیرونی شافعی	(......)	۵۵۲/۱
۷۰۳ـ	(۱۰۶۴ھ)	حسین خلیفہ امامی	(۱۰۰۱ھ)	۵۵۲/۱
۷۰۴ـ	(۱۰۶۵ھ)	جواد الکاظمی	(......)	۵۵۲/۱
۷۰۵ـ	(۱۰۶۷ھ)	عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی	(۹۸۸ھ)	۵۵۳/۱
۷۰۶ـ	(۱۰۶۹ھ)	احمد القلیوبی شافعی	(......)	۵۵۳/۱
۷۰۷ـ	(۱۰۶۹ھ)	الشرنبلالی حنفی	(۹۹۴ھ)	۵۵۳/۱
۷۰۸ـ	(۱۰۶۹ھ)	عبدالسلام الدیوی	(......)	۵۵۳/۱
۷۰۹ـ	(۱۰۷۰ھ)	سید صلاح الدین بن احمد الشریف یمنی	(۱۰۱۵ھ)	۵۵۴/۱
۷۱۰ـ	(۱۰۷۰ھ تقریباً)	نوح بن مصطفیٰ القونوی حنفی	(......)	۵۵۴/۱
۷۱۱ـ	(۱۰۷۰ھ)	عبدالبر الاجھوری شافعی	(......)	۵۵۴/۱
۷۱۲ـ	(۱۰۷۳ھ)	عبدالجواد بن شعیب القنائی شافعی	(......)	۵۵۴/۱
۷۱۳ـ	(۱۰۷۷ھ)	بادشاہ بن احمد حنفی	(۹۹۷ھ)	۵۵۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۱۴۔	(۱۰۷۹ھ)	ابن جلال الیمنی زیدی	(.....)	۵۵۴/۱
۴۱۵۔	(۱۰۷۹ھ)	محمد بن الحسین الحرا العاملی امامی	(۱۰۳۳ھ)	۵۵۵/۱
۴۱۶۔	(۱۰۷۹ھ)	محمد بن حسین بن القاسم	(.....)	۵۵۵/۱
۴۱۷۔	(۱۰۸۰ھ)	عبداللہ سیالکوٹی حنفی	(.....)	۵۵۵/۱
۴۱۸۔	(۱۰۸۱ھ)	جمال الدین المرعشی	(۱۰۲۹ھ)	۵۵۵/۱
۴۱۹۔	(۱۰۸۲ھ)	عبداللطیف البہانی حنفی	(.....)	۵۵۵/۱
۴۲۰۔	(۱۰۸۲ھ)	محمود بن عبداللہ الموصلی حنفی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۱۔	(۱۰۸۳ھ)	ابراہیم حوریہ الصعدی زیدی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۲۔	(۱۰۸۳ھ)	عبدالرشید جونپوری حنفی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۳۔	(۱۰۸۴ھ)	حسن جلال الیمنی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۴۔	(۱۰۸۵ھ)	عبدالقادر البصری حنفی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۵۔	(۱۰۸۵ھ)	طریح الطریحی شیعی	(.....)	۵۵۶/۱
۴۲۶۔	(۱۰۸۷ھ)	علی بن علی الشبر املی شافعی	(۹۹۸ھ)	۵۵۶/۱
۴۲۷۔	(۱۰۸۸ھ)	علاؤالدین الحصکفی حنفی	(۱۰۲۵ھ)	۵۵۷/۱
۴۲۸۔	(۱۰۸۸ھ)	عبدالحلیم رومی حنفی	(.....)	۵۵۸/۱
۴۲۹۔	(۱۰۸۹ھ)	خلیل القزوینی امامی	(۱۰۰۱ھ)	۵۵۸/۱
۴۳۰۔	(۱۰۸۹ھ)	المرابط الدلائی مالکی	(۱۰۲۱ھ)	۵۵۸/۱
۴۳۱۔	(۱۰۹۰ھ)	محمد باقر بن محمد السبزواری شیعی	(.....)	۵۵۸/۱
۴۳۲۔	(۱۰۹۱ھ)	فیضی الکاشی شیعی	(.....)	۵۵۸/۱
۴۳۳۔	(۱۰۹۲ھ)	احمد بن سلیمان گجراتی	(.....)	۵۵۸/۱
۴۳۴۔	(۱۰۹۴ھ)	محمد بن محمد الفاسی السوسی	(۱۰۳۷ھ)	۵۵۹/۱
۴۳۵۔	(۱۰۹۶ھ)	ابوزید الفاسی	(۱۰۴۰ھ)	۵۵۹/۱
۴۳۶۔	(۱۰۹۸ھ)	محمد بن حسن الکواکبی حنفی	(۱۰۱۸ھ)	۵۵۹/۱
۴۳۷۔	(۱۰۹۸ھ)	حامد آفندی	(.....)	۵۵۹/۱
۴۳۸۔	(۱۰۹۸ھ)	حامد بن مصطفیٰ القونوی حنفی	(.....)	۵۶۰/۱
۴۳۹۔	(۱۰۹۸ھ)	احمد بن محمود الحموی حنفی	(.....)	۵۶۰/۱
۴۴۰۔	(۱۰۹۹ھ)	ابراہیم بن بیری حنفی	(۱۰۲۳ھ)	۵۶۰/۱
۴۴۱۔	(۱۱۰۰ھ)	حضر بن محمد الاماسی حنفی	(.....)	۵۶۰/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۴۲ـ	(۱۱۰۰ھ)	ابن عبدالہادی شافعی	(......)	۱/۵۶۱
۷۴۳ـ	(۱۱۰۰ھ تقریباً)	محمد طاہر الشیرازی شیعی	(......)	۱/۵۶۱
۷۴۴ـ	(۱۱۰۰ھ تقریباً)	فرح اللہ الحویزی شیعی	(......)	۱/۵۶۱
۷۴۵ـ	(۱۱۰۱ھ)	سید حسن بن المطہر الجرموزی زیدی	(......)	۱/۵۷۰
۷۴۶ـ	(۱۱۰۲ھ)	عثمان بن السید فتح اللہ الشمنی	(......)	۱/۵۷۰
۷۴۷ـ	(۱۱۰۲ھ)	حسن الیوسی مالکی	(۱۰۴۰ھ)	۱/۵۷۰
۷۴۸ـ	(۱۱۰۲ھ)	سلیمان بن عبداللہ الازمیری حنفی	(......)	۱/۵۷۰
۷۴۹ـ	(۱۱۰۸ھ ولادت بعدہ)	احمد بن عبداللہ البعلی حنبلی	(......)	۱/۵۷۱
۷۵۰ـ	(۱۱۰۸ھ)	صالح المقبلی الزیدی	(۱۰۴۷ھ)	۱/۵۷۱
۷۵۱ـ	(۱۱۱۰ھ)	مصطفیٰ ابن یوسف الموستاری حنفی	(......)	۱/۵۷۱
۷۵۲ـ	(۱۱۱۰ھ)	حسن بن یحییٰ سیلان السفیانی	(......)	۱/۵۷۱
۷۵۳ـ	(۱۱۱۳ھ)	محمد الطیب بن محمد مالکی	(۱۰۶۴ھ)	۱/۵۷۲
۷۵۴ـ	(۱۱۱۴ھ)	حسن بن حسین الصنعانی	(۱۰۴۴ھ)	۱/۵۷۲
۷۵۵ـ	(۱۱۱۷ھ)	احمد بن محمد الدمیاطی النبا شافعی	(......)	۱/۵۷۲
۷۵۶ـ	(۱۱۱۷ھ)	محمد بن احمد الطرسوسی حنفی	(......)	۱/۵۷۲
۷۵۷ـ	(۱۱۱۹ھ)	محب اللہ بہاری حنفی	(......)	۱/۵۷۲
۷۵۸ـ	(۱۱۲۰ھ)	ابن زاکوار الفاسی مالکی	(......)	۱/۵۷۳
۷۵۹ـ	(۱۱۲۱ھ)	صالح بن احمد الانصاری زیدی	(......)	۱/۵۷۳
۷۶۰ـ	(۱۱۲۱ھ)	سلیمان بن عبداللہ البحرانی امامی	(......)	۱/۵۷۳
۷۶۱ـ	(۱۱۲۳ھ)	(قرہ) خلیل حسن رومی حنفی	(......)	۱/۵۷۳
۷۶۲ـ	(۱۱۲۴ھ)	جمال الدین گجراتی	(۱۰۸۸ھ)	۱/۵۷۴
۷۶۳ـ	(۱۱۲۴ھ)	احمد بن محمد الکواکبی حنفی	(۱۰۵۴ھ)	۱/۵۷۴
۷۶۴ـ	(۱۱۲۴ھ)	محمد بن عبدالفتاح التنکابنی شیعی	(......)	۱/۵۷۴
۷۶۵ـ	(۱۱۲۵ھ)	محمد بن حسین الخوانساری شیعی	(......)	۱/۵۷۴
۷۶۶ـ	(۱۱۲۸ھ)	احمد بن محمد الولالی	(......)	۱/۵۷۵
۷۶۷ـ	(۱۱۳۰ھ)	ملا جیون حنفی	(۱۰۴۷ھ)	۱/۵۷۵
۷۶۸ـ	(۱۱۳۳ھ)	امان اللہ بنارسی حنفی	(......)	۱/۵۷۵
۷۶۹ـ	(۱۱۳۴ھ)	خلیل بن ملا حسین الاسعدی شافعی	(۱۰۸۵ھ)	۱/۵۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۷۰۔	(۱۱۳۷ھ)	محمد بن تاج الدین الفاصل ہندی امامی	(۱۰۶۲ھ)	۱/۵۷۶
۷۷۱۔	(۱۱۳۸ھ)	محمد بن عبدالہادی سندی حنفی	(......)	۱/۵۷۶
۷۷۲۔	(۱۱۳۸ھ)	الیاس بن ابراہیم الکردی الکورانی شافعی	(۱۰۴۷ھ)	۱/۵۷۶
۷۷۳۔	(۱۱۳۸ھ)	احمد برناز قوجہ خوجہ حنفی	(۱۰۴۷ھ)	۱/۵۷۶
۷۷۴۔	(۱۱۳۹ھ)	عبدالرحمٰن بن احمد بصری حنفی	(......)	۱/۵۷۶
۷۷۵۔	(۱۱۴۳ھ)	عبدالغنی النابلسی حنفی	(۱۰۵۰ھ)	۱/۵۷۷
۷۷۶۔	(۱۱۵۱ھ)	محمد امین قصری زادہ حنفی	(......)	۱/۵۷۷
۷۷۷۔	(۱۱۵۳ھ)	محمد بن عیسیٰ الکنانی حنبلی	(۱۰۷۴ھ)	۱/۵۷۷
۷۷۸۔	(۱۱۵۵ھ)	احمد بن مبارک السجلماسی مالکی	(۱۰۹۰ھ)	۱/۵۷۷
۷۷۹۔	(۱۱۵۵ھ)	نورالدین احمد بن محمد ہندی حنفی	(۱۰۶۴ھ)	۱/۵۷۷
۷۸۰۔	(۱۱۵۵ھ)	احمد بن احمد العمادی مالکی	(......)	۱/۵۷۷
۷۸۱۔	(۱۱۵۸ھ)	احمد بن اسحاق الذماری	(۱۱۰۷ھ)	۱/۵۷۸
۷۸۲۔	(۱۱۶۰ھ)	حمداللہ الشیعی	(......)	۱/۵۷۸
۷۸۳۔	(۱۱۶۳ھ)	احمد بن محمد القازآبادی حنفی	(......)	۱/۵۷۸
۷۸۴۔	(۱۱۶۴ھ)	اسماعیل بن محمد الصنعانی زیدی	(۱۱۱۰ھ)	۱/۵۷۸
۷۸۵۔	(۱۱۶۵ھ)	احمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی	(......)	۱/۵۷۹
۷۸۶۔	(۱۱۶۵ھ بعدہ)	اسماعیل بن غنیم الجوہری	(......)	۱/۵۷۹
۷۸۷۔	(۱۱۶۷ھ)	عمر بن محمد الشنوانی	(......)	۲/۵۷۹
۷۸۸۔	(۱۱۷۰ھ)	حسن بن علی الرابغی شافعی	(......)	۲/۵۷۹
۷۸۹۔	(۱۱۷۲ھ)	حامد بن یوسف الباندری موی حنفی	(۱۱۱۱ھ)	۲/۵۷۹
۷۹۰۔	(۱۱۷۲ھ)	احمد بن علی المنینی حنفی	(۱۰۸۹ھ)	۲/۵۸۰
۷۹۱۔	(۱۱۷۲ھ)	احمد الاصدام	(......)	۲/۵۸۰
۷۹۲۔	(۱۱۷۶ھ)	شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی	(۱۱۱۴ھ)	۲/۵۸۰
۷۹۳۔	(۱۱۷۶ھ)	محمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی	(......)	۲/۵۸۰
۷۹۴۔	(۱۱۷۶ھ)	محمد بن محمد البلیدی مالکی	(۱۰۹۶ھ)	۲/۵۸۱
۷۹۵۔	(۱۱۷۸ھ)	رستم علی القنوجی	(۱۱۱۵ھ)	۲/۵۸۱
۷۹۶۔	(۱۱۸۰ھ)	بحرالعلوم لکھنوی حنفی	(......)	۲/۵۸۱
۷۹۷۔	(۱۱۸۵ھ)	عبدالغفور الاہدی شافعی	(......)	۲/۵۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۷۹۸ـ	(۱۱۸۵ھ)	ابراہیم الشرقاوی شافعی	(......)	۵۸۱/۲
۷۹۹ـ	(۱۱۸۶ھ)	خلیل الخفیری شافعی	(......)	۵۸۱/۲
۸۰۰ـ	(۱۱۸۷ھ)	عبدالحق فرنگی محلی	(......)	۵۸۲/۲
۸۰۱ـ	(۱۱۸۸ھ)	احمد بن محمد الراشدی شافعی	(......)	۵۸۲/۲
۸۰۲ـ	(۱۱۸۹ھ)	احمد بن عبداللہ البعلی حنبلی	(۱۱۰۸ھ)	۵۸۲/۲
۸۰۳ـ	(۱۱۹۲ھ)	عبداللہ بن محمد الخادمی حنفی	(......)	۵۸۲/۲
۸۰۴ـ	(۱۱۹۳ھ)	محمد بن عباد العدوی مالکی	(......)	۵۸۲/۲
۸۰۵ـ	(۱۱۹۴ھ)	محمد بن یوسف الاسیری حنفی	(۱۱۳۳ھ)	۵۸۳/۲
۸۰۶ـ	(۱۱۹۴ھ)	حسن بن علی العشاری شافعی	(۱۱۵۰ھ)	۵۸۳/۲
۸۰۷ـ	(۱۱۹۵ھ)	اسماعیل بن محمد القونوی حنفی	(......)	۵۸۳/۲
۸۰۸ـ	(۱۱۹۸ھ)	عبدالرحمٰن بن جاداللہ النبانی مالکی	(......)	۵۸۳/۲
۸۰۹ـ	(۱۱۹۹ھ)	مصطفیٰ بن یوسف الموسناری حنفی	(......)	۵۸۳/۲
۸۱۰ـ	(۱۱۹۹ھ)	علی بن صادق الشماخی	(......)	۵۸۴/۲
۸۱۱ـ	(۱۲۰۰ھ)	سید عمر بن حسین بوز جی زادہ الامدی	(......)	۵۸۴/۲
۸۱۲ـ	(۱۲۰۲ھ)	فیض اللہ الداغستانی شافعی	(......)	۵۹۱/۲
۸۱۳ـ	(۱۲۰۳ھ)	سید ابراہیم القزوینی شیعی	(......)	۵۹۱/۲
۸۱۴ـ	(۱۲۰۸ھ)	محمد باقر بن محمد اکملی البهبهانی شیعی	(......)	۵۹۱/۲
۸۱۵ـ	(۱۲۰۹ھ)	احمد بن یونس الخلیفی شافعی	(۱۱۳۱ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۶ـ	(۱۲۱۲ھ)	عبداللہ بن محمد الاحسقہ وی حنفی	(۱۱۴۶ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۷ـ	(۱۲۱۲ھ)	سید محمد مہدی البروجردی شیعی	(۱۱۵۵ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۸ـ	(۱۲۱۳ھ)	حسین بن علی الایدنی حنفی	(......)	۵۹۱/۲
۸۱۹ـ	(۱۲۱۴ھ)	اسماعیل بن مصطفیٰ تائب حنفی	(......)	۵۹۲/۲
۸۲۰ـ	(۱۲۱۵ھ)	احمد ابو سلامہ شافعی	(......)	۵۹۲/۲
۸۲۱ـ	(۱۲۱۵ھ)	احمد بن محمد العطار امامی	(۱۱۲۸ھ)	۵۹۲/۲
۸۲۲ـ	(۱۲۱۵ھ)	محمد بن احمد الجوہری الصغیر شافعی	(۱۱۵۱ھ)	۵۹۲/۲
۸۲۳ـ	(۱۲۱۷ھ)	اسمعیل مفید بن علی رومی حنفی	(۱۱۳۲ھ)	۵۹۳/۱
۸۲۴ـ	(۱۲۱۸ھ)	صالح بن محمد الفلانی مالکی	(۱۱۶۶ھ)	۵۹۳/۱
۸۲۵ـ	(۱۲۲۰ھ)	عبدالحمید السباعی شافعی	(......)	۵۹۳/۱

www.KitaboSunnat.com
” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۸۲۶۔	(۱۲۲۰ھ)	اسد اللہ الکاظمی شیعی	(......)	۱/۵۹۴
۸۲۷۔	(۱۲۲۴ھ)	خلیل بن احمد القونوی حنفی	(......)	۱/۵۹۴
۸۲۸۔	(۱۲۲۵ھ)	بحر العلوم عبد العلی لکھنوی حنفی	(۱۱۴۴ھ)	۱/۵۹۴
۸۲۹۔	(۱۲۲۶ھ بعدہ)	محمد تقی الکاشانی شیعی	(......)	۱/۵۹۴
۸۳۰۔	(۱۲۲۷ھ)	عبد اللہ بن حجازی الشرقاوی شافعی	(۱۱۵۰ھ)	۱/۵۹۵
۸۳۱۔	(۱۲۲۷ھ)	جعفر بن خضرت الجناحی شیعی	(۱۱۵۶ھ)	۱/۵۹۵
۸۳۲۔	(۱۲۳۰ھ)	خلیل بن احمد نعیمی حنفی	(......)	۱/۵۹۵
۸۳۳۔	(۱۲۳۰ھ)	مختار بن بونہ الشنقیطی مالکی	(......)	۱/۵۹۵
۸۳۴۔	(۱۲۳۰ھ تقریباً)	محمد حسن بن محمد القزوینی شیعی	(......)	۱/۵۹۵
۸۳۵۔	(۱۲۳۲ھ)	محمد بن محمد الشفشاونی مالکی	(۱۱۷۹ھ)	۱/۵۹۵
۸۳۶۔	(۱۲۳۳ھ)	اسماعیل بن احمد الکبسی	(۱۱۵۰ھ)	۱/۵۹۶
۸۳۷۔	(۱۲۳۴ھ)	السید محمد بن مصطفیٰ العلائی حنفی	(......)	۱/۵۹۶
۸۳۸۔	(۱۲۳۴ھ بعدہ)	اسد اللہ الکاظمی امامی	(۱۱۸۶ھ)	۱/۵۹۶
۸۳۹۔	(۱۲۳۵ھ)	دلدار علی نقوی شیعی	(۱۱۶۶ھ)	۱/۵۹۶
۸۴۰۔	(۱۲۴۰ھ)	سید محسن الکاظمی شیعی	(......)	۱/۵۹۷
۸۴۱۔	(۱۲۴۰ھ)	حسن بن معصوم القزوینی امامی	(......)	۱/۵۹۷
۸۴۲۔	(۱۲۴۰ھ تقریباً)	اسماعیل بن عبد الملک العقدانی امامی	(......)	۱/۵۹۷
۸۴۳۔	(۱۲۴۱ھ)	احمد بن زین الدین الاحسائی امامی	(۱۱۶۶ھ)	۱/۵۹۷
۸۴۴۔	(۱۲۴۱ھ)	محمد بن عبد العینی (الغنی) النیشاپوری شیعی	(۱۱۷۴ھ)	۱/۵۹۷
۸۴۵۔	(۱۲۴۲ھ)	سید محمد بن علی الکربلائی امامی	(......)	۱/۵۹۸
۸۴۶۔	(۱۲۴۲ھ)	عثمان بن سند البصری	(۱۱۸۰ھ)	۱/۵۹۸
۸۴۷۔	(۱۲۴۳ھ)	احمد بن محمد باقر البہبھانی امامی	(۱۱۹۱ھ)	۱/۵۹۸
۸۴۸۔	(۱۲۴۵ھ)	احمد بن محمد النراقی امامی	(۱۱۸۵ھ)	۱/۵۹۸
۸۴۹۔	(۱۲۴۵ھ)	زین العابدین الخوانساری امامی	(۱۱۸۸ھ)	۱/۵۹۹
۸۵۰۔	(۱۲۴۷ھ)	عبد الحمید بن عبد اللہ الرجبی حنفی	(......)	۱/۵۹۹
۸۵۱۔	(۱۲۵۰ھ)	محمد بن علی الشوکانی	(۱۱۷۲ھ)	۱/۵۹۹
۸۵۲۔	(۱۲۵۰ھ)	حسن بن محمد العطار شافعی	(۱۱۹۰ھ)	۱/۶۰۳
۸۵۳۔	(۱۲۵۱ھ)	سید احمد بن ادریس	(......)	۱/۶۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۵۴۔	(۱۲۵۲ھ)	احمد بن یوسف زبارہ الصنعانی زیدی	(۱۱۶۶ھ)	۶۰۳/۲
۸۵۵۔	(۱۲۵۲ھ)	ابن عابدین	(۱۱۹۸ھ)	۶۰۳/۲
۸۵۶۔	(۱۲۵۲ھ)	امین اللہ بن احمد لکھنوی حنفی	(......)	۶۰۴/۲
۸۵۷۔	(۱۲۵۴ھ)	محمد بن مصطفیٰ البرزنجی شافعی	(......)	۶۰۵/۲
۸۵۸۔	(۱۲۵۹ھ)	خلیل بن الحسین الاسعدی شافعی	(۱۱۶۷ھ)	۶۰۵/۲
۸۵۹۔	(۱۲۶۰ھ بعدہ)	احمد بن بابا الشنقیطی مالکی	(......)	۶۰۵/۲
۸۶۰۔	(۱۲۶۱ھ)	محمد حسین الطہرانی امامی	(......)	۶۰۵/۲
۸۶۱۔	(۱۲۶۲ھ)	محمد ابراہیم بن محمد شیعی	(......)	۶۰۵/۲
۸۶۲۔	(۱۲۶۲ھ)	حسن بن جعفر نجفی امامی	(......)	۶۰۶/۲
۸۶۳۔	(۱۲۶۳ھ)	شیخ جعفر الاستر آبادی	(......)	۶۰۶/۲
۸۶۴۔	(۱۲۶۴ھ تقریبا)	محمد بشیر الدین العثمانی القنوجی حنفی	(......)	۶۰۶/۲
۸۶۵۔	(۱۲۶۴ھ)	ابراہیم بن محمد القزوینی امامی	(۱۲۱۴ھ)	۶۰۶/۲
۸۶۶۔	(۱۲۶۵ھ)	محمد بن السید صالح الفیضی التوقادی حنفی	(......)	۶۰۶/۲
۸۶۷۔	(۱۲۶۵ھ)	حبیب اللہ القندھاری	(۱۲۱۳ھ)	۶۰۶/۲
۸۶۸۔	(۱۲۶۵ھ)	ابراہیم بن محمد الاصفہانی امامی	(۱۱۸۰ھ)	۶۰۷/۲
۸۶۹۔	(۱۲۶۷ھ)	جعفر بن اسحاق العلوی امامی	(۱۱۹۸ھ)	۶۰۷/۲
۸۷۰۔	(۱۲۷۱ھ)	مصطفیٰ بن عبداللہ الودینی	(......)	۶۰۸/۲
۸۷۱۔	(۱۲۷۱ھ)	خادم احمد بن حیدر فرنگی محلی	(......)	۶۰۸/۲
۸۷۲۔	(۱۲۷۱ھ)	احمد بن محمد البلاغی شیعی	(......)	۶۰۸/۲
۸۷۳۔	(۱۲۷۱ھ بعدہ)	احمد بن محمد التبریزی امامی	(......)	۶۰۸/۲
۸۷۴۔	(۱۲۷۱ھ)	عبدالہادی السلجماسی مالکی	(......)	۶۰۸/۲
۸۷۵۔	(۱۲۷۳ھ)	حسن بن علی المدرس امامی	(۱۲۱۰ھ)	۶۰۹/۲
۸۷۶۔	(۱۲۷۴ھ)	حسن بن علی عمر الشطی حنبلی	(۱۲۰۵ھ)	۶۰۹/۲
۸۷۷۔	(۱۲۸۱ھ)	مرتضیٰ بن محمد النجفی شیعی	(......)	۶۰۹/۲
۸۷۸۔	(۱۲۸۵ھ)	محمد بن عبدالحلیم لکھنوی حنفی	(۱۲۲۹ھ)	۶۰۹/۲
۸۷۹۔	(۱۲۸۶ھ)	محمد بن علی التمیمی	(......)	۶۰۹/۲
۸۸۰۔	(۱۲۸۶ھ)	السید محمد باقر القزوینی الشعی	(......)	۶۰۹/۲
۸۸۱۔	(۱۲۸۶ھ)	سلیمان انقرہ آغاجی حنفی	(......)	۶۱۰/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۸۲۔	(۱۲۸۸ھ)	عبدالحکیم لکھنوی حنفی	(......)	۲/۶۱۰
۸۸۳۔	(۱۲۹۱ھ)	حسین بن رضا الجزائری الشیعی	(......)	۲/۶۱۰
۸۸۴۔	(۱۲۹۲ھ)	منة اللہ الشباسی مالکی	(۱۲۱۳ھ)	۲/۶۱۰
۸۸۵۔	(۱۲۹۴ھ)	محمد المہدی بن الطالب سودہ مالکی	(۱۲۲۰ھ)	۲/۶۱۰
۸۸۶۔	(۱۲۹۶ بعدہ)	محمد بن میرزا التنکابنی الشیعی	(......)	۲/۶۱۰
۸۸۷۔	(۱۲۹۶ بعدہ)	بشیر الدین عثمانی	(۱۲۳۴ھ)	۲/۶۱۱
۸۸۸۔	(۱۲۹۸ھ)	جعفر بن مہدی القزوینی امامی	(۱۲۵۳ھ)	۲/۶۱۱
۸۸۹۔	(۱۲۹۹ھ)	ابراہیم بن صبغة اللہ شافعی	(۱۲۳۶ھ)	۲/۶۱۱
۸۹۰۔	(۱۳۰۰ھ بعدہ)	عبدالرحمن الحسینی الخالدی	(......)	۲/۶۱۱
۸۹۱۔	(۱۳۰۰ھ)	سنہ لی زادہ طہ بن احمد شافعی	(۱۲۳۱ھ)	۲/۶۱۱
۸۹۲۔	(۱۳۰۰ھ)	محمد بن ابراہیم الکرباسی	(......)	۲/۶۱۲
۸۹۳۔	(۱۳۰۰ھ بعدہ)	امیر علی لکھنوی	(۱۲۷۴ھ)	۲/۶۱۲
۸۹۴۔	(۱۳۰۱ھ)	السید مہدی القزوینی شیعی امامی	(۱۲۱۲ھ)	۲/۶۲۰
۸۹۵۔	(۱۳۰۲ھ)	خلیل فوزی رومی	(......)	۲/۶۲۰
۸۹۶۔	(۱۳۰۳ھ)	جواد القمی الشیعی	(......)	۲/۶۲۰
۸۹۷۔	(۱۳۰۳ھ)	عرب الکربلائی شیعی امامی	(......)	۲/۶۲۰
۸۹۸۔	(۱۳۰۴ھ)	محمد عبدالحی لکھنوی حنفی	(۱۲۶۴ھ)	۲/۶۲۰
۸۹۹۔	(۱۳۰۵ھ)	السید محمد القاوقجی حنفی	(۱۲۲۲ھ)	۲/۶۲۰
۹۰۰۔	(۱۳۰۵ھ)	محمود حمزہ الحسینی حنفی	(۱۲۳۶ھ)	۲/۶۲۱
۹۰۱۔	(۱۳۰۵ھ)	احمد بن محمد کاکہ شافعی	(......)	۲/۶۲۱
۹۰۲۔	(۱۳۰۷ھ)	نواب صدیق حسن خان	(۱۲۴۸ھ)	۲/۶۲۱
۹۰۳۔	(۱۳۰۷ھ)	ابن القمان یمنی	(......)	۲/۶۲۱
۹۰۴۔	(۱۳۱۲ھ)	حبیب اللہ الرشتی امامی	(۱۲۳۴ھ)	۲/۶۲۱
۹۰۵۔	(۱۳۰۲ھ بعدہ)	احمد بن حسین التفریشی امامی	(......)	۲/۶۲۱
۹۰۶۔	(۱۳۱۳ھ)	عبدالرحیم نجفی امامی	(۱۲۶۲ھ)	۲/۶۲۱
۹۰۷۔	(۱۳۱۳ھ)	ابوالحسن کشمیری امامی	(۱۲۶۰ھ)	۲/۶۲۲
۹۰۸۔	(۱۳۱۵ھ)	ضیاء الدین محمد حسین الشہرستانی شیعی امامی	(۱۲۵۸ھ)	۲/۶۲۲
۹۰۹۔	(۱۳۱۵ھ)	احمد بن صالح التستری شیعی	(۱۲۵۱ھ)	۲/۶۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۱۰۔	(۱۳۱۶ھ)	جاد المولی سلیمان	(......)	۶۲۲/۲
۹۱۱۔	(۱۳۱۶ھ)	عبدالحق العمری حنفی	(۱۲۴۴ھ)	۶۲۲/۲
۹۱۲۔	(۱۳۱۷ھ)	احمد حمد اللہ الانقروی حنفی	(۱۲۴۵ھ)	۶۲۲/۲
۹۱۳۔	(۱۳۱۸ھ)	اسماعیل المرندی شیعی	(......)	۶۲۲/۲
۹۱۴۔	(۱۳۱۹ھ)	حسن بن جعفر الاشتیانی امامی	(۱۲۴۸ھ)	۶۲۳/۲
۹۱۵۔	(۱۳۲۰ھ)	علی پاشا الثانی ابن حسین	(......)	۶۲۳/۲
۹۱۶۔	(۱۳۲۱ھ)	احمد المری بن سودہ	(۱۲۴۱ھ)	۶۲۳/۲
۹۱۷۔	(۱۳۲۳ھ)	حسن بن عبداللہ المامقانی امامی	(۱۲۳۸ھ)	۶۲۳/۲
۹۱۸۔	(۱۳۲۶ھ)	عبدالرحمن الشربینی شافع	(......)	۶۲۳/۲
۹۱۹۔	(۱۳۲۶ھ)	عبدالحکیم الانغانی حنفی	(۱۲۵۱ھ)	۶۲۳/۲
۹۲۰۔	(۱۳۲۸ھ)	ماء العینین الشنقیطی مالکی	(......)	۶۲۳/۲
۹۲۱۔	(۱۳۲۹ھ)	زکریا بن عبداللہ مکی	(......)	۶۲۳/۲
۹۲۲۔	(۱۳۲۹ھ)	الحاج محمد ذہنی رومی	(۱۲۶۲ھ)	۶۲۳/۲
۹۲۳۔	(۱۳۳۱ھ)	محمد عثمان النجاری مالکی	(......)	۶۲۳/۲
۹۲۴۔	(۱۳۳۲ھ)	ابو محمد السالمی الاباضی	(......)	۶۲۴/۲
۹۲۵۔	(۱۳۳۲ھ)	احمد بک الحسینی شافعی	(۱۲۷۱ھ)	۶۲۴/۲
۹۲۶۔	(۱۳۳۲ھ)	جمال الدین القاسمی سلفی	(۱۲۸۳ھ)	۶۲۴/۲
۹۲۷۔	(۱۳۳۴ھ)	احمد بن عبداللطیف شافعی	(۱۲۷۶ھ)	۶۲۴/۲
۹۲۸۔	(۱۳۳۴ھ)	عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی	(......)	۶۲۵/۲
۹۲۹۔	(۱۳۳۵ھ)	عبدالحمید الخطیب شافعی	(......)	۶۲۵/۲
۹۳۰۔	(۱۳۳۵ھ)	ابن الخیاط الکردی	(۱۲۵۳ھ)	۶۲۵/۲
۹۳۱۔	(۱۳۴۱ھ)	ابوبکر العلوی شافعی	(۱۳۶۲ھ)	۶۲۵/۲
۹۳۲۔	(۱۳۴۲ھ)	حسن الکاشانی امامی	(......)	۶۲۵/۲
۹۳۳۔	(۱۳۴۲ھ)	سالم بن عمر مالکی	(۱۲۴۳ھ)	۶۲۵/۲
۹۳۴۔	(۱۳۴۳ھ)	اسماعیل بن محمد النجفی امامی	(۱۲۶۹ھ)	۶۲۵/۲
۹۳۵۔	(۱۳۴۴ھ بعدہ)	امین بن محمد السوید الدمشقی	(......)	۶۲۶/۲
۹۳۶۔	(۱۳۴۴ھ)	محمود عمر الباجوری	(۱۲۷۲ھ)	۶۲۶/۲
۹۳۷۔	(۱۳۴۶ھ)	شیخ محمد الخضری	(......)	۶۲۶/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۳۸۔	(۱۳۴۶ھ)	عبدالقادر بن بدران حنبلی	(......)	۲/۶۲۶
۹۳۹۔	(۱۳۴۶ھ)	عباس بن محمد المدنی شافعی	(۱۳۹۳ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۰۔	(۱۳۵۱ھ)	علی النجار شافعی	(۱۲۹۳ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۱۔	(۱۳۵۱ھ)	نجم الغنی خان	(۱۲۷۶ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۲۔	(۱۳۵۱ھ)	عبداللہ دراز	(۱۲۹۱ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۳۔	(۱۳۵۱ھ)	صادق بن محمد القراداغی شیعی	(۱۲۶۹ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۴۔	(۱۳۵۴ھ)	محمد نجیب المطیعی	(۱۲۷۱ھ)	۲/۶۲۶
۹۴۵۔	(۱۳۵۵ھ)	حسین القائنی شیعی	(۱۲۷۳ھ)	۲/۶۲۷
۹۴۶۔	(۱۳۵۶ھ)	عبدالحفیظ بن حسن	(۱۲۸۰ھ)	۲/۶۲۷
۹۴۷۔	(۱۳۵۶ھ)	محمد حسنین العدوی مالکی	(۱۲۷۷ھ)	۲/۶۲۷
۹۴۸۔	(۱۳۵۷ھ)	شیخ احمد الزرقاء	(......)	۲/۶۲۷
۹۴۹۔	(۱۳۵۸ھ)	حسن العلیاری امامی	(......)	۲/۶۲۷
۹۵۰۔	(۱۳۵۹ھ)	حسین المکی	(۱۳۰۹ھ)	۲/۶۲۷
۹۵۱۔	(۱۳۶۰ھ)	خلیل الخالدی حنفی	(۱۲۸۲ھ)	۲/۶۲۷
۹۵۲۔	(۱۳۶۲ھ)	امین بن محمد حنفی	(۱۲۹۸ھ)	۲/۶۲۷
۹۵۳۔	(۱۳۶۲ھ)	احمد الحسینی	(۱۲۹۱ھ)	۲/۶۲۷
۹۵۴۔	(۱۳۶۵ھ)	احمد ابوالفتح بک	(......)	۲/۶۲۷
۹۵۵۔	(۱۳۶۴ھ)	محمد الخضر حسین مالکی	(......)	۲/۶۲۸
۹۵۶۔	(۱۳۷۱ھ)	احمد مصطفیٰ المراغی بک	(۱۳۰۰ھ)	۲/۶۲۸
۹۵۷۔	(۱۳۷۵ھ)	عبدالوہاب خلاف بک	(۱۳۰۵ھ)	۲/۶۲۸
۹۵۸۔	(۱۳۷۶ھ)	عبدالرحمن بن ناصر حنبلی	(۱۳۰۷ھ)	۲/۶۲۸
۹۵۹۔	(۱۳۷۶ھ)	عبدالجلیل بن احمد	(۱۲۸۷ھ)	۲/۶۲۸
۹۶۰۔	(۱۳۷۷ھ)	حافظ بن احمد	(۱۳۴۲ھ)	۲/۶۲۸
۹۶۱۔	(۱۳۹۳ھ)	شیخ محمد امین الشنقیطی	(......)	۲/۶۲۸
۹۶۲۔	(۱۳۹۹ھ)	حسن المشاط المکی مالکی	(۱۳۱۷ھ)	۲/۶۲۸
۹۶۳۔	(۱۴۰۴ھ)	عبدالغنی المصری	(۱۳۲۶ھ)	۲/۶۲۹

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۴)

(INDEX - 4)

فہرست مصادر الکتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر الکتاب

نمبر شمار	عنوان	جلد/صفحہ
۱۔	ابطال الاستحسان	۱/۱۲۵
۲۔	ابطال التقلید	۱/۱۳۱
۳۔	ابطال القیاس	۱/۱۸۶، ۲۵۷
۴۔	الابہاج فی شرح المنہاج	۱/۳۳۹، ۴۰۰، ۴۸۱
۵۔	اتحاف الیقظان باسرار لقطۃ العجلان	۱/۴۲۸
۶۔	اثبات القیاس	۱/۱۳۵، ۳۱۳
۷۔	الاجماع والاختلاف	۱/۲۲۶
۸۔	اجناس فی اصول الفقہ	۱/۱۲۶
۹۔	اجوبہ اعتراضات لابن الحاجب	۱/۲۸۲، ۳۹۸
۱۰۔	اجوبہ علی مسائل من المحصول	۱/۲۶۶، ۳۷۴
۱۱۔	احسن الحواشی	۱/۱۳۷
۱۲۔	احکام الفصول فی احکام الاصول	۱/۱۸۹
۱۳۔	الاحکام فی اصول الاحکام	۱/۱۸۶، ۲۷۲
۱۴۔	الاحکام فی شرح غریب عمدۃ الاحکام	۱/۴۷۶
۱۵۔	الاحکام لاصول الاحکام	۱/۱۸۶
۱۶۔	احیاء علوم الدین	۱/۲۱۱
۱۷۔	اختصار المعالم فی الاصول	۱/۲۶۰، ۳۸۷
۱۸۔	اختلاف الفقہاء	۱/۱۷۵
۱۹۔	الاختلاف اصول الفقہ	۱/۱۷۳، ۱۸۰
۲۰۔	اختلاف مالک	۱/۱۲۵
۲۱۔	اداء الواجب فی تصحیح ابن الحاجب	۱/۲۷۹، ۴۷۱
۲۲۔	ادرار الشروق علی انواء الفروق	۱/۳۲۶، ۳۷۵
۲۳۔	ادراکات الورقات فی الاصول	۱/۵۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ الادلہ فی مسائل الخلاف ---------------------- ۱۷۴/۱

۲۵۔ ارجوزہ فی الاصول ---------------------------- ۴۷۵/۱

۲۶۔ ارجوزہ نظم فیہا ورقات امام الحرمین ------------ ۲۰۱/۱

۲۷۔ ارشاد الطالب ------------------------------- ۵۵۹/۲، ۵۷۴

۲۸۔ ارشاد الفحول ------------------------------- ۲۰۰/۱

۲۹۔ ارشاد المھتدین ----------------------------- ۵۱۸/۲

۳۰۔ الارشاد فی اصول الفقہ ------------------------ ۴۸۳/۱

۳۱۔ اساس الاصول ------------------------------ ۳۶۹/۱

۳۲۔ الاساس المتکفل بکشف الالتباس فی اصول ------- ۵۴۵/۲

۳۳۔ اسرار التنزیل واسرار التاویل -------------------- ۲۵۸/۱، ۲۶۲

۳۴۔ الاسرار فی الاصول والفروع -------------------- ۱۷۵/۱، ۱۷۶

۳۵۔ اسئلہ اور دھاالقاضی محمود بن ابی بکر الارموی
علی المحصول للامام رازی ---------------------- ۳۰۸/۱

۳۶۔ الاشارات الاھیۃ الی المباحث الاصولیہ ---------- ۳۷۳/۱

۳۷۔ الاشباہ والنظائر ----------------------------- ۱۴۳/۱

-- ۵۲۷/۲

۳۸۔ الاشراف علی مسائل الخلاف ------------------ ۱۷۴/۱

۳۹۔ اصول البزدوی ------------------------------ ۲۰۲/۱

۴۰۔ اصول السرخسی ----------------------------- ۲۰۴/۱

۴۱۔ اصول الشاشی ------------------------------ ۱۳۵/۱، ۱۳۹

۴۲۔ اصول الکرخی ------------------------------ ۱۴۰/۱

۴۳۔ اصول الفقہ -------------------------------- ۱۱۸/۱، ۱۳۳، ۱۷۳

۴۴۔ اصول اللامشی ------------------------------ ۲۲۲/۱، ۲۲۳

۴۵۔ الاصول فی الفقہ ----------------------------- ۱۵۲/۱، ۲۱۵

۴۶۔ الاعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ ------- ۴۱۸/۱

۴۷۔ الافادہ والتلخیص ---------------------------- ۱۷۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۸۔ افاضۃ الانوار ---------- ۱/۳۶۷،۳۶۸،۴۹۶

---------- ۲/۵۵۷

۴۹۔ الافہام الاصول الاحکام ---------- ۱/۱۳۲

۵۰۔ اقتباس الانوار ---------- ۱/۳۶۶،۳۹۳

۵۱۔ الاقتصاد والارشاد الی طریق الاجتہاد ---------- ۲/۵۱۷

۵۲۔ الاقطار فی اصول الفقہ ---------- ۱/۲۲۵

۵۳۔ اقلید الاصول ---------- ۱/۳۲۳

۵۴۔ الاقلید فی التقلید ---------- ۲/۵۴۶

۵۵۔ الفیہ فی الاصول ---------- ۱/۴۱۷

۵۶۔ المالی اجماع اھل المدینہ ---------- ۱/۱۷۰

۵۷۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام ---------- ۱/۳۰۳

۵۸۔ الامہادفی اصول الفقہ ---------- ۱/۳۷۱

۵۹۔ انارۃ الافہام بسماع ما قیل فی دلالۃ العام ---------- ۲/۵۷۷

۶۰۔ الانتصار فی اصول الفقہ ---------- ۱/۲۲۱

۶۱۔ انوار الافکار فی تکملۃ اضائۃ الانوار ---------- ۱/۳۶۷

۶۲۔ انوار البدیعہ الی اسرار الشریعہ ---------- ۱/۲۲۱

۶۳۔ انوار البروق انواء الفروق ---------- ۱/۳۲۲

۶۴۔ انوار البروق فی تعقب مسائل القواعد والفروق فی الاصول ---------- ۱/۳۷۴

۶۵۔ انوار الحلک علی شرح المنار لا بن الملک ---------- ۱/۳۶۷

۶۶۔ الانوار الھادیہ ---------- ۲/۵۵۲

۶۷۔ الانوار فی الاصول ---------- ۱/۱۷۵،۱۷۶،۲۴۰،۳۶۷

۶۸۔ اوائل الادلہ ---------- ۱/۱۷۴

۶۹۔ الاوسط ---------- ۱/۲۱۸

۷۰۔ الایات البینات ---------- ۱/۴۰۵

۷۱۔ الایجاز الامع ---------- ۱/۴۰۲،۴۷۹

۷۲۔ ایضاح القواعد لباب فی الاصول الفقہ ---------- ۱/۲۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۳۔ ایضاح المحصول من برہان الاصول ------------ ۱/۱۹۹،۲۲۲

۷۴۔ ایضاح سبیل الوصول ------------ ۲/۵۵۴

۷۵۔ الایضاح والبیان فی العمل بالظن المعتبر شرعا بالسنة الصحیحہ والقران ------------ ۱/۲۸۸

۷۶۔ البحر المحیط ------------ ۱/۱۸۱،۳۲۸

۷۷۔ بدائع افکا فی شرح اوائل المنار ------------ ۱/۳۶۹

۷۸۔ البدر الطالع ------------ ۱/۳۰۲،۳۰۳

------------ ۲/۳۸۲

۷۹۔ بدیع النظام ------------ ۱/۳۳۵

۸۰۔ البدیع فی اصول الفقه ------------ ۱/۳۰۶

۸۱۔ بذل النظر فی الاصول ------------ ۱/۲۲۵

۸۲۔ البرق الامع ------------ ۱/۳۹۴،۴۰۲

۸۳۔ البروق اللوامع ------------ ۱/۴۰۱،۴۶۶

۸۴۔ البرهان ------------ ۱/۱۹۴،۲۲۳

۸۵۔ البسیط ------------ ۱/۲۱۸،۲۱۹

۸۶۔ بغیة المحتاج ------------ ۱/۴۱۱

۸۷۔ بغیة الراغب ------------ ۱/۲۸۳،۴۷۹

۸۸۔ بغیة السائل فی امهات المسائل فی الاصول ------------ ۱/۲۷۳

۸۹۔ بلوغ النهی فی شرح منتهی السول والامل لا بن حاجب ۱/۲۷۹

۹۰۔ بنیان الاصول ------------ ۱/۲۰۳

۹۱۔ بنیان الوصول ------------ ۱/۳۹۲

۹۲۔ بهجة الوصول ------------ ۲/۴۹۸

۹۳۔ بیان المختصر ------------ ۱/۲۸۱،۳۹۲

۹۴۔ تاسیس النظر ------------ ۱/۱۷۵،۱۷۶

۹۵۔ تبصره الاسرار ------------ ۱/۳۶۶،۳۸۰

۹۶۔ تبلیغ الامل فی عدم جواز التقلید بعد العمل ------------ ۲/۵۶۰

۹۷۔ التبیان ------------ ۱/۳۶۷،۴۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۸۔ التبیین ---------- ۱/۲۲۷،۳۹۶

۹۹۔ التبصره فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۹۱

۱۰۰۔ التحاریر الملحقات والتقار والمتحققات ---------- ۱/۲۰۰

---------- ۲/۵۴۴،۵۴۶

۱۰۱۔ تحریر المنقول فی اصول الفقه ---------- ۱/۴۹۳

۱۰۲۔ التحریر لما فی کتاب المنهاج من المعقول والمنقول ۱/۳۲۹

---------- ۲/۴۷۲

۱۰۳۔ التحریر لما فی منهاج الاصول ---------- ۱/۳۳۱

۱۰۴۔ التحریر فی اصول الفقه ---------- ۱/۴۷۹

۱۰۵۔ التحریر فی شرح اصول البزدوی ---------- ۱/۲۰۴،۴۹۰

۱۰۶۔ التحصیل ---------- ۱/۱۷۴،۲۶۶،۳۹۰،۳۱۰

۱۰۷۔ تحصین الماخذ ---------- ۱/۲۰۶

۱۰۸۔ تحفة النبهاء فی اختلاف الفقهاء ---------- ۱/۳۶۴

۱۰۹۔ تحفة الواصل فی شرح الحاصل ---------- ۱/۲۹۱،۳۸۰

۱۱۰۔ تحفة الوصول الی علم الاصول ---------- ۱/۴۹۱

۱۱۱۔ التحفه فی الاصول ---------- ۱/۱۹۴

۱۱۲۔ التحقیق ---------- ۱/۲۷۷،۳۷۹

۱۱۳۔ تحقیق الامل فی علمی الاصول والجدل ---------- ۱/۳۸۱

۱۱۴۔ التحقیقات ---------- ۱/۲۰۰

---------- ۲/۴۹۱

۱۱۵۔ تحقیق المرادنی ان النهی یقتضی الفساد ---------- ۱/۳۹۷

۱۱۶۔ التحقیق والبیان ---------- ۱/۱۹۹

۱۱۷۔ تخریج الاحادیث من اصول البزدوی ---------- ۱/۲۰۴

۱۱۸۔ تخریج الفروع علی الاصول ---------- ۱/۲۹۹،۳۰۱

۱۱۹۔ تدقیق الوصول الی تحقیق الاصول ---------- ۱/۴۲۰

۱۲۰۔ تذکرة العالم والطریق السالم فی الاصول ---------- ۱/۱۹۳

۱۲۱۔ ترتیب المذهب ---------- ۱/۱۷۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲۔	ترتیب فروق القرافی ----------	۳۶۵/۱
۱۲۳۔	الترجیح ----------	۳۸۹/۱، ۴۳۷
۱۲۴۔	التسهیل ----------	۵۵۵/۲
۱۲۵۔	تسهیل الطرقات فی الورقات ----------	۲۰۱/۱، ۴۹۶
۱۲۶۔	تسهیل الفصول فی علم الاصول ----------	۳۸۱/۱
۱۲۷۔	تسهیل مرقاة الوصول ----------	۴۹۳/۲، ۵۴۷
۱۲۸۔	تشنیف المسامع ----------	۴۰۱/۱، ۴۲۸، ۶۶
۱۲۹۔	التصریح بغوامض التلویح ----------	۵۵۵/۲
۱۳۰۔	تصفح الادله فی اصول الفقه ----------	۱۷۷/۱
۱۳۱۔	التعجیر ----------	۲۱۸/۱
۱۳۲۔	تعدیل المرقاة وجلاء المراة ----------	۴۹۴/۱
۱۳۳۔	التعریف فی الاصلین والتصوف ----------	۵۳۰/۲
۱۳۴۔	تعالیق علی کتاب المستصفی فی اصول الفقه----------	۲۱۷/۱، ۲۷۵
۱۳۵۔	تعالیق فی الاصول ----------	۳۰۸/۱
۱۳۶۔	التعلیقات علی المنتخب ----------	۳۲۲/۱
۱۳۷۔	تعلیقات علی کتاب المحصول للامام فخر الدین رازی	۳۰۲/۱
۱۳۸۔	تعلیق الانوار----------	۳۶۷/۱
	----------	۵۲۸/۲
۱۳۹۔	التعلیق الحسامی علی الحسامی ----------	۲۷۷/۱
۱۴۰۔	تعلیق علی ابن الحاجب فی الاصول ----------	۲۸۳/۱
۱۴۱۔	تعلیقه علی اصول البزدوی ----------	۴۲۷/۱
۱۴۲۔	تعلیقه علی الحسامی ----------	۲۷۷/۱
۱۴۳۔	تعلیقه علی المنتخب فی اصول المذاهب ----------	۳۸۵/۱
۱۴۴۔	التعلیق فی اصول الفقه ----------	۲۰۶/۱
۱۴۵۔	تعلیقه علی اصول البزدوی ----------	۲۰۴/۱
۱۴۶۔	تعلیقه علی التبیین ----------	۳۸۵/۱
۱۴۷۔	تعلیقه علی المحصل ----------	۲۶۰/۱، ۳۸۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۸۔ تعلیقه علی المحصول ---------- ۱/۲۶۵،۳۸۵

۱۴۹۔ تعلیقه علی شرح الارزنجانی ---------- ۱/۲۰۴،۴۲۸

۱۵۰۔ تعلیقه علی مختصر ابن الحاجب ---------- ۱/۳۷۸

---------- ۲/۵۵۵

۱۵۱۔ تعلیقه علی مقدمات التوضیح ---------- ۲/۵۱۴،۵۱۵

۱۵۲ تعلیقه فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۷۳

۱۵۳۔ تعلیم العامی فی تشریح الحسامی ---------- ۱/۲۷۷

۱۵۴۔ تغییر التنقیح ---------- ۲/۵۲۲

۱۵۵۔ التفسیرات الاحمدیه ---------- ۲/۵۷۵

۱۵۶۔ تفصیل الاجمال فی تعارض الاقوال والافعال ---------- ۱/۳۹۷

۱۵۷۔ تفهیم الطالب مسائل اصول ابن الحاجب ---------- ۲/۴۶۸

۱۵۸۔ تقریب الوصول الی علم الاصول ---------- ۱/۳۸۳

۱۵۹۔ التقریب والارشاد فی ترتیب طرق الاجتهاد ---------- ۱/۲۰۱

۱۶۰۔ التقریر ---------- ۱/۲۰۳،۴۲۰

۱۶۱۔ تقریر الاستناد فی تفسیر الاجتهاد ---------- ۲/۵۱۷

۱۶۲۔ تقریر الاصول فی شرح التحریر ---------- ۱/۲۳۴

۱۶۳۔ تقریر القواعد و تحریر فوائد ---------- ۱/۲۳۴

۱۶۴۔ تقریر علی حاشیه الجرجانی ---------- ۱/۲۸۵

---------- ۲/۵۱۵

۱۶۵۔ التقریر والتحبیر ---------- ۱/۴۸۱

۱۶۶۔ تقصی الواجب فی الرد علی ابن الحاجب ---------- ۱/۳۶۶

۱۶۷۔ تقویم الادلة فی الاصول ---------- ۱/۱۷۵،۱۷۶

۱۶۸۔ تقییدات علی الحاصل ---------- ۱/۲۶۶،۳۷۵

۱۶۹۔ تقییدات فی الفقه والاصول ---------- ۲/۵۴۵

۱۷۰۔ تقییدات مفیده علی تنقیح القرافی فی الاصول ---------- ۱/۳۸۳

۱۷۱۔ تلخیص الغرایب والارشاد فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۹۴

۱۷۲۔ تلخیص المحصل ---------- ۱/۴۶۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۷۳۔	تلخیص المحصول التهذیب الاصول ------------	۱/ ۲۶۸،۲۶۷
۱۷۴۔	التخیص فی الفروع -------------------------	۱/ ۱۴۰
۱۷۵۔	التلطف فی الوصول الی التعریف فی الاصول ------	۲/ ۵۵۱
۱۷۶۔	تلقیح العقول فی فروق النقول والاصول ----------	۱/ ۲۷۲
۱۷۷۔	تلقیح الفهوم فی تنقیح صیغ العموم -------------	۱/ ۳۹۷
۱۷۸۔	التلقیح فی الاصول -------------------------	۱/ ۲۲۵
۱۷۹۔	التلویح فی کشف حقائق التنقیح ---------------	۱/ ۴۲۶،۳۸۷
۱۸۰۔	التمهید -----------------------------------	۱/ ۲۱۷،۱۸۱،۱۷۰
۱۸۱۔	تمهید القواعد الاصولیه ----------------------	۲/ ۵۴۳،۵۲۷
۱۸۲۔	التمهید فی تخریج الفروع علی الاصول ----------	۱/ ۴۱۲
۱۸۳۔	تنبیه الفهوم علی مدارک العلوم فی الاصول ------	۱/ ۳۷۵
۱۸۴۔	التنبیه علی الاسباب الموجبة اختلاف الفقهاء فی الاصول ------------------------------	۱/ ۲۲۰
۱۸۵۔	التنبیه علی مبادی التوجیه -------------------	۱/ ۲۲۱
۱۸۶۔	التنقیح -----------------------------------	۱/ ۳۸۶
۱۸۷۔	تنقیح الرائع -------------------------------	۱/ ۴۲۷
۱۸۸۔	تنقیح الفصول ------------------------------	۱/ ۳۲۲،۲۶۶
۱۸۹۔	تنقیح المحصول -----------------------------	۱/ ۲۶۶
۱۹۰۔	التنقیح فی اختصار المحصول ------------------	۱/ ۲۷۰
۱۹۱۔	تنویر المنار -------------------------------	۱/ ۳۶۹
۱۹۲۔	تنویع الاصول ------------------------------	۲/ ۵۳۱
۱۹۳۔	تهذیب الفروق والقواعد السنیه فی الاسرار الفقهیه	۱/ ۳۲۶
۱۹۴۔	تهذیب الوصول ------------------------------	۱/ ۳۷۶
۱۹۵۔	تهذیب طرق الوصول الی علم الاصول -----------	۱/ ۴۶۸،۳۷۵
۱۹۶۔	التهذیب علی التهذیب ------------------------	
۱۹۷۔	تهییج عضون الاصول ------------------------	۱/ ۳۶۹
	--	۲/ ۵۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۔ توسیع الاصول ---------- ۲/۵۳۱
۱۹۹۔ التوضیح ---------- ۱/۲۷۹،۳۸۶،۳۹۸
۲۰۰۔ توضیح الالفیہ ---------- ۱/۴۷۳
---------- ۲/۴۶۷،۵۴۴
۲۰۱۔ توضیح المبہم والمجہول ---------- ۱/۳۲۹
۲۰۲۔ توضیح المعقول وتحریر المنقول ---------- ۱/۲۷۹،۴۷۵
۲۰۳۔ التوضیح علی مختصر ابن الحاجب ---------- ۱/۴۶۶
۲۰۴۔ تیسر الوصول الی جامع الاصول ---------- ۲/۵۲۳
۲۰۵۔ تیسر الوصول الی منهاج الاصول ---------- ۱/۳۳۰
۲۰۶۔ ثواقب الانظار فی اوائل المنار ---------- ۱/۳۶۸،۵۳۰
۲۰۷۔ الثمار الیوانع ---------- ۱/۴۰۳،۵۱۶
۲۰۸۔ جامع الاسرار ---------- ۱/۳۶۶،۳۹۲
---------- ۲/۴۶۹
۲۰۹۔ جامع الاصول فی اصول الفقه ---------- ۱/۳۶۳
۲۱۰۔ جامع المنفرقات من فرائد الورقات ---------- ۱/۲۰۰
---------- ۲/۵۴۴،۵۴۶
۲۱۱۔ جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب ---------- ۲/۵۱۷
۲۱۲۔ جلاء الاقتباس فی الرد علی نفاة القیاس ---------- ۱/۲۸۸
۲۱۳۔ جلاء صدر الشاب فی الاصول ---------- ۱/۲۲۶
۲۱۴۔ جماع العلم ---------- ۱/۱۲۵
۲۱۵۔ جمع الجوامع فی اصول الفقه ---------- ۱/۴۰۰
۲۱۶۔ جمل الاصول الدلاله علی الفروع ---------- ۱/۱۳۹
۲۱۷۔ جنة الناظر وجنة المناظر ---------- ۱/۲۶۸
۲۱۸۔ جوامع الاعراب وجوامع الاداب ---------- ۲/۵۴۴
۲۱۹۔ جوامع الاعراب وهوامع الاداب ---------- ۱/۴۰۶
۲۲۰۔ جواهر الافکار ---------- ۱/۳۶۹،۴۱۸
۲۲۱۔ الجواهر الیوانع ---------- ۱/۴۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲۲۔ جوهرة الاصول وتذكرة الفحول فى اصول الفقه --- ۱/۳۰۲

۲۲۳۔ حاشية الاصول وغاشية الفصول ---------------- ۱/۳۸۹

۲۲۴۔ حاشية الحامدى ------------------------- ۱/۴۹۴

۲۲۵۔ حاشيه على التلويح ------------------------- ۲/۴۷۰،۴۹۵،۴۹۶،۵۱۴،۵۱۶،۵۱۹

-- ۵۲۶،۵۳۲،۵۴۳،۵۴۶

۲۲۶۔ حاشيه على التوضيح -------------------------- ۲/۴۹۲،۴۹۶،۵۱۸

۲۲۷۔ حاشيه على الحسامى -------------------------- ۱/۲۷۷

۲۲۸۔ حاشيه على حاشيه السعد ---------------------- ۱/۲۸۲،۲۸۵

-- ۲/۵۱۴

۲۲۹۔ حاشيه على شرح الاسنوى ---------------------- ۱/۳۷۰،۴۲۷

۲۳۰۔ حاشيه على شرح العضد ----------------------- ۱/۲۸۶،۴۲۷

-- ۲/۴۷۹،۴۹۷

۲۳۱۔ حاشيه على شرح الورقات ---------------------- ۱/۲۰۰

۲۳۲۔ حاشيه على شرح عبداللطيف -------------------- ۱/۴۹۱

۲۳۳۔ حاشيه على شرح للاخسيكثى --------------------- ۱/۳۶۴

۲۳۴۔ حاشيه على شرح منتهى السول ------------------- ۲/۴۹۸

۲۳۵۔ حاشيه على صدر الشريعه ---------------------- ۲/۵۲۷،۵۳۰

۲۳۶۔ حاشيه على فصول البدائع ---------------------- ۱/۴۷۵

۲۳۷۔ حاشيه على مشكلات المستصفى ------------------ ۱/۲۸۷

۲۳۸۔ الحاصل من المحصول ------------------------ ۱/۲۶۵،۲۹۰،۲۹۱

۲۳۹۔ الحاكم فى اصول الفقه ------------------------ ۱/۲۲۷

۲۴۰۔ الحاوى فى اصول ---------------------------- ۱/۳۳۳

۲۴۱۔ حجة الاسلام فى اصول الفقه والكلام -------------- ۲/۵۶۱

۲۴۲۔ حجية الظن -------------------------------- ۲/۵۵۶

۲۴۳۔ حجية الظواهر ------------------------------ ۲/۵۵۶

۲۴۴۔ حدائق الاصول ------------------------------ ۲/۵۲۲

۲۴۵۔ المودہ العقائق فى الاصول ----------------------- ۱/۱۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴۶۔ حصر المسائل وقصر الدلائل فی شرح منظومة النسفی ۱/۲۲۵

۲۴۷۔ حقائق الاصول ۱/۳۹۲

۲۴۸۔ حل العقد والعقل ۱/۲۸۱،۳۷۲

۲۴۹۔ حل عقد التحصیل ۱/۲۶۶،۳۷۹

۲۵۰۔ خلاصه التحقیق فی بیان التقلید والتلفیق ۲/۵۷۷

۲۵۱۔ خلاصه الحواشی ۱/۱۳۷

۲۵۲۔ الخلاف بین الشیخین ۱/۱۸۰

۲۵۳۔ الخور البدیعه فی اصول الشریعه ۲/۵۷۶

۲۵۴۔ دائرة الاصول ۲/۵۲۹،۵۴۲

۲۵۵۔ الدرس ۱/۱۷۳

۲۵۶۔ الدر الفرید فی بیان حکم التقلید ۲/۵۶۰

۲۵۷۔ الدرر اللوامع ۱/۴۰۶

۲/۴۹۷،۵۱۵،۵۲۰

۲۵۸۔ دلائل الاحکام ۱/۱۳۹،۲۲۷

۲۵۹۔ الذخرالحریر ۲/۴۸۱،۵۷۰

۲۶۰۔ الذخیره فی اصول الفقه ۱/۱۳۲،۱۴۵

۲۶۱۔ الذخیره فی الاصول ۱/۱۸۱

۲۶۲۔ الذرائع فی علم الشرائع ۱/۲۲۱

۲۶۳۔ رد الجدل ۱/۲۵۷،۲۵۹

۲۶۴۔ الرد علی ابن داؤد فی ابطال القیاس ۱/۱۳۳

۲۶۵۔ الرد علی اهل القیاس ۱/۱۵۳

۲۶۶۔ رد علی کتاب المعالم ۱/۲۶۰،۳۰۲

۲۶۷۔ الرد ودو النقود ۲/۵۲۳

۲۶۸۔ رساله الی ابی محمد الجوینی ۱/۱۸۷

۲۶۹۔ رسالة فی امثلة التعارض فی اصول الفقه ۱/۳۰۸

۲۷۰۔ رسالة فی اصول الفقه ۱/۱۷۳،۳۷۷

۲۷۱۔ رسالة فی الحکم بالصحة والحکم بالموجب ۱/۴۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷۲۔	رسالة فی تحقیق المناسبة و الملائمه و التاثیر -------	۵۲۲/۲
۲۷۳۔	رسالة فی جواز التلفیق فی التقلید ----------------	۵۵۴/۲
۲۷۴۔	رفع الاشکال عمافی المختصر عن الاشکال -------	۴۳۴،۲۸۳/۱
۲۷۵۔	رفع الحاجب عن المختصر ابن الحاجب ----------	۳۹۹،۳۹۵،۲۸۱/۱،
	--	۴۷۰/۲
۲۷۶۔	رفع الکلفة عن الاخوان فی ذکر ما قدم فیه القیاس علی الاستحسان ----------------------	۳۹۶/۱
۲۷۷۔	رفع المظالم من کتاب المعالم ---------------------	۳۶۶،۲۶۰/۱
۲۷۸۔	رفع الملام عن ائمة الاعلام ----------------------	۳۷۷/۱
۲۷۹۔	الرفیع فی شرح البدیع----------------------------	۳۸۰/۱
۲۸۰۔	رسالة فی اصول الفقه ----------------------------	۳۰۳/۱
۲۸۱۔	رموز الاحکام الشریعه من الخمسة التکلیفیه و الوضعیه	۵۷۶/۲
۲۸۲۔	الروض الحافل ----------------------------------	۵۵۶/۲
۲۸۳۔	الرشاد فی شرح الارشاد من الاصول -------------	۵۷۶/۲
۲۸۴۔	زبدة الاحکام -----------------------------------	۴۱۶/۱
۲۸۵۔	زبدة الاسرار -----------------------------------	۳۶۹،۳۶۸/۱
	--	۵۴۲،۵۲۹/۲
۲۸۶۔	زبدة الافکار -----------------------------------	۳۷۰،۳۶۹/۱
	--	۴۶۸/۲
۲۸۷۔	زبدة الفصول فی علم الاصول ---------------------	۴۹۹/۲
۲۸۸۔	الزبده فی الاصول -------------------------------	۵۴۶/۲
۲۸۹۔	الزهور البهیه فی شرح الرسالة الاصول الفقهیه -----	۵۷۷/۲
۲۹۰۔	زوال المانع -------------------------------------	۴۰۲/۱
	--	۴۷۶/۲
۲۹۱۔	زیادات المعتمد ---------------------------------	۱۷۹،۱۷۷/۱
۲۹۲۔	زین المنار -------------------------------------	۳۶۷/۱
	--	۴۷۷/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۹۳۔ سد الذرائع ---------- ۱/۲۲۱

۲۹۴۔ سد الذریعه فی تفصیل الشریعه ---------- ۱/۴۱۷

۲۹۵۔ سراج العقول الی منهاج الاصول ---------- ۱/۳۳۰

۲۹۶۔ سر النظر فی علمی الاصول والجدل ---------- ۱/۲۰۶

۲۹۷۔ السراج الوهاج ---------- ۱/۲۴۳،۳۲۸،۳۲۹،۳۸۵

۲۹۸۔ سعدية فی اصول الفقه ---------- ۱/۳۹۳

۲۹۹۔ سفينة النجاة فی الاصول ---------- ۲/۵۷۴

۳۰۰۔ سلاسل الذهب فی الاصول ---------- ۱/۴۲۶

۳۰۱۔ سلم الوصول الی نهاية السول ---------- ۱/۳۲۸

۳۰۲۔ سمت الوصول الی علم الاصول ---------- ۱/۳۶۹

---------- ۲/۵۴۵

۳۰۳۔ ماخذ الاصول ---------- ۱/۱۴۴

۳۰۴۔ ماخذ الشرائع فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۳۹

۳۰۵۔ ماخذ فی الخلافيات ---------- ۱/۲۰۶

۳۰۶۔ مبادی الوصول الی علم الاصول ---------- ۱/۳۷۵

۳۰۷۔ التبع فی شرح اللمع ---------- ۱/۱۹۰،۲۶۹

۳۰۸۔ مجتبی فی الاصول ---------- ۱/۳۰۳

۳۰۹۔ المجرد فی الاصول ---------- ۱/۲۲۱

۳۱۰۔ مجموع النقول لفک الفاظ نبذة الاصول ---------- ۲/۵۲۰

۳۱۱۔ مجموعات فی المذهب والاصول ---------- ۱/۲۲۱

۳۱۲۔ مجموعة فی اصول الفقه ---------- ۱/۲۲۱

۳۱۳۔ مجنی الفتح ---------- ۱/۳۰۵

۳۱۴۔ المحجج فی الاصول ---------- ۱/۲۲۶

۳۱۵۔ المحصل فی اصول الفقه ---------- ۱/۲۵۷،۲۵۹

۳۱۶۔ المحصول فی علم اصول الفقه ---------- ۱/۲۵۷،۲۶۳،۲۶۴،۲۶۵،۲۶۸

۳۱۷۔ المحصول فی اصول الفقه ---------- ۱/۲۲۴

۳۱۸۔ المحصل للرازی ---------- ۱/۳۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۱۹۔ المحقق من علم الاصول فیما یتعلق بافعال الرسول - ۱/۳۰۳
۳۲۰۔ مختصر البرهان ---------- ۱/۴۶۴
۳۲۱۔ مختصر الروضة ---------- ۱/۳۷۳
۳۲۲۔ مختصر الکبیر ---------- ۱/۲۷۳
۳۲۳۔ مختصر الکفایه ---------- ۱/۱۸۷
۳۲۴۔ مختصر العدل والانصاف ---------- ۲/۵۲۱
۳۲۵۔ مختصر العده ---------- ۱/۱۸۷
۳۲۶۔ مختصر المحصل ---------- ۱/۳۷۳، ۲۶۰
۳۲۷۔ مختصر المحصول ---------- ۱/۲۶۸، ۳۰۴، ۲۱۰
۳۲۸۔ مختصر المستصفی ---------- ۱/۲۱۷، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۸۷
۳۲۹۔ مختصر المنتهی ---------- ۱/۲۸۰
۳۳۰۔ مختصر المناهج ---------- ۱/۳۳۱
۳۳۱۔ مختصر تقویم الادله ---------- ۱/۲۱۷
۳۳۲۔ مختصر تلخیص المفتاح ---------- ۲/۵۵۹
۳۳۳۔ مختصر تنقیح القرافی ---------- ۱/۴۳۶
۳۳۴۔ مختصر روضة الموافق فی الاصول علی طریقة ابن الحاجب ---------- ۱/۲۷۰
۳۳۵۔ مختصر فروق القرافی ---------- ۱/۳۲۶
۳۳۶۔ مختصر فی اصول الفقه ---------- ۱/۴۱۹
۳۳۷۔ مختصر فی الاصول ---------- ۱/۳۰۷
۳۳۸۔ مختصر فی اصول الفقه ---------- ۱/۲۰۴، ۳۰۷
۳۳۹۔ المختصر فی اصول مذهب الشافعی ---------- ۱/۱۹۱
۳۴۰۔ مختصر فی الحدود ---------- ۱/۲۰۴
۳۴۱۔ مختصر قواعد الاصول ومعاقد الفصول ---------- ۱/۳۸۱
۳۴۲۔ مختصر تمهید الاسنوی فی الاصول ---------- ۱/۴۲۷
۳۴۳۔ مختصر منتهی السول والامل ---------- ۱/۲۷۸
۳۴۴۔ المختلف فی الاصول ---------- ۱/۱۷۳

www.kitabosunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۴۵۔ مدارک الاصول ---------------------------- ۱/۳۳۰
-- ۲/۵۱۸
۳۴۶۔ مدارک الحقائق فی اصول الفقہ ---------------- ۱/۲۲۶
۳۴۷۔ مدارک الفحول ------------------------- ۲/۵۲۱
۳۴۸۔ مدار الفحول فی شرح منار الاصول ------------ ۱/۳۶۸
۳۴۹۔ المدخل فی الاصول ------------------------ ۱/۲۲۱
۳۵۰۔ مراتب الاجماع --------------------------- ۱/۱۸۶
۳۵۱۔ مرأة الاصول ----------------------------- ۱/۴۹۳
۳۵۲۔ مرتقی الوصول --------------------------- ۱/۴۷۳
۳۵۳۔ مرصاد الافهام الی مبادی الاحکام ------------- ۱/۲۸۰
۳۵۴۔ مرقاة الوصولی الی علم الاصول --------------- ۱/۴۹۳
-- ۲/۵۴۶
۳۵۵۔ مزیل الغواشی ---------------------------- ۱/۱۳۷
۳۵۶۔ مسالک الوصول فی مدارک الاصول ------------ ۲/۵۵۱
۳۵۷۔ مسائل اصول الفقه ------------------------- ۱/۲۲۰،۱۸۶
۳۵۸۔ مسائل الخلاف --------------------------- ۱/۲۲۰
۳۵۹۔ المستصفی ------------------------------ ۱/۲۰۶،۲۱۰،۲۱۳،۲۳۰،۲۳۱
۳۶۰۔ مستصفی المستصفی ----------------------- ۱/۲۱۷
۳۶۱۔ المستغنی فی شرح المغنی -------------------- ۱/۳۰۵
۳۶۲۔ مستقصی الوصول الی مستصفی الاصول --------- ۱/۴۲۱
۳۶۳۔ مسلم الثبوت ------------------------------ ۲/۵۷۲
۳۶۴۔ مسلم الوصول الی نهاية السول -------------- ۱/۴۱۱
۳۶۵۔ المسوده --------------------------------- ۱/۳۷۷،۲۸۹
۳۶۶۔ مشكاة الانوار ----------------------------- ۱/۳۶۸
۳۶۷۔ مشكلة القول السديد فی تحقيق معنی الاجتهاد ۲/۵۴۳
والتقليد -------------------------------
۳۶۸۔ المصادر فی الاصول ------------------------ ۱/۳۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۶۹۔ المطلب فی شرح المنهاج ---------------------- ۱/۳۳۰
-- ۲/۵۲۵
۳۷۰۔ مطية النقل وعطية العقل ---------------------- ۱/۲۷۱
۳۷۱۔ معارج الاصول ---------------------------- ۱/۳۰۷
۳۷۲۔ المعارج المرتقيات ------------------------ ۲/۵۵۸
۳۷۳۔ معارج الوصول فی ان الاصول والفروع قد بينها الرسول ---------------------------- ۱/۳۷۷
۳۷۴۔ معالم الدين وملاذ المجتهدين ------------------ ۲/۵۴۳
۳۷۵۔ المعالم فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۲۵۷، ۲۵۹
۳۷۶۔ المعايات فی الاصول ------------------------ ۱/۲۰۴
۳۷۷۔ المعدن -------------------------------- ۱/۱۳۷
۳۷۸۔ المعدن فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۳۹۳
۳۷۹۔ معراج الوصول ---------------------------- ۱/۳۷۳
۳۸۰۔ معراج الوصول فی شرح منهاج الاصول ---------- ۱/۳۳۷، ۳۸
۳۸۱۔ المعتبر فی اختصار المعتبر -------------------- ۱/۳۷۹
۳۸۲۔ المعتبر فی تخريج احاديث المنهاج -------------- ۱/۳۳۱
۳۸۳۔ المعتمد -------------------------------- ۱/۱۷۲، ۱۷۶
۳۸۴۔ المعونه فی الجدل -------------------------- ۱/۱۹۲
۳۸۵۔ معيار العقول فی علم الاصول ------------------ ۱/۴۷۴
۳۸۶۔ المغنی -------------------------------- ۱/۱۷۳
۳۸۷۔ المغنی شرح اخر علی منهاج -------------------- ۱/۳۳۰
۳۸۸۔ المغنی فی الاصول -------------------------- ۱/۳۰۴
۳۸۹۔ مفتاح الحصول ---------------------------- ۲/۵۷۰
۳۹۰۔ مفتاح الحصول علی مراة الاصول ---------------- ۱/۴۹۴
۳۹۱۔ مفتاح الاصول فی لباء الفروع علی الاصول -------- ۱/۴۰۷
۳۹۲۔ المفتاح فی الاصول -------------------------- ۱/۲۰۲
۳۹۳۔ المفسر فی الاصول -------------------------- ۲/۵۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۹۴۔ مفصل الخلاف اصول القیاس ------------------ ۱/۲۰۶

۳۹۵۔ المقالات فی الاصول ------------------ ۱/۱۵۳،۱۳۲

۳۹۶۔ المقتبس المختار ------------------ ۱/۳۶۹

۳۹۷۔ المقتبس المختار من نور الانوار ------------------ ۱/۳۶۷

۳۹۸۔ المقتضب الاشفی فی اختصار المستصفی ------------------ ۱/۲۱۶

۳۹۹۔ مقدمه المطرازی فی الاصول ------------------ ۱/۳۶۴

۴۰۰۔ مقدمه فی الاصول ------------------ ۱/۴۷۵

۴۰۱۔ مقدمه فی اصول الفقه ------------------ ۱/۳۸۲

۴۰۲۔ المقدمه فی اصول الفقه ------------------ ۱/۳۰۸

۴۰۳۔ المقنع فی اصول الفقه ------------------ ۱/۱۷۰،۲۷۴

۴۰۴۔ منار الانوار فی اصول الفقه ------------------ ۱/۳۶۶

۴۰۵۔ منهاج الشریعه ------------------ ۱/۳۶۷

۴۰۶۔ منهاج العقول ------------------ ۱/۳۳۱

۴۰۷۔ مناهج الوصول الی مبادی الاحکام ------------------ ۱/۳۲۶

۴۰۸۔ منهاج فی الاصول والفروع ------------------ ۱/۳۰۳

۴۰۹۔ مناهج الوصول الی علم الاصول ------------------ ۱/۳۲۶

۴۱۰۔ المنبر الزاهر من الفیض الباهر من شرح المغنی الخبازی ------------------ ۱/۳۰۵

۴۱۱۔ منبع الوصول فی علم الاصول ------------------ ۱/۴۷۳

۴۱۲۔ المنتخب ------------------ ۱/۲۵۷،۲۶۱،۲۶۵

۴۱۳۔ المنتخب الحسامی ------------------ ۱/۲۷۶

۴۱۴۔ المنتخب المحصول ------------------ ۱/۲۸۵،۲۶۱

۴۱۵۔ المنتخب فی شرح المنتخب ------------------ ۱/۳۳۷

۴۱۶۔ منتخل فی علم الجدل ------------------ ۱/۲۰۶

۴۱۷۔ منتهی ------------------ ۱/۲۷۳،۳۰۵

۴۱۸۔ منتهی السول والامل فی علم الاصول والجدل ---- ۱/۲۷۸

۴۱۹۔ منتهی السول فی شرح الفصول ------------------ ۱/۱۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۲۰۔ منتهى السول فى علم الاصول ---------- ۱/۳۷۵،۲۷۲
۴۲۱۔ منتهى الوصول الى علمى الكلام والاصول ---------- ۱/۳۷۶
۴۲۲۔ المنتهى على المغنى فى اصول الفقه ---------- ۱/۴۱۸
۴۲۳۔ منظومة فى اصول الفقه ---------- ۲/۵۱۶
۴۲۴۔ المنتهى فى شرح المغنى ---------- ۱/۳۹۹
۴۲۵۔ المنخول ---------- ۱/۲۰۶،۲۰۷،۲۰۸،۲۰۹،۲۱۲،۲۱۶
۴۲۶۔ منع الموانع ---------- ۱/۴۰۰
۴۲۷۔ منح ذى اللب ---------- ۲/۲۴۶
۴۲۸۔ منهاج الشريعه ---------- ۱/۴۲۷
۴۲۹۔ منهاج الوصول ---------- ۱/۲۶۵
۴۳۰۔ منهاج الوصول الى علم الاصول ---------- ۱/۲۳۴
۴۳۱۔ منهاج الوصول الى شرح معيار العقول ---------- ۱/۴۷۴
۴۳۲۔ المنهاج فى الاصول ---------- ۱/۲۲۴
۴۳۳۔ المنير الزاهر من الفيض الباهر ---------- ۱/۴۱۶
۴۳۴۔ منية اللبيب فى شرح التهذيب ---------- ۱/۴۶۸،۲/۳۷۸
۴۳۵۔ الموافقات ---------- ۱/۴۲۱
۴۳۶۔ مهر الافهام الى مبادى الاحكام ---------- ۱/۳۲۶
۴۳۷۔ مهيج الوصول فى علم الاصول كبرى ---------- ۱/۴۷۳
۴۳۸۔ ميزان الاصول فى نتائج العقول ---------- ۱/۲۲۵
۴۳۹۔ النامى شرح الحسامى ---------- ۱/۲۷۷
۴۴۰۔ النبذة الالفيه فى اصول الفقهيه ---------- ۱/۱۳۹،۴۷۳
۴۴۱۔ النبذ فى اصول الفقه الظاهرى ---------- ۱/۱۸۶
۴۴۲۔ النبراس على الرد على منكر القياس ---------- ۱/۲۲۸
۴۴۳۔ نتائج الافكار ---------- ۱/۵۴۸
۴۴۴۔ نتائج النظر ---------- ۲/۵۵۴
۴۴۵۔ نجاح الوصول فى علم الاصول ---------- ۲/۵۲۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۴۴۶۔ نجاح الطالب ---------- ۲۸۶/۱
---------- ۵۷۰/۲
۴۴۷۔ النجم الثاقب ---------- ۲۸۳/۱
---------- ۴۷۷/۲
۴۴۸۔ نزهة الخاطر العاطر ---------- ۲۷۰/۱
۴۴۹۔ نزهة الناظر فی الجمع بین الاشباه والنظائر ---------- ۳۳۳/۱
۴۵۰۔ نسمات الاسحار ---------- ۳۶۸/۱
۴۵۱۔ نصح المقاله فی شرح الرساله ---------- ۳۷۵/۱
۴۵۲۔ النجم الامع ---------- ۴۰۲،۳۸۰/۱
---------- ۵۱۴،۴۷۰/۲
۴۵۳۔ النجم الوهاج ---------- ۴۶۶،۳۳۳،۳۳۱/۱
۴۵۴۔ النجوم الطّوالع ---------- ۵۲۰،۴۰۲/۱
۴۵۵۔ نفائس الاصول ---------- ۳۲۳،۲۶۵،۱۸۱/۱
۴۵۶۔ نقد الاصول الفقهیه ---------- ۵۵۸/۲
۴۵۷۔ نقد الدرر ---------- ۵۳۳/۲
۴۵۸۔ نقض اجتهاد الرای علی ابن الروانلی ---------- ۱۳۴/۱
۴۵۹۔ نقض رسالة الشافعی ---------- ۱۳۴/۱
۴۶۰۔ النقودو الردود ---------- ۴۲۰،۲۷۹/۱
۴۶۱۔ النقودو الردود ---------- ۴۲۰،۲۷۹/۱
۴۶۲۔ النکت البدیعه فی تحریر الذریعه للسید المرتضیٰ فی اصول الفقه ---------- ۳۷۶/۱
۴۶۳۔ نکت الفصول فی بیان الاصول ---------- ۲۴۳/۱
۴۶۴۔ نکت المنهاج ---------- ۳۳۱/۱
---------- ۴۶۶/۲
۴۶۵۔ النکت علی اللوامع علی المتخصر ---------- ۳۳۱/۱
۴۶۶۔ النکت اللوامع ---------- ۵۱۷/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۶۷۔ النکت اللوامع علی المختصر والمنهاج وجمع الجوامع ---------- ۲۸۲/۱
۴۶۸۔ النهایه ---------- ۱۷۲/۱
۴۶۹۔ النهائیه البهائیه فی المباحث القیاسیه ---------- ۲۶۲،۲۵۸/۱
۴۷۰۔ نهایة السول ---------- ۴۱۸،۳۷۳،۳۲۸،۲۶۶/۱
---------- ۴۷۶/۲
۴۷۱۔ نهایة المحتاج الی شرح المنهاج ---------- ۳۳۰/۱
---------- ۵۴۲/۲
۴۷۲۔ نهایة الوصول ---------- ۳۹۳،۳۷۲،۳۷۶،۳۳۵،۲۶۵/۱
---------- ۴۹۸/۲
۴۷۳۔ نهایة الوصول فی درایة الاصول ---------- ۲۶۵/۱
۴۷۴۔ نهج السبیل فی الاصول ---------- ۱۵۲/۱
۴۷۵۔ نهج الوصول فی علم الاصول ---------- ۳۳۴/۱
۴۷۶۔ نهج الوصول الی علم الاصول ---------- ۳۷۶،۳۰۶/۱
۴۷۷۔ النوبغ واللوامع (منظوم) ---------- ۲۲۵/۱
۴۷۸۔ نور الانوار ---------- ۳۶۸/۱
---------- ۵۷۵/۲
۴۷۹۔ نور الحجة فی ایضاح المحجه ---------- ۲۲۷/۱
۴۸۰۔ نور الحجه وایضاح المحجة ---------- ۲۲۵/۱
۴۸۱۔ نیل المنی ---------- ۴۷۳/۱
۴۸۲۔ الواضح فی اصول الفقه ---------- ۲۱۷/۱
۴۸۳۔ الوافی ---------- ۳۷۱/۱
۴۸۴۔ الوجیز ---------- ۲۰۸/۱
---------- ۲۹۹/۲
۴۸۵۔ الورقات ---------- ۱۹۴/۱
۴۸۶۔ وسائل الوصول الی مسائل الاصول ---------- ۴۲۱/۱
۴۸۷۔ الوسیط ---------- ۲۱۹،۲۱۸/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۸۸۔ وصول الروائع ---------------------------- ۲/۴۹۵

۴۸۹۔ الوصول الی علم الاصول -------------------- ۱/۲۱۸، ۲۱۹، ۳۰۲

-- ۲/۴۹۰

۴۹۰۔ الوصول الی مسائل الاصول ----------------- ۱/۱۹۰

۴۹۱۔ هادی الطریقین فی الاصول ------------------ ۱/۴۷۰

۴۹۲۔ الهج فی مختصر المنهج من الاصول ------------- ۲/۵۳۰

۴۹۳۔ هدایة العقول ------------------------------ ۲/۵۴۹

۴۹۴۔ همع الهوامع -------------------------------- ۱/۴۰۳

-- ۲/۵۱۸، ۵۴۴

۴۹۵۔ ینابیع الاصول ------------------------------ ۱/۱۸۷

۴۹۶۔ الینا بیع فی اصول الفقه ----------------------- ۱/۱۶۹

۴۹۷۔ الینا بیع فی معرفة الاصول ---------------------- ۱/۲۶۹

۴۹۸۔ الینا بیع فی معرفة الاصول والتفاریع ------------- ۱/۳۹۹

۴۹۹۔ الشافی ------------------------------------- ۱/۲۰۳، ۲۰۴، ۳۸۴، ۳۹۹

۵۰۰۔ الشامل ------------------------------------ ۱/۱۹۴، ۲۰۳، ۳۹۶

۵۰۱۔ شرح اصول البزدوی --------------------------- ۱/۳۸۵، ۴۲۰، ۴۶۵، ۴۷۷، ۴۸۳

-- ۲/۴۹۲، ۴۹۳، ۵۱۹

۵۰۲۔ شرح الاحکام -------------------------------- ۱/۳۷۳

۵۰۳۔ شرح الارشاد -------------------------------- ۲/۵۱۵

۵۰۴۔ شرح الاشاره للباجی -------------------------- ۱/۳۶۵، ۴۱۹

-- ۲/۴۸۴

۵۰۵۔ شرح البدخشی ------------------------------- ۱/۴۱۲

۵۰۶۔ شرح البدیع --------------------------------- ۱/۳۸۲، ۳۹۴

۵۰۷۔ شرح التحریر -------------------------------- ۱/۴۹۱

۵۰۸۔ شرح التحصیل ------------------------------- ۱/۲۶۶، ۳۷۴

۵۰۹۔ شرح الحسامی -------------------------------- ۱/۲۷۷

-------------------- ۲/۴۶۵، ۴۹۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۵۱۰۔ شرح الرجز ---------- ۱/۴۶۶
۵۱۱۔ شرح الرسالہ ---------- ۱/۱۳۹،۱۴۶،۱۸۲،۱۴۵
---------- ۲/۵۲۰
۵۱۲۔ شرح العمد ---------- ۱/۱۷۲،۱۷۷،۱۷۹
۵۱۳۔ شرح الغرور والدرر ---------- ۲/۵۴۵
۵۱۴۔ شرح الفصول اللولويہ ---------- ۲/۵۴۷
۵۱۵۔ شرح الفصول فی علم الاصول ---------- ۲/۵۴۸،۵۵۳
۵۱۶۔ شرح الفیہ ---------- ۱/۴۶۶
۵۱۷۔ شرح الکوکب الساطع ---------- ۲/۵۱۷
۵۱۸۔ شرح الکوکب المنیر ---------- ۱/۱۸۱
---------- ۲/۴۸۱،۵۲۹
۵۱۹۔ شرح اللمع ---------- ۱/۱۹۰،۲۲۲،۲۵۷،۲۷۰،۲۷۱
---------- ۲/۵۱۸
۵۲۰۔ شرح المجمع المنبع ---------- ۱/۳۹۸
۵۲۱۔ شرح المحصول ---------- ۱/۲۶۵،۲۸۸،۳۲۲،۳۳۴
۵۲۲۔ شرح المستصفیٰ ---------- ۱/۲۱۶،۳۰۷،۳۳۸
۵۲۳۔ شرح المعالم ---------- ۱/۲۷۵،۳۹۵
۵۲۴۔ شرح المغنی ---------- ۱/۳۶۴،۳۸۵،۴۱۶
---------- ۲/۲۶۵
۵۲۵۔ شرح المنار للنسفی ---------- ۳۷۴،۴۱۶،۴۱۷
---------- ۲/۵۳۰،۵۴۲،۵۲۶،۴۶۴،
---------- ۵۵۲،۵۴۹
۵۲۶۔ شرح المنتخب ---------- ۱/۳۲۶،۳۶۴،۳۷۴
۵۲۷۔ شرح المنہاج ---------- ۱/۳۲۷،۳۶۵،۳۷۴،۳۷۹
---------- ۳۸۳،۳۸۴،۳۹۲،۳۹۴،۳۹۷
---------- ۴۳۶،۴۶۵،۴۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-- ۲/۴۶۵، ۴۶۹، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۸۳

-- ۴۹۲، ۵۰۰، ۵۲۰

۵۲۸۔ شرح المنهج المنتخب علی قواعد المذهب ------- ۲/۵۳۳

۵۲۹۔ شرح الورقات ---------------------------- ۲/۴۸۲، ۴۸۳، ۴۹۶، ۴۹۱،

-- ۵۳۰، ۵۳۳

۵۳۰۔ شرح الورقة فی الاصول ------------------------ ۲/۵۱۶

۵۳۱۔ شرح بدیع النظام ---------------------------- ۱/۳۹۲

۵۳۲۔ شرح تقویم الادله ---------------------------- ۱/۲۰۴

۵۳۳۔ شرح تنقیح الاصول --------------------------- ۱/۴۱۷

۵۳۴۔ شرح تنقیح الوصول --------------------------- ۱/۲۶۶، ۳۲۲

۵۳۵۔ شرح تنقیح القرافی --------------------------- ۱/۳۷۵، ۴۸۴

-- ۲/۵۰۰، ۵۱۵

۵۳۶۔ شرح جمع الجوامع ---------------------------- ۱/۴۱۷

-- ۲/۴۷۷، ۴۸۴، ۵۱۵، ۵۱۹

۵۳۷۔ شرح جوهرة الاصول -------------------------- ۱/۳۰۲

۵۳۸۔ شرح عنوان الوصول فی الاصول ----------------- ۱/۳۶۴

۵۳۹۔ شرح غایة السول ----------------------------- ۱/۳۷۲

۵۴۰۔ شرح غایة الوصول فی الاصول ------------------ ۱/۳۷۶

۵۴۱۔ شرح مبادی الاصول -------------------------- ۱/۴۲۷

۵۴۲۔ شرح محکم الاصول --------------------------- ۲/۵۷۵

۵۴۳۔ شرح مختصر الباجی فی الاصول ----------------- ۱/۳۸۵

۵۴۴۔ شرح مختصر الروضة -------------------------- ۱/۳۷۳

۵۴۵۔ شرح مختصر الطّوفی ------------------------- ۱/۲۷۰، ۴۹۱

۵۴۶۔ شرح مختصر المنتهی فی اصول ------------------ ۱/۲۸۱، ۲۸۳، ۳۰۳، ۳۷۸

-- ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶

-- ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۸، ۴۱۵، ۴۱۶

-- ۴۱۷، ۴۱۹، ۲۴۳، ۴۲۸، ۴۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

---------- ۲/۴۷۶،۴۶۹،۴۶۴،۴۸۳،

---------- ۴۸۲،۴۷۶،۴۹۲،۵۵۵،۵۴۹،

---------- ۴۹۸،۴۹۲

۵۴۷۔ شرح مختصر لا بن الحاجب فی الاصول ---------- ۱/۳۷۱

۵۴۸۔ شرح مرقاۃ الاصول ---------- ۲/۵۴۷

۵۴۹۔ شرح مشکل اللمع ---------- ۱/۱۹۰

۵۵۰۔ شرح معالم الاصول ---------- ۲/۵۲۸

۵۵۱۔ شرح مقدمه المطرازی فی الاصول ---------- ۱/۳۶۴

۵۵۲۔ شرح منتهی السول والامل ---------- ۱/۲۷۱،۳۶۴،۳۸۵،۳۹۲،۴۰۸،

---------- ۴۱۶،

---------- ۲/۴۶۹،۴۷۰،۴۹۵،۴۹۰،۴۷۵،

---------- ۵۵۴،۵۲۰

۵۵۳۔ شرح منهاج الوصول ---------- ۱/۳۷۱

۵۵۴۔ شرح نبذه الفیه ---------- ۱/۴۹۵

۵۵۵۔ شرح نظم الورقات ---------- ۱/۲۰۱

۵۵۶۔ شرح نهایة السول ---------- ۱/۲۹۱

۵۵۷۔ شفاء الغلیل ---------- ۱/۲۰۶

۵۵۸۔ الصفحة الوسمیته والمخه الجسیمه ---------- ۱/۳۷۸

۵۵۹۔ الصفوة فی الاصول ---------- ۱/۳۰۳،۵۶۱

۵۶۰۔ صقیل الالباب ---------- ۱/۲۲۵

۵۶۱۔ الضروری فی اصول الفقه ---------- ۱/۲۱۷:۲۲۹

۵۶۲۔ الضیاء اللامع ---------- ۱/۴۰۳،۴۸۴

۵۶۳۔ الطریقه العلا ئیه فی الخلاف ---------- ۱/۲۵۷،۲۵۹

۵۶۴۔ الطریقه فی الجدل ---------- ۱/۲۵۷،۲۵۹

۵۶۵۔ عدة الاصول ---------- ۱/۳۰۶

۵۶۶۔ العده فی الاصول ---------- ۱/۱۸۷،۳۰۶

۵۶۷۔ العدة للشدة فی الاصول ---------- ۱/۳۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۶۸۔ عشرة الاف نكته فى الجدل ---------- ۱/۲۷۵،۲۵۹
۵۶۹۔ العشرة الكامله فى عشرة مسائل من اصول الفقه --- ۲/۵۷۳
۵۷۰۔ العقد الجامع ---------- ۱/۴۰۶
۵۷۱۔ العقد الفريد ببيان الراجح من الخلاف فى التقليد --- ۲/۵۵۲
۵۷۲ القد الكامل الناظم والجامع ---------- ۲/۵۷۳
۵۷۳۔ العقد المنضد ---------- ۱/۴۷۷
---------- ۲/۵۱۵
۵۷۴۔ العقد المنظوم فى الخصوص والعموم ---------- ۱/۳۲۲
۵۷۵۔ العقد والحل فى شرح المختصر السول والامل ---- ۱/۳۷۲
۵۷۶۔ العقول فى معرفة الاصول ---------- ۱/۱۴۰
۵۷۷۔ العمد ---------- ۱/۱۷۱،۱۸۰،۱۸۱
۵۷۸۔ العمدة الجليه فى الاصول الفقهيه ---------- ۲/۵۲۱
۵۷۹۔ عمدة الحواشى ---------- ۱/۱۳۷
۵۸۰۔ العمدة فى اصول الفقه ---------- ۱/۱۹۳
۵۸۱۔ العموم ورفعه ---------- ۱/۳۲۲
۵۸۲۔ عنوان الوصول فى الاصول ---------- ۱/۳۶۴
۵۸۳۔ وعنية النزوع الى علم الاصول والفروع ---------- ۱/۲۶۹
۵۸۴۔ غايات الانظار ونهايات الانظار ---------- ۱/۴۷۴
۵۸۵۔ غاية التحقيق ---------- ۱/۲۷۷،۳۷۹
---------- ۲/۵۶۰
۵۸۶۔ غاية السول ---------- ۱/۳۷۲
---------- ۲/۵۴۹
۵۸۷۔ غاية الطلب والمامول ---------- ۱/۱۹۰،۲۶۹
۵۸۸۔ غاية المامول ---------- ۱/۲۰۰
---------- ۲/۵۲۶،۵۵۲
۵۸۹۔ غاية الوصول ---------- ۱/۲۶۶
---------- ۲/۵۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۹۰۔ غاية الوصول ---------- ۱/۴۰۵
۵۹۱۔ غاية الوصول وايضاح السبل ---------- ۱/۳۷۶
۵۹۲۔ غرر الادله فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۷۷،۱۷۹
۵۹۳۔ غرر البيان فی الاصول ---------- ۱/۲۲۱
۵۹۴۔ غصون الاصول ---------- ۱/۳۶۹
---------- ۲/۵۶۰
۵۹۵۔ غمرات المليح ---------- ۱/۳۹۱
---------- ۲/۵۳۰
۵۹۶۔ غنية النزوع الى علمى الاصول والفروع ---------- ۱/۲۲۸،۳۰۶
۵۹۷۔ الغنيه فی الاصول ---------- ۱/۲۰۲
۵۹۸۔ الغيث الهامع ---------- ۱/۴۰۲
---------- ۲/۴۷۲
۵۹۹۔ فائقه الاصول فی ضبط معانی جوهرة الاصول ---------- ۱/۴۷۴
۶۰۰۔ فتح المجنی شرح المغنی ---------- ۱/۳۰۵،۳۹۸
۶۰۱۔ فتح الاسرار ---------- ۱/۳۰۵
۶۰۲۔ فتح التجلی علی المهاج والمحلی ---------- ۱/۳۳۰
---------- ۲/۵۵۲
۶۰۳۔ فتح الرحمٰن علی متن لقطة العجلان ---------- ۱/۴۲۸
---------- ۲/۵۲۰
۶۰۴۔ فتح الغفار بشرح المنار ---------- ۱/۳۶۸
---------- ۲/۵۱۷
۶۰۵۔ الفصل فی اصول الفقه ---------- ۱/۱۷۴
۶۰۶۔ فصول الاحكام لاصول الاحكام ---------- ۱/۲۸۸
۶۰۷۔ فصول البدائع اصول الشرائع ---------- ۱/۴۷۴
۶۰۸۔ الفصول البديعه ---------- ۱/۴۰۵
۶۰۹۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی ---------- ۱/۱۳۷
۶۱۰۔ الفصول الستة فی الاصول ---------- ۱/۴۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۱۱۔	فصول العمادی ----------	۲۸۸/۱
۶۱۲۔	فصول الغواشی ----------	۱۳۷/۱
	----------	۵۱۹/۲
۶۱۳۔	الفصول اللؤلویه فی اصول فقه العتره النبویه ----------	۵۱۸/۲
۶۱۴۔	الفصول المهمة فی اصول الائمه ----------	۵۵۵/۲
۶۱۵۔	الفصول فی اعتقاد ائمة الفحول ----------	۲۲۲/۱
۶۱۶۔	الفصول فی الاصول ----------	۳۲۶،۱۸۹،۱۵۱،۱۳۷/۱
	----------	۴۶۸/۲
۶۱۷۔	الفصول فی علم الاصول ----------	۲۷۴،۲۷۰/۱
۶۱۸۔	الفصول فی معانی جوهرة الاصول ----------	۴۷۴/۱
۶۱۹۔	الفصول فی معرفة الاصول ----------	۲۰۲/۱
۶۲۰۔	الفقیه فی الاصول ----------	۱۳۳/۱
۶۲۱۔	فواتح الرحموت ----------	۵۷۳/۲
۶۲۲۔	فوائد الاصول ----------	۵۵۶/۲
۶۲۳۔	الفوائد الشمسیه للمنار ----------	۳۷۰/۱
۶۲۴۔	الفوائد فی شرح الزوائد ----------	۴۰۹/۱
	----------	۴۶۷/۲
۶۲۵۔	الفیه فی اصول الفقه ----------	۱۳۹/۱
۶۲۶۔	قاعدة فی اصول الفقه ----------	۳۷۷/۱
۶۲۷۔	قاعدة فی الاصول ----------	۳۷۳/۱
۶۲۸۔	قدس الاسرار فی اختصار المنار ----------	۳۹۸،۳۶۹/۱
۶۲۹۔	قرة العین ----------	۲۰۰/۱
۶۳۰۔	قرة العین الطالب فی نظم المنار ----------	۳۷۰/۱
	----------	۵۵۵/۲
۶۳۱۔	القسطاس المقبول ----------	۵۲۱/۲
۶۳۲۔	قطعه علی شرح المنهاج ----------	۳۳۰/۱
۶۳۳۔	قطعة عن شرح المنار ----------	۳۶۸/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۳۴۔	قمر الاقمار	۳۶۸/۱
۶۳۵۔	قنطرة الوصول الی تحقیق جوهرة الاصول	۳۹۳/۱
۶۳۶۔	قنطرة الوصول الی علم الاصول	۵۴۹/۲
۶۳۷۔	القواطع فی اصول الفقه	۲۰۵/۱
۶۳۸۔	قواعد الادله وشواهد الاحبه	۲۱۸/۱
۶۳۹۔	قواعد الشرع وضوابط الاصل والفرع علی الوجیز	۳۰۶/۱
۶۴۰۔	القواعد الکبری	۴۳۵/۱
۶۴۱۔	القواعد المشتمله علی ا شباه النظائر	۴۰۰/۱
۶۴۲۔	قوانین الفقهیه	۳۸۳/۱
۶۴۳۔	القول السدید فی بعض مسائل احکام الاجتهاد والتقلید	۵۴۹/۲
۶۴۴۔	الکاشف الذهنی فی شرح المغنی	۳۰۵/۱
۶۴۵۔	کاشف الرموز مظهر الکنوز	۳۶۵،۲۸۳/۱
۶۴۶۔	الکاشف المدنی فی شرح المغنی	۳۹۳/۱
۶۴۷۔	الکاشف عن المحصول	۲۶۵/۱
۶۴۸۔	الکاشف لذوی العقول عن وجوه معانی الکافل	۵۴۷/۲
۶۴۹۔	الکافی	۳۰۸/۱
۶۵۰۔	الکافی الطالب	۲۸۳/۱
۶۵۱۔	کافی المحتاج	۴۶۵،۳۲۹/۱
۶۵۲۔	الکافی فی شرح اصول البزدوی	۳۷۱/۱
۶۵۳۔	الکامل ببنل السول فی علم الاصول	۵۲۵/۲
۶۵۴۔	کتاب الاجتهاد	۱۳۴/۱
۶۵۵۔	کتاب الاجماع	۱۳۸،۱۳۴،۱۳۱/۱
۶۵۶۔	کتاب الاشاره	۱۸۹/۱
۶۵۷۔	کتاب الاشباه والنظائر	۳۷۳/۱
۶۵۸۔	کتاب الاشراف فی اصول الفقه	۱۴۶/۱
۶۵۹۔	کتاب الاصول	۱۵۴،۲۶۸،۱۳۷،۱۳۴،۱۲۷/۱، ۲۹۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۶۶۰۔ كتاب الاعتبار فى ابطال القياس ---------- ۱/۱۴۶

۶۶۱۔ كتاب الامثال فى الاصول ---------- ۱/۲۲۷

۶۶۲۔ كتاب الامر والنهى على مذهب الشافعى ---------- ۱/۱۳۱

۶۶۳۔ كتاب البرهان ---------- ۱/۱۸۱

۶۶۴۔ كتاب البيان فى دلائل الاعلام ---------- ۱/۱۳۹

۶۶۵۔ كتاب التحرير والنقر(المنقر) فى اصول الفقه ---------- ۱/۱۵۳

۶۶۶۔ كتاب الجامع فى اصول الفقه ---------- ۱/۱۴۴

۶۶۷۔ كتاب الجدل ---------- ۱/۲۵۷

۶۶۸۔ كتاب الحجة ---------- ۱/۱۳۱

۶۶۹۔ كتاب الحدود ---------- ۱/۱۸۹

۶۷۰۔ كتاب الحدود والعقود فى اصول الفقه ---------- ۱/۱۵۳

۶۷۱۔ كتاب الحيل ---------- ۱/۱۸۸

۶۷۲۔ كتاب الخاص والعام ---------- ۱/۱۳۵

۶۷۳۔ كتاب الخبر الموجب للعلم ---------- ۱/۱۳۱

۶۷۴۔ كتاب الخصوص والعموم ---------- ۱/۱۳۱،۱۳۴،۱۴۰

۶۷۵۔ كتاب الخلافيات ---------- ۱/۱۸۷

۶۷۶۔ كتاب الخمسين ---------- ۱/۱۳۷

۶۷۷۔ كتاب الذريعه فى احكام الشرعيه ---------- ۱/۲۶۹

۶۷۸۔ كتاب العده ---------- ۱/۱۳۴،۱۸۸

۶۷۹۔ كتاب الفصول الأصول ---------- ۱/۱۴۶

۶۸۰۔ كتاب القواعد ---------- ۱/۳۳۲

۶۸۱۔ كتاب القياس ---------- ۱/۱۳۱،۱۴۴،۱۹۱

۶۸۲۔ كتاب القياس الشرعى ---------- ۱/۱۷۷

۶۸۳۔ كتاب القياس والعلل ---------- ۱/۱۵۲

۶۸۴۔ كتاب الكرفى الاصول ---------- ۱/۳۰۶

۶۸۵۔ كتاب المدخول فى الاصول ---------- ۱/۳۳۳

۶۸۶۔ كتاب المسلک فى الاصول ---------- ۱/۳۰۷

۶۸۷۔ كتاب المطارحات ---------- ۱/۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۸۸۔ الکتاب المعتبر اختصار المختصر ---------------- ۱/۲۸۴

۶۸۹۔ کتاب المعونہ ---------------- ۱/۱۳۸

۶۹۰۔ کتاب المفردات فی الاصول ---------------- ۱/۲۲۴

۶۹۱۔ کتاب المفسر والمجمل ---------------- ۱/۱۳۱

۶۹۲۔ کتاب المنتخب فی الاصول ---------------- ۱/۲۲۴

۶۹۳۔ کتاب الوصول الی قواعد الاصول ---------------- ۲/۵۴۲

۶۹۴۔ کتاب الوصول الی ماوقع فی الرافعی من الاصول --- ۱/۴۷۶

۶۹۵۔ کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول ---------------- ۱/۱۳۲،۱۷۴

۶۹۶۔ کتاب الهدایہ فی اصول الفقہ ---------------- ۱/۱۴۴

۶۹۷۔ کتاب ابطال القیاس ---------------- ۱/۱۳۱،۱۳۲،۱۳۴

۶۹۸۔ کتاب اثبات القیاس ---------------- ۱/۱۲۶،۱۳۳،۱۴۵

۶۹۹۔ کتاب اجتہاد الرای ---------------- ۱/۳۱۳،۱۲۶

۷۰۰۔ کتاب اجماع اہل المدینہ ---------------- ۱/۱۵۲

۷۰۱۔ کتاب احکام الاحکام ---------------- ۱/۲۵۷،۲۵۸،۲۵۹،۲۶۳

۷۰۲۔ کتاب اختلاف الناس فی الاسماء والاحکام -------- ۱/۱۳۵

۷۰۳۔ کتاب اصول الفقہ ---------------- ۱/۲۲۶،۱۳۲،۱۴۴،۲۶۹،۳۰۹

۷۰۴۔ کتاب اصول فخر الاسلام البزدوی ---------------- ۱/۳۰۴

۷۰۵۔ کتاب تحریر الادلہ ---------------- ۱/۱۷۱

۷۰۶۔ کتاب تجرید التجرید ---------------- ۱/۱۸۸

۷۰۷۔ کتاب تذکرۃ العالم ---------------- ۱/۱۳۴

۷۰۸۔ کتاب تقییدات مفیدۃ علی تنقیح القرافی ---------- ۱/۳۲۳

۷۰۹۔ کتاب تلقیح العقول فی فروع النقول ---------------- ۱/۱۷۲

۷۱۰۔ کتاب خبر الواحد ---------------- ۱/۱۲۶،۱۳۱،۳۱۳

۷۱۱۔ کتاب فی الاصول ---------------- ۱/۱۳۰

۷۱۲۔ کتاب فی اصول الفقہ ---------------- ۱/۱۴۶،۱۵۲،۱۶۹،۱۸۲،۲۲۵

---------------- ۲۲۶،۲۲۸،۲۷۴،۳۷۷

---------------- ۲/۵۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۱۳۔ کتاب فی الرد علی الاسنوی ---------------------- ۱/۴۱۷

۷۱۴۔ کتاب کبیر فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۱۵۳

۷۱۵۔ کتاب مسائل الخلاف فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۱۸۲

۷۱۶۔ کتاب نعت الحکمة فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۱۳۲

۷۱۷۔ کشف الاسرار ---------------------- ۱/۲۰۴،۲۰۴،۳۰۴،۳۶۶،۳۷۸

۷۱۸۔ کشف الکاشف الذهبی فی شرح المغنی ---------------------- ۱/۳۷۲

۷۱۹۔ کشف المبانی ---------------------- ۱/۳۷۹

۷۲۰۔ کشف النقاب الحاجب ---------------------- ۱/۲۸۳،۴۳۶

۷۲۱۔ الکشف والتدقیق ---------------------- ۲/۵۶۰

۷۲۲۔ کفایة الرقاة ---------------------- ۲/۵۴۶

۷۲۳۔ کفایة الفحول فی علم الاصول ---------------------- ۱/۲۲۲

۷۲۴۔ کفایة طالب البیان ---------------------- ۱/۱۹۹

۷۲۵۔ الکفایه فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۱۸۷

۷۲۶۔ کنز الوصول الی معرفة الاصول ---------------------- ۱/۲۰۲

۷۲۷۔ الکواکب الساطع ---------------------- ۱/۴۰۶،۵۱۷،۵۷۰

۷۲۸۔ اللامع فی اصول الفقه ---------------------- ۱/۱۷۴

۷۲۹۔ لب الاصول ---------------------- ۱/۳۶۹

---------------------- ۲/۴۸۱،۵۲۰،۵۲۸

۷۳۰۔ لقطه العجلان ---------------------- ۱/۴۲۸

۷۳۱۔ اللمع ---------------------- ۱/۱۹۰

۷۳۲۔ لمع اللوامع ---------------------- ۱/۴۰۲،۴۷۶

۷۳۳۔ اللوامع ---------------------- ۱/۴۰۱،۴۱۲

۷۳۴۔ اللیث العابس فی صدمات المجالس فی اصول الفقه ۱/۴۸۲

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۵)

(INDEX - 5)

فہرست فرق، قبائل واقوام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست الفرق والقبائل والاقوام

نمبر شمار	عنوان	جلد	صفحہ
۱۔	اباضیہ	۱	۵۱،۱۲۴
۲۔	اثنا عشری	۲	۶۶۰،۷۱۲_۷۱۴،۷۱۵،
۳۔	اخشیدیہ	۱	۸۰۵
۴۔	اخوانی	۲	۶۵۵
۵۔	ادارسہ	۱	۱۰۴
۶۔	ارتقیہ	۲	۴۶۳
۷۔	اسبانی	۲	۴۶۳
۸۔	اسماعیلی	۲	۶۵۷،۷۱۲،۷۱۴،۷۱۵،۷۱۶،
			۷۱۶_۷۱۷،۷۱۸
۹۔	اشعری / اشاعرہ	۱	۲۵،۵۰،۵۱،۱۶۹،۱۹۴،
			۱۹۸،۳۷۲
۱۰۔	اصولیین	۱	۵۶
۱۱۔	اغالبہ	۱	۱۰۴
۱۲۔	البانی	۲	۵۴۱
۱۳۔	ال تیمور	۲	۶۵۵
۱۴۔	ال تیمیہ	۱	۲۸۹
۱۵۔	الحمدانیہ	۱	۱۰۵
۱۶۔	ال سعود	۱	۳۷۸
		۲	۶۹۷
۱۷۔	السلجوق	۱	۱۶۶
۱۸۔	ال عثمان	۲	۶۸۴
۱۹۔	الکشفیہ	۲	۵۹۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۰-	امامیہ	۱	۳۴،۵۷،۱۲۴،۱۳۲،۳۱۵
		۲	۵۵۲،۵۷۳،۷۱۲
۲۱-	انصار	۱	۷۸
۲۲-	ایرانی	۱	۳۴
۲۳-		۲	۶۳۷
۲۴-	ایوبی	۱	۱۶۷
۲۵-		۲	۶۹۶
	باطنیہ	۲	۷۱۶
۲۶-	باقریہ	۲	۷۱۲
۲۷-	بربر	۱	۱۶۶
۲۸-	بنو اُمیہ اُموی	۱	۱۰۳،۱۰۴،۱۰۶،۱۶۶
		۲	۶۳۷،۶۶۷،۶۷۲
۲۹-	بنو بویہ	۱	۱۰۵،۱۶۶،۶۹۵
۳۰-	بنو عباس / عباسیہ	۱	۶۶،۱۰۳،۱۰۴
			۱۰۶،۱۶۶
		۲	۵۱۲،۶۶۱،۶۶۷
۳۱-	بنو قریظہ	۱	۷۴
۳۲-	بنو شیبان	۲	۶۹۰
۳۳-	بنو ہاشم	۱	۶۶
۳۴-	بنی نصر	۱	۱۶۷
۳۵-	بہشمیہ	۱	۱۳۴
۳۶-	تاتاری	۱	۲۵۶،۲۹۹
۳۷-	تعلیمیہ	۲	۷۱۶
۳۸-	پرتگالی	۲	۴۶۳
۳۹-	جبریہ	۱	۱۰۴
۴۰-	جراکہ	۲	۴۶۳
۴۱-	جریریہ	۲	۷۰۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۴۲۔	جعفریه	۲	۷۱۲
۴۳۔	حفصیه	۱	۱۶۷
۴۴۔	حنابله	۱	۵۱، ۱۲۳، ۳۱۵
		۲	۶۹۵، ۶۹۹، ۷۵۶، ۷۵۷
			۷۶۰، ۷۸۴
۴۵۔	حنیفه / احناف	۱	۴۹، ۵۴، ۹۱، ۱۰۹، ۳۱۵
			۴۱۹، ۴۲۶
		۲	۴۷۹، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۸
			۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۷۹
			۶۸۴، ۶۹۳، ۷۴۲، ۷۵۷
			۷۶۰، ۷۶۸، ۷۷۱، ۷۷۴
			۷۸۴
۴۶۔	خارجی	۲	۶۳۹، ۷۲۳، ۷۳۸
۴۷۔	خوارزمی	۱	۲۵۶
۴۸۔	ذی اصبح یمنی	۲	۶۶۷
۴۹۔	ربیعه	۲	۶۹۰
۵۰۔	رومی	۲	۶۳۷
۵۱۔	زنگی	۲	۶۹۶
۵۲۔	زیانیه	۱	۱۶۷
۵۳۔	زیدیه	۱	۵۷، ۱۶۷
		۲	۴۷۴، ۵۱۸، ۶۰۰، ۷۱۵
			۷۱۶
۵۴۔	سامانیه	۱	۱۰۴
۵۵۔	سبعیه	۲	۷۱۶
۵۶۔	سلجوقی، سلاجقه	۱	۱۶۶، ۱۶۷، ۲۰۶
		۲	۶۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۷ـ	شافعیہ ----------------------------------	۱	۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۲۷۸
	--		۲۹۰، ۲۹۹، ۳۱۵، ۴۰۹،
	--		۴۱۹، ۴۲۸
	--	۲	۴۷۱، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۴۴،
	--		۶۸۱، ۶۸۴، ۶۸۷، ۶۹۲،
	--		۶۹۳، ۶۹۷، ۶۹۹_۷۷۱،
	--		۷۸۴
۵۸ـ	شیعہ ------------------------------------	۱	۳۴، ۵۱، ۵۷، ۱۲۴، ۱۳۲، ۲۲۸
	--	۲	۵۷۳، ۶۰۵، ۶۳۸، ۶۳۹،
	--		۶۵۷، ۶۹۴، ۶۸۱، ۶۸۵،
	--		۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵،
	--		۷۲۳، ۷۳۸، ۷۶۱
۵۹ـ	صفاریہ ----------------------------------	۱	۱۰۴
۶۰ـ	صلبی ------------------------------------	۱	۲۶۵
۶۱ـ	ظاہریہ ----------------------------------	۱	۱۳۱، ۱۴۶، ۱۰۸، ۱۸۴، ۱۹۳
	--	۲	۷۰۷، ۷۶۱
۶۲ـ	عبد مناف --------------------------------	۲	۶۷۹
۶۳ـ	عثمانیہ / عثمانی -------------------------	۲	۲۹۷، ۴۶۳، ۵۱۲، ۵۱۳
	--		۵۱۴، ۵۲۶، ۵۴۱، ۵۴۲،
	--		۵۶۹، ۶۵۳، ۶۵۵
۶۴ـ	عرب -------------------------------------	۱	۶۶، ۶۷، ۸۱
	--	۲	۵۱۲، ۶۰۵، ۶۹۰، ۷۱۵، ۷۲۶
۶۵ـ	علوی ------------------------------------	۱	۱۱۹
۶۶ـ	غزنوی -----------------------------------	۱	۱۰۵
۶۷ـ	فاطمی -----------------------------------	۱	۱۶۶
	--	۲	۶۵۵، ۶۵۸، ۶۷۴، ۶۹۵، ۷۱۶
۶۸ـ	فرانسیسی ---------------------------------	۲	۵۶۹، ۶۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦٩۔	فرنگی	۱	۲۷۸،۳۰۳
٧٠۔	قدریہ	۱	۱۰۴
٧١۔	کاظمی	۲	۵۵۲،۷۱۴
٧٢۔	کردی	۲	٦۹۸
٧٣۔	ماتریدیہ	۱	۵۰
٧٤۔	مالکیہ	۱	۴۹،۵۱،۱۲۳،۳۱۹
		۲	٦۱۰_٦۷۲،٦۷۵،۷۵٦،
			۷۵۷،۷٦۰،۷۸۴
٧٥۔	متکلمین	۱	۴۹،۵۰،۵۲،۵۷
		۲	۴۷۹
٧٦۔	مزنیہ	۱	۸۴
٧٧۔	محمرہ	۲	۷۱۴
٧٨۔	مذہب رفض	۲	٦۹۴
٧٩۔	مرجئہ	۱	۱۰۴
٨٠۔	مریسیہ	۱	۱۰۴
٨١۔	مرینیہ	۱	۱٦۷
٨٢۔	مستشرقین	۱	۸۵
٨٣۔	مستعلویہ	۲	۷۱۷
٨٤۔	مشائیین	۱	۴۱
٨٥۔	مصری	۲	٦۳۷
٨٦۔	معتزلہ	۱	۵۰،۵۱،۱۰۴،۱۰۵،۱۳۴،۱۳۸،
			۱۷۱،۱۷۲،۱۸۰،۱۹۳،۱۹۴،
			۱۹۸،۲۰۵،۲۱۷،۲۹۲،۲۹۳،
			۳۱۱،۳۱۵
		۲	٦۳۹،۷۱۵،۷۲۳،۷٦۱
٨٧۔	ممالک البحریہ	۱	۱٦۷
٨٨۔	منگول	۲	٦۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۹۔	مهاجرین ----------------------------------	۱	۷۸
۹۰۔	موحدین----------------------------------	۱	۱۶۷
۹۱۔	موسویه ----------------------------------	۲	۷۱۲
۹۲۔	میمونیه ----------------------------------	۲	۷۱۶
۹۳۔	نزاریه ----------------------------------	۲	۷۱۷
۹۴۔	نظامیه ----------------------------------	۱	۱۰۴
۹۵۔	نصاری ----------------------------------	۱	۳۷۳
۹۶۔	یهود ----------------------------------	۱	۳۷۳

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ (۶)

(INDEX - 6)

فہرست اماکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست الاماکن

نمبر شمار	ممالک	جلد	صفحہ
۱۔	اخمیم	۱	۳۷۴
۲۔	آذربائیجان	۱	۸۱
		۲	۶۶۰، ۶۹۸
۳۔	اردن	۲	۶۸۷
۴۔	آرمینیہ	۱	۸۱
		۲	۶۵۸، ۶۶۰، ۶۹۸
۵۔	ازف	۲	۵۴۱
۶۔	ازنیق	۲	۵۷۴
۷۔	اسبانیا	۱	۱۰۳
۸۔	آستانہ	۲	۵۴۵، ۵۵۹، ۵۷۹، ۵۹۱
۹۔	اسپین	۲	۶۶۷
۱۰۔	استنبول	۱	۶۵۹، ۳۱۲
		۲	۵۲۶، ۵۴۴، ۵۷۸
۱۱۔	آسٹریا	۲	۵۴۱
۱۲۔	اسکندریہ	۱	۲۲۰، ۲۲۴، ۲۵۷، ۲۸۷، ۳۲۲،
			۳۸۰، ۳۹۴، ۴۳۴
		۲	۴۷۹، ۴۸۲
۱۳۔	اسیوط	۱	۳۷۴
۱۴۔	اشبیلیہ	۱	۲۲۴، ۲۲۹
۱۵۔	اصفہان	۱	۲۳۴، ۳۳۴
۱۶۔	افریقہ	۱	۱۵۲
		۲	۴۶۸، ۵۱۴، ۵۴۱، ۶۵۹،
			۶۶۰، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			۶۸۰،۶۸۴،۷۰۴
۱۷۔	افغانستان	۲	۶۵۴، ۶۵۵،۶۶۱
۱۸۔	اقصار	۲	۵۴۵
۱۹۔	اقور	۲	۶۸۶
۲۰۔	البانیہ	۲	۶۵۵،۶۶۱
۲۱۔	الجزائر	۱	۱۶۷
		۲	۴۶۳،۵۷۶،۶۵۹،۶۶۷،
			۶۷۰،۶۷۲
۲۲۔	المملکۃ السعودیہ	۱	۲۶۳
۲۳۔	آماسیا	۲	۵۱۳،۵۶۰
۲۴۔	امد	۱	۶۵۷
۲۵۔	اندلس	۱	۱۰۳،۱۰۴،۱۳۱،۱۶۶،
			۱۶۷،۱۸۳،۲۲۰،۲۲۴
			۳۳۸،۳۶۵
		۲	۴۶۳،۵۴۱،۶۵۹،۶۷۰،
			۶۷۱،۶۷۳،۶۸۴،۶۹۴،
			۷۰۴
۲۶۔	انڈونیشیا	۲	۵۱۴،۶۶۱،۶۸۵،۶۸۷،
			۷۱۵
۲۷۔	ازبکستان	۲	۶۶۱
۲۸۔	اھواز	۲	۶۶۰
۲۹۔	ایران	۲	۵۴۱،۵۵۲،۶۰۶،۶۲۱
			۶۶۱،۷۰۸،۷۱۳،۷۱۴
۳۰۔	باجہ	۱	۱۶۸
۳۱۔	بجایہ	۱	۳۸۴
۳۲۔	بحرین	۲	۵۹۷،۶۷۲،۶۸۵،۶۹۹
۳۳۔	بخارا	۱	۱۰۴،۱۶۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		۲	۶۵۴
۳۴۔	برازیل	۲	۶۶۱
۳۵۔	برطانیہ	۲	۵۶۹
۳۶۔	برلن	۱	۳۳۳
		۲	۵۳۲،۵۵۳
۳۷۔	برما	۲	۶۶۱
۳۸۔	بروسا	۲	۴۷۵
۳۹۔	بروصہ	۲	۵۱۲،۵۱۹،۵۴۸
۴۰۔	بریلی	۲	۵۸۱
۴۱۔	بصرہ	۱	۸۴،۱۳۳،۱۷۴،۲۰۶،۲۲۰
		۲	۵۸۲،۵۹۸،۶۴۴،۶۷۰
			۶۷۵،۶۹۰،۷۰۵،۷۰۸
۴۲۔	بطلیوس	۱	۱۶۸
۴۳۔	بعلبک	۱	۳۳۵
		۲	۵۵۵،۷۰۳
۴۴۔	بغداد	۱	۱۱۹،۱۲۰،۱۳۲،۱۴۴
			۱۴۵،۱۵۲،۱۶۷،۱۶۹
			۱۸۲،۱۸۳،۱۸۶،۱۸۷
			۱۸۹،۱۹۰،۱۹۳،۲۰۱
			۲۰۵،۲۰۶،۲۰۷،۲۲۰
			۲۲۳،۲۲۴،۲۲۷،۲۶۸
			۲۳۴،۲۵۶،۲۵۷،۲۷۶
			۳۰۲،۳۰۴،۳۰۸،۳۲۲
			۳۳۴،۳۳۵،۳۷۱،۳۸۱
			۳۸۵،۳۹۴،۳۹۶،۳۹۸،۴۲۰
		۲	۵۱۹،۵۴۲،۵۵۲،۵۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			۶۷۰،۶۸۰،۶۸۳،۶۸۵
			۶۹۰،۶۹۴،۶۹۵،۷۰۸
۴۵۔	بلخ	۲	۵۸۰
۴۶۔	بلغاریہ	۲	۵۱۲
۴۷۔	بلغراد	۲	۵۴۱
۴۸۔	بلقان	۲	۶۵۵،۶۶۱
۴۹۔	بلنسہ	۱	۱۸۳
۵۰۔	بلوچستان	۱	۸۱
		۲	۶۹۸
۵۱۔	بلورستان	۱	۱۶۷
۵۲۔	بمبئی	۲	۶۰۶
۵۳۔	بوسنہ	۲	۵۵۰
۵۴۔	بوسنیا	۲	۵۱۲،۵۴۱،۶۶۱
۵۵۔	بہار	۲	۵۹۴
۵۶۔	بھوپال	۲	۶۱۱
۵۷۔	بیت المقدس	۱	۱۶۹،۲۵۶،۲۷۸،۳۹۲
		۲	۴۷۸،۴۹۴،۴۹۷،۵۷۶،۶۵۵
۵۸۔	بیروت	۱	۱۳۵،۱۳۷،۱۹۰،۲۶۶
			۲۷۴،۲۸۸،۳۲۶،۴۰۲
			۴۰۳،۴۱۲،۴۸۲
		۲	۴۸۲،۷۰۳،۷۰۴
۵۹۔	پاکستان	۲	۵۸۰،۶۰۷،۶۶۱،۶۸۷
			۷۱۷
۶۰۔	پرتگال	۱	۱۰۳
۶۱۔	پنجاب	۲	۵۵۲
۶۲۔	پولینڈ	۲	۵۴۱
۶۳۔	پٹہ		

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

		۲	۶۴۲
۶۴۔	تاجکستان	۲	۶۶۱
۶۵۔	تبریز	۱	۳۲۶،۳۷۱
		۲	۶۶۰
۶۶۔	ترخان	۲	۶۵۵
۶۷۔	ترکستان	۲	۶۵۴،۶۵۵،۶۶۰
۶۸۔	ترکمانستان	۲	۶۶۱
۶۹۔	ترکی	۱	۱۸۹،۳۰۲
		۲	۵۱۴،۵۲۰،۶۵۵
۷۰۔	تلمسان	۲	۴۶۹
۷۱۔	تھائی لینڈ	۲	۶۶۱
۷۲۔	تھریس	۲	۵۱۴
۷۳۔	توران	۲	۶۸۰
۷۴۔	تونس	۲	۴۶۳،۴۸۴،۵۲۰،۵۴۱
			۵۷۶،۵۹۳،۶۵۴،۶۵۵
			۶۵۹،۶۶۷،۶۹۷
۷۵۔	تیونس	۱	۱۰۳،۱۰۴،۱۶۷،۱۸۹
			۲۴۲،۳۶۵،۳۰۲،۳۲۱
۷۶۔	جاوا	۲	۶۸۷،۶۹۸
۷۷۔	جدہ	۱	۸۱
		۲	۴۷۴،۶۱۲
۷۸۔	جرجان	۱	۱۷۳
۷۹۔	چین	۱	۱۶۷
		۲	۶۵۲،۶۵۵
۸۰۔	حائر	۲	۶۰۵
۸۱۔	حجاز	۱	۱۱۹،۱۴۶،۱۵۳،۱۶۹
			۱۷۴،۱۸۶،۲۰۶،۲۲۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

	------------		۲۲۸، ۳۶۳، ۳۷۲، ۳۹۸
	------------		۴۶۰، ۴۲۳
	------------	۲	۵۷۱، ۵۷۵، ۵۷۷، ۶۰۹
	------------		۶۱۲، ۶۴۳، ۶۸۰، ۶۸۴، ۶۹۰
۸۲۔	حران ------------	۱	۲۰۶
۸۳۔	حرمین شریفین ------------	۱	۳۸۵، ۳۹۴، ۴۱۶
	------------	۲	۵۱۲، ۵۵۸، ۵۵۹
۸۴۔	حلب ------------	۱	۲۲۶، ۲۷۵، ۳۳۷، ۳۷۳
	------------		۳۷۸، ۳۸۲، ۴۰۲، ۴۳۷
	------------	۲	۴۶۷، ۴۷۱، ۴۷۹، ۴۹۶
	------------		۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۹، ۵۳۰
	------------		۵۳۲، ۵۴۶، ۵۸۳
۸۵۔	حلہ ------------	۲	۶۱۱
۸۶۔	حماۃ ------------	۱	۲۷۲
۸۷۔	حیدرآباد ------------	۱	۴۰۴
	------------	۲	۵۷۲، ۵۸۱، ۶۲۵
۸۸۔	خادم ------------	۲	۵۸۰
۸۹۔	خراسان ------------	۱	۸۱، ۱۰۴، ۱۴۶، ۱۵۳
	------------		۱۸۶، ۱۹۰، ۲۵، ۲۲۷، ۲۵۷
	------------	۲	۵۱۷، ۵۵۵، ۶۴۱، ۶۵۲
	------------		۶۵۳، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲
	------------		۶۸۳، ۶۸۴، ۶۹۰، ۷۰۸
۹۰۔	خوارزم ------------	۱	۱۴۴، ۳۰۲، ۳۰۴
۹۱۔	خورستان ------------	۱	۸۱
۹۲۔	داغستان ------------	۲	۶۸۵
۹۳۔	درددانیال ------------	۲	۵۱۲
۹۴۔	دمشق ------------	۱	۱۷۴، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			۶۵۷،۲۶۱،۲۷۲،۲۷۵
			۲۷۶،۲۷۸،۳۰۴،۳۰۷
			۳۳۷،۳۶۳،۳۷۱،۳۷۲
			۳۷۳،۳۷۶،۳۷۸،۳۷۹
			۳۸۱،۳۸۲،۳۸۳،۳۸۴
			۳۹۴،۳۹۶،۳۹۹،۴۰۹
			۴۱۴،۴۱۸،۴۱۹،۴۲۰
			۴۲۷،۴۳۴،۴۳۶
		۲	۴۶۷،۴۷۰،۴۷۱،۴۹۲
			۴۹۴،۴۹۵،۴۹۷،۵۲۶
			۵۲۹،۵۴۶،۵۴۸،۵۵۸
			۵۵۹،۵۷۶،۲۰۹،۶۶۷
			۶۹۵،۶۹۶،۷۰۳
۹۵۔	دمیاط	۱	۴۱۸
۹۶۔	دیاربکر	۱	۲۵۷
۹۷۔	دیلم	۲	۶۸۲
۹۸۔	ڈلماشیا	۲	۵۴۱
۹۹۔	راجھستان	۲	۵۱۹
۱۰۰۔	رامپور	۲	۵۹۴
۱۰۱۔	رباط	۱	۱۸۹،۴۰۲
		۲	۵۲۰
۱۰۲۔	رحبہ	۱	۱۷۱
۱۰۳۔	زلیطن	۲	۴۸۴
۱۰۴۔	زنجان	۲	۵۲۶،۵۹۹
۱۰۵۔	روم	۱	۱۶۷،۳۰۲،۳۷۲،۳۸۲
		۲	۴۶۹،۴۸۳،۴۹۳،۴۹۷
			۵۱۴،۵۱۷،۵۲۳،۵۲۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

			۵۲۹،۵۳۲،۵۴۸،۵۵۹،۵۷۳
۱۰۶۔	رے	۱	۱۷۰،۱۷۱
		۲	۶۶۰
۱۰۷۔	ریاض	۱	۱۸۲،۱۸۹،۲۷۴،۳۰۲
			۳۶۵،۳۹۷،۴۰۲،۴۰۴
		۲	۴۹۳،۵۵۰
۱۰۸۔	سامرہ	۲	۶۵۶
۱۰۹۔	سجستان	۲	۶۸۳
۱۱۰۔	سرکس	۲	۶۸۳
۱۱۱۔	سرقسط	۱	۱۶۷
۱۱۲۔	سرویہ	۲	۵۱۲،۵۱۳
۱۱۳۔	سریاقوس	۲	۴۶۹
۱۱۴۔	سری لنکا	۲	۶۶۱
۱۱۵۔	سسلی	۲	۶۵۹
۱۱۶۔	سعودی عرب	۲	۶۶۱
۱۱۷۔	سمرقند	۱	۱۵۱،۱۶۸،۲۰۲،۲۲۳
		۲	۶۵۴
۱۱۸۔	سندھ	۲	۶۰۷
۱۱۹۔	سنغال	۲	۷۱۵
۱۲۰۔	سوڈان	۲	۵۹۳،۶۷۰،۶۷۴،۶۸۷
۱۲۱۔	سوریا	۱	۳۰۷
		۲	۵۵۵،۵۷۹،۶۵۵
۱۲۲۔	سیام	۲	۶۹۷
۱۲۳۔	سیحون	۱	۱۴۶
۱۲۴۔	سیستان	۲	۶۶۰
۱۲۵۔	سیلون	۲	۶۹۸
۱۲۶۔	سیواس	۱	۳۷۱،۳۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		۲	۵۷۸
۱۲۷۔	شام	۱	۵۸، ۸۱، ۸۲، ۱۱۹، ۱۴۶
			۱۶۶، ۱۷۱، ۲۰۵، ۲۲۰
			۲۲۴، ۲۵۷، ۲۷۵، ۲۷۸
			۳۰۳، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۶۳
			۳۷۱، ۳۷۴، ۳۹۲، ۳۹۴
			۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸
		۲	۴۶۴، ۴۹۵، ۵۴۸، ۵۷۴
			۵۸۱، ۶۴۳، ۶۵۵، ۶۶۰
			۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۴، ۶۹۲
			۶۹۳، ۶۹۶، ۶۹۷، ۷۱۳
			۷۱۶، ۷۱۷
۱۲۸۔	شاہجہاں پور	۲	۵۹۴
۱۲۹۔	سفشاون	۲	۵۴۵
۱۳۰۔	شلب	۱	۲۲۵
۱۳۱۔	شیراز	۱	۱۳۲، ۱۶۸، ۳۲۶
۱۳۲۔	طائف	۲	۶۹۹
۱۳۳۔	طرابلس	۱	۲۸۷، ۲۱۸
		۲	۵۱۳، ۵۴۱، ۵۷۴، ۶۵۹
			۶۶۷، ۷۰۵
۱۳۴۔	صعدہ	۲	۵۵۲، ۵۷۱
۱۳۵۔	صقلیہ	۲	۶۷۴
۱۳۶۔	صنعاء	۱	۱۶۷، ۳۰۲، ۳۹۳
		۲	۵۱۷، ۵۴۹، ۵۵۲، ۵۵۵
			۵۷۳، ۶۰۰
۱۳۷۔	صومالیہ	۲	۷۱۵
۱۳۸۔	طوس	۱	۲۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		۲	۶۸۳
۱۳۹۔	عدن	۱	۲۷۱
		۲	۶۶۱
۱۴۰۔	عراق	۱	۴۸، ۸۵، ۸۶، ۹۳، ۹۴، ۱۰۵
			۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳
			۱۱۶، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۱
			۱۵۳، ۱۷۴، ۱۸۹، ۲۲۳
			۲۲۴، ۲۲۵، ۲۷۰، ۲۷۱
			۳۷۱، ۳۷۹، ۴۲۳
		۲	۴۶۸، ۵۳۱، ۵۵۵، ۵۹۷
			۵۹۸، ۶۴۱، ۶۴۴، ۶۵۲
			۶۵۳، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۷۱
			۶۷۵، ۶۷۶، ۶۸۱، ۶۸۲
			۶۸۴، ۶۸۶، ۶۹۰، ۶۹۷
			۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۱۳
			۷۱۴، ۷۱۷
۱۴۱۔	علیگڑھ	۲	۴۷۲
۱۴۲۔	غرناطہ	۱	۳۰۷
		۲	۴۶۳
۱۴۳۔	غزنہ	۱	۲۲۷
۱۴۴۔	غزہ	۱	۱۱۹
		۲	۶۷۹
۱۴۵۔	فارس	۱	۳۳، ۸۱، ۱۰۶، ۱۶۷، ۱۶۸
			۳۹۵، ۴۰۶
		۲	۶۲۷، ۵۴۵، ۵۵۱، ۵۷۰
			۶۶۰، ۶۸۰، ۶۸۳
۱۴۶۔	فرانس	۲	۵۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۷۔	فرخ آباد	۲	۵۸۱
۱۴۸۔	فسطاط	۲	۷۰۵
۱۴۹۔	فلپائن	۲	۶۱۷
۱۵۰۔	فلسطین	۲	۵۷۷،۶۹۶،۶۹۷،۶۹۸
			۷۰۵
۱۵۱۔	فاران	۱	۱۵۳
۱۵۲۔	قازان	۲	۵۲۹
۱۵۳۔	قازقستان	۲	۶۶۱
۱۵۴۔	قاہرہ	۱	۱۵۲،۱۸۶،۱۹۰،۲۰۰
			۲۵۷،۲۶۲،۲۷۸،۳۲۲
			۳۲۳،۳۳۳،۳۳۷،۳۷۲
			۳۷۳،۳۷۸،۳۷۹،۳۸۰
			۳۸۱،۳۸۴،۳۹۲،۳۹۴
			۳۹۷،۳۹۸،۴۰۶،۴۱۱
			۴۱۶،۴۱۷،۴۱۸،۴۲۸
			۴۳۳،۴۳۷
		۲	۴۶۴،۴۶۵،۴۶۷،۴۶۸
			۴۷۱،۴۷۳،۴۷۴،۴۷۸
			۴۷۹،۴۹۴،۵۱۵،۵۱۶
			۵۱۸،۵۲۰،۵۳۰،۵۳۳
			۵۵۴،۵۵۸،۵۶۰،۵۷۲
			۵۷۹،۶۰۳،۶۲۱،۵۲۶،۶۸۳
۱۵۵۔	قدس	۱	۲۷۶،۳۳۷،۴۳۶
		۲	۴۷۳،۴۷۹،۵۴۵،۵۵۷
			۵۷۵
۱۵۶۔	قراسی	۲	۵۱۲
۱۵۷۔	قرافہ	۱	۳۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۱۵۸۔	قرطبہ	۱	۱۶۷،۱۷۴،۲۲۰،۲۲۹
۱۵۹۔	قرتشندہ	۲	۷۰۵
۱۶۰۔	قزوین	۱	۲۲۸
		۲	۶۷۰
۱۶۱۔	قسطنطنیہ	۲	۴۹۹،۵۱۳،۵۱۴،۵۱۷
			۵۲۲،۵۲۳،۵۲۵،۵۳۰
			۵۴۳،۵۴۸،۵۷۴،۵۷۶
			۶۰۹،۶۵۳،۶۵۵،۶۸۵
۱۶۲۔	قطر	۲	۶۹۹
۱۶۳۔	قندھار	۲	۶۰۶
۱۶۴۔	قنوج	۲	۵۸۱
۱۶۵۔	قوص	۱	۳۳۲،۳۷۴
۱۶۶۔	قوقاز	۲	۶۵۵
۱۶۷۔	قونیہ	۱	۳۷۲
۱۶۸۔	قیدوان	۲	۴۸۴،۶۷۴،۶۸۴
۱۶۹۔	قیصرایہ	۱	۳۷۲
۱۷۰۔	کاشغر	۲	۶۵۵
۱۷۱۔	کراچی	۱	۱۳۷
		۲	۵۸۰،۵۹۴،۶۵۵،۶۲۶
۱۷۲۔	کربلا	۲	۵۹۶،۶۰۶،۶۰۹
۱۷۳۔	کرمان	۱	۸۱،۱۶۸،۲۲۷
		۲	۶۸۲
۱۷۴۔	کرنک	۱	۳۳۲
۱۷۵۔	کمبوڈیا	۲	۶۹۹
۱۷۶۔	کوفہ	۱	۸۶،۱۷۴
		۲	۶۳۹،۶۴۱،۶۴۴،۶۴۷
			۶۵۹،۶۹۰،۷۰۲،۷۰۵،۷۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷۷۔	کویت	۲	۵۴۱،۶۲۸،۶۰۰،۶۹۹
۱۷۸۔	گجرات	۲	۵۵۸
۱۷۹۔	گیلی پولی	۲	۵۱۲
۱۸۰۔	لاس اینجلس	۲	۵۵۶،۵۹۷،۵۹۸،۵۹۹
۱۸۱۔	لاہور	۲	۵۵۳
۱۸۲۔	لاووس	۲	۶۹۹
۱۸۳۔	لبنان	۱	۵۸
		۲	۵۴۱،۵۷۷،۶۵۵،۷۱۳
۱۸۴۔	لکھنؤ	۱	۱۳۷
		۲	۵۷۲،۵۷۵،۵۸۲،۵۹۳
			۵۹۶،۶۱۰،۶۲۲
۱۸۵۔	لندن	۱	۸۵،۱۳۵
۱۸۶۔	لیبیا	۲	۶۷۲،۶۷۸
۱۸۷۔	ماردین	۱	۱۶۷
۱۸۸۔	ماوراالنہر	۱	۱۴۶،۱۶۹،۲۲۳،۲۲۴
			۲۵۷،۳۰۴
		۲	۵۱۷،۶۵۲،۶۶۰،۶۸۰
			۶۸۳
۱۸۹۔	مدائن	۲	۷۱۴
۱۹۰۔	مدینۃ	۱	۳۳،۶۸،۷۸،۹۳،۹۴،۱۱۳
			۱۱۹،۱۹۳،۳۰۳،۳۶۴
			۳۷۹،۳۸۳،۳۹۷،۴۳۶
		۲	۴۶۶،۴۶۹،۴۹۲،۵۱۳
			۵۲۶،۵۲۸،۵۳۳،۵۷۵
			۵۷۹،۵۹۳،۶۴۳،۶۵۹
			۶۶۰،۶۶۷،۶۷۰،۶۷۳
			۶۷۶،۶۷۹،۶۸۴،۶۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			۷۰۴، ۷۱۳، ۷۲۴
۱۹۱۔	مراکش	۱	۱۰۳، ۱۶۷، ۱۶۹
		۲	۵۹۳، ۶۶۷، ۶۷۰
۱۹۲۔	مرسیہ	۱	۱۶۷
۱۹۳۔	مریہ	۱	۱۶۷
۱۹۴۔	مصر	۱	۴۸، ۵۸، ۷۴، ۸۶، ۱۰۳
			۱۰۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۶
			۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۶۶
			۱۶۷، ۱۷۴، ۲۲۰، ۲۲۴
			۲۵۶، ۲۷۰، ۲۷۱، ۳۰۳
			۳۲۲، ۳۳۳، ۳۶۲، ۳۶۳
			۳۶۵، ۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۶
			۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۲، ۳۸۵
			۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۰۰
			۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۱۶
			۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰
			۴۲۱، ۴۲۸، ۴۳۳، ۴۳۶
		۲	۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۸۲
			۴۹۵، ۴۹۷، ۵۱۲، ۵۱۹
			۵۲۰، ۵۲۶، ۵۲۹، ۵۴۱
			۵۵۱، ۵۵۷، ۵۶۹، ۵۷۶
			۵۷۷، ۵۷۹، ۵۸۲، ۵۹۳
			۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۹، ۶۲۵
			۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۷، ۶۵۸
			۶۶۰، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۹
			۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳
			۶۸۶، ۶۸۷، ۶۹۱، ۶۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			۶۹۴،۶۹۵
۱۹۵۔	مغنیسیا	۲	۵۹۱،۵۹۳
۱۹۶۔	مقدونیہ	۲	۵۱۲
۱۹۷۔	مکہ	۱	۶۸،۷۰،۸۱،۹۴،۱۱۹
			۱۵۲،۱۷۳،۱۹۳،۲۰۱
			۲۲۰،۲۲۴،۲۲۵،۲۶۵
			۲۷۵،۳۶۴،۳۷۲،۳۸۱
			۳۹۳،۴۰۲
		۲	۴۶۴،۴۷۳،۴۷۸،۴۹۳
			۵۱۶،۵۲۰،۵۲۹،۵۴۳
			۵۴۷،۵۵۴،۵۶۰،۵۷۶
			۵۷۸،۶۷۹،۶۸۴،۶۹۰
۱۹۸۔	ملائیشیا	۲	۶۶۱،۶۸۵،۶۸۷
۱۹۹۔	ملطیہ	۱	۳۷۱
۲۰۰۔	منفلوط	۱	۴۱۸
۲۰۱۔	منیٰ	۱	۶۶
۲۰۲۔	موریطانیہ	۲	۶۷۲
۲۰۳۔	موصل	۱	۱۸۹،۲۶۸،۲۷۶،۳۰۴
			۳۰۸،۳۰۲
		۲	۶۱۱،۷۰۲
۲۰۴۔	نائیجیریا	۲	۷۱۵
۲۰۵۔	نجف	۲	۴۱۴،۵۹۷،۶۰۹،۶۱۱
۲۰۶۔	نیشاپور	۱	۱۴۴،۱۵۳،۱۶۸،۱۶۹
			۱۷۰،۱۷۳،۶۶۸،۶۷۵
			۲۷۶
		۲	۶۷۰،۶۷۳
۲۰۷۔	ویت نام	۲	۶۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۰۸ـ	ہرات	۲	۵۱۸،۵۴۳،۶۰۶،۶۸۳
۲۰۹ـ	ہمدان	۱	۲۷۵
۲۱۰ـ	ہند	۱	۲۲۷
		۲	۴۶۸،۵۱۹،۵۲۰،۵۵۸
			۵۹۳،۵۹۷،۵۹۹،۶۰۶
			۶۲۵،۶۵۲،۶۵۴،۶۵۵
			۶۹۰،۷۱۷
۲۱۱ـ	ہندوستان	۲	۵۱۴،۶۱۱،۶۱۲،۶۵۴
			۶۵۵،۶۶۰،۶۶۱،۶۶۸
			۶۸۰،۷۱۷
۲۱۲ـ	یمن	۱	۷۵،۸۳،۱۱۹،۱۶۷،۲۰۲
			۳۷۲
		۲	۴۷۴،۵۹۹،۶۸۰،۶۸۴
			۷۰۲،۷۱۵،۷۱۶،۷۱۷
۲۱۳ـ	یونان	۲	۵۱۲
۲۱۴ـ	یورپ	۲	۵۱۲،۵۱۳

☆ ☆ ☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ فہرست مراجع التحقیق

کتابیات

(BIBLIOGRAPHY)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مراجع ومصادر التحقیق

(الف)

۱۔ الایات البینات شرح جمع الجوامع للمحلی، شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی شافعی (متوفی ۹۹۴ھ)۔مصر دار المطبع ۱۲۸۹ء۔

۲۔ ابطال القیاس والرای والاستحسان والتقلید التعلیل، ابومحمد بن حزم الاندلسی الظاہری (۳۸۴ھ۔ ۴۵۶ھ)۔دمشق مطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۷۹ھ۔۱۹۶۰ء، تحقیق سعید الافغانی۔

۳۔ ابن تیمیہ حیاۃ عصر ارازہ وفقھہ، محمد ابوزہرہ، القاہرہ۔دار الفکر العربی ۱۹۵۸ طبع ثانی۔

۴۔ ابن حزم حیاۃ عصر آراؤہ و فقھہ، محمد ابوزہرہ، مطبعہ مخیمہ ۱۳۷۳ھ۔

۵۔ الباء الغمر بانباء العمر، حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)۔القاہرہ، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ ۱۳۸۹ھ۔۱۹۶۹ء، تحقیق حسن حبشی۔

۶۔ ابن حنبل حیاۃ وعصر آرائو ہ و فقھہ، محمد ابوزہرہ۔القاہرہ، دار الفکر العربی س،ن۔

۷۔ الابھاج فی شرح المنھاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی شافعی (۶۸۳ھ۔ ۷۵۶ھ) وولدہ تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۳۲ھ۔۷۷۱ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴ء۔

۸۔ الابھاج فی شرح المنھاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی شافعی (۶۸۳ھ۔ ۷۵۶ھ) ولدہ تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۳۲ھ۔۷۷۱ھ)۔مصر، مطبعہ عیسیٰ البابی الحلبی س،ن۔

۹۔ ابو حنیفہ حیاۃ عصر آراؤہ وفقھہ، محمد ابوزہرہ، القاہرہ۔دار الفکر العربی طبع ثالث ۱۹۶۰ء۔

۱۰۔ اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیہ فی اختلاف فقھاء، مصطفیٰ سعید الخن۔بیروت موسۃ الرسالہ ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء۔

۱۱۔ احسن الحواشی علی اصول الشاشی نظام الدین الشاشی، شیخ برکت اللہ لکھنوی۔ملتان، المکتبہ امدادیہ س،ن۔

۱۲۔ الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی شافعی (۳۶۴ھ۔۴۵۰ھ)۔مصر مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ احکام الفصول فی احکام الاصول ، ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی الاندلسی مالکی (۴۰۳ھ۔۴۷۴ھ)۔ بیروت دارالمغرب الاسلامی ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء

۱۴۔ احکام القرآن ، ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص حنفی (۳۰۵ھ۔۳۷۰ھ)۔ بیروت، داراحیاء التراث العربی ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء، تحقیق محمد الصادق قمحاوی۔

۱۵۔ الاحکام فی اصول الاحکام ، ابومحمد علی بن حزم الاندلسی الظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ)۔ کراچی جامعہ ابوبکر طبع ثانی ۱۴۰۸ھ تحقیق احمد محمد شاکر۔

نوٹ : کتابیات کی اس فہرست میں تمام جگہوں پر ال سے صَرف نظر کرتے ہوئے اصل لفظ کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ الاحکام فی اصول الاحکام ، سیف الدین ابا الحسن علی بن ابی علی الامدی شافعی (۵۵۱ھ۔۶۳۱ھ)۔ دمشق، المکتب الاسلامی ۱۳۸۷ھ تحقیق عبدالرزاق عفیفی۔

۱۷۔ الاحکام فی اصول الاحکام ، سیف الدین ابا الحسن علی بن ابی علی الامدی شافعی (۵۵۱ھ۔۶۳۱ھ)۔ بیروت، دارالفکر ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء۔

۱۸۔ احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق محمد زاہد بن الحسن الکوثری (متوفی ۱۳۷۱ھ)۔ کراچی، ایچ۔ایم سعید کمپنی طبع ثانی ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء۔

۱۹۔ احیاء علوم الدین ، حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ)۔ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۰۔ اختلاف الفقہاء ، ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۴۱ھ)۔ اسلام آباد، معھد الابحاث الاسلامیہ ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء۔

۲۱۔ اختلاف الفقہاء ، ابوجعفر احمد بن محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ س،ن۔

۲۲۔ الادلۃ المختلف فیھا عند الاصولیین، خلیفہ با بکر الحسن۔ قاہرہ، مکتبہ وھبہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۲۳۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ قاہرہ، دارالکتبی س،ن۔ تحقیق شعبان محمد اسماعیل۔

۲۴۔ اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت کا تعارف، تاریخی نقطۂ نظر سے، سید تنظیم حسین۔ کراچی سواد اعظم اہلسنت س،ن۔

۲۵۔ الاشارہ فی اصول الفقہ ، قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب الاندلسی القرطبی الباجی الذھبی المالکی (۴۰۳ھ۔۴۵۰ھ) ۔ الریاض ، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز طبع ثانی ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء تحقیق عادل احمد عبدالموجود علی محمد عوض۔

۲۶۔ الاشباہ النظائر فی الفروع ، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ مصر، مطبعہ مصطفیٰ محمد ۱۳۵۹ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷۔ اصول الامام الکرخی ،ابوالحسن امام عبید اللہ بن الحسین الکرخی حنفی (۲۶۰ھ۔۳۴۰ھ)۔کراچی، میر محمد کتب خانہ ۱۹۸۶ء۔

۲۸۔ اصول البزدوی فخر الاسلام ،ابوالحسن ابوالعسر علی بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن مجاہد البزدوی حنفی (۴۰۰ھ۔۴۸۶ھ)۔کراچی،صدف پبلیشرز س،ن۔

۲۹۔ اصول البزدوی (کنز الوصول الی معرفة الاصول) فخر الاسلام البزدوی (۴۰۰ھ۔۴۸۲ھ)

مع

تخریج احادیث اصول البزدوی ،حافظ قاسم ابن قطلو بغا بن حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)۔کراچی، نور کتب محمد خانہ س،ن۔

۳۰۔ اصول التشریع الاسلامی، شیخ علی حسب اللہ۔ مصر، دار المعارف طبع ثالث ۱۳۸۳ھ۔۱۹۶۴ء۔

۳۱۔ اصول السرخسی ،ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی حنفی (متوفی سنہ ۴۸۳ھ)۔دار المعارف النعمانیہ ۱۹۸۱ء۔ ۱۴۰۱ھ، تحقیق ابا الوفاء الافغانی۔

۳۲۔ اصول الشاشی، نظام الدین احمد بن محمد اسحٰق الشاشی (متوفی ۳۴۴ھ)۔ملتان، مکتبہ امدادیہ س،ن۔

۳۳۔ اصول الفقہ ،ابوالعینین بدران۔مصر، دار المعارف ۱۹۶۵ء۔

۳۴۔ اصول الفقہ المسمی به الفصول فی الاصول، ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (۳۰۵ھ۔۳۷۰ھ)۔کویت، وزارت الاوقاف الشوون الاسلامیہ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء۔

۳۵۔ اصول الفقہ محمد بن عفیفی معروف بہ شیخ محمد الخضری (۱۸۷۲ء۔۱۹۲۷ء)۔قاہرہ، دار الحدیث س،ن۔

۳۶۔ اصول الفقہ، محمد ابوزہرہ۔قاہرہ دار الفکر العربی ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء۔

۳۷۔ اصول الفقہ، محمد زکریا البردیسی، دار الثقافہ ۱۹۸۵ء۔

۳۸۔ اصول الفقہ، وھبہ الزحیلی۔دمشق، دار الفکر ۱۹۸۶ء۔

۳۹۔ اصول الفقہ الاسلامی، زکی الدین شعبان۔مصر، مطبعہ دار التالیف (۱۳۸۴ھ۔۱۳۸۵ھ/۱۹۶۴ء۔۱۹۶۵ء)۔

۴۰۔ اصول الفقہ پر ایک نظر، محمد عاصم الحداد۔لاہور، اسلامک پبلشنگ ہاؤس ۱۹۹۱ء۔

۴۱۔ اصول الفقہ نشاتہ و تطورہ والحاجة الیہ ،شعبان محمد اسماعیل شعبان۔قاہرہ، دار الانصار س،ن۔

۴۲۔ اصول الکرخی، امام عبید اللہ بن الحسینی الکرخی (۲۶۰ھ۔۳۴۰ھ) مترجم عبد الکریم اشرف بلوچ۔اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی ۱۴۰۲ھ، مقدمہ عبد القدوس ہاشمی۔

۴۳۔ اصول اللامشی / کتاب اللامشی فی اصول الفقہ ،ابوالثناء محمود بن زید الامشی حنفی ماتریدی (متوفی ۵۳۹ھ بعدہ)۔بیروت، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ اصول السرخسی ، ابوبکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی حنفی (متوفی ۴۹۰ھ)۔ مصر، مطبعہ دار الکتاب العربی ۱۳۷۳ھ، تحقیق ابوالوفاء الافغانی۔

۴۵۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابوعبداﷲ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ ۷۵۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر طبع ثانی ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷ء۔

۴۶۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابوعبداﷲ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ۔ ۷۵۱ھ) بیروت، دار الجیل س،ن، تحقیق طٰہٰ عبدالرؤف سعد۔

۴۷۔ الاصول من علم الاصول ،محمد صالح العثیمین (معاصر)۔ قاہرہ، مکتبہ السنۃ ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳ء۔

۴۸۔ الاعلام بوفیات الاعلام ،محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)۔ مکۃ المکرمۃ، مصطفیٰ احمد الباز ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳ء۔

۴۹۔ الاعلام قاموس تراجم الاشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین فی الجاھلیة و الاسلام والعصر الحاضر ، خیر الدین الزرکلی۔ مصر، المطبعہ العربیہ ۱۳۴۷ھ۔ ۱۹۲۸ء۔

۵۰۔ اعلاء السنن ،ظفر احمد العثمانی التھانوی (۱۳۱۰ھ۔ ۱۳۹۴ھ)۔ کراچی، ادارہ القرآن دار العلوم الاسلامیہ طبع ثالث ۱۴۱۵ھ۔

۵۱۔ اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم ،امام ابوعبداﷲ محمد بن خلفہ الوشتانی الابی المالکی (متوفی ۸۲۷ھ یا ۸۲۸ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ س،ن۔

۵۲۔ الامام الاوزاعی فقھیه اهل الشام ،عبدالعزیز سید الاھل۔ قاہرہ، المجلس الاعلی للشوون الاسلامیہ ۱۳۸۶ھ۔ ۱۹۶۶ء۔

۵۳۔ الامام الصادق حیاۃ عصرہ اروٰہ وفقھہ ،محمد ابوزہرہ۔ مصر، مطبعہ احمد علی مخیم س،ن۔

۵۴۔ امام اعظم ابوحنیفہ، عزیز الرحمٰن۔ لاہور، مکتبہ رحمانیہ س،ن۔

۵۵۔ امام رازی، عبدالسلام ندوی۔ بھارت، اعظم گڑھ معارف پریس ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹۵۰ء۔

۵۶۔ الامام زید حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقھہ ،محمد ابوزہرہ۔ القاہرہ، دار الفکر العربی س،ن۔

۵۷۔ امام فخر الدین رازی حیاتہ وآثارہ، علی محمد حسن العمادی۔ مصر، مجلس الاعلی للشوون الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۶۹ء۔

۵۸۔ الامام فی بیان ادلة الاحکام، عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی شافعی (۵۷۷ھ۔ ۶۶۰ھ)۔ بیروت، دار البشائر الاسلامیہ ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۷ء۔

۵۹۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف ،شاہ ولی اﷲ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔ ۱۱۷۶ھ)۔ دہلی، مطبعہ مہا کاشی س،ن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۰۔ ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین بن میر سلیم البابانی البغدادی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء۔

(ب)

۶۱۔ بالسبیل الاقوم فی توضیح المسلم، محمد عبدالحیٔ، اسہار نپور۔ نصیر الدین کتب خانہ اختری س،ن۔

۶۲۔ البحر المحیط، امام زرکشی بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ شافعی (۷۴۵ھ۔۷۹۴ھ)۔ مصر، دار الکتبی س،ن۔

۶۳۔ بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد، ابوالولید محمد بن احمد بن ابوالولید بن رشد قاضی الجامعہ حفید غرناطی مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)۔ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۳۹ھ۔

۶۴۔ بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد، ابوالولید محمد بن احمد بن ابوالولید بن رشد قاضی الجامعہ حفید غرناطی مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)۔ لاہور، المکتبہ العلمیہ ۱۳۹۶ھ۔۱۹۷۶ء۔

۶۵۔ البدایہ والنہایہ، ابوالفداء الحافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ بیروت مکتبۃ المعارف، الریاض، مکتبہ النصر ۱۹۶۶ء۔

۶۶۔ البدر الطالع بمحاس من بعد القران السابع محمد بن علی شوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ القاہرہ، مطبعہ السعادہ ۱۳۴۸ھ۔

۶۷۔ البدر الطالع بمحاس من بعد القران السابع محمد بن علی شوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ بیروت، دار المعرفہ س،ن۔

۶۸۔ البرہان، امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔ کویت، مکتبہ امام الحرمین طبع ثالث ۱۴۱۲ھ تحقیق عبدالعظیم الدیب۔

۶۹۔ البرہان، امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔ قطر، امیر دولۃ قطر ۱۳۹۹ھ۔

۷۰۔ بغیہ الوعاۃ فی طبقات الغویین والنحاۃ، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر طبع ثانی ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم۔

۷۱۔ البلبل فی اصول الفقہ، مختصر روضۃ الناظر وجنۃ المناظر للموفق ابن قدامہ، سلیمان بن عبدالقوی الطوفی الصرصری الحنبلی (۶۷۳ھ۔۷۱۶ھ)۔ الریاض، مکتبہ امام الشافعی ۱۳۸۳ھ۔

۷۲۔ بیان المختصر شرح منتھی السول والامل لابن حاجب، ابوالثناء شمس الدین محمود بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن ابوبکر بن علی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۳۔ الاصفہانی شافعی (۶۷۴ھ۔۷۴۹ھ)۔مکۃ المکرمۃ، جامعہ ام القری ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء تحقیق محمد مظہر بقا۔

(ت)

۷۴۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۰۲ھ۔۸۷۹ھ)۔بغداد، مطبعہ العانی ۱۹۶۲ھ۔

۷۵۔ تاریخ الاسلام، ابونعیم عبدالحکیم وعبدالحمید۔لاہور کشمیری بازار کتاب منزل س،ن۔

۷۶۔ تاریخ التراث العربی، فواد سزکین۔

۷۷۔ تاریخ الخلفاء القائمین بامر الدین، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔مصر، مطبعہ الیمنیہ ۱۳۰۵ھ۔

۷۸۔ تاریخ الشعوب الاسلامیہ، کارل بروکلمان، نقلہ الی العربیہ دکتور نبیہ امین فارس و منیر البعلبکی۔بیروت، دارالعلم للملایین طبع ثانی ۱۹۰۳ء۔

۷۹۔ تاریخ الفلسفہ فی الاسلام، الاستاذ ت۔ج۔دی بور، جامعہ امستردام T.J.D DOER مترجم محمد عبدالہادی ابوریدہ، مطبعہ لجنۃ التالیف و الترجمہ و النسر ۱۳۷۷ھ۔۱۹۵۷ء، طبع رابع س،ن۔

۸۰۔ تاریخ القضاء فی الاسلام، محمد بن محمد عرنوس مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی۔لاہور، ادارہ فروغ اردو س،ن۔

۸۱۔ تاریخ الکامل لابی السعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم، ابن الاثیر الجزری (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ)۔مصر، مطبعہ ذات التحریر ۱۳۰۲ھ۔

۸۲۔ تاریخ بغداد، حافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی (۳۹۲ھ۔۴۶۳ھ)۔بیروت، دارالکتب العلمیہ س،ن۔

۸۳۔ تاریخ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، مولیٰ محمد بن فضل اللہ المحبی دمشقی (متوفی ۱۱۱۱ھ)۔مصر، مطبعہ الوھبیہ ۱۲۸۴ھ۔

۸۴۔ تاریخ فاطمین مصر، زاہد علی۔کراچی، نفیس اکیڈمی طبع دوم ۱۹۶۳ء۔

۸۵۔ تاریخ قضاۃ الاندلس، ابن حسن النباھی الاندلسی (متوفی ۷۹۲ھ)۔بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء ضبط شرح تعلیق مریم قاسم طویل۔

۸۶۔ تاریخ فلاسفۃ الاسلام، محمد لطفی جمعہ مترجم میر ولی الدین۔کراچی، نفیس اکیڈمی ۱۹۷۹ء۔

۸۷۔ تاریخ نفاذ حدود، نور احمد شاہتاز۔کراچی، فضلی سنز ۱۹۹۸ء۔

۸۸۔ تاسیس النظر، ابوزید عبید (عبد) اللہ بن عمر الدبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ)۔کراچی، سعید کمپنی ۱۴۰۱ھ۔

۸۹۔ التالیف بین الفرق، محمد حمزہ۔دمشق، دار قتیبہ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۰۔ تبصرة الحکام فی اصول الاقضیة ومنهاج الاحکام ،ابوعبداللہ محمد بن فرحون الیعمری مالکی (متوفی ۷۹۹ھ) بیروت ،دارالکتب العلمیہ ۱۳۰۱ھ۔

۹۱۔ التبصرہ فی اصول الفقه ،ابواسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف الفیروزآبادی الشیرازی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ)۔ دمشق ،دارالفکر ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء۔

۹۲۔ تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفه ،امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی شافعی (۸۴۰ھ۔۹۱۱ھ)۔حیدرآباد،مجلس دائرہ المعارف النظامیہ ۱۳۱۷ھ۔

۹۳۔ تجدید الاصول الفقهیه للاسلام محاولة لتنظیم ماده اصول الاحکام الشرعیه ودعوته لتظهیر فقه اصولی معاصر ،حسن الترابی،مصورہ نسخہ۔قاہرہ،مکتبہ المعهد العالمی للفکر الاسلامی رقم تسجیل ۱۶۷ھ۔

۹۴۔ التحریر فی اصول الفقه ،کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید،ابن ہمام الدین الاسکندری حنفی (۷۹۰ھ۔۸۶۱ھ)۔مصر،مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۱ھ۔

۹۵۔ التحصیل من المحصول ،سراج الدین ابوالثنائی محمود بن ابوبکر بن حامد بن احمد الارموی شافعی (۵۹۴ھ۔ ۶۸۲ھ)۔بیروت،مؤسسہ رسالہ ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء۔تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۹۶۔ تحریر الرسائل،مرتضیٰ المدرس الگیلانی (مولد ۱۲۹۵ھ)۔طہران،مطبوعاتی عطائی ۱۳۷۷ھ۔

۹۷۔ تخریج الفروع علی الاصول ،شہاب الدین محمود بن احمد الزنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ)۔دمشق،مطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۸۲ھ۔۱۹۲۶ء۔تحقیق محمد ادیب صالح۔

۹۸۔ تخریج الفروع علی الاصول،شہاب الدین محمود بن احمد الزنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ)۔بیروت، مؤسسہ الرسالہ طبع خامس ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۱ء۔تحقیق محمد ادیب صالح۔

۹۹۔ تذکرۃ الحفاظ ،ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)۔دارالاحیاء التراث الاسلامی س ن۔

۱۰۰۔ تسهیل الطرقات فی نظم الورقات ،شرف الدین یحییٰ بن بدرالدین العمریطی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ)۔ سعودیہ،وزارت نشر واشاعت ۱۴۱۱ھ۔

۱۰۱۔ تسهیل الوصول الی علم الاصول ،محمد عبدالرحمٰن المحلاوی (متوفی چودھویں صدی ہجری)۔مصر،مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۱۴ھ۔

۱۰۲۔ تفسیر الطبری جامع البیان فی تفسیر القران ،ابوجعفر محمد جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔بیروت، دارالمعرفہ ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹ء۔

۱۰۳۔ تفسیر الفخر الرازی ، المشتهر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب ،امام فخر الدین الرازی شافعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ)۔ بیروت دار الفکر طبع ثالث ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۱۰۴۔ تفسیر المنار الشیخ محمد عبدہ، سید محمد رضا مصری (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۵ء)۔ مصر، دار المنار (۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۴ء) طبع رابع۔

۱۰۵۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ ملا جیونؒ حنفی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ)۔ بمبئی، مطبعہ الکریمی ۱۳۲۷ھ محشی مولوی رحیم بخش۔

۱۰۶۔ التقریر والتحبیر، ابن امیر الحاج حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)۔ مصر، مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۱۰۷۔ التلویح علی التوضیح، سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی شافعی (متوفی ۷۹۲ھ)۔ کراچی، نور محمد اصح المطابع ۱۴۰۰ھ۔

۱۰۸۔ التمهید فی تخریج الفروع الاصول، جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن الاسنوی شافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۲ھ)۔ بیروت، مؤسسہ الرسالہ طبع ثالث ۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴ء تحقیق محمد حسن ھیتو۔

۱۰۹۔ التنقیح والتوضیح، صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعہ بخاری حنفی (متوفی ۷۴۷ھ)۔ کراچی، نور محمد اصح المطابع ۱۴۰۰ھ۔

۱۱۰۔ التنقیح والتوضیح، صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی (متوفی ۷۴۷ھ)۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء۔

۱۱۱۔ التنظیر الفقهی، جمال الدین عطیہ۔ دوحہ، مطبعہ دوحہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۱۱۲۔ تنقیح الفصول فی اختصار المحصول و شرح و تنقیح الفصول، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ مصری قرافی مالکی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ)۔ مصر، شرکہ طباعة الفنیہ المتحدہ العباسیہ ۱۳۹۳ھ، تحقیق طہ عبد الرؤف سعد۔

۱۱۳۔ توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس فی مناقب الامام شافعی احمد بن علی بن محمد بن محمد علی بن حمد الکنانی، ابن حجر العسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)۔ مصر، مطبعہ المیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۱۱۴۔ تیسیر التحریر علی کتاب التحریر لابن همام، محمد امین معروف بامیر بادشاہ الحسینی الحنفی الخراسانی البخاری المکی (متوفی ۱۰۷۷ھ)۔ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۰۔

(ج)

۱۱۵۔ الجامع الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۰۹ھ۔۲۷۹ھ)

۱۱۶۔ الجامع لاحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۱۷۔ جماع العلم، امام المطلبی محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء تحقیق استاذ محمد احمد عبد العزیز۔

۱۱۸۔ جمع الجوامع، ابونصر قاضی القضاۃ تاج العرین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ ابن تمام السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ بمبئی، مطبع اصح المطابع س، ن۔

۱۱۹۔ الجواھر المضیة فی طبقات الحنفیه، محی الدین ابی محمد عبد القادر ابن ابی الوفاء محمد بن نصر ابن سالم بن ابی الوفا القرشی الحنفی مصری (متوفی ۷۷۵ھ)۔ کراچی، میر محمد کتب خانہ س، ن۔

(ح)

۱۲۰۔ حاشیه آلشهاب الخفاجی علی تفسیر بیضاوی، شیخ احمد بن محمود بن عمر قاضی القضاۃ، شہاب الدین الخفاجی مصری حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ)۔ مصر، علی نفقۃ محمد عارف پاشا ۱۲۸۳ھ۔

۱۲۱۔ حاشیه العطار علی جمع الجوامع للعلامہ شیخ حسن العطار علی شرح الجلال للامام ابن السبکی۔ بیروت، دار الکتب س، ن۔

۱۲۲۔ حاشیه سیالکوٹی علی توضیح و التلویح، عبد الحکیم سیالکوٹی حنفی (۹۸۸ھ۔۱۰۶۷ھ)۔ لاہور، مکتبہ جامع مدینہ س، ن۔

۱۲۳۔ حاشیه علی مرآة الاصول شرح مرقاة الوصول للازمیری۔ مصر، مطبعہ الحاج محرم آفندی البوسنوی ۱۳۰۲ھ۔

۱۲۴۔ حاشیه علی الورقات للجوینی، شیخ احمد بن محمد الدمیاطی (متوفی ۱۱۱۷ھ)۔ مصر، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء۔

۱۲۵۔ حاشیه نسمات الاسحار علی شرح افاضة الانوار علی متن اصول المنار لعلاء الدین الحصکفی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)، محمد امین بن عمر بن عابدین (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ)۔ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی طبع ثانی ۱۳۹۹ھ۔

۱۲۶۔ حجۃ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)۔ ادارہ الطباعہ المنیر یہ ۱۳۵۲ھ۔

۱۲۷۔ حجۃ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)۔ کراچی، شیخ غلام علی سنز س، ن۔

۱۲۸۔ حدائق الحنفیه، فقیر محمد لکھنوی۔ انڈیا، مطبع نامی منشی نول کشور ۱۲۹۷ھ۔

۱۲۹۔ حرکة التالیف بالغة العربیه فی الاقلیم الشمالی الهندی فی القرنین الثامن و التامع عشر، جمیل احمد۔ کراچی، جامعہ الدراسات الاسلامیہ س، ن۔

۱۳۰۔ الحسامی، حسام الدین محمد بن محمد بن عمر الاخیسکی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ)۔ مع الحسامی بالنامی ابو محمد عبد الحق الحقانی بن محمد امیر۔ کراچی، نور محمد س، ن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱۔ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاھرہ، جلال الدین السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔مصر، مصطفیٰ آفندی فہمی الکتبی س،ن۔

۱۳۲۔ حصول المامول من علم الاصول، نواب صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ)۔القاہرہ، دارالصحوہ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۵ء تعلیق مقتدی حسن الازہری۔

۱۳۳۔ حیات حافظ ابن قیم، عبدالعظیم مترجم غلام احمد حریری۔کراچی، غلام علی سنز ۱۹۸۹ء۔

(خ)

۱۳۴۔ خطبات بہاولپور، محمد حمید۔اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی طبع ثالث ۱۹۹۰ء۔

(د)

۱۳۵۔ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)۔لاہور دانش گاہ پنجاب ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء۔

۱۳۶۔ دراستہ تاریخیۃ للفقہ واصولہ والاتجاھات التی ظہرت فیھا، مصطفیٰ سعید الخن، الشرکۃ المتحدہ للتوزیع س،ن۔

۱۳۷۔ الدر المختار فی شرح تنویر الابصار، علاء الدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی حنفی (۱۰۲۵ھ۔۱۰۸۸ھ)۔ کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی س،ن۔

۱۳۸۔ الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ، احمد بن علی بن محمد بن محمد علی بن احمد الکنانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)۔بیروت، دارالجیل س،ن۔

۱۳۹۔ دروس فی علم الاصول، شھید آیۃ العظمی السید محمد باقر الصدر (متوفی ۱۴۰۰ھ) قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی ۱۴۱۵ھ۔

۱۴۰۔ الدیباج المذھب فی معرفۃ اعیان المذھب، قاضی ابراھیم بن نور الدین المعروف بابن فرحون مالکی (متوفی ۷۹۹ھ)۔بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء تحقیق مامون بن محی الدین الحقان۔

(ذ)

۱۴۱۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، شیخ آقا بزرگ الطبرانی۔بیروت، دارالاضواء طبع ثالث س،ن۔

(ر)

۱۴۲۔ الرسالہ، محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ)۔بیروت، دارالفکر ۱۳۰۹ھ، تحقیق احمد محمد شاکر۔

۱۴۳۔ الرسالہ المستطرفہ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفہ، شیخ محمد جعفر الکتانی (متوفی ۱۳۴۵ھ)۔کراچی، نور محمد کتب خانہ ۱۳۷۹ھ۔

۱۴۴۔ رفع الملام عن الائمۃ الاعلام، شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ۔۷۲۸ھ) مطبعۃ السنۃ المحمدیہ ۱۳۸۷ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۵۔ روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، علامہ متتبع المرزا محمد باقر الموسی الخوانساری الاصبہانی۔ بیروت الدار الاسلامیہ ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۱ء۔

۱۴۶۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل، موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱ھ۔۶۲۰ھ)۔ قاہرہ، المطبعہ السلفیہ ۱۳۸۵ھ۔

۱۴۷۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل، موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱ھ۔۶۲۰ھ)۔ بیروت، دار الکتب العربیہ ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء۔

۱۴۸۔ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، ابوجعفر احمد الحب الطبری۔ بیروت دار الکتب العلمیہ س،ن۔

(س)

۱۴۹۔ سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشرہ، ابوالفضل سید محمد خلیل آفندی المرادی۔ بغداد، مکتبۃ المثنی ۱۲۰۱ھ۔ قاہرہ، مطبعہ الامیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۱۵۰۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، ابن ماجہ (۲۰۹ھ۔۲۷۳ھ)۔

۱۵۱۔ سنن ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی (۲۰۲ھ۔۲۷۵ھ)۔ کراچی نور محمد اصح المطابع س،ن۔

۱۵۲۔ سنن نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر النسائی (۲۱۵ھ۔۳۰۳ھ)۔ کراچی، نور محمد کارکانہ تجارت س،ن۔

۱۵۳۔ سیرت ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن محمد بن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ)۔ قاہرہ، مطبعہ حجازی س،ن۔ تعلیق و حواشی، محمد محی الدین الحمید۔

۱۵۴۔ سیرت النعمان، شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء)۔ کراچی، دار الاشاعت ۱۴۱۲ھ۔

۱۵۵۔ سیرت ائمہ اربعہ سید رئیس احمد جعفری۔ کراچی، شیخ غلام علی سنز س،ن۔

(ش)

۱۵۶۔ الشافعی حیاۃ وعصرہ آراؤہ وفقہہ، محمد ابوزہرہ۔ القاہرہ، دار الفکر العربی طبع ثانی ۱۳۶۷ھ۔۱۹۴۸ء۔

۱۵۷۔ الشامل فی شرح اصول الفقہ للشیخ فخر الاسلام البزدوی، ابوحنیفہ امیر کاتب ابن امیر علی العمید الفارانی الاتقانی (۷۵۸ھ۔ میں زندہ تھے)۔ کراچی مجلس علمی لائبریری میں ہاتھ سے لکھا ہوا دس جلدوں پر مشتمل ایک نسخہ موجود ہے۔ جس کی یہ تحریر ہے کہ انہوں نے اسے ۷۵۸ھ میں لکھنا شروع کیا تھا۔

۱۵۸۔ شرح البدخسی محمد بن حسن البدخشی۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۴ء۔

۱۵۹۔ شرح جمع الجوامع، امام ابن السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ) مع حاشیہ، العلامہ البنانی علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع للامام ابن السبکی۔ مصر، دار الکتب العربیہ الکبری س،ن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۶۰۔ شرح الزرقانی علی المذاهب، علامہ محمد عبدالباقی الزرقانی متوفی سنہ ۱۱۲۲ھ۔ بیروت، دار المعرفہ طبع ثانی ۱۳۹۳ھ۔

۱۶۱۔ شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب، عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد الایجی شافعی (۷۰۸ھ۔ ۷۵۶ھ)۔ مصر، مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۱۶۲۔ شرح العمد، ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)۔ مدینۃ المنورہ، مکتبہ العلوم والحکم ۱۴۱۰ھ، تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۱۶۳۔ شرح الکوکب المنیر، المسمی مختصر التحریر یا المختبر التکبر شرح المختصر فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی معروف با بن اللحام (۸۹۸ھ۔ ۹۷۲ھ)۔ دمشق، دار الفکر ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء تحقیق محمد الزحیلی ونزیہ حماد۔

۱۶۴۔ شرح الکوکب المنیر، المسمی مختصر التحریر یا المختبر التکبر شرح المختصر فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی معروف با بن اللحام (۸۹۸ھ۔ ۹۷۲ھ)۔ مکۃ المکرمہ، جامعہ الملک عبدالعزیز ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء، تحقیق محمد الزحیلی ونزیہ حماد۔

۱۶۵۔ شرح اللمع یا الوصول الی مسائل الاصول، جمال الدین ابواسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔ ۴۷۶ھ)۔ بیروت دار الغرب اسلامی ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء تحقیق عبدالمجید ترکی۔

۱۶۶۔ شرح المنار وحواشیہ من علم الاصول علی متن المنار، عزالدین عبداللطیف ابن عبدالعزیز بن الملک (متوفی ۸۰۱ھ) مطبعہ العثمانیہ س،ن۔

۱۶۷۔ شرح الورقات للجوینی، جلال الدین محمد ابن احمد المحلی شافعی (۷۹۱ھ۔ ۸۶۴ھ)۔ مصر، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۷۴ھ۔ ۱۹۵۵ء۔

۱۶۸۔ شرح تسہیل الطرقات سید محمد علوی مالکی (معاصر)۔ سعودیہ، وزارت نشرو اشاعت ۱۴۱۱ھ۔

۱۶۹۔ شرح جلال المحلی علی جمع الجوامع، جلال الدین محمد ابن احمد المحلی شافعی (۷۹۱ھ۔ ۸۶۴ھ)۔ بمبئی، مطبعہ اصح المطابع س،ن۔

۱۷۰۔ شرح صحیح مسلم، یحییٰ بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ)۔ کراچی، نور محمد اصح امطابع طبع ثانی ۱۳۶۵ھ۔

۱۷۱۔ شذرات الذهب فی اخبار من الذهب، ابوالفلاح عبدالحیٔ بن العماد الحنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ)۔ قاہرہ، مکتبہ القدسی ۱۳۵۰ھ۔

۱۷۲۔ شفاء الغلیل فی بیان الشبیہ والمخیل ومسالک التحلیل، ابوحامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔ ۵۰۵ھ)۔ بغداد، مطبعہ الارشاد ۱۳۹۰ھ۔ ۱۹۷۱ء تحقیق دکتور حمد الکبیسی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷۳۔ الشقائق النعمانیه فی علماء الدوله العثمانیه مصر، احمد بن مصلح الدین مصطفیٰ ابن خلیل، طاش کبری زادہ رومی (۹۰۱ھ۔۹۶۴ھ)۔ مصر، مطبعہ المیمنیہ احمد البابی الحلبی ۱۳۱۰ھ۔

۱۷۴۔ شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں، محمد تیجانی سماوی مترجم نثار احمد زین پوری، انتشارات انصاریان ۱۹۹۴ء۔

(ص)

۱۷۵۔ صحیح البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری (۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)۔ اسلام آباد، وزارت التعلیم ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۱۷۶۔ صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری (۲۰۶ھ۔۲۶۱ھ)۔ بیروت، مؤسسہ عزالدین ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء تحقیق احمد عمر ہاشم، موسیٰ شاہین لاشین۔

(ض)

۱۷۷۔ الضروری فی اصول الفقه یا مختصر المستصفی، ابوالولید محمد بن رشد حفید مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)۔ بیروت، دارالغرب الاسلامی ۱۹۹۴ء تحقیق جمال الدین علوی، محمد علال سیناصر۔

۱۷۸۔ الضوء اللامع لاهل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی۔ القاہر، مکتبہ القدسی ۱۳۵۳ھ۔

۱۷۹۔ ایضاح اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقه، ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن الیزلیطینی مالکی، شیخ حلولو (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۵ھ)۔ ریاض، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء، تحقیق عبدالکریم بن علی بن محمد النملہ۔

(ط)

۱۸۰۔ الطبری، احمد محمد الحوفی۔ مصر، المجلس الاعلی للشوون الاسلامیه ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔

۱۸۱۔ طبقات الحنابله، قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلی الفراء الحنبلی (۳۸۰ھ۔۴۵۸ھ)۔ بیروت، دارالمعرفہ س،ن۔

۱۸۲۔ الطبقات السنیه فی تراجم الحنفیه، تقی الدین بن عبدالقادر التمیمی الداری الغزی المصری الحنفی (متوفی ۱۰۰۵ھ)۔ القاہرہ، المجلس الاعلی للشوون الاسلامیه ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء، تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو۔

۱۸۳۔ طبقات الشافعیه، ابوبکر ابن ہدایۃ الحسینی، المصنف (متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ)۔ بغداد، مطبعہ بغداد ۱۳۵۶ھ۔

۱۸۴۔ طبقات الشافعیه، جمال الدین، عبدالرحیم الاسنوی شافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۲ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۱۸۵۔ طبقات الشافعیه الکبری، تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ قاہرہ، داراحیاء الکتب العربیہ س،ن۔ تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو، محمود محمد الطناحی۔

۱۸۶۔ طبقات الفقهاء، ابواسحٰق ابراہیم بن علی الشیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ)۔ بغداد، مطبعہ بغداد ۱۳۵۶ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ع)

۱۸۷۔ عز بن عبدالسلام : رضوان علی ندوی۔ دمشق، دارالفکر ۱۳۷۹ھ۔ ۱۹۶۰ء۔

۱۸۸۔ علم اصول الفقه : عبدالوہاب خلاف (۱۳۰۵ھ۔ ۱۳۷۵ھ)۔ کویت، دارالقلم طبع عشرون ۱۳۶۱ھ۔

۱۸۹۔ علم اصول الفقه وعلاقته بالفلسفة الاسلاميه : علی جمعہ محمد۔ القاہرہ، المعهد العالمی للفکر الاسلامی ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۹۶ء۔

۱۹۰۔ علم الاصول تاريخا وتطورا : على الفاضل القائنيى النجفى، مركز النشر مكتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۵ھ۔

۱۹۱۔ عيون البصائر فى شرح الاشباه والنظائر: حموی عمر۔ انڈیا، مطبعہ منشی نول کشور س، ن۔

(غ)

۱۹۲۔ غاية الوصول شرح لب الاصول : شیخ الاسلام زین الدین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری ظاہری شافعی (۸۲۶ھ۔ ۹۲۶ھ) مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۶۰ھ۔

۱۹۳۔ الغزالی : شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۱۴ء) کراچی۔ مدینہ پبلشنگ س، ن۔

(ف)

۱۹۴۔ الفاروق : شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۱۴ء) لاہور، مکتبہ رحمانیہ س، ن۔

۱۹۵۔ عمر فاروق اعظم : محمد حسین ہیکل ۲/۲۹۳۔ ۲۹۴۔ القاہرہ، مطبعہ مصر شرکہ مساہمہ مصریہ ۱۳۶۴ھ

۱۹۶۔ فتح البارى شرح صحيح البخارى : احمد بن علی بن محمد بن محمد علی بن احمد الکنانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ) السعودیہ۔ ادارت الجوث العلميه والالفاء والدعوه والارشاد س، ن۔

۱۹۷۔ فتح الرحمٰن على متن لقطة العجلان لبدر الدين الزركشى : زین الدین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری الظاہری شافعی (۸۲۶ھ۔ ۹۲۶ھ) قاہرہ، مطبع النیل ۱۳۲۶ھ۔

۱۹۸۔ فتح الغفار بشرح المنار المعروف بمشكاة الانوار فى اصول المنار: زین الدین ابراہیم بن محمد بن محمد ابن نجیم حنفی مصری (متوفی سنہ ۹۷۰ھ) مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۰۔ ۱۹۳۶ء حواشی شیخ عبدالرحمٰن البحراوی مصری۔

۱۹۹۔ الفتح المبين فى طبقات الاصوليين : عبداللہ مصطفیٰ المراغی۔ بیروت، محمد امین دنج س، ن۔

۲۰۰۔ الفروق : ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ مصری قرافی مالکی (۶۲۶ھ۔ ۶۸۴ھ) بیروت، دارالمعرفہ س، ن۔

۲۰۱۔ الفصول فى الاصول : ابواب الاجتہاد والقیاس لابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) تحقیق سعید اللہ قاضی۔ لاہور، المکتبہ العلمیہ ۱۹۹۸ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۰۲۔ الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید : مصطفیٰ احمد الزرقاء۔ دمشق، مطبعہ الانتشار ۱۳۸۴ھ۔ ۱۹۶۵ء۔

۲۰۳۔ فقه اسلامی کا تاسیسی پس منظر : سجاد الرحمن صدیقی۔ اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی ۱۹۹۲ء۔

۲۰۴۔ الفقه الاسلامی وادلته، وهبه الزحیلی : دمشق، دار الفکر طبع ثالث ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ء۔

۲۰۵۔ فقه عمر : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ طبع دوم ۱۹۶۰ء۔

۲۰۶۔ الفکر الاصولی واشکالیة السلطة العلمیة فی الاسلام : قراءة نشأة علم الاصول ومقاصد الشریعه، عبد المجید الصغیر۔ بیروت، دار المنتخب العربی ۱۳۱۵ھ۔ ۱۹۹۴ء۔

۲۰۷۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی : محمد بن الحسن الحجوی الثعالبی الفاسی (۱۲۹۱ھ۔ ۱۳۷۶ھ) بیروت، دار الکتب العلمیہ (۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۵ء) تحقیق ایمن صالح شعبان۔

۲۰۸۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی : محمد بن الحسن الحجوی الثعالبی الفاسی (۱۲۹۱ھ۔ ۱۳۷۶ھ) مدینة المنورہ، مکتبہ العلمیہ س، ن۔ تخریج احادیث وتعلیق عبد العزیز بن عبد الفتاح القاری۔

۲۰۹۔ فلسفه التشریع فی الاسلام : صبحی محمصانی، بیروت، مکتبہ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء۔

۲۱۰۔ فهرست الکتب العربیه المحفوظه بالکتب خانه المصریه : مصر، مطبعہ العثمانیہ ۱۳۰۵ھ، جمع وترتیب احمد الهیهی ومحمد الببلاوی۔

۲۱۱۔ فهرست المکتبه الازهریه : فہرست الکتب الموجودہ بالمکتبہ الازہری الی ۱۳۶۴ھ۔ ۱۹۴۵ء۔ مصر، مطبعہ الازہر ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء۔

۲۱۲۔ فهرست مخطوطات مکتبه الجامع الکبیر صنعاء : یمن، وزارت الاوقاف والارشاد الجمهوریه العربیه الیمنیه س، ن۔ تقدیم علی ابن علی السمان، اعداد، احمد عبد الرزاق الرقیحی، عبد اللہ محمد الحبشی۔

۲۱۳۔ فوات الوفیات : محمد بن شاکر بن احمد الکتبی (متوفی ۷۶۴ھ)۔ مصر، مطبعہ المیمنیہ احمد البابی الحلبی ۱۳۱۰ھ۔

۲۱۴۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت : عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری۔ مصر، مطبعہ الامیریہ بولاق ۱۳۲۲ھ۔

۲۱۵۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت : عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری۔ انڈیا، مطبع نول کشور ۱۲۹۵ھ۔ ۱۸۷۸ء تصحیح محمد امان الحق۔

۲۱۶۔ الفوائد البهیه فی تراجم الحنفیة : ابوالحسنات محمد عبد الحئی لکھنوی ہندی (۱۲۶۴ھ۔ ۱۳۰۴ھ)۔ کراچی، مطبعہ خیر کثیر س، ن۔

(ق)

۲۱۷۔ قاموس الیاس العصری : الیاس انطون الیاس، بیروت، دار الجیل ۱۹۷۲ء۔

۲۱۸۔ قاموس المحیط : مجد الدین الفیروز آبادی، مصر مکتبہ التجاریہ الکبریٰ س، ن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۱۹۔ القرآن الکریم :

۲۲۰۔ القواعد : حافظ ابوالفرج عبدالرحمن شہاب الدین احمد البغدادی ثم الدمشقی، ابن رجب الحنبلی (۷۳۶ھ۔ ۷۹۵ھ) مصر، مطبعۃ الصدق الخیریہ ۱۳۵۲ھ۔ ۱۹۳۳ء۔

۲۲۱۔ قواعد الاحکام فی مصالح الانام : ابوعزالدین عبدالعزیز عبدالسلام شافعی (۵۷۷ھ۔ ۶۶۰ھ یا ۶۶۱ھ) القاہرہ مطبعۃ الاستقامہ س، ن۔

۲۲۲۔ قواعد الاصول و معاقد الفصول، مختصر تحقیق الامل فی علمی الاصول والجدل : صفی الدین محمد المومن بن کمال الدین البغدادی الحنبلی (۶۵۸ھ۔ ۷۳۹ھ) دمشق، المکتبہ الہاشمیہ ۱۳۳۰ھ۔

۲۲۳۔ قواعد الاصول و معاقد الفصول، مختصر تحقیق الامل فی علمی الاصول والجدل : صفی الدین محمد المومن بن کمال الدین البغدادی الحنبلی (۶۵۸ھ۔ ۷۳۹ھ) المملکۃ السعودیہ، جامعہ اُم القری ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۸ء۔

۲۲۴۔ القواعد الکلیه ماخوذة من المدخل الفقهی العام الی الحقوق المدینه : مصطفیٰ احمد الزرقا، کراچی، میر محمد ۱۹۸۶ء۔

۲۲۵۔ القواعد والفوائد الاصولیه وما یتعلق بها من الاحکام الفرعیة : ابوالحسن، علاء الدین علی بن محمد بن علی بن عباس بن شیبان البعلی الدمشقی الحنبلی، ابن اللحام الحنبلی : (متوفی ۸۰۳ھ) بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۳ء۔

۲۲۶۔ القیاس فی الشرع الاسلامی : شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ۔ ۷۲۸ھ) وتلمیذہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ۔ ۷۵۱ھ) قاہرہ، المطبعۃ السلفیہ طبع ثالث ۱۳۸۵ھ۔

(ک)

۲۲۷۔ کتاب الام : امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ۔ ۲۰۴ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰ء۔

۲۲۸۔ کتاب التریاق النافع بایضاح و تکمیل مسائل جمع الجوامع : سید شریف ابوبکر بن عبدالرحمن شہاب الدین العلوی الحسینی الشافعی (متوفی ۱۳۱۷ھ بعدہ) حیدرآباد دکن، مجلس دائرہ المعارف النظامیہ ۱۳۱۷ھ۔

۲۲۹۔ کتاب الحاصل من المحصول فی اصول الفقه : تاج الدین ابوعبداللہ محمد بن الحسین الارموی شافعی (۵۷۰ھ۔ ۶۵۳ھ یا ۶۵۶ھ) بنغازی منشورات جامعہ قاریونس ۱۹۹۴ء، تحقیق عبدالسلام محمود ابوناجی۔

۲۳۰۔ کتاب الخراج : امام ابویوسف (۱۱۳ھ۔ ۱۸۲ھ) مصر، مطبعۃ السلفیہ طبع ثالث ۱۳۸۲ھ۔

۲۳۱۔ کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان : شیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی (متوفی ۹۷۳ھ) مصر، مطبعۃ الیمنیہ ۱۳۱۱ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۳۲۔ کتاب التحقیق شرح الحسامی ، المعروف بغایة التحقیق : عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) کراچی، میر محمد کتب خانہ س،ن۔

۲۳۳۔ کتاب التعریفات : سید الشریف علی بن محمد الجرجانی متوفی (۷۴۰ھ۔۸۱۶ھ) طہران، انتشارات ناصر خسرو طبع سوم ۱۳۰۸ھ۔

۲۳۴۔ کتاب الجوهر اللماع فیما بالسماع من حکم الامام الشافعی المنظومة والمنثورة : حسین ابن عبداللہ باسلامہ شافعی مکی مصر، مطبعہ کردستان العلمیہ ۱۳۲۶ھ۔

۲۳۵۔ کتاب الجوهر النفس فی تاریخ حیاة الامام : محمد بن ادریس، محمد آفندی مصطفی مصر، المطبعہ الحسینیہ المصریہ ۱۳۲۶ھ۔۱۹۰۸ء۔

۲۳۶۔ کتاب الذیل علی طبقات الحنابله : ابن رجب ابوالفرج عبدالرحمن بن شہاب الدین احمد البغدادی الدمشقی الحنبلی (۷۳۲ھ۔۷۹۵ھ) بیروت، دارالمعرفہ س،ن۔

۲۳۷۔ کتاب الرحمة الغیثیه بالترجمه اللیثیه فی مناقب الامام اللیث بن سعد : ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الکنانی، ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ) مصر، مطبعہ المیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۲۳۸۔ کتاب الفهرست : ابن الندیم، محمد بن یعقوب شیعی معتزلی (متوفی ۳۸۰ھ) کراچی، نور محمد س،ن۔

۲۳۹۔ کتاب اللامشی فی اصول الفقه : محمود بن زید الامشی حنفی ماتریدی، بیروت، دارالغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء، تحقیق عبدالمجید ترکی۔

۲۴۰۔ کتاب اللمع : ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مکتبہ الکلیات الازہریہ طبع جدید ۱۹۸۷ء۔۱۹۸۸ء۔

۲۴۱۔ کتاب المسترشد الی المقدم فی مذهب احمد : عبداللہ بن محمد الخلیفی ، العالمیہ مع اجازہ القضاۃ والتدریس ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء۔تصحیح محمد زہری النجار۔

۲۴۲۔ کتاب المعتمد فی اصول الفقه : ابوالحسن محمد بن علی بن الطلب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) دمشق، المعهد العلمی الفرنسی للدراسات العربیه ۱۳۸۴ھ۔۱۹۶۴ء تحقیق وتہذیب محمد حمید اللہ۔

۲۴۳۔ کتاب الطبقات الکبیر : ابن سعد، لندن مطبعہ بریل ۱۳۲۵ھ تصحیح دکتور ستین۔

۲۴۴۔ کتاب مسلم الثبوت : قاضی محب اللہ بن عبدالشکور البہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ) مصر، مطبعہ الحسینیہ المصریہ س،ن۔

۲۴۵۔ کتاب مناقب الامام شافعی : ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) مصر، مکتبہ العلامیہ س،ن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴۶۔ کتاب نزهة المشتاق شرح اللمع لابی اسحاق الشیرازی : محمد یحیٰی بن الشیخ امان المکی، قاہرہ، مطبعہ حجازی ۱۳۷۰ھ۔۱۹۵۱ء۔

۲۴۷۔ الکشاف عن مخطوطات خزائن کتب الاوقاف : محمد اسعد طلس، بغداد، مطبعہ العانی ۱۳۷۲ھ۔۱۹۵۳ء۔

۲۴۸۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی : عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) کراچی، صدف پبلیشرز، س،ن۔

۲۴۹۔ کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار : ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، المعروف حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مع۔

۲۵۰۔ شرح نور الانور علی المنار : لحافظ شیخ احمد المعروف ملاجیون بن ابی سعید بن عبید اللہ الحنفی الصدیقی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ) بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء۔

۲۵۱۔ کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار : ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مع۔

۲۵۲۔ شرح نور الانوار علی المنار : الحافظ شیخ احمد المعروف ملاجیون بن ابی سعید عبید اللہ الحنفی الصدیقی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ) مصر، مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۲۵۳۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون : مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء۔

۲۵۴۔ کشف القناع المرفی عن مہمات الاسامی والکنی : بدرالدین ابی محمد محمود بن عینی (متوفی ۸۵۵ھ) جدہ، جامعہ الملک عبدالعزیز ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء۔

۲۵۵۔ کشف المہم مما فی السلم : محمد بشیر الدین بن محمد بن کریم الدین العثمانی القنوجی۔ کراچی، محمد سعید اینڈ سنز، س،ن۔

۲۵۶۔ کشف المعظا عن وجہ المؤطا حاشیہ المؤطا : اشفاق الرحمٰن، اسلام آباد وزارت التعلیم۔

۲۵۷۔ الکوکب السائرہ باعیان النسة العاشرہ : نجم الدین الغزی۔ بیروت، الجامعۃ الامریکیۃ ۱۳۴۵ھ، تحقیق جبرائیل سلیمان جبور۔

(ل)

۲۵۸۔ لب الاصول : شیخ الاسلام زین الدین حافظ القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد بن احمد زکریا الانصاری الظاہری الشافعی (۸۲۶ھ۔۹۲۶ھ) مصر، مطبعۃ البابی الحلبی ۱۳۶۰ھ۔

۲۵۹۔ لسان العرب : جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری (متوفی ۷۱۱ھ) بیروت، دار صادر ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۶۰۔ لسان المیزان : شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی محمد بن محمد علی بن احمد الکنانی حجر العسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ) حیدر آباد دکن، مجلس دائرہ المعارف النظامیہ ۱۳۲۹ھ۔

۲۶۱۔ لطائف الاشارات الی شرح تسهیل الطرقات لنظم الورقات فی الاصول الفقهيات : لشیخ شرف الدین یحییٰ العمریطی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ) شیخ عبدالحمید بن محمد علی قدس شافعی، مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۴۳ھ۔

۲۶۲۔ قرۃ العین فی شرح ورقات امام الحرمین : شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد الرعینی المعروف بالحطاب مالکی (۹۰۲ھ۔۹۵۴ھ) مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۴۳ھ۔

۲۶۳۔ اللمع : جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۸۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مکتبہ الکلیات الازہریہ بیروت، دارالندرہ الاسلامیہ ۱۹۸۷ء۔۱۹۸۸ء۔

۲۶۴۔ اللمع : جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۸ھ۔۱۹۳۹ء۔

(م)

۲۶۵۔ مالک حیاته وعصره آراؤه فقهه : محمد ابوزہرہ، قاہرہ، مکتبہ الانجلو المصریہ طبع ثانی س، ن۔

۲۶۶۔ مجلة الفكر الاسلامی ایران العدد : ۲۰، ۲۶۔

۲۶۷۔ مجموعہ فتاویٰ "اصول الفقه" : (جلد ۱۹ + ۲۰) ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن الخضر بن ۲۶۸۔

۲۶۸۔ محمد تقی الدین بن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ۔۷۲۸ھ) حرمین شریفین، اشراف الرئاسہ للشؤون الحرمین الشریفین ۱۳۹۸ھ، جمع وتبوت عبدالرحمن بن محمد بن قاسم النجدی العاصمی الحنبلی۔

۲۶۹۔ محاضرات تاریخ امم الاسلامیہ : (الدولة العباسیہ) شیخ محمد الخضری بک (متوفی ۱۹۶۷ء) مصر، مکتبہ تجاریہ الکبری طبع عاشر س، ن۔

۲۷۰۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخرالدین رازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) سعودیہ، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء تحقیق جابر فیاض علوانی۔

۲۷۱۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخرالدین رازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) السعودیہ، مکتبہ نزار مصطفیٰ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء تحقیق عادل احمد عبدالموجود علی محمد معوض۔

۲۷۲۔ المحلی : ابو محمد علی بن احمد بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ) قاہرہ، مکتبہ دارالتراث س، ن۔ تحقیق احمد محمد شاکر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷۳۔ مختار الصحاح : محمد ابن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (متوفی ۷۶۰ھ) مصر، مصطفی البابی الحلبی س،ن۔

۲۷۴۔ مختصر المنار : زین الدین ابی العز طاہر بن حسن الحلبی حنفی معروف بابن حبیب الحلبی (۷۴۰ھ۔۸۰۸ھ) دمشق، المکتبہ الہاشمیہ ۱۳۳۰ھ۔

۲۷۵۔ مختصر المنتھی الاصولی : جمال الدین ابو عمر عثمان بن عمر ابی بکر حاجب مالکی (۵۷۱ھ۔۶۴۶ھ) قاہرہ، مطبعہ کردستان العلمیہ ۱۳۲۶ھ۔

۲۷۶۔ مختصر تنقیح الفصول فی الاصول : شہاب الدین احمد القرافی مالکی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ) دمشق، المکتبہ الہاشمیہ ۱۳۳۰ھ۔

۲۷۷۔ المختصر فی اصول الفقه علی مذهب الامام احمد بن حنبل : علی بن محمد بن علی بن عبا بن شیبان البعلی الدمشقی الحنبلی : علاء الدین ابو الحسن المعروف بابن اللحام ، (۷۵۰ھ۔بعدہ) مکۃ المکرمہ، جامعہ الملک عبد العزیز ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء۔

۲۷۸۔ المخطوطات العربیه فی حلب (المنتخب) اعداد مرکز الخدمات والابحاث التقافیه : بیروت، عالم الکتب ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء۔

۲۷۹۔ مخطوطات المکتبه العباسیه : مصر علی الخاقانی، مطبعه المجمع العلمی العراقی ۱۳۱۰ھ۔۱۹۶۱ء۔

۲۸۰۔ المدخل الی علم اصول الفقه : محمد معروف الدوالیبی ، بیروت، مطابع دار العلم للمابین طبع خامس ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء۔

۲۸۱۔ المدخل الی مذهب الامام احمد : عبد القادر بن احمد بن مصطفیٰ ابن بدران، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء۔

۲۸۲۔ المدخل للفقه الاسلامی تاریخه ومصادره ونظریاته العام : محمد سلام مدکور، قاہرہ، دار النہضہ العربیہ ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء۔

۲۸۳۔ المدونه الکبری : امام مالک بن انس الاصبحی (۹۳ھ۔۱۷۹ھ) مصر، مطبعہ الخیریہ ۱۳۲۴ھ۔

۲۸۴۔ المذاهب الفقهیه الاربعه الحنفی ، الشافعی ، الحنبلی وانتشارها وانتشارها عند جمهور المسلمین ، لاحمد تیمور باشا معه دراسه تحلیه شیخ محمد ابوزهره مترجم معراج محمد باروق : کراچی قدیمی کتب خانہ س،ن۔

۲۸۵۔ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان : ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان عفیف الدین الیافی الیمنی المکی (متوفی ۷۶۸ھ) حیدر آباد دکن، مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۳۸ھ۔

۲۸۶۔ مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات : ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاہری الاندلسی (۳۷۴ھ۔۴۵۶ھ) قاہرہ، مکتبہ القدسی ۱۳۵۷ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۸۷۔ مرقات : ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) ملتان، مکتب امدادیہ ۱۳۹۲ھ۔

۲۸۸۔ مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی : حکیم نجم الغنی رامپوری (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۲ء) کراچی، میر کتب خانہ س،ن۔

۲۸۹۔ المسائل الاصولیه من کتاب الروایتین الوجهین : محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد القاضی ابویعلی البغدادی الحنبلی (۳۸۰ھ۔۴۵۸ھ) الریاض، مکتبہ المعارف ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء تحقیق عبدالکریم محمد اللاحم۔

۲۹۰۔ المستصفی : ابوحامد بن محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ) کراچی، ادارۃ القرآن ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۲۹۱۔ المستصفی من علم الاصول : ابوحامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ) کراچی، ادارۃ القرآن ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۲۹۲۔ المستصفی من علم الاصول : ابوحامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۶۰ھ۔۵۰۵ھ)۔

مع

کتاب فواتح الرحموت عبدالعلی محمد بن نظام الدین الانصاری بشرح مسلم الثبوت فی اصول الفقه لمحب الله بن عبد الله بن عبد الشکور۔ بغداد، مکتبه المثنیٰ ۱۹۷۰ء، مصر، مطبعہ بولاق ۱۲۵۴ھ۔

۲۹۳۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام : نواب صدیق حسن بھوپالی (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ) بھوپال، مطبعہ شاہجہانی ۱۳۱۰ھ۔

۲۹۴۔ مسلم الثبوت : قاضی محب اللہ البہاری بن عبدالشکور حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ)۔

مع

کشف المبهم : محمد بشیر الدین بن مولانا محمد کریم الدین العثمانی القنوجی، کراچی، محمد سعید اینڈ سنز تاجران س،ن۔

۲۹۵۔ المسند امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ۔۲۴۳ھ) بیروت، دارالفکر طبع ثانی ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء تحقیق صدقی محمد جمیل العطار۔

۲۹۶۔ المسند امام بن حنبل (۱۶۴ھ۔۲۴۳ھ) بیروت، مکتب اسلامی ۱۳۹۸ھ۔

۲۹۷۔ المسوده فی اصول الفقه : مجدالدین ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ الخضری حنبلی (۵۹۰ھ۔۶۵۲ھ) شہاب الدین ابوالمحاسن عبدالحلیم بن عبدالسلام حنبلی (۶۲۷ھ۔۶۸۲ھ) شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن حلیم (متوفی ۷۵۱ھ) بیروت، دارالکتاب العربی س،ن۔ جمع وتبییض شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن عبدالغنی الحنبلی الحرانی الدمشقی (متوفی ۷۴۵ھ)۔

۲۹۸۔ مشکوٰۃ المصابیح : ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (متوفی ۷۳۷ھ بعدہ) کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۳۶۸ھ۔

۲۹۹۔ المصنف : ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی (متوفی ۲۳۵ھ) کراچی، ادارۃ القرآن ۱۴۰۶ھ۔

۳۰۰۔ المصطلح الاصولی ومشکله المفاهیم : علی جمعہ محمد، قاہرہ، المعہد العالی للفکر الاسلامی ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۰۱۔ المعالم فی اصول الفقه : امام فخر الدین شافعی (۵۴۴ھ ۶۰۶ھ)۔ قاہرہ، دارعلم المعرفہ ۱۴۱۴ھ ۔ ۱۹۹۴ء تحقیق شیخ عادل احمد عبدالموجود شیخ علی محمد معوض۔

۳۰۲۔ المعتمد فی اصول الفقه : ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ ۔ ۱۹۸۳ء تقدیم شیخ خلیل الیس۔

۳۰۳۔ معجم الادباء ، یاقوت الحموی (متوفی ۱۲۲۹ھ) : بیروت، داراحیاء التراث العربی س،ن۔

۳۰۴۔ معجم الاصولیین : محمد مظہر بقا۔ مکہ المکرمہ، جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ۔

۳۰۵۔ المعجم الفهرس لالفاظ الحدیث النبوی : اے ونسک وِنْ پرنسخ ۔لندن، مطبعہ بریل طبع ۱۹۶۹ء۔

۳۰۶۔ معجم المولفین تراجم مصنفی الکتب العربیه : عمر رضا کحالہ۔ دمشق، المکتبہ العربیہ ۱۳۷۶ھ ۔ ۱۹۵۷ء۔

۳۰۷۔ معدن الجواهر بتاریخ البصره والجزائر (جزائر الخلیج العربی الفارسی) : نعمان بن محمد بن العراق (دسویں صدی ہجری کے عالم)۔ اسلام آباد، مجمع بحوث الاسلامیه ۱۳۹۳ھ ۔ ۱۹۷۳ء تحقیق محمد حمید اللہ۔

۳۰۸۔ المغنی : موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (متوفی ۶۳۰ھ)۔ مصر، مطبعہ المنار طبع ثانی ۱۳۴۷ھ۔

۳۰۹۔ المغنی فی اصول الفقه : امام جلال الدین ابی محمد عمر بن محمد بن عمر الخبازی حنفی (۶۲۹ھ ۔ ۶۹۱ھ)۔ مکہ المکرمہ، جامعہ ام القری ۱۴۰۳ھ، تحقیق محمد مظہر بقا۔

۳۱۰۔ مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول یا مفتاح الوصول الی ابتناء الفروع علی الاصول یا مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول : ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن یحییٰ بن علی بن محمد بن القاسم العلوی الحسینی معروف بہ شریف التلمسانی مالکی (۷۱۰ھ ۔ ۷۷۱ھ)۔ مصر، مطبع السعادہ ۱۴۰۱ھ ۔ ۱۹۸۱ء تحقیق احمد عز الدین عبداللہ خلف اللہ۔

۳۱۱۔ مفتاح السعاده : عصام الدین ابوالخیر احمد بن مصلح الدین مصطفیٰ، ابن خلیل، طاش کبری زادہ (۹۰۱ھ ۔ ۹۶۴ھ)۔ حیدر آباد دکن، دائرہ المعارف العثمانیہ ۱۳۵۶ھ۔

۳۱۲۔ مقدمه ابن خلدون : عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون مالکی (۷۳۲ھ ۔ ۸۰۸ھ)۔ بغداد، مکتبہ المثنیٰ س،ن۔

۳۱۳۔ مکمل اکمال الاکمال : ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسینی (متوفی ۸۹۵ھ)۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ س،ن۔

۳۱۴۔ المنار : ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ)۔ مصر، مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۱۵۔ مناقب الامام ابی حنیفه : للا مامین امام الموفق بن احمد المکی (متوفی ۵٦۸ھ)، حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الکردری الحنفی (متوفی ۸۲۷ھ)۔کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ ۱۴۰۷ھ۔

۳۱٦۔ مناقب الامام الشافعی : ابی السعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم، ابن الاثیر الجزری (۵۴۴ھ-٦۰٦ھ)۔جدہ، دار القبله للثقافه الاسلامیه، بیروت، موسسہ علوم القرآن ۱۴۱۰ھ-۱۹۹۰ء، تحقیق خلیل ابراہیم ملا خاطر۔

۳۱۷۔ مناقب الامام مالک بن انس : قاضی عیسیٰ بن مسعود الزواوی (متوفی ۷۴۳ھ) مدینۃ المنورہ، مکتبہ طیبہ ۱۴۱۱ھ-۱۹۹۰ء تحقیق الطاہر محمد الدردیری۔

۳۱۸۔ مناهج الاصولیین فی طرق دلالات الالفاظ علی الاحکام : خلیفہ بابکر الحسن۔القاہرہ، مکتبہ وہبہ ۱۴۰۹ھ-۱۹۸۹ء۔

۳۱۹۔ المنخول من تعلیقات الاصول : ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ)۔دمشق، دار الفکر طبع ثانی ۱۴۰۰ھ۔تحقیق محمد حسن ہیتو۔

۳۲۰۔ منتهی السول فی علم الاصول وهو مختصر کتاب الاحکام فی اصول الاحکام : سیف الدین ابوالحسن الآمدی الشافعی (۵۵۱ھ-٦۳۱ھ)۔مصر، طباعة الجمعیة العلمیة الازهریه المصریه المطبعہ یوبہ س،ن۔

۳۲۱۔ منتهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل : جمال الدین ابو عمر عثمان بن عمر ابی بکر ابن حاجب مالکی (۵۷۱ھ-٦۴٦ھ)۔مصر، مطبع السعادہ ۱۳۲٦ھ۔

۳۲۲۔ منهاج الوصول الی علم الاصول : ابوالخیر ناصر الدین عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی البیضاوی شافعی (متوفی ٦۸۵ھ)۔قاہرہ، عالم الکتب ۱۳۴۳ھ۔

۳۲۳۔ منهاج الوصول الی علم الاصول : ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ٦۸۵ھ)۔مصر، مطبعہ السعادۃ ۱۳۷۰ھ-۱۹۰۱ء تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید۔

۳۲۴۔ الموافقات فی اصول الشریعه : ابو اسحٰق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی شاطبی مالکی (متوفی ۷۹۰ھ)۔بیروت، دار المعرفہ س،ن۔تحقیق عبداللہ دراز۔

۳۲۵۔ الموسوعه الفقهیه : کویت، وزارۃ الاوقاف الشؤون الاسلامیہ طبع ثانی ۱۴۰۴ھ-۱۹۸۳ء۔

۳۲٦۔ الموطا : ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن انس ابی عامر (۹۳ھ-۱۷۹ھ)۔کراچی، دار الاشاعت س،ن۔

۳۲۷۔ الموطا : ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد (۱۳۲ھ-۱۸۹ھ)۔کراچی، نور محمد اصح المطابع س،ن۔

۳۲۸۔ موسوعه جمال عبدالناصر فی الفقه الاسلامی : قاہرہ، وزارت الاوقاف ۱۳۸۱ھ۔

۳۲۹۔ میزان الشریعه الکبری . عبدالوہاب شعرانی شافعی (متوفی ۹۷۳ھ)۔مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۹ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ن)

۳۳۰۔ النبذ فی اصول الفقہ : ابن حزم الظاہری الاندلسی (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ)۔مصر،مکتبۃ الکلیات الازہریہ ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء تحقیق احمد حجازی السقا۔

۳۳۱۔ النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ : جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی (۸۱۳ھ۔۸۷۴ھ)۔مصر، وزارۃ الثقافہ والارشاد القومی المؤسسہ المصریہ العامہ۔

۳۳۲۔ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر: عبدالحئی بن فخرالدین الحسینی (متوفی ۱۳۴۱ھ)۔حیدرآباد دکن مجلس دائرہ المعارف النعمانیہ ۱۳۸۱ھ۔۱۹۵۱ء۔

۳۳۳۔ نظریۃ المصلحۃ فی الفقہ الاسلامی : حسین حامد حسان۔مصر،دارالنھضہ ۱۹۷۱ء۔

۳۳۴۔ نظم العقیان فی اعیان الاعیان (وھو یتضمن تراجم مشاہیر القرن التاسع للھجرہ فی مصر وسوریہ وسائر العالم الاسلامی) : امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ نیویارک،المطبعہ،السوریہ الامریکیہ ۱۹۲۷ھ۔بغداد، مکتبہ المثنی۔

۳۳۵۔ النفائس الاصول فی شرح المحصول : شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن الصنہاجی المصری القرافی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ)۔الریاض،مکتبہ مصطفیٰ الباز طبع ثانی ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء، تحقیق عادل احمد عبدالموجود،علی محمد معوض۔

۳۳۶۔ نہایۃ السول : جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن الاسنوی شافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۶ھ)۔بیروت،دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۴ء۔

۳۳۷۔ نہایۃ السول فی شرح مناھج الوصول للقاضی بیضاوی (متوفی ۶۷۵ھ) : جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن الاسنوی شافعی (متوفی ۷۷۲ھ)۔

مع

حواشیہ المفیدہ سلم الوصول بشرح نہایۃ السول : شیخ محمد بخیت المعیطی۔القاہرہ،عالم الکتب س،ن۔

۳۳۸۔ نہایۃ الوصول الی علم الاصول فی شرح المحصول للرازی یا نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول : محمد بن عبدالرحیم بن شیخ صفی الدین الہندی الارموی شافعی (۶۴۴ھ۔۷۱۵ھ)۔مکۃ المکرمہ،المکتبہ التجاریہ س،ن۔تحقیق صالح بن سلیمان الیوسف وسعد بن سالم الشریح۔

۳۳۹۔ نور الانوار علی المنار : حافظ شیخ احمد ملاجیون حنفی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ)۔مصر،مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۳۴۰۔ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار : شیخ محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔مصر،مکتبہ الکلیات الازہریہ طبع جدید۔۱۳۹۸ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(و)

۳۴۱۔ الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی (متوفی ۷۶۴ھ)۔فسبادن (جرمنی)، دار النشر فرانزشتانیز ۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۲ء۔

۳۴۲۔ الوجیز فی اصول الفقہ : امام کراماستی (متوفی ۸۹۹ھ)۔قاہرہ، المکتب الثقافی ۱۹۹۰ء۔تحقیق احمد حجازی السقا۔

۳۴۳۔ الوجیز فی اصول الفقہ : عبدالکریم زیدان۔لاہور، فاران اکیڈمی س،ن۔

۳۴۴۔ الورقات : امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد ابن حیویہ الجوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔مصر، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی طبع ثانی ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء۔

۳۴۵۔ الوسیط فی اصول الفقہ : وھبہ الزحیلی۔دمشق، مطبعہ جامع دمشق ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء۔

۳۴۶۔ الوصول الی الاصول : ابن برہان ابوالفتح احمد بن علی بن محمد الوکیل شافعی (۴۷۹ھ۔۵۲۰ھ)۔ریاض، مکتبہ المعارف ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء، تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۳۴۷۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان : ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ)۔مصر، مطبعہ المینیہ احمد البابی الحلبی ۱۳۰۱ھ۔

(ھ)

۳۴۸۔ الھدایہ : برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن الخلیل الفرغانی المرغینانی (۵۱۱ھ۔۵۸۳ھ)۔کراچی، قرآن محل س،ن۔

۳۴۹۔ ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین : اسماعیل پاشا البغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ)۔بیروت، دار الفکر ۱۹۸۲ء۔

2007

www.kitabosunnat.com

تمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

English Books

1. "An introduction to Islamic Law", *Joseph Schacht, London,* Oxford University Press 1966.
2. "Arabic-English Lexicon", Edited by *Stanley Lane Poole,* London Williams and norgate 1877.
3. "Conflict and Tension in Islamic Junisprodence", *Noel J. Couslon,* London, The University of Chicago Press 1967.
4. "Encyelopaedia of Religion and Ethics", Edited by *James Haslings,* Edinburigh: T. & T. Clark.
5. "Principles of Islamic Junisprudence", *M. Hashim Kamali,* Malaysia Pelanduk Publication 1989.
6. "Shorter Encyclopaedia of Islamic", Edited by *H. A. R Gibb* and *J. H. Kramers,* Leiden E. J Brill 1953.
7. "Source Methodology in Islamic Junisprudence" *(Usural Figh al Islam), Taha Jabir al Alwani,* Herndon 1415-1994.
8. "The Encyclopaedia of Religion", Edited by *Mircea Eliade,* New York, Macmillon Publishing Company 1987.
9. "Theories of Islamic Law", *Imran Ahsan Khan Nyazee,* Islamabad, Islamic Research Institute 1994.
10. "The Origins of Muhammadan Jurisprudence", *Joseph Schach,* Oxford 1950.

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

وارثینِ خاتم الانبیاء ﷺ نے شریعتِ کاملہ اور اس کے ابدی دائمی اصول وضوابط، استنباط واستخراجِ مسائل اور فقہی جزئیات کی توضیح و تشریح و پوشیدہ علتوں کے علم کو اصولِ فقہ کے نام سے مدون کیا۔ ہر دور میں اس فن میں منظوم ومنثور، مختصر ومطول کتابیں تصنیف ہوئیں۔

زیرِ نظر کتاب **"فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ عہدِ رسالت ﷺ تا عصرِ حاضر"** جو درحقیقت ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس میں انہوں نے عہدِ رسالت سے عصرِ حاضر تک کے ایک ہزار سے زائد اصولیین کی فنِ اصولِ فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف، سو سے زائد اہم کتب کا ارتقائی انداز سے تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ نیز مختلف ممالک کے معروضی، سیاسی وجغرافیائی حالات میں فنِ اصولِ فقہ کے نشیب وفراز، مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات اہمیت، محاسن و معائب اور شروح وحواشی کو مؤلفین کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ اوّل تا آخر عنوانات ومضامین میں حسنِ ترتیب، تسلسل، جامعیت ویکسانیت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اربابِ علم ودانش کے لئے انمول علمی تحفہ۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

DIU-7127